

جام جمہالیہ
بانیہ

شیویرشاد

فہرست

صفحہ

ہندوستان

۲۶	عوض و طول - وجہ تسمیہ - حدود اربعہ
۲۸	لمبان چوڑان - وسعت - آبادی - تعریف
۳۰	بھاڑ
۳۸	تندی
۵۱	نہر جھیل
۵۳	نبیانات
۴۴	حیوانات
۷۸	معدنیات
۷۹	موسم
۸۰	آدمی
۸۹	مذہب
۸۹	علم
۹۲	زبان
۹۲	صناعت
۹۵	تجارت



اگر کبھی انسان کسی عالیشان مکان کے درمیان جا
 تو گیا اور سکا دل اس بات کو بچا ہیگا کہ اس مکان کے ایک کمرے
 اور کوٹھری کو گھوم گھوم کر دیکھے اور اونہیں جو جو چیزیں
 عجیب و غریب اور نادر رکھی ہوں سب کو اچھی طرح ملاحظہ
 کرے۔ لیکن خیال کرے کہ اگر اس مکان میں بہت سے کمرے
 ایسے ہوں کہ جنہیں اجنبی آدمی کے جانے کی روک ٹوک نہ پانچو
 اوسی سیر کرنے والے کو بالکل کمرون میں جا کر ہر ایک چیز کے
 دیکھنے کی فرصت نہ ملے اور کوئی آدمی اس مکان کے سارے
 حال سے واقف کار اس سیر کرنے والے کو اون سب کو بخوبی
 تفصیلاً اور بتلا دینا قبول کرے تو پھر کیا یہ کہہ سکتا ہے

ہو کر اس بات کو غنیمت نہیں سمجھیں گے اور اس کیفیت سے نرسنت
 نہ اٹھاویگا؟ پس جب انسان کا دل ایک مکان کے کمرے کو
 دیکھ کر اس قدر خوش ہوتا ہے تو اب ہم جو اس دنیا کے ملک پہا
 ندی جھیل اور شہر اور اون ملکوں میں جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور
 جو جو باتیں ایسی حیرت خیز اور تعجب انگیز ہیں کہ نہ کبھی کاٹنہیں
 نہ آنکھوں دیکھیں سارا اونکا بیان اور وہاں کے لوگوں کی
 زبان چال ڈھال اور وضع پتے وار بتلا دیوں تو کیا اوسکے
 سے طبیعت کو ایک سرور اور کلفت دور نہو جاوے گی بلکہ ایسا
 تو کوئی شاذ ہی کوڑھ مغز آدمی ہوگا کہ جبکا دل ایسی باتیں تلا
 نکرے اور ایسی حکایتیں سنکر سنانے والے کا شکر گزار
 نہ بنے پس یہاں خاص مطلب ہمارا اس تمہید کے اوشحائے
 سے یہ ہے کہ اب ہم اس کتاب میں کچھ بیان کرے زمین کا
 کرتے ہیں لیکن اوس عالیشان مکان کے کمرے کا حال سننے
 پہلے سیر کرنوالے کو مکان کے حصوں کا نام اور اونکی صورت
 جان رکھنا بہت ضروری ہے کہ دروازہ کیسا ہوتا ہے اور کھنجا کسکو

کہتے ہیں اور والا ان کیہا شے ہی اور کوٹھری کا نام ہی کیونکہ جب تک وہ سیر کرنے والا ان چیزوں سے بے خبر رہیگا تب تک وہ مکان کے کمرون کا حال کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھ سکیگا اس واسطے پہلے ہم زمین کے حصّوں کے نام لکھتے ہیں جنکو یاد رکھنے سے اس کرّہ زمین کا سارا حال خیال میں آجاوے اور اسکی صورت نظر میں سما جاوے +

جاننا چاہئے کہ یہ کرّہ زمین جو نارنگی سا گول ہی اور بغیر

کسی سہارے کے ادھر میں سورج کے گرد گھومتا ہے * سہارے کا نام

دو تہائی سے زیادہ پانی سے ڈھپا ہوا ہی نا والنون کو اس بات کے ستنے سے بڑا تعجب ہوگا کہ زمین بغیر کسی سہارے کے ادھر میں کس طرح رہ سکتی ہے اور انکو اس بات پر اچھی طرح غور کرنا چاہئے کہ جو کسی چیز کو زمین کا سہارا مانینگے تو پھر اس کے پیر سہارے کے لیے بھی کوئی دوسرا سہارا ضرور ماننا ہوگا اور پھر اسی طرح

* زمین کا گھومنا محسوس کا بدلنا مدوجرا اور دن رات کا گھٹنا بڑھنا
یہ اس کتاب کے آخر میں بیان ہوگا

ایک کے لیے دوسرے کا سہارا برابر ٹھہرانے چلے جانا پڑا۔ یہاں
 تک کہ آخر تھک کر یہی کہنے لگے کہ سب سے پچھلے سہارے کا کوئی دوسرا
 سہارا نہیں ہی وہ خدا کی قدرت سے آپہی ادھر میں ٹھہرنا ہی
 غرض جب یہی بات ہی تو اتنا بکھیرا کر کے پہلے ہی سے یہ بات
 کیون نہ کہہ دیوں کہ جیسے سورج چاند اور تارے ادھر میں ٹھہر
 ہیں اسی طرح زمین بھی خدا کی قدرت سے بغیر سہارے ادھر
 میں ٹھہر رہی ہی اور یہی بات ہندوؤں کے جوتش شناس تریں
 لکھی ہی انگریزوں نے علم اور دور میں وغیرہ حکمت کی پوری
 کے زور سے صاف ثابت کر دکھلائی ہے پہاڑ جو دکھینے میں
 بہت بڑے معلوم پڑتے ہیں جب زمین کے ذیل ڈول رہیں
 کر دکھ جائیں پچیس ہزار برس میں کاہی * تو ایسے نظر پڑینگے

گروہی شکل
 کا ثبوت

* دو میل کا ایک پکا گوس ہوتا ہی سڑک پر جہاں چتر گڑے ہیں وہ
 میل ہی کے برابر سے گڑے ہیں ہم نے اس کتاب میں کوس کا حساب
 نہیں لکھا کہ وہ کسی ضلع میں چھوٹے اور کسی ضلع میں بڑے ہوتے
 ہیں بلکہ پہاڑی لوگ بوجھوں پر اور چلنے والے کی طاقت دیکھ کر کوس کا

جسے نازنگی کے چھلکے پر کہیں کہیں روے یا دانے دانے سے
 رہا کرتے ہیں اگرچہ ہندوؤں کے جو قشش شاسترین بھی زمین کو
 ہی بتلایا ہی مگر اب انگریزی جہازوں کے سمندر میں چاروں طرف
 گھوم آنے سے اس بات میں کچھ بھی شک باقی نہ رہا کیونکہ جب
 جہاز جو برابر سیدھا ایک ہی جانب کو رخ کیے چلا جاتا ہے چلتے
 چلتے کچھ دنوں بعد بغیر واسنہ بائیں مڑے پھر اسی مقام پر جاتا
 ہی جہان سے چلا تھا تو اس حالت میں زمین کی شکل سوائے
 گول کے اور کسی طرح کی بھی نہیں ٹھہر سکتی اور سچ ہی جو زمین گول
 نہوتی تو ہمارے پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیاں ہندوستان کے
 سارے شہروں سے کیوں نہ دکھلائی دیتیں یا او سکی جو پوٹن
 پر سے دو ربین لگا کر کہ جس سے لاکھوں کوس کے
 حساب کرتے ہیں وہی منزل جو بونہے والے کو وے دنس کو س کی
 بتلا دینگے خالی آدمی کے لیے پانچ کوس کی گینگے اور جو کبھی وہ آدمی
 گھوڑے پر سوار ہو جاوے تو پھر وے او س منزل کو دو رہی
 کوس کی گینگے

تارون کی صورتیں دکھلائی دیتی ہیں برسات کے بعد جب آسمان
 میں گرد و غبار کچھ بھی نہیں رہتا ساہرا ہندوستان کیون نہ دیکھ
 لیتے بلکہ سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر جو کسی آتے ہو جہاز
 کو دیکھنے لگو تو پہلے اس کا مستول یعنی اوپر کا حصہ اور پچھلے
 جہاز کچھ نزدیک آ جاویگا تو پتوار یعنی نیچے کا حصہ دکھلائی
 دیویگا کیونکہ جب تک جہاز نزدیک نہیں آتا زمین کے گول
 ہونے کے باعث اس کا نیچے کا حصہ پانی کی اوٹ میں چھپا
 رہتا ہے یہ پانی جس سے دو تہائی زمین ڈھکی ہوئی ہے بحر یا سمندر
 کہلاتا ہے اگرچہ سمندر اس گڑہ زمین پر ایک ہی ہے لیکن جیسے
 حویلیوں کا ٹھکانا ملنے کے لیے شہر کو محلوں میں بانٹ دیتے
 ہیں ویسے ہی سمندر میں ٹاپو اور جہازوں کا سہج میں تبا لگانے
 کے واسطے اس کے پانچ حصے کر کے پانچ نام رکھ دیئے ہیں
 پہلے حصے کو جو آمریکا کے برعظیم سے فرنگستان اور افریقہ کے ملک
 تک پھیلا ہوا ہے اطلانٹک سمندر کہتے ہیں دوسرے حصے کو جو
آفریقا کے برعظیم اور ایشیا کے ملک کے بیچ میں ہے یاسفٹ

اسمندی تقیم

سمندر بولتے ہیں تیسرا حصہ جسکی حد افریقہ کے ملک سے لیکر
 ہندوستان اور اسٹریٹیا کے ٹاپو تک ہی اوسکا نام ہند کا
 سمندر رکھا گیا ہے اور چوتھے اور پانچویں حصوں کو جو سہما
 اور جنوبی کے گرد ہیں اور تراور دکھن کا سمندر پکارتے ہیں
 ان پچھلے دو سمندروں کا پانی سردی کی زیادتی سے جم کر
 ہمیشہ بچ بنا رہتا ہے جو قطب کے نزدیک ہی وہ تو کبھی نہیں
 گلتا اور باقی گرمیوں کے موسم میں جہاں کہیں گلتا ہے
 تو بخ کے ٹکڑے پہاروں کی طرح وہاں پانی میں تیرنے لگتے
 ہیں جہازوں کو ان سمندر میں بڑا ڈر ہے جو کبھی بخ کے
 ٹکڑوں کے بیچ میں پھنس جاوین تو پھر اوس جگہ سے اونکا
 نکلنا مشکل ہی ہوتی ہے جو سمندر کے سب جانوروں سے
 بڑی اور قریب نساٹھ ہاتھ کے لہنی ہوتی ہے اکثر انھیں میں
 رہتی ہے ان پانچوں سمندر کے جو چھوٹے ٹکڑے دور
 تک زمین کے اندر آگئے ہیں وہ کھاڑی یا بحیرہ یا خلیج کہلاتے
 ہیں اور خلیجوں کے نام اکثر اون شہر یا ملکوں کے

نام پر بولے جاتے ہیں جو اونکے نزدیک یا کنارے پر ہوتے
 ہیں اگر سمندر کے دو بڑے ٹکڑوں کو یا سمندر سے کسی خلیج کو کوئی
 تنگ ٹکڑا سمندر کا شامل کرے تو اسے آبنا سے کہتے ہیں
 بندر وہ مقام ہی جہاں جہاز سمندر کی کول میں آکر لنگر ڈالنے
 میں اس کڑے زمین کا ایک تہائی جو پانی سے باہر خشک یعنی
 زمین ہی کچھ ایک ہی جگہ نہیں بلکہ کسی جگہ ٹکڑا ٹکڑا سمندر کے
 بیچ بیچ میں نمودار ہو رہا ہی جیسے صاف نیلے آسمان میں
 برس جلنے کے بعد بادل کے ٹکڑے دکھلائی دیتے ہیں
 ان زمین کے ٹکڑوں میں دو ٹکڑے بہت بڑے ہیں اور
 اسی واسطے براعظم کہلاتے ہیں باقی چھوٹے چھوٹے پاپو
 یا جزیرے کہے جاتے ہیں زمین کے حصے جو دور تک سمندر
 میں نکل گئے ہیں یعنی تین طرف اونکے پانی ہی اور ایک طرف
 براعظم سے ملے ہوئے ہیں اونکا نام جزیرہ نما ہی اور اسی
 جزیرہ نما کا سراسر یعنی اگلا حصہ راس ہی اور پچھلا حصہ جہان وہ
 براعظم سے ملتا ہی جو تنگ اور چھوٹا ہو تو گردن زمین کہا

زمین کے
 ٹکڑے نام

جاویگا کیونکہ جیسے گردن سر کو دھڑ سے ملاتی ہے اسی طرح
 یہ بھی زمین کے چھوٹے حصے کو بڑے حصے سے ملاتا ہے۔
 بھی جاننا ضرور ہے کہ زمین سب جگہ برابر ایک سی ٹاڈاں میدان
 نہیں ہے کسی جگہ بہت اونچی ہوگئی ہے اونچی زمین کا نام پہاڑ
 ہی اور جن پہاڑوں کے اندر سے آگ نکلتی ہے وہ سٹیشن
 یا جو آلا نکلی کہلاتے ہیں پہاڑوں کے جھرنے اور نہیہ پانی
 جو اکٹھا ہو کر میدان میں بہتا ہوا سمندر کو جاتا ہے یا کسی حصے میں
 جا کر تباہی اوسے ندی کہتے ہیں مگر جو ندی بہت بڑی ہوتی ہے
 اوسے دریا بھی پکارتے ہیں اور جو بہت ہی چھوٹی ہوتی ہے
 وہ تالا کہلاتی ہے اور جو ندی سے کاٹ کر کسی دوسری جگہ پانی
 لیجاوین تو اوسے نہر بولتے ہیں جب کبھی اس نہر کے پانی
 کو بہنے کی راہ نہیں ملتی اور کسی نیچی زمین میں اکٹھا ہو جاتا ہے
 تو وہی تال اور جھیل ہی جس طرح پر کوئی باغبان یا زمیندار
 کسی بڑے باغ یا کھیت کو جدا جدا قسم کے پھول یا غلے بونے
 کے لیے تختے چمن اور کھار یوں میں حصے کرتا ہے اسی

طرح ہیہ زمین بھی جدا جدا قوم کے آدمی اور جدا جدا بادشاہ
 راجا اور کارداروں کے بادشاہی راج اور کاردارمی کے
 باعث جدا جدا حصوں میں مٹی ہوئی ہی ملک چھوٹے اور بڑے
 سب حصوں کو کہہ سکتے ہیں مگر ولایت اوسے بڑے حصے
 کو کہینگے جس میں نرالی قوم بستی ہو اور جہان کا چلن اور روٹ
 جدا ہی برتا جاتا ہو یہ ولایتیں بموجب اپنی لمبان چوڑائی
 کے صوبوں میں اور صوبے ضلعوں میں اور ضلع پرتوں
 میں بٹے رہتے ہیں اور پھر ہر ایک پر گئے میں کئی ایک
 موضع یعنی گانویستے ہوتے ہیں جو بستی بہت بڑی ہوتی ہی
 یعنی جس میں ہزاروں آدمی بستے ہیں اور پکے سنگین بڑے بڑے
 مکان بنے ہوتے ہیں اوسکو شہر کہتے ہیں شہر سے چھوٹا اور
 سے بڑا قصبہ کہلاتا ہی ۴۰

اب یہاں اس کتاب کے پڑھنے والوں کو یہ بھی سوجنا
 چاہئے کہ اگرچہ اوس عالیشان مکان کے سب کمروں کا
 حال جنگو سیر کرنے والا آپ نہیں دیکھ سکتا کسی جاگزار

کرۃ زمین
 اور نقشہ

آدمی سے منکر ضرور اسکے دل کو خوشی حاصل ہو ویگی لیکن
 جو وہ آدمی اوسکو اون کمرون کا نمونہ یا تصویر بھی دکھلا دیو
 تو پھر اوس سیر کرنے والے کو کیسا مزہ ملیگا اور کتنا سرور
 ہاتھ لگیگا غرض کہ سطح جانکار آدمیوں نے طالب علم حضرت
 کے دیکھنے کے واسطے کرۂ زمین کا نمونہ اور اوسکی تصویر بھی بنا لی
 ہی کرۂ زمین کے نمونے کو بھی کرۂ زمین کہتے ہیں اور
 ٹھیک کرۂ زمین کے ڈول پر گول بتاتے ہیں اور تصویر وہی جسکو
 نقشہ کہتے ہیں مگر اس تصویر میں فرق ہی ہم اسی ایک مکان
 کی تصویر کہنی طرح سے کھینچ سکتے ہیں جو کسی چھوٹے سے کاغذ
 پر کھینچیں تو اوس مکان کا ڈول تو بیشک معلوم ہو جاویگا لیکن
 اوسکے در دیوار اچھی طرح نہ ظاہر ہو سکنگے اور جو بڑے کاغذ
 پر بناوین تو در دیوار البتہ معلوم ہو جاوینگے مگر پھر بھی اونکی
 نقاشی بھی خوب نمودار ہو ویگی کہ جب اونکے جدا جدا حصوں کی جدا
 جدا تصویر کھینچی جاوے اسی طرح کرۂ زمین کا نقشہ بھی جو چھوٹا
 ہوتا ہی اوس سے صرف اوسکا ڈول اور جو بڑے کاغذ پر کھینچیں

سے صرف اتنا کہ کون ملک کس طرف ہی معلوم ہو سکتا
 ہی لیکن گانواور شہر اور پساڑ اور ندی اور شہر کو کون
 حال شرح وار بھی جانا جاویگا کہ جب جدا جدا ولایت بلکہ جدا
 جدا پر گون کا جدا جدا نقشہ کھینچا جاوے جانا چاہئے کہ کرۂ زمین
 نارتنگی کی طرح گول ہی اور سمندر اور ٹاپواؤ کے ہر جانب میں
 پڑے ہیں اور تصویر میں ساری چیزوں کا ایک ہی جانب
 دکھلائی دیتا ہی دونوں جانب ہرگز دکھلائی نہیں دیکھے ہو
 کرۂ زمین کے نقشے میں اوسکے دونوں جانب کی دو تصویریں
 لکھی ہیں جیسے آدمی کے چہرے کی کوئی تصویر کھینچ کر اوسکے
 جانبوں کو دکھلانا چاہے تو ضرور اوسکو دو تصویریں لکھنی
 پڑیں گی ایک میں تو انکھ ناک کان اور منہ وغیرہ نظر ٹہریں گے اور
 دوسری میں چہرے کی پچھاڑی یعنی گدی اور سر کے
 بال نگاہ میں آویں گے لیکن کرۂ زمین کی تصویر دیکھ کر کوئی نہ
 سمجھے کہ وہ چکی کے پاٹوں کی طرح چپا ہی وہ تصویر میں چپا
 اس واسطے معلوم ہوتا ہی کہ تصویر میں کسی چیز کی بھی بلندی صاف

حد عرض خط

ظاہر نہیں ہو سکتی یہ بھی بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ ہاں میں
 کاٹا اور شہر وغیرہ کا پتہ لگنے کے واسطے اور اس بات کے
 لئے جو کسی ولایت کا جہان نقشہ کھچا ہو تو فوراً یہ جانسکین کہ وہ
 ولایت کرہ زمین کے کس حصے میں کون کون سی ولایت
 سے کس طرف کو پڑتی ہی کرہ زمین کے نقشے میں ٹھیک
 پورے پچھم کو ایک خط جس کا نام خط استوا ہی کہینچا کرہ زمین
 کو برابر دو حصوں میں یعنی شمالی اور جنوبی تقسیم کر دیا *
 اور اس خط استوا کو تین سو ساٹھ ^{۳۶۰} درجوں میں باکرہ ترا
 درجے سے ایک ایک خط شمال اور جنوب کی طرف کھینچ دیا *
 اور پچھرون خطوں کو بھی تین سو ساٹھ ^{۳۶۰} درجوں میں تقسیم کر کے
 ہر ایک درجے میں مشرق سے مغرب کو خط کھینچ دیئے ہیں
 عرض ان خطوں سے تمام کرہ زمین کے نقشے پر اس طرح

* کرہ زمین کا نقشہ دیکھو

* نقشہ جب چھوٹا ہوتا ہی ہر درجے سے خط نہ کھینچ کر اس میں

یا کم زیادہ درجے کے بعد خط کھینچے ہیں

کے خانے بن گئے ہیں کہ جیسے چوسر اور شطرنج میں گھر بنے
 رہتے ہیں اور انھیں خانے یعنی خطوں کے درجوں کی گنتی سے
 کرہ زمین کے سب مقاموں کا پتہ لگ جاتا ہے اور ایک جگہ کا
 دوسری جگہ سے فاصلہ بھی معلوم ہو جاتا ہے جو خطوط مشرق
 سے مغرب کو کھینچے ہیں اور انھیں عرض اور جو شمال سے جنوب کو
 اور انھیں طول کہتے ہیں عرض کا شمار خط استوا سے کرتے ہیں
 اور طول اس خط سے گنتے ہیں جو نقشے میں انگلستان کے
 درمیان گرینچ شہر پر سے کھینچا گیا ہے جیسے چوسر اور شطرنج
 میں خانے کا شمار بولنے سے وہ مقام زمین میں آ جاتا ہے
 اسی طرح عرض و طول کے درجوں کی گنتی کرنے سے نقشے
 میں اس جگہ کے گانوشہر وغیرہ معلوم ہوتے ہیں گنتی درجوں کی

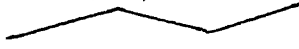
* زمین کے دور کو جو چوبیس ہزار برس میں کسی جگہ لکھ آئے ہیں ^{۳۴۰} ^{۲۵۰} ^{۶۹}
 ساٹھ درجوں میں بانٹنے سے ایک ایک درج ساڑھے اٹھتر میں کاٹ پر لگا
 جب کسی جگہ کا کسی جگہ سے فاصلہ جانتا منظور ہو فوراً پر کار سے ناپ کر
 دیکھ لیوں کہ ادن دونوں کے بیچ کتنے درجے کا تفاوت ہی

نقشے میں اوبھین درجون پر لکھی رہتی ہے اور درجے کے
 ساٹھویں حصے کو دقیقہ اور دقیقے کے ساٹھویں حصے کو ثانیہ
 کہتے ہیں قطب کرۂ زمین میں خط استوا سے شمال اور جنوب
 ااون دو مقاموں کا نام ہے جہاں طول کے سارے خطوط اکٹھا
 ہو کر اسپین مل جاتے ہیں کرۂ زمین کے نقشے میں سوائے
 خطوط مذکورہ بالا کے اور بھی چار خطوں کے نشان نقشے پر
 مشرق سے مغرب کو بنے رہتے ہیں مطلب اوس سے
 اس بات کا بتلانا ہی کہ ان نقطوں کے پہلے دو خط جو خط
 استوا سے ساڑھے تیس درجے کے تفاوت پر شمال اور جنوب
 کی جانب کھچے ہیں اونکے درمیان کے ملک میں ہمیشہ سورج کے
 سامنے رہنے سے نہایت گرمی ہوتی ہے ایسا وہ ملک
 گرم سیر کہلاتا ہے اور باقی نقطوں کے دو خط جو دونوں قطبوں
 سے ساڑھے تیس درجے کے فاصلے پر دونوں طرف کھچے
 ہوئے ہیں اونکے اندر سرد سیر ملک ہی کیونکہ اونپر سورج کی شعاعیں
 ہمیشہ ترچھی پڑتی ہیں ان سرد سیر اور گرم سیر ملکوں کے درمیان

معتدل ملک بسا ہی یعنی جو نہ بہت گرم ہی نہ سردیم اسی پر
 لکھتے ہیں کہ جب طرح مکانوں کی تصویر بنتی ہے اوسط درجہ اناؤں
 نے کرہ زمین کا نقشہ بھی طیار کیا ہے مگر مکان وغیرہ کی تصویر ان
 میں تو اوسکی شکلیں ہو ہونا دیتے ہیں یعنی دروازے کے
 موقع پر دروازے کی صورت اور دیوار کے موقع پر دیوار کی
 صورت اور کرہ زمین کے نقشوں میں ان نقشوں کا پھیلاؤ
 بہت بڑھ جانے کے خوف سے سڑک ندی پہاڑ جھیل ستر
 کے موقع پر نیچے لکھے ہوئے نشان لکھ دیتے ہیں یعنی اونکی
 پوری صورت نہیں بناتے نقشے میں انھیں نشانوں کو دیکھ کر
 اونکا خیال کر لینا چاہئے *

نقشوں کے نشان

○	کانو
◉	شہر
●	بڑا شہر
□	قلعہ
—	ندی



بھیل

پہاڑ

کچی سڑک

پکی سڑک

حد و ممالک

یہ بھی بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی وقت اس ساری زمین پر خدا طوفان

کی مرضی سے سمندر کا پانی مچھا گیا تھا اور اونچے سے اونچے

پہاڑ اور سین ڈوب گئے تھے اس بات کو سارے بندہ اور

سب ملک کے آدمی مانتے ہیں کوئی اور سکا نام طوفان تبتلانا

ہی اور کوئی پرتے کہتا ہی لیکن زمانے میں اوسکے تکرار بھی

جد امک کے آدمی جدا جدا زمانہ اوسکے واسطے ٹھہراتے ہیں

اب تک بھی پہاڑوں پر سمندر کی مچھلیوں کی ہڈیاں اور تہ

اور سنگ اور گھونگھے جو ملتے ہیں کسی زمانے میں اس طوفان

کے آنے کی گواہی دینے کے واسطے بہت ہیں یہ بھی کتنا

اور پوچھیوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی عورت سے

الہامی

ہم سب پیدا ہوئے ہیں مسلمان اور انگریز اس مرد کو نوح
 اور ہندو تھوسوت مٹو کہتے ہیں جون جون اولاد برہمنی کہی
 آدمی دنیا میں پھیلتے گئے اور نئے نئے گانے اور نئے نئے شہر بنے
 لگے جب لوگ دنیا میں سب طرف بس گئے تو بموجب ملکوں کی گرمی
 سردی اور پیدائشوں کے جدا جدا قوموں کے چال ڈال اور
 روئے ہو گئے جیسے سرد ملک والے ہمیشہ اونی کپڑے اور پونوں
 میں لپٹے رہتے ہیں اور گرم ملک والے صرف دھوتی دپٹے
 ہی سے اپنا کام چلائے ہیں صورتیں بھی آب ہوا کی تاثیر سے تبدیل
 ہو گئیں ایشیا کے حصہ عربی اور فرنگستان کے آدمی سب
 زیادہ خوبصورت اور عاقل ہوتے ہیں لیکن جو ملک اور تہذیب
 طبقے قریب ہی وہاں والے ناٹے ہوتے ہیں انسانی
 حصہ شرقی میں ناک چہتی گال جوڑے اور آنکھیں ترچھی اور چوٹی
 اور افریقہ کے رہنے والوں کی ناک پھیلی ہوئی رنگ کالا بال
 گھونگر والے اور ہونٹھ موٹے رہتے ہیں اور امریکا کے اصلی با
 رنگ تانبے کا سا سرخ ہی مذہب بھی اس عرصے میں کئی طرح

اقسام

کے ہو گئے اور بادشاہ بھی ہر ایک قوم نے دوسری قوموں کے
 زور ظلم سے بچنے کے لئے اپنے اپنے جدا بنائے غرض اب ہم
 ایک ایک ملک کا حال جدا جدا شرح وار پڑھنے والوں کا دل
 خوش کرنے کے لئے اس کتاب میں لکھتے ہیں زمین کے ان
 دو بڑے ٹکڑوں سے جو براعظم کہلاتے ہیں ایک کا نام تو
 اُمرِ بگاہی ہے اکثر نئی دنیا یا نیا براعظم بھی کہتے ہیں اور دوسرے
 یعنی پرنے براعظم کے تین حصے تین نام سے پکارے جاتے
 ہیں پورب کا حصہ ایشیا پچم کا ٹورٹ یا فرنگستان اور
 کا افریقہ ان سب میں ٹاپون سمیت اٹل سے قریب نو گروٹ
 آدمی بستے ہیں اور ان کی زبانیں انواع و اقسام کی کچھ کم زیادہ
 دو ہزار ہو دیگی ان نوے گروٹ آدمیوں میں سے قریب
 چھبیس گروٹ تو عیسائی مذہب رکھتے ہیں اور پچھتیس
 گروٹ مذہب کا مت ماننے ہیں دستل کر ڈر مسلمان ہیں
 اور دستل ہی گروٹ کے لگ بھگ ہندو ہوں گے تاہم دستل
 گروٹ میں دنیا کے آدھ سب مذہب کے آدمی سوچ لینے چاہئیں

براعظم کی
 تقسیم

آبادی

زبان

مذہب

ایشیا

یہ نام یونانی زہی سنسکرت نام ہم لوگون کو زمین کے ان
 حصوں اور ملک اور ندی اور پہاڑوں کے نہیں ملتے ایسا
 ناچار انگریزی اور فارسی کام میں لانے پڑے اور ملک
سٹیلیٹ کشن کر وینج ٹشاک پٹکریے ٹاپو اور دو
 شہد شراب اور اوکھ کے رس کے سمندر اور سونے چاند
 کے پہاڑ جو سنسکرت پستکوں میں لکھے بھی ہیں تو ان کا
 پتا نہیں لگتا نہ معلوم ان لکھنے والوں نے کیا سمجھ کے
 پتہ لوگ کہتے ہیں کہ بات تو پستکوں میں سب صحیح ہے لیکن
 اب ان کے شبک معنی کا سمجھنے والا نہیں تھا کہ جو ہو لیکن
 ہم تو وہی لکھتے ہیں جو جب جکا دل چاہے ان کے
 دیکھ لو بے جھٹ اور گانو کا سرحد سوا سوا سوا سوا
 ملکوں کی بھی حد ہوتی ہی اس ایشیا کی حد اتر طرف

بعض سنسکرت
 نام نوسٹاکا

دکھن طرف ہند کا سمندر اور پورب طرف باسنگٹ سمندر
 اور کچھ طرف ریڈ سی نامی سمندر کی کھاڑی جسے بخیرہ آہم
 بھی کہتے ہیں اور شوہر کا گردن زمین آفریقہ سے اور ہندوستان
 اور بنگالہ سی نامی سمندر کی کھاڑیاں جنہیں بحر روم اور بحیرہ
 بھی کہتے ہیں اور ڈن اور ونگانڈی اور یورل پہاڑ پورب

۷۷ درجے سے لیکر ۷۷ درجے

عرض شمالی تک اور ۲۴ درجے طول شرقی سے لیکر ۱۰۷ درجے

طول غربی تک پھیلا ہوا ہے اسکی لمبائی پورب سے کچھ کم کوڑا

سے زیادہ قریب ساڑھے سات ہزار میل کے اور چوڑائی اور سے

دکھن قریب پانچ ہزار میل کے اور وسعت یعنی زمین اوسمیں ایک کڑھ

پچھتر لاکھ میل مربع ہے * آدمی اوسمیں چھینا سو چوں کر ڈھ

* مربع اوسے کہتے ہیں جبکی چاروں طرف برابر ہوں یعنی جتنا چوڑا ہوتا

لمبائی سے جب ہم کسی ملک کی وسعت مربع میلوں میں بتلا دیں تو سب لوگ کہتے

میل لکھے دیتے ہی ٹکڑے ایک ایک میں کئے بنے اور ایک ایک میں کٹے اس

ملک کے ہوتے ہیں جیسے کوئی کپڑا لوگرہ لمبا اور چار گروہ چوڑا ہوتو اوس کٹے

عرض طول

لمبائی چوڑائی

وسعت

یادی بستے ہن آبادی او سکی اس حساب سے فی میل مربع انگلیس مروجی کی

پرٹی ہی * اور ایک سو تینتالیس ^{۳۳} اس سے زیادہ زبانیں بولی

جاتی ہن زمین کے اس حصے میں ایسے سرور ملکوں سے

لیکر جہاں سمندر بھی جم جاتا ہی لتنے گرم سیر تک بسے ہن کہ یہ

آدمی دھوپ کی تیزی سے کالے ہو جاتے ہن مسلمانوں کا

چوتھ گروہ مربع بتلا دینگے اور پھر جو تم اس کپڑے سے گروہ بھر لینے اور گروہ

بھر چور ٹکڑے کاٹنے لگو تو چوتھ ^{۳۳} ہی ٹکڑے کاٹے جاوینگے ملک کی زمین اور

کی تعداد جاننے کے واسطے یہ حساب بہت اچھا ہی ہن تو ایک ایک جگہ کی ان اور

چورا بتلا دینے سے انکی وسعت کا اندازہ بھی زمین میں ٹھیک نہ آسکے گا کیونکہ ملک کی

کم لمبے چور رہتے ہن اور کسی جگہ زیادہ کچھ کتاب کے ورق کی طرح طرف سے برابر ہوتے

غرض جطرح کا نو کو بیگھے سے ناپتے ہن اور سطح ملکوں کو مربع میلوں سے ناپتے ہن

اسی ہاتھ لیا اور اسی ہاتھ چورا بنگالی سکیم ہوتا ہی ایک میل لیا اور ایک ہی میل چورانی

تین ہزار پانچ سو ^{۲۵۲۰} ہاتھ لیا اور تین ہزار پانچ سو ^{۳۵۲۰} ہاتھ چورا ایک مربع میل ہوتا

* یہ پرتا پھیلائے یعنی اوسط نکالنے کی ترکیب ملک کی آبادی جاننے کے لئے بہت

اچھی ہی کیونکہ راپور کے ضلع میں ^{۳۸} سالہ کے درمیان خانہ شماری کے وقت

بہت دور دور تک پھیلا ہی مگر گنتی میں بدھ کے ماننے والے زیادہ

ہیں ہندوستان والے بیدک یعنی بید کا دھرم رکھتے ہیں اور عیسیٰ کا

دین اب تک اس حصہ زمین میں زیادہ نہیں چلا ایشیا کا ملک کلی تواریخ

میں بڑا مشہور ہی کیونکہ پہلا آدمی جس سے ہم سب لوگ پیدا ہوئے

اسی حصہ زمین میں پیدا ہوا تھا اور زمین کے اسی حصے سے ساری

اٹھ لاکھ اسی ہزار تین سو اٹھاسی آدمی گئے گئے تھے اور بنارس کے ضلع میں

سات لاکھ اسی ہزار چار سو چھبیس آبادان لوگ اس بات کے رستے ہی سے بھنگے

کہ ہزار پور بنارس سے زیادہ آباد ہی لیکن ان لوگوں کو نون ضلعوں کی وسعت دیکھ

میں مربع پڑ پھیلا لیتے ہیں اور اس حکمت سے سہل میں جان لیتے کہ ہزار پور سے

کچھ کچھ چکر زیادہ آباد ہی کیونکہ ہزار پور کی وسعت پانچ ہزار دو سو چوراسی مربع ہی

بنارس کی کل زمین چار چانوے مربع پڑ پھیلائے سے ہزار پور میں فی مربع ایک سو

اٹھاون آدمی پڑتے ہیں اور بنارس میں سات سو پچاس آدمی تیسہ وہی حساب

ہی کہ جیسے ایک کے کھیت میں چار من گیوں پیدا ہوئے اور دوسرے کے

کھیت میں دس من مگر جب معلوم ہوا کہ دس من والے کھیت میں چار من

زمین ہی اور چار من والے میں دو ہی سیکھے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ چار من والے کی

مذہب

تاریخ

باتین عقل و تمیز اور راحت و آرام کی نکلنی شروع ہوئیں پہلی ہی
 پہل میں کے اسی حصے میں زبردست اور نامی بادشاہ ہوئے اور سب
 سے اول زمین کے اسی حصے میں دولت اور علم کا قدم آیا سوا
 اسکے جیسے ندی پہاڑ جنگل اور میدان زمین کے اس حصے میں
 پڑے زمین اور جیسے پھل پھول دو اعلیٰ فلزات جواہرات چرند پرند
 و زندگی وغیرہ اس میں پیدا ہوتے ہیں ایسے ہرگز دوسرے حصوں
 میں نہیں ملنے لگتے انیشامین نیچے لکھی جوئی ولایتیں بسبب میں اور تھان
 اوسکے پورب برٹھا اوسکے دکھن شیام اوسکے دکھن ملا کا
 شیام کے پورب کو چین برٹھا کے پورب اور اتر چین اوسکے
 اتر ایشیائی روس چین کے پورب جیان کے پورب ہندوستان
 کے پچم افغانستان اوسکے پچم ایران چین کے پچم توران ایران
 کے پچم عرب اوسکے اتر ایشیائی روس سلطنت ان سب ولایتوں
 میں خود مختار ہیں اور ہمیشہ سے ایسی ہی چلی ہیں یعنی بادشاہ
 زمین زیادہ اوپر جا وہی کیونکہ اوسکو فی نیگمے دو من کیوں شہر اور
 من ڈالے کو فی نیگمے کل آدمی من یعنی بیس سیر

تقسیم

بادشاہت

جو چاہے سو کرے کوئی اور سو کرے کہ نہیں سکتا بادشاہ کے
 جو کچھ منہ سے نکلا وہی آئین ہی ملک چاہے برباد ہو چاہے
 آباد رعیت کا مقدر نہیں کہ اس کا حکم نال کے اس دہش
 کی سلطنت میں جب بادشاہ خدا ترس اور منصف مزاج ہوتا
 ہی تب تو رعیت کو سکھ چین ملتا ہی اور نہیں تو وہی لوٹ مار
 اور بے انتظامی مچی رہتی ہی کہ جسمیں تمبور اور نادرا لے
 بادشاہوں نے ایک ایک دن میں لاکھ لاکھ آدمی مرد
 عورت اور بچے بیگناہ کٹوا دالے صرف ایک ہندوستان
 کے درمیان ہم لوگوں کی خوش نصیبی سے کچھ کم سویر
 کا عرصہ گزرا ہو گا آئینی بندوبست ہو گیا ہی یعنی باد
 کا مقدر نہیں کہ آئین کے برخلاف کچھ بھی کام کر سکے
 آئین بادشاہ اور رعیت دونوں کی رائے متفق ہونے سے
 بنتا ہی جب تک رعیت راضی نہ ہو بادشاہ اپنی طرف سے کوئی
 بھی آئین جاری نہیں کر سکتا اور رعیت کا ہیکو ایسے کسی آئین
 ہوگی کہ جس سے اس کا نقصان ہی نہیں اس بندوبست سے بادشاہ

چاہے اچھا ہو چاہے بُرا انتظام میں خلل نہیں پڑتا اور ملک کی
 پردن ترقی ہوتی جاتی ہی مفصل بیان اس آئین اور پارلامنٹ
 کا یعنی جہان آئین بننا ہی ممالک فرنگستان کے درمیان ملا
انگلستان کے ساتھ ہوگا کیونکہ اب ہندوستان اسی باؤٹا
 کے تابع ہی ہلوگوں کو اتنی عقل نہونے کے باعث کہ اپنے
 ملک کے لیے آپ آئین بناوین وہاں واسے اپنی طرف سے
 کئی بڑے لائق اور ہوشیار صاحبوں کو جن کو کونسل کے نام سے
 مقرر کرتے رہتے ہیں کہ جسین سے متفق الراءے ہو کر رعیت کے
 مفید مطلب آئین بناوین اس کونسل کا بیان ہندوستان کے ساتھ ہوگا

ہندوستان

پہلے ملک ایشیا کے دکھن جانب میں ۸ درجے سے ۲۵ درجے
 عرض شمالی تک اور ۶۷ درجے سے ۹۲ درجے طول شرقی تک
 چلا گیا ہے ہند اور ہندوستان اس ملک کا نام مسلمانوں نے

عرض طول

دوسرے

رکھا اور انڈیا انگریز لوگ پکارتے ہیں جبرائیل دونو نام کی زندہ
 مذہبی معلوم پڑتی ہی کیونکہ انگریز لوگ تو اب بھی اوس مذہبی کو
 زندہ کتے میں منسکرت والون نے اوسکا نام بھارت برتن
 ایسے رکھا کہ اونکے مت بموجب کسی زمانے میں راجا بھرت نے
 یہاں کچھ راج کیا تھا حداس ملک کی جدا جدا زمانے میں جدا
 جدا طور پر رہی ہی کبھی لوگوں نے برٹھا شہ نام ملاکا اور کوپن
 کو بھی اسی میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اس میں ملایا
 مگر ہم یہاں وہی حد لکھتے ہیں جو اب اس زمانے میں برتی جاتی
 ہی اور انگریزی نقشوں میں لکھی رہتی ہی اور اسی حد کے اندر جو
 ملک ہی اوسکو ہندوستان کہتا جائیے کیونکہ برٹھا اور کابل وغیرہ
 کے باشندے اپنا چلن مذہب اور بادشاہ اندون ہم لوگوں سے
 ایسا جدا رکھتے ہیں کہ اب اونکو ایک جدا ہی ولایت کہنا سنا
 ہی غرض ہم ہندوستان جو پان کی طرح کچھ مثلت سا لوگ اوسکی
 دکھن کو نکلی ہوئی نقشے میں دکھلائی دیتا ہی دکھن طرف سمندر
 گھری اور اتر طرف اوسکے ہمالے کا پہاڑ پڑا ہی کچھ طرف زندہ

جسے ایک کا دریا بھی کہتے ہیں کوہ سلیمان ہی اور پورب طرف
 اوسکے منی پور کے جنگل پہاڑوں سے پرے پر تھا کا ملک ہی
 اسکی لمبان راس گھانسی سے جو دکھن میں بسنت بندھہ رانہ شور کے
 بھی گئے ہی کشمیر تک قریب اٹھارہ سو میل کے ہوگی اور جو راس
 راس منتر سے جو کرانچی بندر سے بھی بڑھکر پچھم میں ہی اور جسے
 وہاں لے راس منتری بھی کہتے ہیں بڑھکا کی حد تک قریب سولہ
 سو میل کے ہی اور وسعت اسکی کچھ کم زیادہ بارہ لاکھ میل مربع تھا
 ہیں اور آدمی آہین تخمیناً چودہ کروڑ بستے ہیں اوسط نکالنے
 سے فی میل مربع کچھ اوپر ایک سو سولہ آدمی پڑینگے +

لمبان چوریا

وسعت

آبادی

ہم ابھی اوپر اس کتاب میں کسی جگہ ایشیا کی خوبیاں لکھے
 ہیں مگر باننا چاہیے کہ ایشیا میں بھی یہ ملک سب سے زیادہ
 مشہور تھا یہ ملک کسی زمانے میں علم و دولت کے لیے سب
 کا ستراج تھا ساری دنیا کے آدمی اس ملک سے کھینکھنے کی آرزو
 رکھتے تھے اور جو باجری پیاری لیا تاکہ اتنے تھے تمام عمر کی بیویوں
 سے فارغ ہو جاتے تھے یہاں کے راجاؤں سے سارے جہاں کے بادشاہ

تقریب

دیتے تھے اور انکا وہ لوگ سب طرح سے دل رکھتے تھے دیکھو ان
 فرنگستان و انوں نے جو اب علم و دانائی میں اپنا نامی نہیں رکھتے
 پہلے ہی پہل رومیوں سے بڑھنے لکھنے کی سدھ بدھ بائی تھی
 رومی یونانیوں کے شاگرد تھے اور یونان اور مصر و ہندوستان
 میں اگریبان کے پندتوں سے تحصیل علم کیے تھے صرف سندھ
 ندی کے کنارے پر دو چار ضلع اس ملک کے جو کچھ دن ایران
 کے بڑے بادشاہ و اراشاہ کے قبضے میں رہے تو کہتے ہیں کہ
 جنی آمدنی سا ایران کے ملک کی اوسکے خزانے میں آتی تھی اوسکی
 ایک تہائی صرف ان ضلعوں سے اوسے ہاتھ لگتی تھی بلکہ ایران
 اوسکے میں چاندی دینے تھے اور ان ضلعوں کے زمیندار سو پانچا
 تھے اس ٹٹے حال میں بھی ۱۲۹۹ء کے درمیان تا اور شاہ یہاں
 سے ستر کروڑ کا مال لگیا کہ جس میں صرف ایک تخت طاؤس بادشاہ
 کے ہاتھ لگتا ہے ستر کروڑ سے زیادہ کا تھا جب تک کہ نہ معلوم
 اور ایران و اسمندر اس ملک میں جہاز لانے کے واسطے
 سے مضطرب اور تردد تھے کتنے جہاز اوتکے اس سارے تلاش میں

مارے گئے اور کتے آدمی ہی آرزو میں سمند کی مچھلیوں کے
 قہقہے ہو سکتے ہیں ایسا بادشاہ اس ملک لینے کی ہوس میں مرا
 بابل کے فرما زور سلوکوش اور ایران کے مالک نوشیروان سے
 بادشاہوں کو اس ملک کے راجاؤں کے لئے اپنی بیٹیاں دینی پر
 تسلیم کرنے کی بیٹی مہاراج چندرگپت کو دینی تھی اور نوشیروان کی
 بیٹی اودے پور کے رانانے بیاہی تھی غرض اس ملک کی آرزو
 سب ملک کے آدمی رکھتے تھے اور چاروں طرف سے دور دور
 یہاں آتے تھے اور یہاں والے اور سب ملکوں کو ناجبر اور بے
 ساجھ کر کبھی باہر نجاتے اور ہمیشہ اپنے ہی مقام میں قائم رہتے
 کون ایسی چیز تھی جو اس ملک میں نہ ہو اور بے اسکی تلاش کے
 لئے باہر جاؤں خالق پروردگار کی مہربانی سے انکو اسی جگہ
 سب کچھ موجود تھا۔

پہاڑ اس ملک میں کم ہیں اور میدان بے پیمانہ ہیں
 میں ندیاں اس کثرت سے بہتی ہیں کہ سدا ملک کے
 شاؤ بہت ہی چمکے پہاڑ جو اس ملک کی

سب پہاڑوں سے اونچا ہی تو رُب مین اوس مقام سے جہاں
 بڑھم ٹوڑ پچھم مین اوس مقام تک جہاں سندھ مذی آسکھت
 تبت سے ہندوستان مین آتی ہے اس پہاڑکی لمبا قریب دو ہزار
 میل کی ہو گی * اور چوران تخمیناً کچھ کم چار سو میل رہا محل اور
 ہما ڈری بھی اوسی کا نام ہی ہم سنسکرت مین برف کو کہتے ہین
 اس پہاڑکی چوٹیاں ہمیشہ بارہون مہینے برف سے ڈھکی
 رھتی ہین جو کبھی کہین سے کچھ برف ہٹ جاتی یا گر پڑتی ہے
 تو سیکڑوں ہاتھ اُونچے صرف برف کے کرارے دکھائی دینے
 لگتے ہین جو کوئی آدمی ہندوستان کے میدان سے کو مہان
 مین جاوے تو پہلے اوسے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں پر چڑھتا
 پڑتا ہی جون جون وہ اتر کو این پہاڑوں مین بڑھتا جاتا ہی
 اس پہاڑ کا طول آسا ہی مت سمجھنا جتنا میدان لکھا ہی میدان تنہا ہی لکھنا
 مناسب ہی جتنا ہندوستان کے ساتھ ملا ہی اور مہانے کے نام سے
 پکارا جاتا ہی باقی حال دوسری ولایتوں مین لکھا جاوے گا یہ پہاڑ سمندر
 چلا گیا ہی

پہاڑوں کی بلندی بھی بڑھتی جاتی ہی یہاں تک کہ جاتے جاتے
 دنس ہند پرہ یا بیش دن من وہ اون پہاڑوں کی جڑ میں پہنچتا ہے
 کہ جنگلی چوٹیاں ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں ان پہاڑوں پر
 آدمی تو کیا پرند بھی پر نہیں مار سکتے بلکہ بادل بھی مثل نثار اڑا کر
 سے نکلنے سے پہنچتا ہے چوٹی تک ہرگز نہیں چڑھ سکتے ہتھو سے ہنڈا
 جو شہلا سے تین منزل آگے و متشل ہزار فٹ سمندر کی سطح
 سے اونچا ہے کسی روز جب آسمان صاف ہو چڑھ کے ان
 برفی پہاڑوں کی کیفیت دیکھنی چاہئے پورب پچھم اور دکھن کو جہاں تک
 پہاڑ کی بلندی سمندر کی سطح سے اسوا سطح لگتے ہیں کہ زمین کہیں اونچی
 ہی کہیں نیچی حساب جگہ سے ٹھیک نہیں بیٹھتا اور سمندر کی سطح سب مقام
 میں برابر ہی اکثر نادان آدمی پہاڑوں کی بلندی چڑھائی کے حساب سے بتلاتے
 ہیں مگر یاد رکھو کہ اس ڈب سے ہرگز اوسکی بلندی کا ٹھیک اندازہ نہیں
 ہو سکتا کیونکہ کسی پہاڑ میں ڈھال تھوڑی رہتی ہے اور کسی میں بہت آہستہ
 ہننے سب جگہ پہاڑوں کی کھری بلندی کا حساب لکھا ہی جیسے دیکھو گزنی
 کے پہاڑ کو کالا سے سڑک کی راہ چھہ کو س کی چڑھائی کے

نگاہ جانی ہی سو سو دو دو سو میل تک پہاڑ ہی پہاڑ سو سو سو ہا
 لگا اونچے اور بیس بیس ہاتھ تک جڑ میں موٹے درختوں کے
 جنگلوں سے گویا ہرے کپڑے پہنے ہوئے جنہیں مذیوں کا پانی
 جو گلہ جگہ پر اونکی جڑوں میں سورج کی شعاعوں سے چمکتا ہی گیا کتا ہی
 گوٹا لگا ہی سمندر کی لہروں کی طرح اونچے نیچے دکھلائی دیتے
 ہیں اور اتر کی طرف گھوڑے کے نعل یا ملال کی صورت کوئی
 کوس کے پلے تک برفی پہاڑ نظر پڑتے ہیں ایسے اونچے کہ گویا قادی
 مطلق اور خالق برحق نے آسمان کے سہارے کے لیے یہی کھینچے

مگر جو سڑک چھوڑ کر کوئی آدمی دوسری طرف سے اوپر سیدھا جا سکے تو
 اسے تخمیناً دو کوس سے زیادہ نہ چڑھنا پڑے گا اور حساب سے اسکی کھڑی
 بلندی سمندر کی سطح سے کل کچھ اوپر چار ہزار ہاتھ یا چھ ہزار ہاتھ ہی
 جو سو کی چوٹی پر کوئی کتوا کھودنا چاہے تو جب چار ہزار ہاتھ گہرا کھودے
 اسکی تھا سمندر کی سطح سے برابر گئی جاوے گی یا سو کے برابر چا کوئی
 سمندر کے ٹھیک کنارے پر بنانا چاہو تو چار ہزار ہاتھ اونچا بنانا پڑے گا
 کا ایک گز ہوتا ہی اور ایک گز زمین دو ہاتھ ہوتے ہیں *

و ہوب کی تیزی سے ایسے چمکتے ہیں کہ گویا زمین کے ہاتھ میں
 یہ ایک مچلا اور مصفا چاندی کا کنگن بڑا ہی اور پھر جو اپنے پیرن کے
 نیچے نگاہ کرو تو باغ کی کیار یون کی طرح سیکڑوں رنگ کے
 پھول پھول رہے ہیں بلکہ باغوں میں وہ پھول کہاں پاپارو
 کے پانی کے گرنے کا شور اور ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا کی جھلور بہت
 دیکھے ہی بن آؤ لکھ کے کوئی کہاں تک بتاؤ جو لوگ ان پہاڑوں کے
 پارہو کر ہندوستان سے تبت کو جانا چاہتے ہیں وہ ان ندیوں
 کے کنارے کنارے جو ان پہاڑوں کو کاٹ کر تبت سے ہندوستان
 میں آئی ہیں پہاڑوں کی جڑ بھی جڑ میں چلکر مایوں گھاٹیوں پر جو
 کسی کسی جگہ میں ایسی اونچی نہیں ہیں جن پر جان نہ بچ سکے جو ہلکا پارہ
 ہو جائیں چوٹیوں پر ان پہاڑوں کی ہرگز کبھی کوئی نہیں جا سکتا
 سب سے اونچی چوٹی اوسکی دھول گڑھ کہاں سے گندک ندی نکلی ہی
 سمندر کی سطح سے کچھ اوپر اٹھائیس ہزار فٹ اونچی ہی چنوتری کا
 پہاڑ ہے نیچے سے جمنائلی ہی قریب چھتیس ہزار فٹ کے اور رگن
 پہاڑ چوٹی اور ستلج ندی کے بیچ میں ہی قریب تیس ہزار فٹ کے

اونچا ہی ٹیٹ گھاٹی جسے لیتتی بھی کہتے ہیں بدری ناتھ سے
 گوشہ شمال و مشرق میں دوولی ندی کے کنارے کچھ اوپر
 سولہ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے بلندی کماؤں گد حوال
 والے اس گھاٹی سے پمائے پار ہو کر تبت اور چین جانے میں
 سلسلہ اس پمائے پہاڑ کا سندھ سے بیکر تبت تک
 چلا گیا ہی مگر اوسکے جدا جدا ٹکڑے اور جدا جدا پوٹیاں جدا
 نام سے پکارے جاتے ہیں جیسا بھی اوپر شمالا ہو
 دھول گر جمنوتری نگر گل وغیرہ لکھ آئے ان پہاڑوں میں
 قریب تیرہ ہزار فٹ کی بلندی تک تو جنگل بھی ہوتا ہی اور
 بھی بستے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں بھرتیرہ ہزار فٹ سے
 اوپر برف ہی برف رہتی ہی جو پہاڑ تیرہ ہزار فٹ سے کم اور سا
 ہزار سے زیادہ اونچے ہیں اونپر صرف جاڑے کے دنوں میں
 تھوڑی بہت برف گر جاتی ہی عجب قدرت ہی اوس قدر ذوق جلا
 کی جون جون اوپر چڑھتے جاؤ درخت جھاڑی پھل پھول اور
 کھیتوں کی صورت بدلتی جاتی ہی کساں تو ابھی اونکی زمین گرم ملک کے

درخت آمراہلی وغیرہ دیکھے تھے اور کمان تھوڑی ہی دور چڑھ کر
 سر ملک کی پیدائشیں بان براس چیل کیلو دیوار وغیرہ دکھائی
 دینے لگے یہاں تک کہ پھر برف کی حد کے پاس سوا بھوج کے
 اڈر کچھ بھی نہیں آگتا ایک ہی نگاہ میں گرمی سردی برسات
 تینوں موسم نظر پڑ جاتے ہیں نیچے گرمی اور گرمی کی کھیتیاں
 جو پہاڑی لوگ نیوں کی طرح پہاڑوں پر درجہ بدرجہ بولتے چلے جاتے
 ہیں اور جھون کے پانی سے خود بخود سچا کرتی ہیں دریا میں
 جو بول گھرائے تو برسات اور گرجا ٹپنا اور اوپر پھر جاڑا اور برف ہی
 دس کوس کے تفاوت میں تینوں موسم کی چیز پیدا ہو سکتی ہیں
جمیرا و صاحب پہاڑ پڑتس ہزار فٹ تک اونچے چڑھے
 تھے اس سے زیادہ اونچا ان پہاڑوں پر کسی آدمی کا جانا اب تک
 سنتے میں نہیں آیا پندرہ ہزار فٹ سے آگے بڑھنے پر
 رکنے اور سر اور چھائی تین در دو ہونے لگتا ہی شمالا منصور
 وغیرہ مقاموں میں جہاں سرکار نے پتھر کاٹ کر سڑکن کمال
 دی ہیں وہاں چڑھاؤ اتار تو ضرور رہتا ہی مگر لوگ بے کھٹکے

گھوڑے دوڑاتے چلے جاتے ہیں باقی اور سب جگہ جہاں سر زمین کہیں
 نہیں بنیں ہیں رستا ان پہاڑوں میں بہت بکٹ ہی کہیں دیوار
 کی طرح کھڑے پہاڑوں میں اونکی دراڑوں کے درمیان
 میخیں گاڑ کر اور اون میخوں پر لکڑیاں رکھ کر اون لکڑیوں کے سہارے
 سے چلتے ہیں اور کمین گھاس کی جڑ پکڑ پکڑ کر بندروں کی طرح ہاتھ
 کے بھل ان پہاڑوں پر چڑھتے ہیں جو پیر کے تلے نگاہ جاوے
 تو کئی سو ہاتھ نیچے دریا کا پانی اس زور کے ساتھ پھرتا
 ہے لکڑیاں ہا ہی کہ جسے دیکھ کر سر گھومے اور جو سر پر نظر اٹھاوے
 تو وہ پہاڑ دیوار سا اتنا اونچا دکھلائی دیوے کہ جسے دیکھ کے آنکھ
 تر مر جاوے کسی بکٹ پہاڑوں کا حال بھی سننے سے رونگٹے کھڑے
 ہوتے ہیں چلنے والوں کا توجہ ہی جانتا ہو گا ہمارے کے سوا
 اس ملک میں اور بھی جو سب پہاڑ بیان کے لائق ہیں ان
 میں سے بندھیا جبل اس ملک کے بیچوں بیچ میں پڑا ہی کھمبات
 کی کھاڑی سے نردانہ کی کے اتر اتر ضلع بھال پور میں گنگا
 کے کنارے تک چلا آیا ہی مگر بندی اور سکی تھینا دوڑ ہائی ہزار

فٹ سے زیادہ کمین ہنیں سہیا ڈری بندھ کے پچھ سر سے
 سے لیکر سمندر کے کنارے سے نزدیک ہی نزدیک راس سہیا ڈری
 تک چلا گیا ہی انگریز لوگ اسے پچھ گھاٹ کہتے ہیں مٹیا گری
 کے جنوبی حصے کا نام ہی سہیا ڈری کے سامنے خلیج بنگالے
 کے نزدیک کا ویری سے بندھ کے پورب سے تک
 پہاڑوں کا جو ایک چھوٹا سا سلسلہ گیا ہی اسے پورب گھاٹ
 کہتے ہیں ان پچھ اور پورب گھاٹوں کے درمیان دھن
 طرف جو پہاڑ ہی اس کا نام نیل گری اگرچہ ان پہاڑوں میں پانی
 اور خنجل کی کثرت سے بڑے بڑے دلچسپ اور پر فضا مقام ہیں
 مگر چوٹیاں اونکی پانچ چھ ہزار فٹ سے زیادہ اونچی کوئی نہیں
 ایک نور چوڑی بیت نیل گری میں کچھ اور پر سہیا ڈری ہزار فٹ
 اونچا ہی

اب ادن ندی اور دریاؤں کا بیان سنو جو ان پہاڑوں
 سے نکلتی ہیں نامی اول نیل گنگا جمنا سرجو گندک سون
کوسی تشتھا چنبل سندھ جھلم چناب

ندی

راوی بیاسا سبج برہم ٹوٹر نربدا تاپی مہادی
 گوداوری کرشنا اور کاویری مین گنگا اس ملک کا مشہور
 دریا جسے سنکرت میں بھاگی رکتی جابھوی وغیرہ بہتیر ناموں
 سے پکارتے ہیں ہمارے سے نکل کر پندرہ سو میل پہنچنے کے بعد
 کتنے ہی دہانوں سے خلیج بنگالہ میں گرتی ہے جس مقام سے یہ
 نکلے گی اسے گنگوتری اور گونگھ بھی کہتے ہیں وہاں کوئی تین
 فٹ اونچا ایک برف کا ڈھیر ہے اسی کے نیچے ایک چھوٹے
 اس گنگا کی دھارا کچھ کم زیادہ اٹھارہ ہاتھ چوڑی اور تین ہاتھ
 یا دو ہاتھ گہری نکلتی ہے کہ جو پھر آرتھریوں کا پانی لیکر پانچ کو
 کے پاٹ سے سمندر میں ملتی ہے گنگا کا منبع یعنی نکلنے کا مکان
 گنگوتری سمندر کی سطح سے کچھ کم چودہ ہزار فٹ اونچا ہے
 جس جگہ جاتریوں کے درشن کے لیے مندر بنا ہی وہاں سے
 یہ مقام گیارہ میل آگے ہی ہر دوار سے جو سمندر کی سطح
 سے ایک ہزار فٹ اونچا ہے یہ مذی پہاڑوں کو چھوڑ کر میدان
 میں بہتی ہے راج محل سے کچھ دو آگے بڑھ کر اس گنگا کی کئی دھارا

ہو گئیں مگر جو کلکتے کے نیچے ہو کر بھالگی رستھی اور بھالگی کے نام
 ساگر کے ٹاپو کے پاس سمندر سے ملتی ہی ہندو اوس کی اصلی
 گنگا سمجھتے ہیں اور جہاں اسکا سمندر سے اتصال ہوا وہاں
 بڑا تیرتھ مانتے ہیں وہاں کیپل منی کا ایک مندر بنا ہی اور جو
 دھارا سب بڑی پورب میں برہم پوترتھ کے ساتھ ملکر دکھن شہار پور
 نام ٹاپو کے سامنے سمندر میں کرنی ہی اوسے پیدما پدناوتی
 اور پدا بھی کہتے ہیں اور اوسکا مہاتم اصلی گنگا کے برابر نہیں
 اس تنو کوس کے تفاوت میں جو ان دونوں دھارا کے بیچ بڑی
 گنگا کی اور سب سیکڑوں دھارا سمندر سے ملتی ہیں پانی کی کثرت
 سے اس جگہ بڑا دل دل اور نہایت گنجان جنگل رہتا ہی اسی
 جنگل کا نام مندر بن ہی درختوں کی شاخوں پر کلو لکینتے
 ہوئے ہنڈر لنگور اور رنگ برنگ کے خوش رنگ اور خوش
 آواز پرندوں کی کثرت سے مسافروں کا جنگلی کشتی اوس سے
 اتنی ہی دل لجاتا ہی اور نہایت خوب اور دلچسپ معلوم ہوتا ہی
 لیکن اوس میں سانپ اور شیر وغیرہ موزی جانور بھی اتنے رہتے

ہین کہ ایسا دلیر بہت والا کوئی نہیں جو اپنی کشتی سے اتر کر اس
 جنگل کے اندر گھسے بلکہ ناؤ پر بھی جو بیچ دھارا میں لنگر پر ہتی
 ہی رات کو چوکس رہنا پڑتا ہی ورنہ تعجب نہیں کہ کوئی شیر پانی
 میں تیر کر کشتی سے کسی آدمی کو اٹھالیا جو سے آب دہوا بھی
 اس جنگل کی نہایت خراب ہی برسات میں گنگا کا پانی دن
 گیارہ ہاتھ اونچا بڑھ جاتا ہی اور بنگال کے ملک میں اس دریا
 کے دونوں کناروں پر چاس چاس تک پانی ہی پانی دکھائی
 دینے لگتا ہی دھانوں کے کھیت میں ناؤ چلتی ہیں اور گاؤں
 جگہ پر پانی کے بیچ میں ٹاپوؤں کی طرح نگاہ میں آتے ہیں اور
 کا یہ عقیدہ ہی کہ گنگا میں نہلنے سے سارے پاپ دھو جاتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ اوسکا پانی چاہو جتنے دن رکھو گڑا کبھی نہیں بلکہ
 اوسکا پینا بہت مفید سمجھتے ہیں عبدالحمید خان جو ۱۷۹۲ء میں
 بیجاپور کے ضلع کے درمیان شاہنور کا نواب تھا مسلمان ہو کر بھی
 گنگا جل کے کوئی دوسرا پانی نہ پیا اور پانچ سو برس سے اس دریا
 کا پانی منگوتا جو ہو گنگا سے اس ملک والوں کا بڑا فائدہ پوتا ہی

لاکھوں بگینے زراعت صرف اسی کے پانی سے ہوتی ہے اور یہ کڑوا
 کام ان لوگوں کے اسمین کشتی چلنے سے نکلنے ہیں صرف چلنے کی
 بھاگی رہتی اور ماتھا بھنگا اسکی ان تین دھارا کی راہ سے کم
 اسی ہزار کشتی سال بھر میں آتی جاتی ہیں بلکہ کلکتے تک تو اس
 دریا میں سمندر سے جہاز بھی آتے ہیں جتنا جسے سنسکرت میں
بمنا اور کالینڈی وغیرہ ناموں سے بھی پکارتے ہیں گنگوتری
 سے کچھ دور چھم ہائے میں جنوتری کے پہاڑ سے نکل کر کچھ
 کم آٹھ سو میل ہتی ہوئی الہ آباد کے نیچے جسے ہندو پرباک
 کہتے ہیں گنگا میں مل جاتی ہے ان دونوں دریاؤں کے سنگم کو گنگو
 لوگ تربینی کہتے ہیں اور بت ہی بڑا تیرتھ بانٹتے ہیں اگلے
 زمانے میں بے لوگ دوسرے جہم میں اپنی دلی مراد پانے
 کے پتھن پر اکثر اس تیرتھ میں اپنا سر آرے سے چروا دالتے
 تھے شاہ جہان بادشاہ نے یہ کام بڑا سچہ کر موقوف کر دیا
 اور وہ آ رہ بھی توڑوا ڈالا کیپان حسن صاحب جنوتری کا
 مال اسطرح پر لکھتے ہیں کہ گنگو جنوتری کے گوشہ جنوب و مغرب

میں کچھ اوپر دس ہزار فٹ سمندر سے اونچا ایک برف کے
 ٹکڑے کے نیچے سے جو اس وقت ساٹھ گز چوڑا اور پیرہ گز مو
 تھا یہ دریا کوئی گز بھر چوڑا اور پانچ چار سا گل گہرا نکلتا ہی
 برف کے ٹکڑے میں ایک روزن تھا کہ تان صاحب اس
 روزن کی راہ اوسکے اندر چلے گئے تو وہاں جا کر کیا دیکھتے
 ہیں کہ اوس برف کی چھت کے نیچے پہاڑ کے پتھروں میں
 بہت سے سوراخ ہیں اور اون سوراخوں میں سے ادم کی
 طرح کھولتا ہوا پانی نکلتا ہی غرض یہی پانی جہنا کی اصل لیکن
 پہاڑ سے نکل کر جب یہ میدان میں پہنچتی ہی تو پھر تپتی ہی
 ہی کم بڑے بڑے ناو بیڑے اس میں چلے ہیں سرجو جسے
شرٹو گھر گھر اگھا گھر اور دو گھا اور دو گھا بھی کہتے ہیں اور
 گندک اور کوسی جکا صحیح نام گوشکی ہی اور تاشما ہے
 سنسکرت میں ترشما اور ترشرو تا بھی کہتے ہیں بے چاروں
 ندی ہمائے کے برقی پہاڑوں سے نکل کر پہلی چھری
 سے کچھ دور اوپر دوسری پٹنے کے سامنے تیسری بھاگل پور

سے کچھ دور آگے بڑھکر اور چوتھی کڑ تو یا کو لیتی ہوئی نواب گنج
 کے پاس گنگا سے ملتی ہیں گندک میں سالک رام ملتے
 ہیں اسلئے اسے سالگرامی بھی پکارتے ہیں کہتے
 ہیں کہ تاملے کے جانب شمال میں مگت ناتھ کے
 پاس گندک کے کنارے جو ایک پہاڑ ہی یہ ندی
 سالک ام کو اسی میں سے بہلاتی ہی ہندو تو سالک رام
 کو ساگتات و شتو کا اوتار سمجھتے ہیں اور انگریز لوگ اسے
امٹونٹ کہتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ جبکو ہندو اوس میں
 چکر کا نشان جانتے ہیں وہ طوفان کے وقت میں جو
 سمندر کے جانور پہاڑوں میں دب گئے تھے اُن میں
 سے ایک طرح کے چھوٹے سے جانور کا نشان ہی اس
 قسم کے جانور تک بھی سمندر میں موجود ہیں اور اس وضع کے
 نشان درپتھر اور بھی بہت پہاڑوں میں ملتے ہیں گندک میں
 تیرنا اور کڑو یا میں نہانا ہندوؤں کے مت بموجب منع ہی
 اور اسی طرح کرم ناشا جو چھوٹی سی ندی بنارس اور بہار کے

صلہوں کے بیج بہک گنگا میں گرتی تھی اور سکا پانی چھوٹنے کے لئے
 سناہی ہی ضیل اور سون بہہ دو نو بڑھیا چل سے نکل کر ضیل
توٹا وے سے بارہ کوس نیچے جننا میں گرتی تھی اور سون
سرجو اور گندک کے مہانوں کے بیج میں چھیر کے ساتھ
 دکھن سے اگر گنگا میں ملتی تھی سندھ دریا جسے انک کا دریا
 اور انگریز لوگ انڈس کہتے ہیں پٹانے کے پار گاروشہر کے
 پاس کیناٹس کے جانب شمال سے نکلا تھی اور سترہ سو
 سے اوپر بہ کر کئی دھارا ہو کر حسین سب سے بڑی کاٹ
 مٹانے پر چھ کوس سے کم نہیں تھی ہندوستان کے شمال
 جانب میں سمندر سے ملتا تھی انک کے نیچے پھاٹون
 میں جگہ کی تنگی سے یہ دریا بڑے روز شور سے بہتا تھی
 یاٹ وہاں پر کچھ اوپر پانچ سو ہاتھ ہو گیا مگر پانی بہت گہرا
 اور کشتیوں کو اس مقام میں بڑا ہی ڈر رہتا تھی جو کبھی بہاڑ سے
 ٹکر کھا دین تو ایک دم میں ٹکر ٹے ٹکر ٹے ہو جاوین ہندوستان
 کے دھرم شاستر میں سندھ پار جانا منع ہی لیکن کام پر

سے سب جاہن بلکہ اگلے زمانے میں ہمارے ملک کے
 راجاؤں نے سندھ پر اوتر کر بہت ملک فتح کیے ہیں جھلم
جناب راوی بیاسا اور ستلج بے پانچون ندیاں ہمارے
 سے نکل کر سب کی سب اکٹھی پنجند کے نام سے مٹھن کوٹ
 کے نیچے سندھ میں گرتی ہیں اور پنھن پانچ ندیوں سے
سیراب ملک پنجاب کہلاتا ہے ان میں سے ایک ستلج تو ہمارے
 کے شمال جانب میں مان سرو وز کے پاس راون رہد
 نکلی ہے اور باقی چاروں ہمارے کے جانب جنوب سے نکلتی
 ہیں جھلم جسے شاستر میں وٹ تا لکھا ہے کچھ اوپر چار سومیل
بکر جنگ سے دس کو س نیچے جناب میں لمجانی ہے اور راوی
 بھی جہاں سکر نام ایرا وٹی ہے کچھ اوپر چار سومیل ہوتی ہے
لمتان سے بیش کو س اوپر اسی جناب سے آلتی ہے
بیاسا جسے پپاشا بھی کہتے ہیں اے گڈ سے نکل کر نخیتا
دو سومیل بکر تری کے پتن کے پاس ستلج سے ملتی ہے اور سکی
 تھاہ میں چور بالو اکثر جگہ ہی اس با جا رون میں جب پانی

گھٹ جانا ہی تو پایاب اترنے میں بہت خبر داری رکھنی پڑتی
 ہے بلکہ کناروں پر بھی سنبھل سنبھل کر پیر دھرتے ہیں گڈبڈی
 سے ہرگز باہر نہیں جاتے ورنہ فوراً بالو میں گڑ جاوین اور سلیج
 جکا سنسکرت نام شتروہی کچھ اوپر اٹھ سو میل بلکہ بہاؤ پور
 سے بیس کوس نیچے جناب سے مل نچیز کے نام سے تخمیناً
 تیس کوس بڑھ کر مٹھن کوٹ کے نیچے جیسا کہ ابھی اوپر لکھے
 ہیں سدھ میں جا کر تہی ہی جناب جسے سنسکرت میں خیدر کا
 کہتے ہیں ہمالے میں اپنے منبع سے مٹھن کوٹ تک کچھ
 چھ سو میل لمبی ہی پہاڑوں میں ان دریاؤں کے دریا جہاں
 پتھر سے پانی نکلنے کے سبب تینوں کا گزر ہرگز نہیں ہو
 جھولے یا چھینکے پر پار ہوتے ہیں یا مشکوں پر چڑھ کر اتر جاتے
 ہیں جھولا اوسے کہتے ہیں کہ جو ندی کے ایک کنارے سے دوسرے
 کنارے تک برابر کئی رستے بانڈھ کر اونھیں تختوں سے پائے
 دیتے ہیں آدمی اون تختوں پر اپنے پاؤں سے چل کر پار ہو جاتے
 ہیں اگرچہ اجنبی آدمی کو اسے پر جانے میں بڑا ڈر لگتا ہی

کیونکہ چوران اوسکی اکثر ہاتھ دو ہاتھ سے زیادہ نہیں رہتی
 اور پاٹ نڈیوں کا تھوڑا سا سودا دو سو ہاتھ ہوتا ہی اور سہارا ہاتھ
 سے تھامنے کو صرف اونٹنیں رسوں کا ملتا ہی لیکن چھنیکا اس
 بھی بدتر ہی وہ ایک رستا ہوتا ہی اس پار سے اوس پار بندھا
 ہوا اور اوس میں ایک چھنیکا لٹکا ہوا اور پھر چھنیکے میں ایک
 رستی بندھی ہوئی آدمی اوس چھنیکے میں بیٹھ جاتا ہی تیل
 اوسے اوس رستی سے جکا ایک سہرا اوس چھنیکے میں بندھا
 ہوا اور دوسرا دوسرے کنارے پر اونکے ہاتھ میں رہتا
 ہی کھینچ لیتے ہیں جب چھنیکا بیچ میں پہنچ کر رستی کے جھکون سے
 ہٹنے لگتا ہی اور نیچے دریا سمندر کی طرح پتھر دن سے ٹکراتا ہوا
 نظر پڑتا ہی تب بانجان آدمی کا تو ہوش اڑ جاتا ہی اور کہو نکتر
 اڑے جو رستی ٹوٹے تو حضرت بیچ ہی میں لگتے رہ جادین اور
 جو رستا ٹوٹے تو پھر دریا میں غوطے کھا دین مشک پر ایسی دہشت
 نہیں ہی جہا پانی کا زور بہت نہیں ہوتا وہاں طالع جسے
 پہاڑ میں دریا ہی کہتے ہیں اپنی مشک پر پٹ کے بھل

پڑ جاتا ہی اور پارہ مونسے والا اوسکی مچھ پر دوڑا نو ہو مچھا ہی
 وہ ملاح پنے پیرون کی تو پتوار بنا تا ہی اور دونو ماحون میں
 دو چوڑ گھتا ہی او نھیں کھیکر پار پہنچ جاتا ہی مشک رو چھ
 یابیل کے چمڑے کی نبتی ہی اور بہت بڑی ہوتی ہی یہ ہم
 جسے تبت والے سامیو کہتے ہیں مان سروور کے پاس
 ہمالے کے اتر جانب سے نکل کر کچھ اوپر سولہ سو میل ہتا
 ہوا سمندر کے پاس اگر گنگا میں مل جاتا ہی زبداسون کے منبع
 سے پاس ہی نکلا سات سو میل بہتی ہوئی بھڑونج کے پاس
 کھنجات کی کھاڑی میں جا گرتی ہی اور اوسکے منہ نے
 سے کچھ دور دکھن رخ سورت سے دنس کو س نیچے تادی
 جو میتوں کے پاس پہاڑ سے نکلی ہی ساڑھے چار سو میل
 بہکر سمندر سے مل گئی ہی مہاندی تا گیور کی عملداری سے
 نکل کر پانچ سو میل بہتی ہوئی کنگ کے پاس کہی دھار ہو کر
 سمندر میں گری ہی گو داوری پچھ گھاٹ میں ترشک سے
 نکل کر زردا اور بان گنگا کو جو دونو ندیاں گونڈوانے کے

علاقے سے نکلی میں لیتی ہوئی فوتو میل بہکراج ہندری
 کے نیچے سمندر کی ہی کشتی بھی اٹھیں پہاڑوں میں تار
 کے نزدیک ہما بلیشور سے نکلا مال تیرت گت تیرت بھما
 تنگ بھدر اور وغیرہ ندیوں کو جو اٹھیں کھم گھاٹ کے پہاڑ
 سے نکلی میں لیتی ہوئی تات سومیل بہکراج ہندری کے پاس
 سمندر ملگنی ہی جتنے قسم کے قیمتی پتھر ہیرا سنیا وغیرہ اس
 کے بالو میں ملتے ہیں اونٹنے اور کسی میں بھی ہاتھ نہیں لگتے
 اور کاویری نیل گر میں آگند سے نکل کر کچھ اوپر چار سو
 میں ہتی ہوئی تھوڑی پٹی سے تھوڑی دور آگے سمندر میں
 کھپ گئی ہی دکھن کے پہاڑوں میں ان کشتی کاویری
 وغیرہ ندیوں کے درمیان جہان کشتی کا گدز نہیں ہو سکتا
 بانس کی ٹوکری میں جو چمڑے سے مڑھی رہتی ہی ٹھیکہ کر
 آترے ہیں غرض نامی ندیاں تو یہی ہیں جنکا بیان ہوا او
 باقی چھوٹی چھوٹی تو اتنی ہیں کہ جنکی گنتی بتلانا بھی مشکل ہی
 مگر انہیں سے بہت اٹھیں اوپر لکھی ہوئی ندیوں میں

ملکئیں ہندوستان کی مذیان برسات میں سب بڑھتی ہیں
 مگر جو ہمالے کے برفی پہاڑ سے نکلی ہیں وہ گرمی میں بھی برف
 گرنے کے سبب کچھ تھوڑی بہت بڑھ جاتی ہیں نقشے میں یون کا
 بہاؤ دیکھنے سے ملک کا نشیب و فراز بھی بخوبی معلوم ہو جاتا ہے
 جہاں سے مذیان نکلتی ہیں وہاں ضرور پہاڑ یا اونچی زمین ہوتی ہے جس
 طرف کو وہ بہتی ہیں وہ اس سے نیچی اور نشیب
 میں ہوتی ہے

نہر ٹری اس ملک میں دو ہی ہیں ایک تو جمننا کی جو ہمالہ
 سے کاٹ کر دلی میں لائے ہیں اور جب کا ایک شعبہ کچھ میں
 رہا ہے ایک پہنچ کر وہاں ریگستان میں کھپ جاتا ہے اور دوسری
 گنگا کی جو ہر دور سے کاٹ کر دو آبے میں لائے ہیں جمننا
 کی نہر تو فیروز شاہ تغلق جو ۱۲۵۴ء میں تخت پر بیٹھا تھا پہاڑ
 سفیدون کے پر گرنے تک جو دلی سے تخمیناً بیس کو سو دیگا
 اور شاہ جہان سفیدون سے دلی تک لایا تھا لیکن پھر دونوں
 تک بے مرمت پڑی رہنے سے بالکل خشک ہو گئی تھی سو اب

سرکار انگریزی نے بخوبی مرمت کروادی اور پانی پھر
 اوسی طرح سے جاری ہو گیا لوگوں کو بڑا آرام ہوا پانی
 والوں کے گویا سوکھے کھیت پھر لہلہائے اور گنگائی
 سرکار انگریزی کی طرف سے بنکر طیار ہوئی ہی اس
 نہر کے جاری ہوجانے سے اب قحط اس دو آبے
 میں کبھی نہیں پڑے گا

جھیل سندوستان میں بڑی کوئی نہین اور چھوٹی
 چھوٹی بھی بہت کم ہیں فلکا کنگ کے پاس چوٹھیل
 لمبی آٹھ میل چوڑی ہی پانی کھارا اور کچھ کم زیادہ دو لاکھ
 من نمک ہر سال وہاں اوس سے طیار ہوتا ہی تلی کا
 یا لیاگٹ جسے کوئی بڑے گھاٹ بھی کہتے ہی اتنی
 ہی بڑی کرناگ میں ہی کولیر ڈو کر شٹنا اور گوداوری
 کے بیچ میں چھالیس میل لمبی اور چودہ میل چوڑی
 ہو گی سا بھر جے پور اور جودھپور کی عقدار
 کے بیچ میں بیس میل لمبی اور دو میل چوڑی ہی

جھیل

سب سے بھرنے کے واسطے پانی پیدا ہوتا ہے جب گرمی میں اس کا
 پانی سوکھتا ہے تو اس کے کناروں پر یہ نمک جم جاتا ہے لوگ
 کھو کھو کر اٹھا لاتے ہیں اور اکثر اس کے کناروں پر کیا پیریاں
 بنا کر اونچیں اس کا پانی بھر دیتے ہیں وہ بھی سوکھ کر نمک بن
 جاتا ہے اور کشتی کے علاقے میں سوکھنے والی اور کھیل
 چوڑی اور گہری اتنی ہی کہ اب تک کسی نے اس کی تھانہ نہیں
 پائی دستا ایک طرف سے اس کا پانی لیتی ہوئی ہے ہی سنگھار
 اس میں بہت ہوتے ہیں

اب سوچنا چاہئے کہ جس ملک میں اتنی ندیاں بہتی ہیں ^{نہایت}
 اور پانی کی ایسی افراتوہی تو پھر اس کی زمین اوجھاؤ اور زرخیز
 کیوں نہ ہو اور یہی باعث ہے کہ جو اس ملک کی زمین زرخیز
 میں مشہور بلکہ ضرب المثل ہو گئی ہے یہاں سال میں دو فصل
 اور کہیں تین تین فصل بھی کاٹتے ہیں اور ایسی شاخو تاد
 کوئی چیز نکلے گی جو یہاں پیدا نہ ہوتی ہو برستان اور گیتان
 میدان اور کوہستان سمندر سے نزدیک اور سمندر سے دو

گرم اور سرد خشک اور تر سب طرح کے ملکوں کے پھل پھول
 دوا اور غلے یہاں موجود ہیں آدمی کی طاقت نہیں یہاں
 جنگل بہاڑوں کی جڑی بوٹیوں کا بھد جان کیویا جتنے اقسام
 کے درخت اونہیں ہوتے ہیں سب کی گنتی کرے صرف
 و سب کے جو ہمیشہ ہم لوگوں کے کام میں آتے ہیں اونکا نام
 لکھا جاتا ہے کھیت میں یہاں جو گیہوں چاول چنا
 جوار باجرا مونگ موٹھ مکی ارد مسور مٹر
 کودو کیراد ارہر مڑوا تل تیسی رائی سرسوں
 زیرا سونف اجوین دھنیا کاہو کاسنی
 میتھی گنگنی سانوا چینا کولتھہ باکھو
 پچھاپھرا رگی سونٹھ ہلدی سن تنباکو
 مجیٹھ مرچا کشم کپاس پوست نیل اوکھ
 کیر کچور ریٹری اروی شکر قند زمین قند
 زٹالو بنڈا کھیرا گلڈی تری آسے کدو
 کوہرا پیٹھا تربوز خر بوزہ بھنڈی بوٹا

سیم آلو گوبھی پنول کر بلا مولی گاجر شلغم
 پیاز لہسن ہینگ آدی چک چقدر بگین
 اور باغ اور جنگل ہارمین سیب ناشپاتی بہی
 کلاس بادام پستہ انگور آلوچہ آلو بخارا
 شاہدانہ شفتالو شہتوت زرد آلو اخروٹ
 آم امرود انار آملہ کولا سنترا جامن
 کلاب جامن لوکٹ لیچی پھالسا کھرنی کیلا
 کمر کھہ انجیر شریفہ نیبو چکو ترا انناس
 پینیا کھیل برہل کروندا ہڑ بہیرا بیریل
 اشٹا برئی مکو رس بھری کیچھل تار گھور
 ناریل سپاری تیزیات چھوٹی بڑی الایچی
 جاپھل جاوتری دارچینی قموہ ساگو چندن رکتین
 کالی مرچ کباب چینی کافور جٹا مانسی اگر گوگل
 دھوپ لوبان مسبر رسوت ساگون سال
 سیسون تن نیم اہلی مہوا کیکر پاکر کھیر

تیکھر چرو نجا پلاس ریٹھا سیمل بڑ پمیل گڈن
 کچنار گیت آٹرا جلیپائی امتاس تموسری
 چمپا ہر سنگار چیل چلغوزہ کیلو کایل رو بان
 براس دیوار گلڈ مرو بھوج پتر بید شک
 چار سفیدا سرو بانس بید ترکٹ کش
 کلک دوب بنفشہ چاے مہدی بھانگ
 دھتورا پان ٹیٹی پھوک کریل آگ جھڑبری
 آور پھلوار یون مین گلاب کیوٹرا بیلا چنبیلی جاہنی
 سیوتی مدن بان موگرا راے میل نرگس سنگدھرا
 سوسن گیندا گل داؤدی گل مہدی گل ڈہریا
 گل عباس گل خیرو گل اشرفی سورج مکھی بابونہ
 نازبو لٹکن جھومکا اٹریس ڈیلیا اور پانی مین
 کول کمودنی مکھانا شولا سنگھارا کیر وغیرہ
 کثرت سے ہوتے ہیں سوائے انکے بہت سے پھول
 کے درخت اب انگریز لوگوں نے دو سر ملکوں سے لاکر یہاں

لگائے ہیں اور لگائے جاتے ہیں کہ جنکا ہندی میں نام نہیں
 ملتا ڈاکٹر وایج صاحب نے چار سو چھپن قسم کی لکڑی جنسین
 کا ٹھہ کی چیزیں منبتی ہیں جمع کی تحفین سہارنپور میں سرکاری
 باغ کے درمیان باغ ہزار قسم سے زیادہ اور کلکتے میں
 باغ کے درمیان جنکا گھیر اقریب تین سو کوس کے ہونگا اور ہزار
 قسم سے زیادہ درخت اور پودے لگائے ہیں اور ڈاکٹر وایج
 صاحب صرف مندرجہ عاٹے سے لاکھ قسم سے درخت
 اور پودے جمع کر کے انگلستان کو بیکے گہیوں ناگپور کا
 ہی چاول بارے کا سا جو پشاور کے ضلع میں ہی کہیں نہیں ہوتا
 پلاؤ بہت مزہ دار اور خوشبودار بنا ہی سیر بھر چاول سری
 بھر گھی سوکتا ہی اور پھول کر چار سیر کی برابر ہو جاتا ہی حنیالو
 نانتھو پختا پھر ایسے چاروں ادنی قسم کے غلے صرمانے
 کے پہاڑی علاقوں میں ہوتے ہیں اور رگی دکھن پہلو
 میں انگور سا کہیں نہیں ہوتا اس پر کا یہاں پہلے
 لڑی نخاسا جانا گم بادشاہ کے ہشتبار سے

نو آواز سننے اپنی کتاب میں لکھا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام کی
 چیز اول ہی اول اوس کے یا اوس کے باپ اکبر کے وقت میں
 فرنگی لوگ امریکا سے لائے اب تو اتنا پھیل گیا کہ کون کون کو
 اس بات کا یقین آنا بھی مشکل ہی کیا پس اگرچہ امریکا میں بھی تو
 ہی لیکن پرانے براعظم کے سب ملکوں میں اسی تجارت پر
 سے پھیلا سکندر جب سنج تک آیا تھا تو اوس کے ساتھ والوں
 نے کیا پس کا پٹر دیکھ کر براعجب کیا اور اپنی کتاب میں اوس کا
 نام افسن کا پٹر لکھا اور اوس کی یہ شرح کی کہ یونان میں جو اون بھروسہ
 کی پیٹھ پر جمنا ہی وہ ہندوستان میں پٹروان کے بیچ پھلنا
 ہی بچاروں نے روئی پہلے کبھی نہ دیکھی تھی صرف پابوستان
 اور اونی کپڑے پہنتے تھے یہاں روئی مالوے کے پٹروان
 بہت پیدا ہوتی ہی پوست جس سے افیون نکلتی ہی مالوے میں
 بہت ہوتا ہی اور وہاں کی افیون اول قسم کی گنی جا
 اسکے بنارس اور ٹینے کے آہں پاس بھی بہت ہوتا
 ہے۔

میں پھیلی ہی پڑانے یونانیوں نے اس ملک کی چاشنی کھا کر
 برا تعجب کیا اور کتابوں میں لکھا کہ ہندوستان کے آدمی بھی
 کھینو کی طرح پڑوں کے رس سے شہد بنا رہے ہیں کیسے یعنی زعفران
 کی کھیتی کشمیر کے صوف یا مہور پر گنے میں ہوتی ہی اور کہیں ہنہن
 جمتی وہاں کیسے اونچی زمین ہوتے ہیں جس میں بادلوں سے
 آبپاشی کبھی نہیں کرتے جزاوسکی سپازے کے گٹھے کی طرح
 ہوتی ہی اور وہی گٹھے بوئے جاتے ہیں پڑا اور پتے
 اوسکے کش گھاس سے ملتے ہیں اور پھول اودے رنگ کا
 کو اراکات میں کھلتا ہی اوسی پھول کے اندر زرد زرد پٹے
 یعنی یہ کیسے مٹی ہی کشمیر میں کیسے بندرہ روئے ہے پھرتی ہی اور
 چالیس چاس ہزار روپے کی پیدا ہوتی ہی تر بوز سے
 الہ آباد کا مشہور ہی اور خربوزے جمائی اگرے کے الو
 گو بھی بھی ہندوستان کی ترکاری ہنہن میں تنباکو کی طرح
 سے آگے تیلخ بھوٹان میں بہت پڑا اور میٹھا ہوتا
 ہے یہیں سے کھانے کا پیر سندھ اور ملتا

کی طرف ہوتا ہی سیب ناشپاتی ہی گلاس بادام
 پستہ انگور آکوچہ آلو بخارا شاہدانہ شفا لور شہوت
 زرد آلو اخروٹ یے سب کشمیر میں بہت اچھے اور کمی
 قسم کے ہوتے ہیں اور ہمالے کے متصل دوسرے سر درملو
 میں بھی ملتے ہیں مگر گلاس کشمیر کے سوا اور کہیں نہیں ہوتا
 بہت نازک اور وہاں کے میووں کا سرداری فصل ایسی
 پندرہ بیس روز سے زیادہ نہیں رہتی سانوں کے چھینے
 بھلتا ہی انگور کشمیر میں کشمشی بہت اچھا ہوتا ہی بیج بالکل
 نہیں کچھے کا کچھا شربت کے گھونٹ کی طرح نکل جاؤ مگر کنا در سا
 اس ولایت میں کہیں نہیں ہوتا کچھے اور دانے بھی بڑے
 اور نہایت پیٹھے ہوتے ہیں اور وہاں کستے بھی رہتے
 کہ چار پیسے کو ایک آدمی کا بوجھ لیلو شفا لور جسے سے بہتر دوسرا
 جگہ نہیں بھلتا آم بمبئی کے برابر کہیں نہیں ہوتا مگر سارس
 اور نالہہ کا بھی بہت مشہور ہی اس ملک کا خاص میوہ ہی
 دوسری ولایت میں نہیں ملتا اور دنیا کے سب میووں کا

چوڑھی اسکا نام امرت پھل لوگوں نے بہت ٹھیک کھا امیر
 بھی اس سے زیادہ لذیذ ہنوگا بڑے آم سیر سے بھی اوپر
 وزن میں اترتے ہیں آٹلا اور امرود بنا رس میں بہت
 عمدہ ہوتا ہے گولاسٹ ساشیرین کہیں نہیں پایا جاتا اور وہ
 اسکے جنگل کے جنگل کھڑے ہیں روپے کے ہزار ہزار تک
 ہیں کھل اتنا بڑا ہوتا ہے کہ شاید ایسے ویسے کمزور آدمی اٹھ
 بھی سکے ایشٹا بری مکورس بھری اور کئی چھل اتر اٹھنے کے
 ملکوں میں اچھے ہوتے ہیں ہر بلا سپور کی مشہور تھی مگر سو
 ہوئی دو تولے سے بھاری نہیں ہوتی تھی اب اوسکا وہ
 درخت سو گویا تار دکھن پائین گھاٹ میں اتنے بڑے
 ہوتے ہیں کہ اوسکے دو تین پتوں سے چھپر چھا جاوے
 تاریل اور سپاری سمندر کنارے کے ملکوں میں جتنے ہیں
 دور نہیں لے تیز بات الایچی جا بھیل جاو تری دار چینی فتوہ
 ساگو چندن رکت چندن اور کالی مرچ کے درخت دکھن
 خاص کر کے تلو کئی پچی اور ترو انکوڑو کے درمیان

ہوتے ہیں تیز پات اور بڑی لایچی نیپال میں بھی افراط سے آگتی
 ہی ساگو کے درخت کی ٹہنیاں کاٹ کر اونھیں پانی میں کوٹتے
 بھگاتے اور دھوتے ہیں اور کجا جوت نکلتا ہی اوسی کو چلنی سے
 گرم توؤں پر چالتے ہیں وہ بھن کر دانے دانے سا ہوتا
 ہی اور ساگو دانے کے نام سے بکتا ہی چندن اور رکت چندن
 کے پیرو ہاں کچھ گھاٹ میں ملیا کر بہت ہیں چندن میں جو
 چیز ہے اوس میں کہتے ہیں کہ کیر اور مورچہ نہیں لگتا اس لئے
 ہتھیار وغیرہ چیزوں کے رکھنے کے واسطے جس میں ننگ یا کیرا
 لگنے کا خوف ہی امیر لوگ چندن کے صندوق بنواتے ہیں
 سنگ لائخ زمین میں چندن کے درخت اچھے ہوتے ہیں
 اور بے اعلیٰ چندن اون درختوں میں اوس مقام کا ہی زمین کے
 نیچے اور جڑ کے ریشوں سے اوپر رہتا ہی اور جس کا رنگ خوب
 گہرا ہوتا ہی چندن کاٹ کر مہینے دو مہینے تک مٹی میں دبا
 رکھتے ہیں حکمت اوس میں یہی کہ اوپر کا چھلکا جہاں تک
 ناکارہ ہوتا ہی بالکل دیک کر مالتے اور شیشوار گودا

سارا باقی رہ جاتا ہے کالی مرچ آسام میں بھی بونے ہیں اور
 کافر کا درخت منی پور میں جتا ہے اگر سلٹ کے جنگل میں
 اور گوگل مندرھ میں ہوتا ہے لوہان کے پیر ٹروانکوڑ میں
 اور سبر اور رسوت کے درخت کانگرٹے میں کثرت سے
 ہیں ساگون کی لکڑی کے جہاز بنتے ہیں ایسے وہ بڑے کام
 کی چیز ہی یہ درخت اکثر پچھم گھاٹ پر اور چٹگانو میں سمندر
 کے متصل ہوتا ہے اور سال جبکا ہر دور کے پاس بہاڑ کی
 ترائی میں بڑا بھاری جنگل ہی اکثر عمارت کے کام آتا ہے
 کچھ پنگھ اور پنجاب ت کر کے بندھ کے پہاڑ میں اور چیل مگنور
 کیلو کایل روہان براس دیو دار لکڑی مہر و بھوج پر تھالے کے
 کوہستان میں ہوتے ہیں چیل کا گوند روزہ اور تیل تاہن
 کہلاتا ہے بہاڑی لوگ شمع اور مشعل کی جگہ رات کو اویسی
 لکڑی جلائے ہیں کیلو کایل اور دیوار سے تینوں صنوبر کی
 قسم میں اور سو ^{۱۲۵} سو ہاتھ سے بھی زیادہ اونچے ہوتے ہیں بان
 کو انگریزی میں ٹوک کہتے ہیں براس کے پھول لال لال بہت

بڑے اور خوبصورت ہونے میں کھوج پتر اسی جگہ ہوتا ہی جہاں
 سے برستان کا آغاز ہی تازہ ہزار فٹ سے نیچے ہرگز
 نہیں اوگتا بیدمشک چنار اور سفید ایسے کشمیر کے درہن
 بیدمشک سے کیوڑے کی طرح عرق نکالتے ہیں وہ کیوڑے
 سے بھی زیادہ فائدہ رکھتا ہی بید پچم گھاٹ کے پہاڑوں میں
 سوا دو سو فٹ تک لمبا ہوتا ہی چائے کے پیراب سرکار کے
 حکم بموجب دیرہ دون اور کانگرے کے پہاڑوں میں
 لگے ہیں پہلے چائے چین کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی
 مگر اب معلوم ہوتا ہی کہ ان اُترا کھنڈ کے پہاڑوں میں بھی ویسی
 ہی ہو جاوے گی سرکار نے اس بات کے لیے بہت روپیہ خرچ
 کیا ہی اور اسکی طیارمی کے واسطے چین سے بلا کر وہاں
 کے آدمی نوکر رکھے ہیں کیونکہ جب پیر سے چتے توڑتے
 ہیں تو اونکو آگ پر گرم کر کے ہاتھوں سے ملنے میں بڑی
 ہوشیاری اور دقتکاری چاہیے گی بار اونکو آگ پر سکنا پڑتا ہی اور
 کسی بار ہاتھوں سے ملنا نا واقع آدمی سے یہ کام کبھی نہیں

بن پرتا آشام کے صلح میں بھی بوئی جاتی ہی پان
 اس ملک کی کئی چیزوں میں گنا جاتا ہی بلکہ یہ بھی ایک تن
 کہلاتا ہی کھانا کے تالابوں میں پھلتا ہی گلاب غازی پور
 اور اجمیر میں ہوتا ہی اور چنبیلی جو پورا اور باڑھ میں لیکن
 سب سے زیادہ عجب کا درخت ہندوستان میں بڑھی جسکی
 تعریف دوسری ولایت والوں نے اپنی کتابوں میں بہت
 ہی لکھی ہی جس کسی مقام میں پانی کے نزدیک کوئی پرتا پرتا
 ہی اور اوپر طاؤس اور بندرناچتے کو دتے ہیں نہایت
 دلچسپ اور پر فضا معلوم ہوتا ہی اور اوسکی بہت سی ٹہنیاں
 جو زمین میں جڑ پکڑتی ہیں گویا دالان اور بارہ دریاں بن
 جاتی ہیں ایک بڑ کا درخت جسے لوگ تین ہزار برس کا ہوتا
 ہیں نرم دندی کے کنارے بھٹور کے پاس اتنا ہی
 کہ جسکے نیچے سات ہزار آدمی اچھی طرح آتے ہیں
 اوسکا گہرہ چودہ سو ماٹھ کا ہو دیکھا گیا ٹہنیاں
 زمین میں جڑ پکڑ گئی ہیں تین ہزار سے کم نہیں

نام اوسکا وہان واسے کبیر بڑے کہتے ہین +
 جانا چاہے جہان پانی اور نباتات کی اس قدر کثرت
 ہوگی وہان حیوانات بھی ضرور زیادہ رہنے لگیں جانور
 بے شہیر بگھیرا چیا تیندوا ہاتھی گینڈا ارنا
 ریچھ سوور بھڑیا ہرن بارہ سنگھا روجھہ پاڑھا
 ساہی گیدڑ لوٹری خرگوش سیاہ گوش بن بلاؤ
 اود بلاؤ طرح بطرح کے بندر اور لنگور کشتویا ہرن
 گڈ سکین گھوڑا سداگے ایل گلہری
 نیولا گرگٹ اور گھریو جانورون میں گھوڑے گدھے
 اونٹ خچر گائے بھینس بھڑ بکری دنبے
 کتے بلی اور پرندون میں منال چچورا نا کھلیج
 پلاش کشتورا اونکار نوری بانڈھنو چکور
 تیرہ پتیر مرغ مرغابی سارس بگلا بٹک
 چکرا لال بیل لوا تونا مینا کاکاتوا طاؤس
 کوکلا اگن شیاما ہریوا کویل پیپہا باز بہری

شکر شامین گدھ چیل کوآ بدہد کھنجن
 بیا گرا پتدکی کبوتر انکے سوا چوٹے چھوچو
 چکر سنب ا جگر بچھو گوہ کن کھورا چھ
 پیسو کھی سہ کی کھی بھڑ بھونرا جگنو
 تلی دیک اور شیم قمر فر اور لاکھ کے کیرے بھی
 ملک میں بہت ہوتے ہیں ندی اور تالابوں میں مچھلی
 چونک اور کچھوئے رہتے ہیں اور بڑے دریاؤں میں گر
 اور گھڑیا لوان کا ڈرہی دکھن سمندر کے کنارے کوری
 اور موٹی واسے سیپ بھی ہوتے ہیں بتر اوس قسم کا
 ہی جکی گردن پر گھوڑے کی بیون کے پیر
 بال رہتے ہیں اور زور اور دلیری میں شیر سے کہین زیادہ
 ہوتا ہی سنسکرت میں اوسے سنگھ اور کیری اور انگریزی
 میں لائین کہتے ہیں بے جانور اب بہت کم رہ گئے کھی
 کبھی ہر پانے کے جنگلون میں ملجاتے ہیں شیروں میں
 اور نڈریں میں کثرت ہی جیسا بہان کے امیر مرین ملد

کے لئے پالتے ہیں شکار کے وقت اس جا نور کھوٹا کر کے
 بیٹھی باندھ بھلی پر بٹھا ساتھ لجاتے ہیں جب کسی طرف پہنچان کا
 جھنڈہ نکلتا ہی تو فوراً اوسکی آنکھ سے مٹی ہٹا دیتے ہیں
 بجلی کی طرح لپک کر اونہیں سے ایک کو جا ہی دبا تا ہی مٹی
 گینڈے رنگ پور سلہٹ آسام تیرا اور چٹ گانوں کے جنگلوں
 میں بہت ہیں مگر ہاتھی دھن کے جنگلوں میں بہت اچھا ہوتا ہی
 اور پالے کی ترائی میں جو کھڑا رہتا ہی وہ ایسا برا اور اوسکا
 چہرہ آسا ابھرا ہوا نہیں رہتا ہی پکڑنے کے لئے جنگلوں میں
 گڑھے کھود کر مٹی سے معلوم ڈھک دیتے ہیں جب ہاتھیوں
 پہنچا دھرتا ہی تو بوا اونہیں گیر رہتا ہی اوسی کو پکڑ لائے
 ہیں مگر سندھ زمین کے نزدیک زمین دلدل ہونے کے باعث
 کھوڑا مشکل ہی اس واسطے ہاتھی کے پکڑنے والے چالیس چالیس
 آدمی اکٹھا ہو کر پہلے ہوئے ہاتھیوں پر سوار بڑے بڑے مضبوط
 رسوں کے پھندے بنا کر جنگل میں جاتے ہیں جب جنگلی ہاتھی
 انکے ہاتھیوں کے مارنے کے لئے ہلا کر کے آتے ہیں تو

او کو بچندون میں بھنسا لیتے ہیں کوئی اوسکی گڑھی اور کوئی
 ڈالتا ہی اور کوئی دم میں کوی اوسکی سوڈ بھنسا تا ہی اور کوئی
 پیرس لیتا ہی غرض اون رسون کا ایک ایک ہیرا اون ٹپے
 ہوئے ہاتھیوں کی کمر میں بندھے رہنے کے سبب پھر وہ
 جنگلی ہاتھی بھاگ نہیں سکتے اور چاروں طرف سے جکڑ جاتے
 ہیں مگر اس کام میں خطرہ جان بڑا ہی اسیلئے اکثر ہاتھی کپڑے
 والے ایک بڑا بار ابناتے ہیں خوب مضبوط مضبوط لکڑے
 گاڑ کر اوسکے ڈر دخنق کھود دیتے ہیں اندر جانے کو صرف
 ایک دروازہ رکھتے ہیں لیکن وہ بھی اس وضع کا کہ جیسے جنگلوں
 میں بانی راہ رہتی ہی جو ہاتھی کو معلوم پڑ جائے کہ بہرہ
 آدمی کا بنایا ہی تو ہرگز اوسکے اندر پیرندھ سے کیونکہ یہہ
 جانور بڑا ہوشیار ہوتا ہی اور اوس بارے سے ملا
 ہوا اوس طرح کا ایک چھوٹا سا بار ا رکھتے ہیں کہ جسمین جا کر
 پھر ہاتھی گھوم سکے غرض جب وہ بارے طیار ہو جاتے ہیں تو
 بہت سے آدمی اون جنگلوں کو جا گھیرتے ہیں کہ جنہیں ہاتھی

رہتے ہیں اور دور دور سے اس طرح پر ڈھول وغیرہ کی آواز
 کرنے ہیں اور آگ جلاتے ہیں کہ اون ہاتھیوں کا جھنڈا ہٹے
 اوسے باڑے کے دروازے پر آجاتا ہی اور جب سارے
 ہاتھی اوسے باڑے کے اندر چلے جاتے ہیں تو بے لگ فوراً
 اوسکا دروازہ خوب مضبوط بند کر دیتے ہیں جب ہاتھی کو یہ
 نکلنے کی نہیں پلٹے اوسوقت جو اونکو غصہ ہوتا ہی وہ ماشا
 رکھنے لائق ہی غرض کچھ دن میں بھوکھ پیاس اور دوڑنے
 سے دے ست اور کابل ہو جاتے ہیں تک اندر سے آوا
 چھوٹے باڑے کا دروازہ کھولتے ہیں اور جونہی ایک
 ہاتھی اوسکے اندر آجاتا ہی فی الفور اوسکو بند کر دیتے ہیں اس
 چھوٹے باڑے کے گرد مچان بندھے رہتے ہیں ہاتھی
 کی تنگی سے گھوم بھی نہیں سکتا بالکل بے قابو ہو جاتا ہی بے
 مچانوں پر چڑھ کر اچھی طرح اوسے رسوں سے جکر لیتے ہیں اور
 اون رسوں کو اپنے سدھے موئے ہاتھیوں کی کمر سے
 کسرتیاں اوسے باہر نکالتے ہیں اور کسی درخت سے بانڈھے دیتے

میں اس طرح ایک ایک کر کے جب سب ہاتھیوں کو کھانچا
 میں تب پھر آستہ آستہ اونکو کھلا پلا کر تدریج آدمیوں سے پر جا
 لیتے ہیں سابق میں یہاں کے راجا اور بادشاہ لڑائی کے
 وقت دشمن کی فوج کے سامنے اپنے سدھائے ہوئے
 مست ہاتھیوں کی سوندوں میں دو دھار کھانڈے بکریوں
 دیتے تھے مگر اب توپ کے آگے بچا رہا تھی کی کیا پیش جاسکتی
 ہی صرف سواری اور بار برداری کے کام میں آتے ہیں
 توڑوڑا جانے جھیل کے کنارے پر دس ہزار جنگی ہاتھیوں
 کے ساتھ سکندہ کا مقابلہ کیا تھا آصف الدولہ کے پاس
 سے بڑا ہاتھی جو تیسرا کے جنگل سے پکڑا گیا تھا ساڑھے دس
 فٹ اونچا تھا مگر اسکاٹ صاحب کے لکھنے سے دریا
 ہوا کہ اونھوں نے اوس جنگل میں بارہ فٹ دو اونچ نک اونچا
 ہاتھی تاتھاروس کے بادشاہ بڑے پیٹر کو ابران کے بادشاہ
 نے جو ہاتھی تحفہ بھیجا تھا اور جسکی کھال اب تک وہاں کے
 عجیب خانے میں رکھی ہی سولہ فٹ اونچا تھا معلوم نہیں کہ اسی

سے گیا تھا یا کسی دوسرے ملک سے آیا گنڈے سے مضبوط
 دنیا میں کوئی دوسرا جانور نہیں اسکا چمڑا ایسا کڑا ہوتا ہے اور
 سوا گولی کے تیر تلوار اور کوئی بھی ہتھیار کچھ کام نہیں کرتا
 ڈھال اچھی اوسے کے چمڑے کی بنتی ہی اس جانور سے
 نہ شیر لڑنا چاہتا ہے اور نہ اسکو ہاتھی چھڑتا ہے اسے جنگل کا
 شاہنشاہ کہنا چاہئے اگرچہ ڈیل ڈول میں ہاتھی سے چھوٹا
 ہی مگر جب اوسکے پیٹ میں اپنی کھاگ مارتا ہے تو پھر
 ہاتھی جت ہی گڑ پڑتا ہے اور گنڈے کا کچھ بھی نہیں کر سکتا
 یہ جانور صرف گھاس پے کھاتا ہے اور جب تک کوئی اسے
 نہ ستاوے تو یہ بھی کسی جاندار کو کچھ تکلیف نہیں دیتا
 جیسا بھی بڑا خوفناک جانور ہی کسی کے سینگ تو دھون
 تک لمبے ہوتے ہیں گت تو زیکہ ہرن ہالے کے ہمارو
 میں ہوتا ہے لوگوں نے یہ بات بہت غلط مشہور کر رکھی
 کہ اوسکے سز کی نلی میں جوڑ نہیں ہوتا اور وہ بیچہ نہیں
 جس طرح اور سب جانور جتنے چھوٹے دوڑتے تھے میں اس

وہ بھی سب کلام کرتا ہی جاڑون میں جب اونچے پہاڑوں
 پر برف بہت پڑ جاتی ہے تب یہہ نیچے اترتا ہی اونھیں دفون میں
 ہسکا سٹکار ہوتا ہی اس جانور کی ناف میں ایک چھوٹی سی پھٹی
 رھتی ہی جسکو نافہ کہتے ہین اوسیکے اندر مشک ہی حب اسے مار کر
 پیٹ سے نافہ نکالتے ہین تو مشک اوسمیں لہوا اور نشت کی
 طرح تراورنناک رھتا ہی دھوپ میں رکھ کر سکھایتے ہین
 جو مشک کھانے میں بہت تلخ اور تیز ہواو سے اہل خاص
 اور جو سیلی یا دوسرے مزے پر ہواو سے بناوٹ سمجھتا چاہے
 بڑے بگڑے سکین گھوٹل سے اگائے اور اٹل بے سب جانور
 برقی پہاڑوں کے نزدیک ہوتے ہین سکین ایک طرح کا
 جنگلی بھیرا ہی لیکن سینگ اوسکے ایسے بھاری ہوتے ہین
 آدمی سے نہیں اٹھ سکتے گائے کو سدا اور بیل کو
 کہتے ہین اونکے بدن پر ریچھ کی طرح بڑے بڑے
 لمبے بال رھتے ہین اور اونکی دم کا چوز بنا ہی بان کے گ
 ان بیاک بیون پر سواری بھی کرتے ہین جن دشوار گزار پہاڑوں

میں گھوڑا ٹونہیں جاسکتا وہاں سے ایک پرچہ لکھ کر پونجی
 بے کھٹکے چلے جاتے ہیں ایلن ایک قسم کی گلہری ہی جو چمکا
 کی طرح اڑتی ہی گھوڑے یہاں دکھن میں بھیما ندی کے
 کنارے جو تیلے کیت سیاہ زانو ہوتے ہیں بہت غدرہ
 اور کاٹھیا وڑا اور لکھی سبجکل بھی گھوڑے کے واسطے مشہور
 کاٹھیا وڑا کا گھوڑا کو دینے پھاندے میں خوب جالاں
 کہتے ہیں کہ اس کنارے پر کبھی کسی عرب کا جہاز غارت ہو گیا
 تھا اسی کے گھوڑوں کے پھیلنے سے وہاں اونکی نسل در
 ہوئی ہی اور لکھی سبجکل کا گھوڑا ڈیل ڈول میں بہت بڑا رہتا
 ہی پانچ پانچ ہزار تک بھی اوسکا دام اٹھتا ہی اونٹ جو دھور
 کا مشہور ہی شو کو س تک ایک دن میں جاسکتا ہی گا
 بھینس گجرات ہر یا ناسندھ ملتان وغیرہ کچھ کی دو
 بہت دیتی ہیں اور بیل بھی وہاں کے مشہور ہیں یہ جاب
 دکھن میں بہت خراب ہوتے ہیں وکے چھوٹے اور دودھ
 بھی تھوڑا دیتے ہیں برقی پہاڑوں میں بھیر کا اون بہت چھا

اور بکری کے بال کے اندر پشمینہ ہوتا ہی جسے سندھ ندی کے
 کنارے کنارے سب ضلعوں میں ہوتے ہیں پرندوں کے
 درمیان منان چھوڑا ناگھیلنج اور پلاس برفستان کے نزدیک
 پہاڑوں میں اور کشتورا اور اُونگاز کشیر میں ہوتا ہی مثال
 دیکھنے میں طاؤس کی طرح خوبصورت مگر دم اوسکی سی نہیں رہتا
چھوڑا نورمی اور باندھنوں لے بھی بہت خوبصورت ہوتے ہیں
اُونگاز کے سر میں سیاہ پردوں کی ایک اچھی لمبی کلغی ہوتی ہے
 * کہ جو اکثر اس ملک کے بادشاہ راجا اور سردار
 اپنی ٹوپی اور پگڑیوں میں لگاتے ہیں چکور بیرمغ لال
بلبل لوارٹے میں اور توتا مینا کا توا آدمی کی موٹی بو
 میں مشہور نورمی باندھنوں اور توتے وغیرہ سدرین
 اور ترائی کے جنگل میں زیادہ ملتے ہیں طاؤس کو کلا کن
شیا ماہر نوا کتورا کوئل اور پہیہ کی آواز بہت شیریں
 ہوتی ہے باز بہری شکرا اور شاہین امیر لوگ چڑیوں

* انگریزی میں اس جانور کو ہرن کہتے ہیں

کاشکار کرنے کے لئے پالتے ہیں بیا اپنا کھوسلا بڑی
 کارگیری سے بناتا ہے چٹائی کی طرح بنتا ہے اور تین او سین
 گھر کھتا ہے باہر زر کے لئے بیج کا مادہ کے لئے اور اندر والا
 بیج کے لئے اور درخت کی ایسی پتی ٹہنیوں سے بلکہ
 کھجور کے پتوں سے او سے لگاتا ہے جسمین انڈون تک
 سانپ نہ پہنچ سکے اگر جگنو کیڑے اٹھا لاتا ہے کہ جسمین رات
 کو گھونسے کے اندر روشنی رہے بیج پوچھو تو پرندوں
 میں ایسی ہوشیاری کسی میں نہیں یہ چھوٹی ٹسی چڑیا
 آدمی کے سکھلانے سے بڑے بڑے کام کر دکھاتی
 ہی توپ پر چونچ سے بہتی لگا دیتی ہی بدکار آدمی چیل کے
 لئے عورتوں کی نگلیان دکھلا کر اشارہ کر دیتے ہیں
 یہ فوراً آثار لاتی ہی سبحان اللہ کیا قدرت ہی اس
 پروردگار رحیم و کریم کی جس نے ایسی ایسی چڑیوں کو یہ
 سمجھ دی سانپ اس ملک میں بعض ایسے زہریلے ہیں کہ جبکا
 کاٹا آدمی پھر اپنی نمانگے اورا جگر دکھن کے جنگلون

میں چالیںس فٹ تک لمبے ہوتے ہیں مچھلیوں میں
 کلکتے کے بیچ نیپ یا مچھلی کی بڑی تعریف ہی کہتے ہیں
 کہ اسکے مزے کو کوئی نہیں پہنچتی بلکہ میں مچھلیوں کی
 اتنی افراط ہی کہ بعضے وقت گھوڑوں کو دانے کے بدل
 مچھلیاں کھلا دیتے ہیں چونکہ دکھن کے گھاٹوں میں
 بہت ہونی ہیں یہاں تک کہ برسات میں مسافر کو راہ چلنا
 مشکل پڑ جاتا ہی گھریاں گنگا میں بیس ماہ تک لمبے ہوتے
 ہیں کوڑیاں سمندر کے کنارے اس کثرت سے ملتی
 ہیں کہ وہاں والے چونا بھی کوڑی جلا کر بنا تے ہیں موچی والے
 سیپ ملک دکھن کے نیچے سمندر میں ہوتے ہیں لوگ
 غوطہ مار کر بہت سے سیپ جانور سیکڑوں بلکہ ہزاروں سمندر
 کی تھاہ سے نکال لاتے ہیں اور گرٹھے کھود کر مٹی میں
 دیتے ہیں جب تھوڑی دیر بعد وے سب مر جاتے ہیں
 ایک ایک کو اس گرٹھے سے نکال کر چیرنا شروع کرتے
 ہیں بہت تو خالی جاتے ہیں کسی میں موچی نکل آتا ہے

سانپ اور شیر کو سب کو ہی موذی اور برا کہتا ہی مگر سوچ کر
 دیکھو تو اس آدمی کا دل خوش کرنے کے لیے کتنے جاندار
 ستائے جاتے ہیں

محدثیات
 کھان اس ملک میں لوہا تانبا سیسا سرمہ
 گندھک ہر مال نمک کوٹلا مرمریشم بلور
 عقیق ان سب چیزوں کی موجودگی اور ہیرا بھی بہت
 اچھا اور بیش قیمت نکلتا ہی مہاندی کے کنارے
 سبھل کے علاقے میں تبدیل کھنڈ میں پتنے کے درمیان دھن
 میں کرشنا کے کنارے کوٹور وغیرہ مقاموں میں اسکی
 کھان ہی اور وہ مشہور ہیرا کوہ نور جو اب سرکار انگریزی نے
 دیپ سنگھ سے لیکر ملکہ عظمہ و کٹوریا کو دیا شاہ جہان
 کے عہد میں ایسی کوٹور کی کھان سے نکلا تھا اور میر جملہ
 نے وہ اوس بادشاہ کو نذر دیا تھا اوس زمانے میں
 اسکامون کچھ لاکھ روپے اٹھا گیا تھا پتھر کے کوٹوں کی
 قدر گے تو کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور نہ یہاں کبھی کسی کو

اسکی کھان کا کچھ گمان تھا مگر جب سے انگریزوں نے دھوئیں
 کی کشتی اور گاڑی چلائی تو یہہہ کو ملا بھی اب ایک بڑے کام کی چیز
 ٹھہرا ہے۔ بھوم کے ضلع میں اسکی کھان جاری ہی اور ابھی کئی
 ضلعوں میں اسکا ہونا ثابت ہی سوا سے انکے اور انواع و
 اقسام کے بہتر سے رنگ برنگ کے پتھر ملنے ہیں کہ اکثر
 صاحب لوگ اپنے زیوروں میں لگاتے ہیں *۔

موسم ہندوستان میں تین تین جاڑا گرمی اور برسات
 اور ہر ایک فصل اپنے اپنے وقت پر اچھی بہار دکھلائی
 ہی سمندر کنارے کے ملک خاص کر کے دکھن کے گھاٹوں
 پر برسات بہت ہوتی ہی یہاں تک کہ کسی جگہ میں ٹو ٹو مہینے
 کے لئے سارا سامان گریستی کا اکٹھا کر رکھنا پڑتا ہی منہ کی
 شدت سے باہر نکلنا نہیں ہوتا اور ہمالے کے پہاڑوں
 بلندی باعث سردی زیادہ رہتی ہی جہاں برف نہیں ہوتی
 وہاں بھی جو پہاڑ چار چار ہزار فٹ سے اونچے ہیں اونپر
 بیٹھ بیا کھ میں آگ تاپنی پڑتی ہی کتا اور اور کشمیر میں برسات

نہیں ہوتی کیونکہ اون علاقوں کے جو گرمی سے ایسے ایسے اونچے
 پہاڑ آگے ہیں کہ بادل جو سمندر کی طرف سے آتے ہیں بہاؤ
 کی جڑوں ہی میں لٹکتے رہ جاتے ہیں پار ہو کر ان علاقوں میں
 نہیں پہنچ سکتے اور باقی سب ضلعوں میں گرمی کی شدت ہوتی
 ہی لوہیں چلنے لگتی ہیں اور زمین تپنے امیر لوگ تپنے خزانے
 میں بیٹھ کر نیکھے جھلواتے ہیں اور بیچارے غریب آفتاب
 کی گرمی سے بیاب رہا کرتے ہیں ❖

آدمی ہندوستان کے جو احرار و جسم دل ہوتے ہیں
 بیان تک کہ بہترے لوگ حیوانات تو کیا بلکہ نباتات کو بھی
 نہیں تپاتے گرم ملک کے سبب محنت کم کرتے ہیں اور اکثر
 مست اور کمال بلکہ آرام طلب ہتے ہیں بیان تک کہ بہت آدمی
 اسی شوکے مضمون پر چلتے ہیں ❖ ششہرہ بقدر ہر سکون
 راحت بود بنگر مراتب ❖ دویدن رفتن استادن نشستن
 نختن و مردن ❖ مگر بڑا عیب انہیں یہ ہے کہ خلافت دوست
 نہیں ہوتے اور حب وطن نہیں رکھتے اپنا نام بڑھانے

آدمی

کے لیے ضرور کوئے مالاب اور پل وغیرہ بنوانے میں گہرے
 کام ایسا ہو کہ اونٹنے اکیلے نہیں سکے اور دس پانچ آدمی ملکر
 اسے چند کے طور پر بنوانا چاہیں تو اوسمیں اونٹلو ایک مہا
 بھی دینا گران گذرنا ہی غرض بیان کے آدمی جو کام نے
 صورت اپنے فائدے اور نام کے لیے اگر اوسے دوسرے کا بھی
 بھلا ہو جاو تو خیر لیکن صرف دوسرے آدمیوں کی بہبودی
 آرام کے لیے ہرگز کوئی کام نہ کرے جیسے چہرہ انکا باداچی
 بسی ستیلیان کا لپٹا کر تیکھی قد میا نا کر تیلی اور مال لے اور کا
 رہتے ہیں اس ملک میں خاندان کو بہت بچاتے ہیں اکثر
 جیسے خاندان کے آدمی ہوتے ہیں ویسی صورت دسرت
 رکھتے ہیں عالی خاندان کے آدمی حسین اور نیک ذات ہوا
 اور اسی طرح بیچ قوم کے آدمی کم اصل بد شکل سفٹ اور
 ہوتے ہیں مگر عیبات کچھ سب جگہ نہیں ہی کہیں کہیں اسکا
 برعکس بھی دیکھنے میں آتا ہے قوموں کی تفرق تو واسطہ موت کو
 دوسرے کا چھوڑا نکھاوے صورت مگر تفرق بھی سبچ جاوے

یہ بات دوسری کسی ولایت میں نہیں آئی تو براہمن
 گشتری ہمیشہ اور شودر یہ چار ہی بڑی قوم تھیں
 مگر اب ان سے سیکڑوں نکل گئیں روپیہ اس ملک کے آدمیوں
 کا شادی اور عمی میں بہت خرچ ہوتا ہی سو اس کے جو لوگ
 نیک فہم ہیں وہ اپنی دولت تیرتھہ جاتے اور لنگر خیرات
 و کار نواب اور مندر دھرم شالا کنوا تالاب پل سڑ
 وغیرہ بنانے میں بھی اوٹھاتے ہیں اور سدابت جاری
 کرتے ہیں اور کم فہم اور کمینے ناچ رنگ اور تماش میں ہیں اور
 اڑا دیئے ہیں باقی گزارا انکا بہت تھوڑے سے ہیں جا
 ہی کھانے پہننے اور رہنے کے لئے انکو بہت نہیں ^{چاہئے}
 زبور پہننا اور نوکر بہت سے رکھنا یہی اکثر دولت مندوں میں
 فرق ہی عورتیں میان کی شرم کرتی ہیں اور پردے میں ^{رہتی}
 آگے یہ بات نہ تھی جب سے مسلمانوں کی عملداری آئی
 ختن لان بہر رسم جاری ہوئی آگے رانیان راجاؤں
 نہیں ہوتے اور جب ^و تھیں شادی اس ملک میں بہت

چھوٹی عمر میں کر لیتے ہیں اور اسی باعث مرد اکثر دراز عمر اور
 شہر ذریعہ بن جاتے ہیں بڑے دھرم اس ملک کا سا اوکھین بھی
 نہیں یہاں اعلیٰ قوم کی عورتیں ہرگز دوسری شادی نہیں
 کرتیں بلکہ اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ جتا پٹھہ کر لیں
 جاتی تھیں سرکار نے اب اس سستی ہونے کی بری رسم کو
 موقوف کر دیا سابق میں لونڈی غلام بھی یہاں بیچے اور بیل
 لیے جاتے تھے مگر سرکار کے اقبال سے اب یہ نہ بھی
 بے انصافی دوسو گئی صرف ایک بری بات اب تک جڑ سے
 نہیں گئی اگرچہ سرکار اسکے رفع کرنے میں بہت جدوجہد
 اور کوشش کر رہی ہیں تاہم ہوئی جاتی ہی یعنی بعضے بعضے
 رچپوت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے ہیں کہ جسمیں کسی کا سسر
 نہ بننا پڑے اول تو جاندار کا ستانا ہی برابر ہی جس میں بھی
 انسان اشرف المخلوقات کو او سپر بھی عورت کو اور
 سو بھی اوس حالت میں کہ جسے دیکھ کر دیو بلکہ ملک الموت کو
 بھی ہراسے اور جبکا حال سن کر ہتھ پر بھی پیچ چاوسے

ہم نہیں جانتے کہ ایسے آدمیوں کو کیسی سزا دینی چاہیے
 پھانسی تو ان کے واسطے کچھ بھی نہیں ہی ہے اپنی پوری
 سزا کو بھی پہنچنے جب دوزخ کی آگ میں جلنے کے ہند
 مردوں کو آگ میں جلا لے ہیں اور مسلمان مٹی میں ڈالتے
 ہیں مگر پارسی لوگ نہ جلا لے ہیں نہ دباتے وے اپنے مردوں
 کو ایک کھلے مکان کے بیچ کہ صرف اسی کام کے لیے بنا ہوا
 دھوپ میں رکھ دیتے ہیں پھیل گوند چوڑا دھانکڑ کو لی
 وغیرہ کو جو جگل ہاڑوں میں بستے ہیں انگریز لوگ اس ملک کے
 قدیمی باشندے یعنی بھومے ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں
 کشتری اور نیشیہ اترچم سے آکر پہلے ملک سارنوت
 یعنی کشمیر لاہور ملتان اور سندھ وغیرہ میں بسے
 اور پھر آہستہ آہستہ سارے ہندوستان میں پھیل گئے
 اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے بڑی بڑی دلیل لائے
 ہیں غرض یہ تو ہمنے وے باتیں لکھیں جو تھوڑی بہت سارے
 ہندوستان میں مینگی لیکن با درکھنا چاہئے کہ یہ

ایسی بڑی ولایت ہی کہ اس میں ایک ایک صوبے کے دریا
 کوئی طرح کے آدمی بستے ہیں اور جدا ہی رنگ و پھناوا
 اور چال ڈال رکھتے ہیں آٹراکھنڈ کے آدمی خصوصاً گنگا اور
 سندھ و ان دونوں دیوں کے باہر گورے خوب صورت اور بڑے
 سادے سچے ہوتے ہیں عورتیں وہاں کی ایسی ہیں کہ
 گویا کمانی قصبے کی رپیوں کو پرکاٹ کر چھوڑ دیا ہی کشمیر کی ہمیشہ
 سے مشہور ہیں مگر کمراونکی ذرہ موٹی ہوتی ہی جیسو چمبا
 کانگرہ اور گہلوڈان علاقوں کی کشمیر سے بھی بہتر ہوتی
 لیکن یہ ہم اونھیں لوگوں کا حال لکھتے ہیں جو برن سے
 نیچے پہاڑوں میں بستے ہیں وہ وہاں کے جاہلان
 کے درمیان تو بھوٹے لوگ نہایت غلیظ اور بد شکل ہوتے
 ہیں یہاں بچانے کے لیے جھڑوں میں
 مٹھ لگا کر پانی پیتے ہیں ہاتھ سے ہنہیں چھوئے پھر
 کی تو کیا بات ہی پوشاک میں کشمیر کی عورتیں صرف ایک
 گلے کا کرتا یعنی پیر ہیں مگر ایشی تک لنگتا ہوا ہنستی ہیں اور

سر سے ایک سہ گوشہ رومال مٹی کی طرح باندھ لیتی مین گنگا
 سے پورب نیپال وغیرہ اتر اکھنڈ کے علاقوں میں لوگ بنا
 ہوتے ہیں اور انکی چھاتی اور کندھا چوڑا بدن گول گول اور
 گھٹیلہ چہرہ چکلا آنکھیں چھوٹی اور ناک چھٹی ہوتی ہی اتر اکھنڈ کے لوگوں
 میں عورتیں شرم کم کرتی ہیں اور سوائے خاندانی آدمیوں
 کے اون سب کو وہاں اختیار ہی کہ جاہن جتنی شادیاں کرین اور
 جاہن جس مرد کے پاس جا رہی ہیں جب کوئی عورت ایک مرد کو
 چھو کر دوسرے کے پاس جاتی ہی تو وہ اوسکا پہلا شوہر اوس دوسرے
 سے کچھ روپے جو اوسنے شادی کے وقت خرچ کیئے تھے غزیر
 لے لیتا ہی اور اسی طرح جب وہ عورت دوسرے کو چھو کر تیسرے
 کے پاس پہنچتی ہی تو وہ دوسرا اپنے روپے اوس تیسرے
 آدمی سے وصول کر لیتا ہی عورت کیا یہ تو درسنی ہندی
 ٹھہری اور جب کئی بھائی ملکر پانڈون کی طرح ایک ہی عورت
 سے شادی کرتے ہیں تو پہلا لڑکا بڑے بھائی کا بیٹا کہلاتا ہی دوسرا
 دوسرے بھائی کا اور تیسرا تیسرے بھائی کا اسی حساب سے لڑکے

بیٹ جاتے ہیں سندھ کنارے کے ملکوں میں ہندو مسلمانوں
 سے بہت کم ہندو رکھتے ہیں بلکہ کسی جگہ تو آپس میں شادی
 بھی کر لیتے ہیں پنجاب کے سکھ حجابت نہیں بناتے جو ان
 اچھے شکیل اور سچلے ہوتے ہیں پوشاک اونکی سپاہیانہ اور
 حیانت پان نہ کھانے سے سفید موتیوں کی ٹری سے رہتے ہیں
 اوس ملک میں عورتیں بھی تنگ مٹری کا پاجامہ پہنتی ہیں
 جو تانے کی عورتوں کے گھاگھرون کا گھیر بہت بڑا ہوتا ہی
 ہوا ٹھی رکھنے کی وہاں بھی چال ہی اور کچی رسوئی کی چھوٹ
 بالکل نہیں مانتے بنے مہاجنون کو نامی دال بھا اور وہی
 پر دوس دینا ہی لکھنؤ والوں کا پناہ وازنا ناہی پاجامی مٹری
 اتنی چوڑی رکھتے ہیں کہ آٹھا دین تو ستر تک پہنچے اور پون
 کا گھیر اتنا بڑا کہ چٹری کا بھی کام نہ پڑے بوجھ میں تو چھوٹی
 گٹری سے کم نہوگی بلکہ کہیں کھل جاوے تو اندر گڑگوڑ کا
 اتنا کھلے کہ ایک ٹوکری بھرے بنگالی بڑے کم ہمت اور
 بلکہ ڈر پوسنے ہوتے ہیں اور سندیس اور منڈا کھا کھا کر

اکثر پورے موٹے پر تیز پیلے ہو جاتے ہیں یہ لوگ انگریزوں
 کی طرح سر کھلا رکھتے ہیں بادشاہی محلوں کے لیے اخص
 بنگالیوں کو جو بناتے تھے عورتیں وہاں کی صرف ایک
 دھوتی پر کفایت کر لیتی ہیں مگر اسے بھی اس ڈھب سے لپیٹی
 ہیں کہ تنگی اور کپڑے والیوں میں تھوڑا ہی فرق رہ جاتا ہے
 دکن میں خصوصاً کاویری پار سلطانون کی عملداری
 نہونے کے باعث اب تک بہت باتیں بدصلی ہندو مذہب کی
 دیکھنے میں آتی ہیں آدمی وہاں کے ناٹے ہوتے ہیں دھوتی
 ڈپٹا اور گپڑی پہنتے ہیں عورتیں ساڑھی پہنتی ہیں مگر مردوں
 کی طرح لانگھ کس لیتی ہیں اس سبب سے اونکی نڈلیاں کھلی
 رہ جاتی ہیں شرم بالکل نہیں کرتیں گھوڑوں پر سوار ہو کر کھرتی
 ہیں بہت سی رسم اور رواج اور لوگوں کی چال و حال اور
 صورت شکل جو خاص کسی ایک ضلع سے علاوہ رکھتی ہی اور
 اونکا احوال سننے لائق ہی وہ سب اوصاف ضلعوں کے
 ساتھ بیان ہونگی یہاں موقع نہیں ہے +

مذہب

مذہب میان ہمیشہ سے دو چلے آئے تھے ایک بید کے
 موافق اور دوسرا بید کے برخلاف یہ بات خود بیدوں سے ثابت
 ہی اور جو لوگ بید کو نہیں مانتے تھے وہ اسٹراور راسو
 میں گتے تھے بوڈھ اور جینی بید کو نہیں مانتے اور حیوان کی
 جان لینا بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ ^{۲۵} دوڑاڑھائی ہزار برس کا حصہ
 گذرنا ہی کہ یہ مٹ بڑا غالب ہو گیا تھا اور سارے ہندوستان
 میں راجا پر جاسب لوگ اسی مٹ کو مانتے تھے صرف فوج
 ایسی جگہوں کے قرب جو زمین کچھ کچھ بید کے ماننے والے
 رہ گئے تھے شنگراچارج کے عہد میں وہ مٹ دور ہوا اور
 کی بزرگی پھر حکمی اب بڑے مذہب تو میان شیو شاکت
 بیداشتی اور جینی ہیں مگر قسین انکی ہزاروں ہی ہو گئیں سوا
 اسکے آٹھویں حصے سے زیادہ اس ملک میں مسلمان بنے ہیں
 اور لاکھوں ہی اب عیسائی ہوتے چلے ہیں +
 علم کی جڑ ہی ملک ہی اسی ملک سے علم نکلا تھا سب سے
 پہلے اسی ملک کے آدمیوں نے تحصیل علم پر دل لگایا اور

علم

یہاں کے علماء و فضلاء ہمیشہ سے مشہور و معروف اور دوسرے
 ولایتوں میں سرنام رہے مصر اور یونان و اچھنوں نے
 سارے فرنگستان کو آدمی بنایا اپنے بڑے بڑے حکیم اور
 عالموں کے حال میں یہی لکھتے ہیں کہ وہ ہندوستان جسے تھیمس علم
 کر آئے تھے سکندر اتنا بڑا بادشاہ جسکے دربار میں ارسطو اسی
 بڑے بڑے لائق حکیم و عالم موجود تھے اس ملک سے ایک
 پنڈت کو جب کا نام دہان والے کلن لکھتے ہیں اور صل من
کلیان معلوم ہوتا ہی بڑی خوشامد سے اپنے ساتھ لے گیا
 تھا اور سوقت اوسکے ساتھ کوئی بڑا پنڈت تو کاہے کو گیا ہوگا
 کسی ایسے ویسے ہی نے یہ بات قبول کی ہوگی لیکن یونان
 والے اوسکی تعریف یوں لکھتے ہیں کہ جتنے دن وہ سکندر
 پاس ہوا سنے اپنے چلن میں ذرہ بھی فرق نہ آنے دیا
 اچھی طرح ہندو کا دھرم بنا ہا اور جب بہت بڑھا ہوا تو اون
 کے سامنے تو سائل کر کے اپنے تین آپ آگ میں جلانا
ایران کے نامی بادشاہ بہرام نے یہاں سے گائیوا بلوا

تھے علم موسیقی اب تک بھی ہندوستان سا دوسری جگہ نہیں ہی
 بے زاد کے بڑے خلیفہ مامون نے یہاں سے بیدنگوانے
 تھے اور ہمیشہ اوتھین بیدون کی دو اکھاتا تھا پتکین بھی
 اس ولایت میں الہیات نجوم ہیئت ہندسہ جغرافیہ تواریخ
 اخلاق صرف و نحو عروض و قوافی منطق جریئ طب موسیقی
 سالوتری نامک صلاح رانی علاج فیل امتحان جواہرات
 وغیرہ سب علموں کی سنسکرت اور پراکرت میں اچھی اچھی موجود
 تھیں مگر مسلمانوں نے اپنی عملداری میں ہندؤن کے
 سائتر عارت کر دیئے اور پھر بد عملی اور بے انتظامی ہونے کے
 باعث ان علموں کی خواہش نہ رہنے سے گھٹے گھٹے اور
 پڑھنا پڑھانا ایسا گھٹ گیا کہ اب تو جو کوئی پتک بھی مانگتی ہی
 تو اسکا پڑھنا اور سمجھنا والا نہیں ملا مسلمان بادشاہوں
 کے عہد میں لوگ فارسی عربی سیکھتے رہے اب ان دنوں
 علم انگریزی نے ترقی پائی ہی سرکار نے ہندوستان میں
 مال پر رحم کھا کر انکی تعلیم کے لئے جا بجا مدرسے مقرر کر دیئے

ہمیں کوروز بروز نئے مقرر ہوتے جاتے ہیں امید ہے کہ اس
انگریزی زبان کے وسیلے سے پھر بھی ہمارے ملک کے آدمی
سب علموں میں طاق ہو جاویں اور جو سب نئی نئی باتیں ہنگام
والوں نے اپنی عقل اور تجربے کے زور سے نکالی اور ثابت
کی ہیں اون سے بڑے فائدے اٹھاویں +

زبان اس ملک میں اب اردو مقدم گنی جاتی ہے مگر یہ صرف
تھوڑے ہی دنوں سے جاری ہوئی ہے اردو کے معنی بازار اور
لشکر ہیں جب ترک افغان اور مغلوں کی ہندوستان میں بادشاہت
ہوئی اور ان کے آدمی یہاں لشکر کے درمیان بازار یوں کے ساتھ
ہر وقت خرید و فروخت میں بولنے چاہنے لگے تو ان کی عربی سے
ترکی ان لوگوں کی ہندھی کے ساتھ * ملکر یہ ایک جدا بولی بن گئی

* پرانی ہندوستان میں جو اس زبان لکھی ہیں یعنی پنج گوتھ اور پنج دراز پنج گوتھ
میں سازشوت کانہی پنج گوتھ مٹھا اور لہریہ اور پنج دراز میں تانل مہا شتر
گرناتھ تینگ اور گرجہ سوانہیں سے جو بولی کانہی پنج گوتھ یعنی قونج کے
قید و جوار میں بولی جاتی تھی وہی ہندی کی بڑھی +

زبان

اور اسکا نخاس اُردو یعنی بازار سے ہونے کے باعث نام
 بھی اسکا زبان اُردو رکھا گیا مہاراج پرتھی راج کے بھٹا چند
 جو چند بنائے ہیں وہ اوسی اصلی ہندی بولی میں ہیں جو
 مسلمانوں کے چڑھاؤ سے پہلے دلی میں بولی جاتی تھی
 قدیم زمانے میں میان پراکرت یعنی ناگدھی زبان بولی جاتی
 تھی جو ڈھمٹ اور جٹن مٹ کی بہت پستکیں اوسی زبان میں
 لکھی ہیں مگر سنسکرت جسمین پیدا اور پوران وغیرہ ہندوؤں کے
 سائتر لکھے ہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ کبھی اس ملک کی زبان
 رہی ہو اور سب لوگ سنسکرت میں بول چال کرتے ہوں
 بلکہ اسی لیے براہمن اسے دیوی بانی یعنی دیوتاؤں کی زبان بنا کر
 ہیں مقدم زبان کہنے سے مراد ہماری اوس زبان سے ہی جو
 دس میں بادشاہی دربار اور دارالسلطنت میں بولی جاوے
 جیسے کہ اردو دلی آگرے لکھنؤ میں اور مذہبیہ دس کی سب
 سرکاری کچھ لوں میں بولی جاتی ہی ورنہ ہندوستان میں
 ہر جگہ کی ایک جدا بولی ہی جیسے بنگالے میں بنگلا بھوٹ میں بھوٹیا

نیپال میں نیپالی کشمیر میں کشمیری پنجاب میں پنجابی سندھ میں
 سندھی گجرات میں گجراتی راجھوٹا نے مین دیس والی برج میں برج
 بھاکھا ترست میں میتھلی بندیل کھنڈ میں بندیل کھنڈی اور
 مین اڑیا فلنگا نے مین تلنگی پونا ستارے کی طرف صارا ستر
 کرنا ملک میں کرناٹکی وروڑھین تاملی جسے آندھر بھی کہتے ہیں
 بولیاں بولی جاتی ہیں ان سب میں برج بھاکھا است مشہور اور
 نہایت شیریں اور ملائم اور رسیلی ہی اور کتنی ہی کامیہ کی یہ
 اس زبان میں شاعرون نے بہت عمدہ اور نامی بنائی ہیں
 چیرین ہیماں سب طرح کی بنتی ہیں زندگی کے فروری
 اور آرام دونو طرح کے اسباب ہیماں ہاتھ لگ سکتے ہیں
 قسم کے کاریگر موجود ہیں مگر تو بھی کشمیر کی شال اور ڈھاکے
 کی مثل بہت مشہور ہی یہ دونو چیز جیسی اس ملک میں بنتی
 ہی دوسرے ملکوں کے آدمی ہرگز نہیں بنا سکتے سارا دنیا کے
 بادشاہ انھیں کشمیر یوں کے بٹے دو شالے اور چھتے ہیں
 انگریزوں نے انگلستان میں ہزاروں طرح کی کلیں بنائیں

صناعت

مگر اس ملک کی سی شال اور ملل بنانے کی ادھنیں بھی کوئی تیر نہ
 سو جھی نہ ایسی نرم و گرم شال وہاں بن سکتی اور نہ ہی باریک
 مضبوط اور ملائم ملل تیار ہو سکتی ہی اب بھی وہاں کی جو نازک
 بدن بیدیان ہین گرمی میں ڈھا کے کی ملل کاگون بہنتی
 ہین اکبر کے عہد میں ڈھا کے کے درمیان پانچ اشرفی تک
 کی ملل اور پندرہ اشرفی تک کا خاصا تیار ہوتا تھا اور
 دو شالا اب بھی کشمیر میں سات ہزار روپے تک کا بنا جاتا
 ہی سواے اسکے کشمیر کے کاغذ اور قلمہ ان بنارس کے
 کنجا ب اور دوپٹے اور گلبدن فرخ آباد کی چھٹین ملان کے
 ریشمی کپڑے اور قالین مرشد آباد کے بوند اور کورے دلی
 کے جوئے آٹنے اور نیچے غازی پور کا گلاب شاہی پور کا قند
 امر پورے اور چنار کے گلی برتن گیا اور جے پور کی کالے اور
 سفید پتھرون کی چیزیں بہت عمدہ اور اچھی ہوتی ہین *
 تجارت اس ملک میں کم ہی ہیان کے آدمی زمینداری
 کی طرف بہت دل دیتے ہین اور اپنے ملک سے نکل کر دگلی

کے لیے ہرگز نہیں جاتے آگلے زمانے میں دوسری بیٹوں
 کے آدمی یہاں آگرا اس ملک کی چیزیں لیجاتے تھے اور وہ سکی عورتوں
 میں بیوناچاندی دیجاتے مگر اب فرنگستان والوں نے کل کے
 زور سے چیزوں کے بنانے میں محنت اور دقت گھٹا کر
 اونہیں ایسا ارزان کر دیا اور درستی اور صفائی میں اس
 درجے کو پہنچا یا کہ ساری دنیا اونہیں کی چیزیں پسند کرتی ہے
 اور ہندوستانیوں کی بنائی ہوئی کوئی نہیں پوچھتا بلکہ ہندو
 لوگ بھی اپنے سب کام اونہیں دلائی چیزوں سے چلاتے
 ہیں اپنے ملک کی مٹی ہوئی چیز سے راضی نہیں ہوتے
 آگلے زمانے میں ایران توران اور روس یونان وغیرہ
 ملکوں کے سوداگر خشکی یشاور کی راہ سے اونٹوں پر مال
 لیجاتے تھے اور مصر اور عرب کے بیپاری سمندر کی
 راہ جہاز لاتے تھے مگر یہ جہاز اتنی ہی دور میں چلتے تھے
 جسے خلج عرب کہتے ہیں وہے لوگ تب علم جہاز رانی میں
 ایسے اوستاد اور آزمودہ کار نہ تھے کہ کنارہ چھوڑ کر دور خلج سے

باہر بڑے سمندر میں اپنا جہاز لیجاتے فرنگستان والے
 سمندر کی راہ اپنے جہاز ہندوستان میں لانے کے واسطے
 بہت ترپتتے تھے اور دونوں میں سے بھی عرب اور مصر
 والوں کی طرح جہاز چلانے میں ہوشیار و واقف کار نہ تھے
 اور نہ علم جغرافیہ اچھی طرح جانتے تھے سمندر کو بے کنار اور
 دشوار گزار سمجھ کر ہمیشہ اپنے جہازوں کو کنارے کے نزدیک
 رکھا کرتے پہلے تو وہاں والے ہندوستان میں آنے کے
 لیے اپنے جہاز اتر کے سمندر میں لے گئے اس منصوبے پر کہ
روس اور چین سے گھوم کر یہاں پہنچیں مگر جب کتنے ہی جہاز
 اس سمندر کے جمے ہوئے برف میں پھنس کر تباہ ہو گئے
 اور روس کی حد سے آگے نہ بڑھ سکے تب اس راہ کو چھوڑ کر
 کچھ طرف اٹلا تیک سمندر میں چلے وہاں اونکا جہاز امریکا
 کے براعظم میں جاگا اور آگے نہ بڑھ سکا تب ناچار وہیں
 کی راہ لی اور افریقہ کے کنارے کنارے کینٹ اوکو و مصر
 سے جسے کوئی راس خوش امید بھی کہتا ہی مگر ہندوستان

میں آئے جس فرنگی نے یہ سمندر کی راہ فرنگستان ہندوستان
 کو نکالی نام اوسکا داسکوڈمی گانا تھا آٹھویں جولائی ۱۴۹۲ء
 کو کہ جس زمانے میں سلطان سکندر لودی دہلی کے تخت پر
داسکوڈمی گانا تین جہاز لیکر ترنگال کی دارالسلطنت لبن
 سے وہاں کے بادشاہ کے حکم بموجب ہندوستان کی راہ
 ڈھونڈنے کے واسطے نکلا اور ساڑھے دس مہینے کے
 عرصے میں اوسکا جہاز کلی کوٹ میں آکر لگا غرض فرنگیوں کا
 یہ پہلا جہاز تھا کہ جس نے ہندوستان کا کنارہ چھوا اور داسکوڈ
می گانا پہلا فرنگی تھا کہ جو سمندر کی راہ سے اس ملک میں
 پہنچا اور کلی کوٹ پہلا شہر تھا جس میں ایکا قدم آیا کہتے ہیں کہ
 جب داسکوڈمی گانا کے جہاز لبن سے چلے تھے تو وہاں
 والوں کو ان جہازوں کے پھر دیکھنے کی امید نہ تھی اور ان
 جہازیوں کو مردوں میں شمار کر چکے تھے جب ان کے جہاز
 پھر لبن میں پہنچے تو وہاں کے بادشاہ اور رعیت سب کو
 نہایت خوشی ہوئی اور بڑی ہی شادمانی منامی ترنگال والوں

کی دیکھا دیکھی پھر فرنگستان کے آؤ لوگ بھی اپنے جہاز اس راہ
 سے یہاں لانے لگے اور ہندوستان کی تجارت سے بڑے
 بڑے فائدے اوٹھائے اور جب سے دھوئین کے جہاز
 بننے لگے تب سے تو یہاں کا آنا جانا فرنگستان والوں کو
 آؤر بھی بہت سہل ہو گیا اور سین بھی اب ریڈیسی سے نونیہ
 کی نہر کی راہ میڈیٹیرین سی من چلے جانے سے تو نہایت
 ہی نزدیک پڑا اس راہ یہاں سے دھوئین کے جہاز
 پر انگلستان تک جانے میں تین ہفتہ بھی نہیں لگتا
فرنگستان اور امریکہ سے یہاں شراب کی بڑے ہتھیار اور
 برتن دھات خوشبو کتا بین زیور کھانے اور لکھنے
 پڑھنے کی چیزیں کلین کھلونے مکان آراستہ کرنے کے
 اسباب اور طرح طرح کے عجائب اور غرائب آتے ہیں اور
 یہاں سے نیل شورہ سن چمچا چامی ایفون ریشم ہاتھی
 دانت رومی چاول گیہون سرسوں تیسی شکر گوند جواہر
 شال ٹیل گرم مصالح اور دوائیاں اون ملکوں کو جاتی

ہیں سو اسے ان ملکوں کے ایران توران تبت افغان تین
ترٹھکا چین عرب مصر وغیرہ ایشیا اور افریقہ کے ملکوں سے
بھی اس ملک کی تجارت جاری ہی اپنے ملک میں یعنی ایک
شہر سے دوسرے شہر کو ہندوستانی لوگ جہاں دریا ہی
وہاں کشتی پر اور جہاں سڑک ہی وہاں گاڑیوں پر اور
گیستان میں اونٹوں پر اور پہاڑوں میں بھیر کبری اور
یاک بیلوں پر اور باقی جگہوں میں بیل ٹوا اور خچروں پر تجارت
کا اسباب لیجاتے ہیں بہت جگہوں میں سال بسال میللا
بھی ہوا کرتا ہے کہ جس میں سب اطراف و جوانب کے بیاری
مل لےتے ہیں ہر دو ار کا میلہ جو ہر سال منگھ کی سنکرات کو
ہوا کرتا ہے اس ملک میں سز نام ہی مگر اوس میں بھی ہو
میللا ہوتا ہے وہ بہت ہی بھاری ہی کھجی
* * * * *



جام جهان نما

H A M I A H A N N H M A

دوسری جلد

VOLUME II

بوجب حکم جناب مستطاب علی اقباب نقشب گورنر بہادر ممالک شمال مغرب
بادداد و استعانت خداوند نعمت جناب ولیم ڈوارپوس صاحب بھاد

یا پو شیو پرشاد

نے اپنی بنائی ہوئی ہندی کی کتاب جو گول ہست نامک سے اردو میں ترجمہ کیا

بی بی

بیٹھ کر سیر تک کی کرنی یہ تماش کتاب میں لکھا

لکھنؤ

مطبع نشی نول کشور میں

چھاپی گئی

۱۸۹۰ء عیسوی

دوسری دفعہ... ۱۸۹۰ء عیسوی



جام حبان ناما

دوسری جلد

تواہ
سلطنت اس ملک کی سدا سے سوچ نشی اور چند نشی راجاؤں
کے گھرانے میں رہی ہے لیکن اگلے زمانے کے ہندو راجاؤں کا حال
کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا ہے اور نہ انکے سال اور بت کا کچھ پتا کھانا لگتا
ہے۔ مگر کسی کبیشور یا جھاٹ نے کسی راجا کا کچھ حال بھی لکھا ہے تو اس نے
اپنی شاعر کا زور دیکھانے کے لیے ایسا بڑھایا کہ اب سچ کو جھوٹ سے
جد کرنا بہت مشکل پڑ گیا ہے سوائے اسکے بہنوں نے بودھہ راجاؤں کو
دیو ذات اور راکس ٹھہرا کر بودھوں کا نام تک لکھنا بھی اپنی پوتھیوں میں
لازم نہیں سمجھا ہے اور اسی طرح بودھہ کے مذہب والے مورخوں نے
برہمن کے راجاؤں کا تذکرہ اپنی کتابوں میں قلم بند کرنا فضول اور بے فائدہ

جانا علاوہ اسکے بہت سی پوتھیاں اب غائب ہو گئیں۔ بودھ کے
 مذہب والوں نے برہمنوں کی کتابیں خاک میں ملائیں اور برہمنوں نے
بودھ والوں کی پوتھیاں غارت کر ڈالیں یہاں تک کہ مسلمانوں نے
 دونوں کو نسبت نابود کر دیا۔ چھاپے کی حکمت جس سے کتاب کو ہمیشہ
 بقا رہتی ہے کبھی فنا نہیں ہونے پائی آگے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آخر
 کو اس غارتگری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے اگلے راجاؤں کا نسب نامہ
 اور تواریخ درست اور فصل اور پوری کہیں نہیں دکھائی دیتی اور کوئی
 حال ٹھیک ٹھیک تحقیق نہیں ہو سکتا

کہتے ہیں کہ سب سے پہلا راجا اس ملک میں منوکا بیٹا اکشوا کو
 ہوا۔ پتھنگاہ اسکا اچھیا تھا۔ اسکے خاندان میں بڑے بڑے نامی
 راجا ہوئے۔ سب کے سر تاج مہاراجا رام چندر تک اس تخت پر اکشوا کو
 کی نسل کے ستاون راجا بیٹھے چکے تھے اور پھر رام چندر سے سمتر تک
 چھٹین راجا بیٹھے۔ یہ سمتر اچھیا کا آخری راجا تھا۔ اسنے بکریاؤں
 سے کچھ روز پیشتر دنیا سے کوچ کیا۔ بچے نوز جو دھ نوز اور دھ نوز کے
 راجا لوگ سب اپنے کو راجا رام چندر کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ یہ مسلمانوں

کی چڑھائی کے وقت راکھوڑ یعنی خود چھپور والے قتلخ کے تخت پر تھے
 جب وہاں سے انکو مسلمانوں نے نکالا تو وہ ماڑواڑ میں آئے پھر کچھوڑ
 یعنی جے پور والے پہلے زور میں تھے یہ گہلوٹ یعنی اڈیسور والوں کا
 پہلے تختگاہ سُورٹ کے پاس تلبھنی پور تھا یہ ایشواکو کا بہنوئی بُدھ تھا
 اُسکی اولاد چندر منشی راجا کہلائے یہ دارالسلطنت ان اجاؤن کا آباد تھا
 بُدھ کے بیٹے کا نام پور پور تھا اُسکے پوتے کا بیٹا جسکا نام بیات تھا
 اُسکے تین بیٹے تھے اورو پور پور اور پور پور کی ستائیسویں پشت کے
 راجا نے جسکا نام بہت تھا سہتینا پور آباد کیا یہ بہت کی ستیسویں پشت میں
 جد شہر نے مہا بھارتھ جیت کر اندر پرست میں جسے اب دلی کہتے ہیں
 اپنی سلطنت قائم کی یہ پور پور کے خاندان میں اکاون پشت کے بعد کوشن اور
 بلگرام اُس نسل کے سر تاج ہوئے جد شہر کے بھائی ارجن سے لیکر تین پشت تک
 اسی کے خاندان میں اندر پرست کی سلطنت رہی یہ آخری راجا کھیم راج بہت
 اور عاقل ہوا تب اُسکا وزیر دہرت اُسے مار کر آپ تخت پر بیٹھ گیا یہ پور پور کے
 وقت میں اس تخت پر دہرت سے لیکر اڑتیس راجا تین گھرانوں کے بیٹھ چکے تھے
 چار تیسویں راجا راجا اچال کو جب گناؤن کے راجا سکھونت نے مار کر اندر پرست

پر قبضہ کرنا چاہتا تب مبارج بکڑا دتھ نے چڑھائی کر کے وہ سارہی سلطنت
 آپ نے لی یہ پھر سات سو برس پیچھے زمانے کی گردش اور پھر پھر سے
 یہہ انداز پرست تو مَر یعنی تو آئے کے راجاؤن کا تختگاہ ہوا اور اکیس
 پشت تک انھیں کے خاندان میں رہا یہہ اُنیسویں پشت کے بعد راجا
 انگ پان نے لا ولد ہونے کے باعث اپنے نواسے پر تھی راج عرف اجا
 پر تھوڑا گو دیا بکڑا دتھ سنہ عیسوی سے چھپن برس شتریز مَر یعنی
 تو آئے کی نسل میں اجن کے تحت پر بیٹھا تھا یہہ راجا بڑا بلند اقبال ہوا
 یہہ لوگ اُسکی تعریف اور شکر گزاریاں آج تک ادا کرتے ہیں یہہ اور اس کے مانے
 تک بھی وہ درو مند و کافر یا درس اور دشگیر بکس کہلاتا ہے یہہ اگر چہ وہ اسیا
 خطیم نشان اور تانا بڑا راجا تھا جس پر بھی اُسکے سیدھے پن اور اوسکی رعیت
 کو دیکھو کہ راجاؤن کا راجا ہو کر ایک چٹالی کے اوپر سوتا اور اپنے ہاتھ سے پانسا
 تو نبار سپراندی میں سے بھر کر پانی لے آتا یہہ مت ہندوستان میں آج تک اُسکا
 جاری ہے

اتر دکن اور پورب سے تو اس زمانے میں اس ہندوستان کے
 لیے باہر کے کسی غنیم کا کچھ خوف اور ڈر نہیں تھا یہہ کیونکہ اُسوقت تک جہاں

چلانے کی حکمت لوگوں کو معلوم نہ ہونے سے دوسری ولایت کے
 آدمی کبھی سمندر کی راہ سے جو ہندوستان کے گرد آدھی دور کے قریب
 تک کھالی کی طرح گھومنا اس ملک پر چڑھانی نہیں کر سکتے تھے ہاں
 نہ کوئی پہاڑا ایسے بڑے پہاڑ کے پار ہو سکتا تھا ہاں اس ملک میں آنے کے
 لیے صرف پچھ طرف یعنی پشاور کو یا ایک دروازہ تھا ہاں اور ایران
توران وغیرہ سندھ پار کے ملک والے اسی راہ سے اس ملک پر
 چڑھائی کرتے تھے ہاں سب سے پہلے چڑھائی اس ملک پر جسکا خوب تحقیق
 پتلاگتا ہے سکندر کی تھی ہاں فارسی تواریخوں میں یہ بات غلط لکھی ہے کہ وہ
قنوج تک آچکا تھا ہاں کیونکہ خود سکندر کے ساتھی لوگ اپنی یونانی کتابوں
 میں لکھتے ہیں کہ وہ ستلج کے اس پار نہیں آئے گا ہاں گنگا کے درشن کی اسکے
 دل میں آرزو رہ گئی ہاں پنجاب کے راجاؤں کو تو اس نے ٹھہر کر اپنے تابع
 کر لیا تھا ہاں لیکن جب اسکی فوج نے سنا کے گدھے ملک کا ناگ بنی راجا
ہمانڈا اپنے پاس چھ لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار اور نو ہزار تھیلی
 کی بھٹی بھٹا رکھا ہے ہاں تو اسکا دل اکیبارگی ٹوٹ گیا ہاں اور سب نے آگ
 بڑھنے سے انکار کیا ہاں تب لاجپور فوج کے میدان ہونے کے باعث سکندر

کو بھی اسی جگہ سے پھر جانا پڑا۔ سکندر کے پیچھے پھر کئی بار ایران کے
 بادشاہوں نے اس ہندوستان پر چڑھائی کی لیکن ایسی فتح کسی نے
 نہیں پائی کہ جو مچھوچھ ہندوستان تک چلا آیا ہو۔ جو جو فوج لیکر آئے
 وہ سندھ ہی کے کنارے کے ملک میں لڑ بھڑ کر چلے گئے۔ یہاں تک
 کہ سنہ ۱۰۰ عیسوی میں سلطان محمود غزنوی نے اپنے لشکر کی باگ ہندوستان
 کی طرف موڑی۔ اس زمانے میں اُتھین اور نگدھہ کا راج بہت دُور
 سے غارت اور غیبت ناپو وہو گیا تھا اور نئے نئے خاندان کے نئے نئے راجا جگہ
 جگہ میں لڑ کر تھے۔ پچھتر لوہی سلطنت بالکل جلتی رہی تھی اور برہمن سے لیکر
شودرا پہاڑی اور جنگلی آدمیوں تک تخت پر بیٹھ گئے تھے۔ دلی توارون
 کے خاندان میں تھی۔ قنوج راٹھورون کے پاس تھا۔ اور مواڑ میں
گہلوٹ کا راج تھا۔ اسپین ہمیشہ لاگ کی آگ بھڑکی رہنے سے غنیمون
 کا دل بڑھا۔ اور سب کا ایک مالک کوئی مہاراجا نہ رہنے سے ہر کسی کو
 اس بے وارث ملک میں گھس آنا آسان ہو گیا۔ آخر کو محمود نے پچیس
 برس کے عرصے میں بارہ دفعہ چڑھائی کی اور بارہون دفعہ ایسی فتح پائی
 کہ وہ قنوج اور کلنجر تک چلا آیا اور یہاں تک سارا ملک لوٹ مار سے

تباہ کر دیا یہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس ملک کے اندر سلطان محمود کے داخل
 ہو جانے سے ہندوستان کا بھرم کھل گیا۔ اور پھر ہر ایک بادشاہ یہاں
 آن کر لوٹ مار چمانے لگا۔ ^{۱۹} عیسوی میں سلطان شہاب الدین محمد

غوری نے ہندوستان پر چڑھاؤ کی بد پہلی ٹرائی میں تو اس نے مہاراج

پر پرتھی راج سے شکست کھائی۔ لیکن دوسری میں جو کہ تھانیہ کے پاس

تلاؤڑنی کے میدان میں ہوئی تھی اور اس میں کم سے کم تین لاکھ سوار

اور تین ہزار ہاتھی پر پرتھی راج کے ساتھ تھے۔ اور پیدل سپاہیوں کا کچھ

شمار نہیں تھا جس پر بھی راج کو اس نے پکڑ لیا۔ اور وہی کو دخل میں رکھ

اپنے غلام سلطان قطب الدین ایک کو دے ڈالا۔ پر پرتھی راج

ہندوستان کا آخری خود مختار راج تھا۔ ہندو کا راج اسی کے ساتھ ختم ہوا

یہی ہے جہاں کی ریاست کا طور کہ ایک اٹھ گیا آن ٹیھا ایک اور

سکندر کا کس جا گیا اورج وہ ہناتند کی کیا ہوئی فوج وہ

کس کو ہمیشہ نہیں ہے بقا فنا ہر فنا ہر فنا ہر فنا

^{۲۰} عیسوی میں قطب الدین ایک دلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور یہی

غلام یہاں ہندوستان میں مسلمان کی بادشاہت کا بانی ہوا۔ پھر تو رفتہ

رفتہ بہ مسلمان سارے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے اور نوبت
 نبوت ایک خاندان بگڑنے کے بعد دوسرے خاندان کے لوگ سلطنت
 کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۳۹۵ء میں سمرقند کے بادشاہ تیمور لنگ
 نے بائیسے دستے سواروں کے لیکر ہندوستان کے اوپر چڑھائی کی
 اور دہلی کو فتح کر لیا۔ تیمور تو دہلی میں کل سولہ روز رہ کر اپنے وطن کو
 چلا گیا۔ لیکن اسکے پوتے کا پرپوتا جکانام مرزا بابر تھا جس نے ۱۵۲۶ء میں
 پانی پت کی لڑائی کے درمیان دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودی کو مار کر یہ
 سارا ملک اپنے قبضے میں کر لیا۔ بابر کا پوتا اکبر اس ہندوستان میں نہایت
 نامدار بادشاہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایسا بادشاہ مسلمانوں میں کوئی نہیں گذرا
 ۔ آج تک اس تمام ملک میں اسکا نام نیکی کے ساتھ روشن ہے اور سب
 لوگ اسکی خوبیوں کو یاد کر رہے ہیں۔ جس زمانے میں اسکا باپ ہمایوں
 بادشاہ شہر شاہ افغان سے شکست کھا کر سندھ کی راہ ایران کو بھاگا
 تھا اسی ریگستان کی درمیان ایسی آفت اور مصیبت کے ساہن کے وقت
 کہ اس جگہ ہمایوں کے پاس سواری کو گھوڑا بھی موجود نہیں تھا صرف وہ
 ایک سوار کے ٹھوڑ چلتا تھا۔ اور پینے کو پانی تک مشکل سے میسر آتا تھا

اکبر پیدا ہوا اور جب ہمایون نے اپنے بھائی کامران مرزا سے
 جو کابل میں تھا آتے وقت لڑائی کی تو کامران نے اکبر کو جو اس وقت
 اسکے قابو میں تھا برچھے سے باندھ کر قلعے کے برج پر لٹکا دیا تھا۔
 تاکہ ہمایون کی فوج اُسے دیکھ کر قلعے پر صدمہ نہ پہنچا دے۔ یہ کیا قدرت
 ہے اُس خالق برحق اور قادر مطلق کی کہ وہی اکبر تمام بادشاہوں کا سر تاج
 ہوا۔ تیرہ برس کی عمر میں وہ تختِ پستیا پر اور اکاون برس اُسے
 بادشاہت کی۔ اگرچہ وہ اتنا بڑا بادشاہ تھا کہ اُسکے قیل خانے میں
 پانچ ہزار ہاتھی اور صطلبل میں دس ہزار گھوڑے کے بندھتے تھے
 اور اُسکا ڈیرا دولت سرا کجواب کے فرش اور موتی ٹنگے ہوئے
 مخمل پر دون کا سفر کے وقت اڑھائی کوس کے گھیرے میں کھڑا
 ہوتا تھا۔ ہر سالگرہ کو سونے کا ٹلا دان کرتا۔ اور اس وقت سونے
 کا بادام اپنے دربار میں لٹاتا۔ جس پر بھی وہ رعیت کے ساتھ بہت سیدھا
 سا رہتا۔ آٹھ پہر میں ایک دفعہ کھانا کھاتا تھا۔ گوشت سے
 اکثر پرہیز کرتا کسی جاندار کے آزار کار و ادار نہیں تھا۔ صرف نام کو
 سبلمان تھا لیکن دل جان سے وہ آفتاب کی پرستش کرتا تھا۔ تو ا

کے روز اُسکی ساری عملداری میں جانور کی جان مارنے کی مناسبت
 تھی رعیت اُسکو اسقدر چاہتی تھی کہ لوگ جیتے جی اُسکی درگاہ میں منتیں مانتے
 اور نذرین چڑھاتے تھے۔ اور بہت سے لوگ اُسپر ایمان لائے تھے
 اُسکی سلطنت میں روپیہ کا ایک من بائیس سیر گہیوں بکتا تھا۔ اور دو من
 پونے چوڑھ سیر کا جو تھا۔ آئین اور قانون اس بادشاہ نے اکثر بہت اچھے
 جاری کئے تھے۔ یہ بھی اُسکا آئین تھا کہ جب تک دہلادوہن اسقدر
 سمجھ دار نہوں کہ آسمین نجوبی رضامند ہو جاوین تب تک چھوٹی عمر میں گز
 شادی نہوں نے پاوے۔ جیسے نامی اور کیتاے روزگار لوگ اکبر کے دربار
 میں جمع ہوئے تھے ویسے کسی دوسرے بادشاہ کے وقت میں کبھی یہ
 ہوئے۔ شیخ ابو الفضل اور فیضی۔ راجا بیربل۔ راجا ٹوڑل مل۔ نواب
 عبدالرحیم خان خانانان۔ میان تانسین وغیرہ اُسکی محفل کے نورین میں
 گئے جاتے تھے۔ یہ محنت کا مشکل کام راجا ٹوڑل مل اور ابو الفضل کا تھا
 کہ اس ہندوستان کے دفتر کو ہندی سے فارسی میں اتارا۔ اس وقت
 تک بھی بہت سے بندوبست ابو الفضل کے کئے ہوئے اسی طرح
 بدستور چلے جاتے ہیں۔ صوبے۔ کسرکار۔ محال۔ پٹواری۔

قانون کو یہ سب اسی نے مقرر کیے تھے۔ الغرض یہ بادشاہت
 شاہ عالم تک اسی گھرانے میں چلی آئی۔ بادشاہ عالم سے انگریزوں
 نے لے لی۔ مسلمانوں کی سلطنت میں یہ تیموری خاندان سب سے
 پچھلا تھا۔ اب یہاں سکہ انگریز بہادر کا چلتا ہے۔ قطب الدین ایک
 سے لیکر شاہ عالم تک ^{۶۸} نیٹھ مسلمان بادشاہ دئی کے تحت پرستھے۔
 اور شاہ عالم کے مرنے تک مسلمان کی بادشاہت پورے ^{۷۰۰} چھ سو
 برس ہی ہو۔ ^{۱۲۹} آئین بادشاہ تو اپنی موت سے ^{۱۲۹} برس
 لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور سات گرفتار ہو کر قید خانے میں
 مرے۔ اور چھ بادشاہوں کا پتا نہیں لگا۔ اور سلطان کے سے فی
 بادشاہ کچھ اور نو برس بادشاہت آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس ملک
 میں خود مختار اور شریعہ ہمار سلطنت ہوگی وہاں بادشاہوں کی اس قدر
 افراتر ہا کرگی۔ یہ صرف آئین اور قانون کے بندوبست کا فائدہ ہے
 کہ انگلستان میں ایٹھریٹی سے چوتھے ولیم تک ^{۸۶۲} اٹھ سو چھپن برس
 کے عرصے میں کل سیالیس بادشاہ گذرے۔ اور اوسط پھیلانے
 سے فی بادشاہ کچھ اور پنیں برس سلطنت کرتے رہے کہ جو یہاں کی

نسبت دونی سے بھی زیادہ ہی انگریزوں نے جب دیکھا کہ پڑکھان
 اور فرانس وغیرہ نگستانی آدمی ہندوستان میں جاتے ہیں اور
 یہاں کی تجارت سے بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں اور تو پھر ان آفت کے
 پر کالوں سے کب چپ چاپ رہا جاسکتا تھا اور ان لوگوں نے بھی
 اپنے مال کے جہاز ہندوستان کو روانہ کیئے اور ۱۸۴۹ء میں لندن
 شہر کے اندر ہیٹ سے انگریزوں نے آپس کے ساتھ میں وہ
 اکٹھا کر کے اس ملک میں سوداگری کرنے کے واسطے ایک کوٹھی
 مقرر کی اور دوسرے ہی سال وہاں کے بادشاہ سے کوئی شرطوں
 پر اس بات کی اپنے نام سند لکھوائی کہ سوائے ہم صاحبیوں کے دوسرے
 کوئی انگریز ہندوستان میں جا کر سوداگری نہ کرنے پاوے لیکن جب
 اس ملک میں ان لوگوں نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا تب
۱۸۳۳ء میں انکو تجارت کرنے کی مناسبت ہو گئی اور بلکہ تجارت کا اذن
 عام ہو گیا روک ٹوک جاتی رہی اور یہ کمپنی ایک سرکار کہلانے
 لگی اور انگریزی زبان میں صاحبیوں کو کمپنی کہتے ہیں اسلئے ان صاحبی
 سوداگروں کا نام بھی انیسٹ اینڈ اینڈ کیا گیا اور کمپنی کسی صورت

کا نام نہیں ہے۔ جیسا لکھنؤ میں جب گورنر جنرل وِزلی صاحب کے
 بھانجے لارڈ وِزلی صاحب ہان کی سیر کو گئے تھے تو اخبار نویسوں
 نے جہاں پناہ سے عرض کیا تھا کہ خداوند لاٹ صاحب کے بھانجے
 کمپنی کے نواسے تشریف لائے ہیں یہاں کے لوگ تب تک بھی
 جانتے تھے کہ کمپنی کوئی عورت اور گورنر جنرل اُسکے بیٹے ہیں چہ
 انھلستان میں یہ کمپنی کھڑی ہوئی تو اُسوقت یہاں اکبر بادشاہ
 تخت پر تھا۔ ہندوستان میں پہلے پہل انگریزوں کی کوشیاں
 عیسوی میں سنوٹ اُحمد آباد کھمبھات اور کھنؤ گئے میں جاری
 ہوئیں۔ اور سنہ ۱۶۵۴ء میں بنگالے کے اندر بلوچپور میں اور اُسکے دو برس
 کے بعد مشدراج میں بھی جاری ہو گئی سنہ ۱۶۶۲ء میں پرتگال کے بادشاہ
 سے مہینی کا ناپو لیا گیا۔ اور سنہ ۱۶۷۴ء میں بنگالے کے صوبے دار نے
 گلکٹہ گونڈ پور اور جھوٹا مٹی یہ تینوں گانوں انگریزوں کو دیدیئے۔
 اور گلکٹہ میں ایک قلعہ بھی جسکا نام اب فورٹ ولیم ہے بنانے کی
 اجازت ملی۔ اُس زمانے میں یہ گلکٹہ کل ستر جھوٹرون کا ایک
 گانو تھا۔ سنہ ۱۶۵۶ء میں بنگالے کے صوبے دار نواب سراج الدولہ

نے اس بات پر کہ انگریزوں نے ہمارے ایک آدمی کو جو ڈھاکے سے
 کچھ خزانہ لیکر بھاگا تھا پناہ دی ناخوش ہو کر کلکتہ چھین لیا۔ اور ایک
 سو چھیالیس انگریزوں کو جو اس وقت وہاں موجود تھے ایسی ایک تنگ تاریک
 کوٹھری میں جسکی وسعت بیس فٹ مربع سے زیادہ نہیں تھی اور جسکو اب
 تک یہ لوگ بیک ہول یعنی کالی بل پکارتے ہیں بند کر دیا۔ یہ کہ دوسرے
 دن ان میں سے کل تیس بیٹے نکلے۔ باقی ایک سو تیس کا رات ہی بھر
 میں وہاں دم گھٹ کر نکل گیا۔ تب آخر کو یہ خبر سنتے ہی کرنل کلاؤن
سندھاج سے نوسو گورے اور نیندڑہ اسوتلنگے لیکر کلکتہ میں آئے۔
کلکتہ بھی لیا اور پھر مشد آباد پر چڑھا اور دیا۔ تب ۱۷۵۷ء کی ۲۳ جون کو
 مقام پلاہٹی کی لڑائی میں سراج الدولہ کی فوج نے جوستہ نزار سے کم نہیں
 تھی شکست کھائی۔ نواب بہاگ اور اسی روز گویا ہندوستان میں انگریزی
 عملداری کی نیوجہ گئی۔ پھر تھوڑے دن بیچھے ۱۷۵۷ء میں شاہ عالم بادشاہ
 نے جو اس وقت دلی کے تخت پر تھوڑے بہار نگالا اور اڑیسہ ان
 تینوں صوبوں کی استمراری دیوانی کار پر عائد کمپنی کے نام لکھ دیا۔ کہ جس
 دو کروڑ روپیہ سال کی آمدنی کاٹھکانا ہو گیا۔ اور وزیر صفت الدولہ نے

رومیوں کی لڑائی میں مرد لہنے کے واسطے شہداء میں نبار کا علاء
 بالکل انکے حوالے کیا۔ اب دیکھو قدرت اُس قادر مطلق اور خالق برحق
 کی کہ یہ لوگ کہاں سے کہاں تک بڑھ گئے۔ اور کس درجے سے
 کس مرتبے کو پہنچے۔ واہ سبحان اللہ جو لوگ کہ سوداگری اور بیارے کے
 ٹیٹے گھر سے نکلے تھے اب وہی یہاں کی بادشاہت کر رہے ہیں۔
 اور جو لوگ لاکھوں سوار پیادوں کے سردار کہلاتے تھے وہ اب انکی
 سرکار سے کھانے کو لگے پاتے ہیں۔ پیرسچ پوجھو تو صرف یہ پہنچی
 نیت کا پھل ہے۔ جیسی نیت ویسی برکت۔ اگر نیر لوگ اس ملک میں
 سوداگری کے لئے آئے تھے اور صرف سوداگری چاہتے تھے ملک گری
 کی خواہش انکو نہیں تھی۔ اپنے بچاؤ کا بندوبست البتہ رکھتے تھے۔
 اور جبکہ اوپر مصیبت پڑتی تھی اُسکو مدد دیتے تھے۔ لیکن یہاں کے
 لوگوں نے انکو چھڑنا اور ستانا شروع کیا۔ آخر کو جیسا کیا ویسا پھل پایا
 ہے جسے ان پر ہاتھ جلا یا انخون نے بھی اُسے اچھی طرح اُس یادتی کا
 مزا چکھایا ہے اُس زمانے میں ہندوستان کی بادشاہت کا عجیب حال
 تھا۔ آپس کی بھوٹ اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث تمبور کا

خاندانِ تحس شخص ہو رہا تھا + بادشاہ شطرنج کے ٹھہرے کی طرح لوگوں سے
 ہاتھ میں ٹپکرات ہو چکا تھا + یہاں تک کہ ۱۳۹۹ء میں ایران کے
 بادشاہ نادر شاہ نے اور پھر تھوڑے روز بعد احمد شاہ درانی نے جو
 پہلے نادر شاہ کے امیر و نین تھا ایسے ایسے سخت حملے اس ملک
 کے اوپر پے در پے کئے کہ رہا سہا زور بھی دلی کے بادشاہ کا جاتا رہا
 + سلطنت میں کچھ ذرہ دم نہیں باقی تھا + صوبے داروں نے
 بادشاہ کی اطاعت بالکل چھوڑ دی + سلطنت اپنی سمجھی + جسکے
 باپ دادا نے کبھی تپا پھر زمین پر دخل نہ پایا تھا اُس نے بھی منہرستان
 کی بادشاہت پر دل دوڑایا + الغرض اوہر تو دھن کے صوبے دار
نظام الملک نے حیدر آباد میں اپنی حکومت جمائی اور اوہر نواب وزیر
 نے اوڈھ کے صوبے کو اپنا ملک سمجھا + اگرے تک مرہٹوں نے
 لوٹ مار مچا کر دھینگا دھینگلی سے چوتھہ لینا شروع کیا + اور سکھوں کا
 حملہ سریند تک ہونے لگا + بھر تھہ ٹور کے جاٹ بھی سیکڑ بننے ہو
 تھے + سریند کے رہنے والے جدا خود مختار ہو گئے تھے + بادشاہ
 اگرچہ برص نام دلی کے قلعے میں پڑا تھا لیکن وہاں بھی اُسے کوئی

بیٹھا رہنے نہیں دیتا تھا + یعنی اُسکی یہ نوبت تھی کہ آج ایک بادشاہ
 تخت پر بیٹھا کل کسی دوسرے نے اُسکا سر کاٹ کر سکہ خطبہ اپنے نام پر
 کر لیا + ابھی تلوار کا ٹھونہ نہیں سوکھنے پایا کہ تیسرے نے اُسکو بھی موت کا
 جامہ پہنایا اور تاج بادشاہی اپنے سر پر رکھا + کبھی بادشاہ مرہٹوں کی
 قید میں پڑ جاتا تھا + اور کبھی رُسیلیوں کے پنجے میں گرفتار رہتا + عرض
 ہے کہ ایک زمانہ کہ جب اکبر کے پوتے کا بیٹا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
 مرہٹوں کے نام تک یعنی شاہ عالم کے روز اول جلوس تک تڑپن برس کے اندر
 نادر شاہ اور احمد شاہ چھڑا کے چودہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے +
 اور اگر انہیں سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس برس نکال ڈالو تو صرف تیس
 برس میں تیرہ بادشاہ گزر گئے + پس اب سوچنا چاہیے کہ جہاں برس
 نام تخت اور تاج کے لیے ایسی چھین چھان اور فوج کھسوٹ مچے گی وہاں
 کی سلطنت کس طرح قائم رہے گی اس لیے مدد سے یہی دستور چلا آیا ہے کہ جب
 خالق رب العالمین دیکھتا ہے کہ اب بادشاہ میرے بندوں کی پرورش اور
 نگہبانی نہیں کر سکتا + اور جس کام کے لیے اُسکو مقرر کیا تھا اُسے چھوڑ کر
 یہ پیش وعشرت اور ظلم و بدعت کرنے لگتا + اُس پر اقبال بادشاہ کو

دفعہ کر کے جو کوئی اس کام کی لیاقت رکھتا ہو اسکو اپنی قدرت اور
 طاقت کے زور سے تخت کے اوپر بٹھا دیتا ہو وہ اس میں کچھ شک
 و شبہ نہیں کہ جو اس حالت میں انگریز لوگ ہندوستان کو نہ لیتے تو
فرانس یا انگلستان کا کوئی دوسرا بادشاہ اس ملک کو اپنے قبضے

میں کر لیتا ہوا اور اگر شاید وہ بھی نہ لیتا تو پھر کوئی دوسری قوم ہند
 پاسے آن کر اس ہندوستان کی بادشاہ بن جاتی ہوا اور اپنے خاندان
 کی نیو جاتی بہت دور کی اولاد سے بادشاہت نکل چکی تھی خدا کے فضل
 و کرم سے ہندوستان کے دن اچھے تھے جو انگریز یہاں آئے
 گویا سوکھے مہوے گھیت پھر لہلہا بنے یہاں الغرض پہلے تو حیدر علی
 نے ٹیپو سلطان کا سر کھجلا یا کہ اٹھنے ان انگریزوں کے ساتھ دشمنی
 پر کمر باندھی ہوا اور ٹیپو بٹھانے لڑائی اٹھائی ہوا حیدر علی ٹیپو کے
 راجا کا نوکر تھا ہنگامی کر کے اسکا سارا ملک لے بیٹھا ہوا ٹیپو کا یہ
 ارادہ ہوا کہ انگریزوں کو دکھن سے نکال دیوے ہوا اور بھار اسکو
فرانس نے تھا ہنگامی برس کی لڑائی میں آخر کو ٹیپو نے میں ٹیپو
انگلستان کے حملے کے درمیان وہ انگریزی سپاہیوں کے ہاتھ سے

مارا گیا، اور ملک اسکا بہت سا سرکار کے اختیار میں آیا، اور حسین
 دونوں میں سرکار کو مرشون کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا، اور اسی دن
 کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے، تب لارڈ ولزلی صاحب نے جو اس وقت
 یہاں کے گورنر جنرل تھے انکے پیشوا نابا تھے، راؤ سے دوستی کرنا چاہتا
 تھا، اسنے اس وقت توڈونٹ راؤ سیندھیہا کے بہکانے سے نہ مانا
 لیکن جب جیونٹ راؤ ہلکے نے اسپرٹ چھاؤ کیا تب سرکار سے قول
 و آ کر لیا اور نیل کھٹند کا علاقہ بھی دے دیا، یہ سنکر سیندھیہا گرا
 ہوا اور اسنے پابا کرنا گپوز والے سے مل کر کچھ فساد اٹھا دے،
 لیکن ادھر تو لارڈ ڈیلنگ صاحب نے ڈنگ اور کٹواری اور دلی
 اور ادھر جنرل ولزلی نے اسانی اور ازگانی کی ٹرائیوں میں ہلکا اور
 سیندھیہا کے دانت ایسے کھٹے کیے کہ آخر کو سنہ ام میں ناگیور کے
 راجا نے توگنگ کا ضلع اور سیندھیہا نے بالکل اثر بد یعنی گنگا
 اور حنا کے بیچ کا ملک انگریزوں کو دے کے اپنا بیچا چھڑا یا پھر
 تو اس نئے ملک کے ہاتھ لگنے سے انگریزوں کی عملداری دلی
 تک پہنچ گئی، وہاں اس زمانے میں شاہ عالم بادشاہ قلعے کے اندر

سینڈھیا کی قید میں پڑا تھا۔ لارڈ رولز نے اسکو قید سے چھڑا
 کر گزارے کے واسطے ایک لاکھ روپیہ مہینے سے کچھ اوپر اسکی تنخواہ
 مقرر کر دی۔ پھر تھوڑے روز بعد فیالیون نے اپنی حد سے قدم باہر
 نکالا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ کانگریس تک پہنچ گئے۔ جب پہاڑ سے
 اتر کر ترائی میں انگریزی رعیت کو تنگ کرنے لگے تو سرکار نے انکو
 بھی نصیحت دینا مناسب سمجھا۔ تب ۱۸۵۷ء میں مَنُون کے قلعے پر
 انکی فوج کو شکست دے کے گانی ندی کے پچھم طرف کے پہاڑ تو اپنے
 دخل میں کر لیے اور پورب طرف کے انکے پاس رہنے دیے۔ اگرچہ
نانبھے رائے نے اپنی مصیبت کے وقت میں انگریزوں سے قول قرا
 کر لیا تھا لیکن دل میں انکے ساتھ دعا کی نزد کھیل اچا تھا۔ پھر یہاں تک
 کہ اُسے تاریخ ۶ نومبر ۱۸۵۷ء کو پونہ کے درمیان رزٹینٹی میں آگ لگا
 دی۔ اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہاں رہتے تھے انکا مقابلہ
 کیا۔ اور اُدھر سے سینڈھیا کا بھی ایک خط نیپال کے راجا کے نام
 کا ایسا پکڑا گیا کہ جس سے اسکی جانی دشمنی انگریز کے ساتھ ثابت ہو گئی
 پھر ارون نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے اکٹھا ہو کر سارے ملک

میں لوٹ مار بچا رکھی تھی بد ہلکے کے کاردار بھی سرکار کے مخالفوں
 کی طرفداری کرتے تھے۔ امیر خان ٹونک والا اپنے پٹھانوں کے ساتھ
راجپوتانے کو تباہ کر رہا تھا۔ یہاں دیکھا چاہیے خدا کی قدرت اور
 مرضی کو کہ اگر پٹھانوں میں ہر ایک طرف ہل چل پڑ گئی تھی اور سارے
 ہندوستان میں فساد کی آگ بھڑکتی چلی تھی مگر لاٹھیاٹنگ صاحب
 جو اُس زمانے میں گورنر جنرل تھے انھوں نے اس ہوشیاری کے
 ساتھ سب کا بندوبست کر لیا اور اپنی فوج کو چاروں طرف اس
 سے دوڑا دیا کہ ادھر تو سیندھیا کو جو کچھ سرکار نے فرمایا سب مان کر
راجپوتانے سے اپنا اختیار بالکل اٹھا لیا۔ اور ادھر امیر خان نے
 اپنا تو پختہ سرکار کے حوالے کر دیا۔ بابائے راجپوتانے بھی سرکاری
 خزانے سے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لیکر تھوڑے میں گنگا کو سینا
 اختیار کیا۔ اور ہلکے کی فوج نے ہند پور میں شکست کھا کر سرکاری
 اطاعت دل و جان سے قبول کی۔ پھر ٹونا گور کا راجا اپنے قصور
 کے ڈر کے مارے اپنا ہی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چنانچہ سرکار نے
 اُسکا کچھ تھوڑا سا ملک لیکر باقی اُسکے وارثوں کو دے ڈالا۔ ہندو

اس قدر قتل ہوئے کہ نام کو بھی باقی نہ رہے۔ جو کچھ جیتے بچے وہ لوٹ مار
 چھوڑ کر کھیتی باڑی کرنے لگے۔ الغرض ۱۸۱۸ء میں مرہٹوں کی لڑائی
 بالکل فتح کے ساتھ ختم ہو گئی۔ اور سب طرف سے امن چین کی آہ
 کھلی۔ کابل کی لڑائی کے وقت سندھ کے امیر ونے کراچی
 اور ٹھٹھا سرکار کو دے ڈالا تھا اور سندھ ندی کی راہ سے محصول
 اٹھالینے کا اقرار کئی باتوں کے ساتھ سرکار سے کیا تھا۔ لیکن دغا
 کر کے اپنے قول قرار سے پھر گئے۔ تب ۱۸۲۳ء میں سرکار نے انکو
 بھی اُس ملک سے خارج کر کے وہاں بالکل اپنا عمل دخل کر لیا۔ بعد
 اسکے ۱۸۲۵ء میں سکھوں نے سٹیج پاراٹر سرکار پر چڑھائی کی
 ۔ لیکن آخر کو بھیا کیا ویا پھل پایا۔ پہلے تو سرکار نے ۱۸۲۶ء میں انکا
 صرف جائزہ دوآب اور سٹیج کے اس پار کا ملک ضبط کر لیا
 تھا اور قصور معاف کر کے دکن پسنگہ کو لاہور کی گدی پر بجالا رکھا
 لیکن پھر بھی جب یہ لوگ لڑائی بھڑائی سے باز نہیں آئے اور بہت
 عرصے تک لڑتے رہے تب ۱۸۲۹ء میں سرکار نے بالکل انکا ملک ضبط
 کر کے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ اور دکن پسنگہ کو پنجاب سے

نکال کر گزارے کے لیے دس ہزار روپیہ مہینہ اسکا مقرر کر دیا۔ اب اس
 دم انگلٹ سے گٹنگ تک بالکل انگریزی عملداری ہو۔ اور نکالنے سے
 سندرتک انھیں کاٹنا جاری ہو۔ بلکہ پورب اور پچھم میں ہندوستان
 کی اصلی سرحد سے بھی زیادہ انکی عملداری بڑھتی چلی۔

سابقہ دور
 کی سلطنت
 مقابلہ دیا

یح تو یہ ہے کہ انگریزوں کے برابر کبھی کسی کی یا دین کو ملی راجا اور
 بادشاہ نہیں ہوا۔ اور نہ کسی نے ایسا ملک کا بندوبست اور رعیت
 کو شاد و آباد رکھا۔ جس طرح اب انکی عملداری میں یہ ملک آباد ہوتا
 چلا ہے ویسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور نہ اتنی زمین کبھی اس ملک میں جوئی
 ہوئی گئی۔ ایسا یہاں کون اجا اور بادشاہ ہوا جس نے رعیت سے
 اپنے واسطے کچھ بھی مانگنا عملداری نہیں لی ہو۔ اور خزانے میں جتنا پو
 آوے سب رعیت کے فائدے کے کام میں لگاوے۔ بکس اجا اور
 بادشاہ نے زمینداروں کے ساتھ ایسا پنچہ بندوبست کیا تھا کہ جتن
 ایک بار اُسے ٹھہر جاوے اُس سے زیادہ پھر کبھی مانگنے کی نوبت نہ
 آوے۔ تجارت کے مال پر سود اگر اور بیاریوں سے کسی محصول
 تھا۔ اور ٹرک اور ستون کو کسے ایسا آراستہ کیا تھا۔ کہ ساون

بھادون کی اندھیری راتوں کو بگیان دھڑائے چلے جاؤ۔ اور سونا
 اچھالتے ہوئے بے کھٹکے چلے آؤ۔ پہلے اس قدر کامیکو کسی نے بنائے
 تھے کہ سیکڑوں کو سب تک کہیں گھوڑے کا سُم پانی میں نہ ڈونے پاو
 ۛ ڈاک اس طرح کی کسے بٹھائی تھی کہ ذرہ سے محصول پر اتنے دور کا
 خط اور پلندہ اتنا جلد آوے جاوے ۛ پُپس کا بندوبست کسنی ایسا
 کیا تھا کہ ایک ایک کوں پر ٹرک کے اوپر چوکیاں بٹھادی ہوں ۛ
 غریبوں کے ڈر کون کو بڑھانے کے لیے کس حاکم نے گانگا نودیر سے
 مقرر کیے ۛ اور کسے شہر میں محتاجوں کے واسطے دو خانے بناوے
 ۛ ایسے چھاپے خانے کب ہوئے تھے کہ ٹیکے ٹیکے کتابیں بک گئی ہوں
 ۛ کس راجا اور بادشاہ نے اپنے قید خانے کے قیدیوں کو اس قدر
 سے آدمیوں کی طرح رکھا تھا کہ کب کسی حاکم نے ایسی عدالت جاری کی
 تھی کہ جسمیں بادشاہ پر بھی نالش سنی جاوے ۛ کس راجا اور بادشاہ نے
 اپنی رعیت کے مال پر ایسا روکھا تھا کہ اگر گورنر جنرل بھی چھٹانک بھر
 دو روپے چاہے کے واسطے لیویں تو دام اُسکا اسی دم چکا دیویں ۛ دیکھو
 جہاں بٹنے بڑے جنگل تھے اور شیر اور ماتھی اُس میں رہتے وہاں بونجی

اب بستیان بھوکسین ۴۰ جو زمین سدا سے بخر پڑی تھی اب وہ بھی جوئی
 ہوئی گئی ایسی زمین کوئی شاذ و نادر کلیگی جہاں کھیتی باڑی نہ ہوتی ہو دتے
 یہاں تک کہ جنگل تو کیا پہاڑ بھی انکی عملداری میں کھیتی سے خالی نہیں
 رہے ۴۰ ہم لوگوں کی ملکہ کو نیزن و کٹور ناخدار و زبرد پڑھاوے اقبال
 اُسکا اس ملک کی آمدنی کی ایک کوڑی بھی نہیں تھی اور اُسنے حکم دیدیا کہ
 کہ جب قدر روپیہ کمپنی کا ہندوستان میں لگا ہوا اسکا واجبی سود لیکر باقی
ہندوستان کی ساری آمدنی انھیں ہندوستان کے فائدے کے کانوں
 میں لگاؤ جیسے سوچ زمین سے پانی سوکھ لیتا ہے اور پھر منہہ برسا کر آئی
 زمین کا بھلا کر دیتا ہے ۴۰ زمینداروں سے جو گانوں کی جمع مقرر ہو گئی ہے
 صاحب کلکٹر کا مقدر نہیں کہ اُسے سیر بھر گئی بھی بغیر دام دیے مانگ سکے
 ۴۰ یا ایک آدمی بھی اُنکا کسی کام کے لیے بغیر فدوری دیے بیگار پڑنے
 پاوے ۴۰ جب قدر مال چاہو اس ملک کے ایک کنارے سے دوسرے
 کنارے لجاؤ سرکاری عملداری میں ایک کوڑی بھی کوئی محصول کی نہ
 مانگیگا ۴۰ سڑکیں کچی کنکر اور سخی پٹی ہوئی تو گھلنے سے دلی تک
 دوسرے بڑے بڑے شہروں کے چھ بھی بن گئی ہیں اور تہی چلی جاتی

لسکن اب لوسے کی ٹرکین وہ طیارہ پوری ہیں کہ جن پر دھوئیں کی
 گاڑیاں چلا کر نگی + اور دوسرے دن مسافروں کو گلگت سے دنی
 پہنچا دیا کر نگی + پل جس مقام پر پختہ بنا دیا اور تھا وہ ان لوسے کے
 بنا دینے پر جو باقی رہ گئے ہیں اسکی بھی تیاری ہو رہی ہے + ڈاک کا
 محصول اب خط پیچھے کل ایک ٹکا ہو گیا + سارے ہندوستان کے
 اندر جہاں چاہو بھیج دو + خبر پہنچانے میں جلدی اور چالاکا کی بہان تک
 کی کہ بجلی کی ڈاک جسمین تار کے اوپر بجلی دوڑا کر سونیوں کے اشاروں
 سے خبر پہنچا کرتی ہیں طیارہ جو جاری ہو گئی + اس سے ایک
 میں ہزار دن کوس کی خبر معلوم ہو جایا کرتی ہے + شاستر میں بڑا واویلے
 لکھا ہے کہ راؤن کر س آگ اور ہوا سے کام لیتا تھا مگر یہ ہر شتہ طینت
 انگریز بہادر آگ اور پانی اور ہوا اور دھواں بلکہ بجلی سے بھی بے تکلف
 فوکر ہی لیتے ہیں + رہتا ایسا صاف بے خطر اور بے ڈر ہو گیا کہ گاڑیاں
 مال کی گلگت سے لاہور کو اکیلی چلی جاتی ہیں + نہ سوار ساتھ رہتا ہر
 نہ پیادہ + اگر ٹرک کے اوپر کسی جگہ آچی رات کو بھی آواز دو تو اسی وقت
 چاروں طرف سے چوکیدار جواب دینگے + اور فی الفور ہتھیار لہو لینگے +

پس یہ ہٹ کر گیا ہو کہ گویا بازار سبنا ہو کہ کہیں چوکی کہیں دوکان کہ کہیں
 پڑاؤ کہیں سہرا کہ کہیں گوا کہیں تالاب سب کچھ موجود ہو وہ وہ طرف
 درخت اس خوبی سے لگے ہیں کہ گویا مسافر باغ کے اندر ہی اندر چلے جاتے
 ہیں کہ اسکو لون میں ڈر کون کو ہندی فارسی عربی سنسکرت انگریزی تک
 گجراتی مرہٹی سب کچھ سرکار کی طرف سے پڑھایا جاتا ہو اور اسپتالوں
 میں بیماریوں کی ایسی خبر لجاتی ہو کہ باپ بیٹے کی بھی نہ لیو گیگا چھاپے
 خانوں میں سرکار بھی بہت سی کتابیں اور پوٹھیاں اپنی طرف سے چھپوا
 دیتی ہو کہ جسمیں سستی بکنے سے نریب لوگ بھی اُنسے فاء ہاٹھادین
 جیلخانوں میں قیدیوں کے کھانے پہننے اور سونے بیٹھنے اور محنت
 کرنے کا ایسا بندوبست ہو کہ جسمیں وہ قید کے سوا اور کسی بات کا دکھ
 نہ پاویں کہ یہ نہیں کہ سزا تو انھیں قید کی پوہلی جاوے اور وہاں
 وہ تپ تپ کر جان سے گذر جاویں کہ لیکن یہاں تو محنت میں بھی
 اُنسے ایسا کام دیا جاتا ہو کہ جسکے سیکھنے سے وہ چھوٹے کو بھی عمر بھری
 لگا کھاویں کہ اور پھر کسی نرسے کام کے گرد نہ جاویں کہ جو جو راجا لوگ
 اس سرکار سے ٹپے تھے انکو بھی سرکار نے اس میں آرام کے

ساتھ رکھا کہ وہ اپنی گدی پر بھی ویسا آرام نہاتے۔ عدالت ایسی ہو
 کہ اگر ایک چھوٹا سا زمیندار بھی جانے کہ سرکار نے واجبی جمع سے ایک
 پیسہ زیادہ لے لیا تو اسکو اختیار ہو کہ عدالت میں جا کر سرکار کے اوپر نالیش
 کر دے۔ وہاں اگر آئین کے بموجب اسکا دعویٰ ثابت ہو جاوے
 تو سرکار کو اسی دم اسکا پیسہ خزانے سے نکال دینا پڑتا ہو۔ انصاف
 اسقدر ہے کہ فوج تو کیا جب خود گورنر جنرل دورے کو جاتے ہیں تو مقدمہ
 نہیں کہ کوئی کسی زمیندار سے ایک بوجھ لکڑی یا گھاس نہ بردستی لے سکے
 ۔ دیکھو اس ملک میں آگے کس قدر کم بستی تھی اور کتنا جنگل اُجاڑ تھا
 ۔ رام چندر کے اچھوتیا سے رامیشورنگ جانے میں براہِ جنگل ہی
 جنگل کا بیان لکھا ہے کہ حسین رشی منی یا بھیل وغیرہ رہتے تھے۔
کرشن کے زمانے میں بھی بندران ایک بن گنا جاتا تھا۔ اور
 گوپ لوگ اُس میں گاڑی اور رتھوں کے اوپر رہتے تھے۔ جس طور
 سے اب بھی تاتار کے آدمی رہتے ہیں۔ اکبر بادشاہ کے وقت
 تک اگرے کے صوبے میں ہاتھی اور پتے پکڑے جاتے تھے۔
 کمان میں اب وہ سب بڑے بڑے جنگل جنگل کے نام اور حالات ہندی

پوتھیوں میں لکھے ہیں :- راجا اور بادشاہ میان کون ایسا تھا جو کہ نوٹری
 غلام نہیں رکھتا تھا ؟ بتاؤ تو یہ بھلا کیا انصاف ہے کہ آدمی کو جانور کی
 طرح پکڑ رکھیں ؟ دیکھو نہلسا کے ٹوپ پر ایک راجا کی لڑائی کا سنگین
 مرقع جو کہ دو ہزار برس شہزاد کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اس میں جہاں راجا کے
 سپاہی لوگ عورتوں کو نوٹری بنانے کے لیے گرفتار کر رہے ہیں
 دیکھ کر بدن کا پتا ہے ؟ اگلے زمانے میں تھوڑی تھوڑی سی جگہ کے
 جدا جدا راجا ہوتے تھے ؟ اخذہنا میں اتنے بڑے راجا رام چندر
 ہوتے ہوئے سٹھلا میں دسٹل ہی منزل کے تفاوت پر راجا جگت
 راج کرتے تھے ؟ دیکھو ہا بھارت میں کتنے راجاؤں کا نام لکھا ہے
 اور پھر یہ سب راجا ہمیشہ اسپین لٹے رہتے تھے ؟ پس جہاں نت کی
 لڑائی رہی وہاں رعیت کی تباہی کی طرح نہوگی ؟ اگلے زمانے کی
 دولت کا بھی حال یہ ہے کہ دو دو ہزار برس سے زیادہ کی پرانی چون
 اور انگوٹھیاں جو زمین کے اندر سے نکلتی ہیں وہ اکثر پتیل اور تانبے
 کی بنی ہوئی ہیں ؟ اس سے ثابت ہے کہ اگر اس وقت میں دولت
 بہت ہوتی تو اس زمانے کے لوگ ایسی چیزوں پر اپنا نام لکھتے

کھدواتے ہو اور سونے کی انگوٹھی لیون نہ بناتے یہ یہاں تک
 کہ اس وقت کی کاشنری بھی جو بھکتی ہو تو اکثر ہلکی اور نرم سونے کی
 ملتی ہو یہ پرائون کو پڑھو اور بدھ کے مذہب کی پوٹھیوں کو دیکھو
 تو اچھی طرح یہ بات کھل جاوے گی کہ اگلے راجاؤں کے خزانے
 میں اور مہاجن اور ساہوکار اور کاروکار لوگ جو راج سے عداوت
 رکھتے تھے ان کے گھروں میں تو بیشک سونے چاندی اور جواہرات کا
 ڈھیر لگا رہتا تھا لیکن رعیت ایسی آباؤ اور خوش حال نہیں تھی جیسی
 اب ہو آگے تالاب کے پانی کی طرح دولت ایک ہی مقام پر
 جمع رہتی تھی وہ دیکھنے میں تو بہت پر نکلتی تھی ہو اور اب جیسے
 اسی تالاب کو کاٹ کر کھیتوں میں لیا جوین اور انھیں سنبھل کر اناج
 پیدا کریں ہو اس طرح دولت تمام رعیت کے درمیان پھیلی
 ہوئی ہو وہ دیکھنے میں تو نہیں آتی پر پھل بہت لاتی ہو جو جانا چاہیے
 کہ بہت سے ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ کبھی اس بات کو نہ مانتے
 کہ اگلے زمانے میں یہاں دولت زیادہ نہیں تھی ہو بلکہ وہ تو یہی ^{کہنے}
 کہ اب دولت غارت ہو گئی آگے بہت تھی ہو اس لیے ان

لوگوں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ مراد ہماری اُس بات کے ثابت کرنے سے نہیں ہے ہم اس جگہ اتنا ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر دولت اس ملک کی گھٹی بھی ہو تو اُسکے گھٹنے کا باعث انگریزی عملداری نہیں ہے۔ سچ جانتو کہ اگر انگریز اس وقت میں اس ملک کو نہ تمام لیتے تو ہم لوگوں کا کہیں پتہ نہ لگتا۔ دولت جو یہاں سے گئی تو اُسکو سلطان محمود غزنوی

اور محمد غوری اور نادر شاہ وغیرہ لیکئے۔ دولت جو چھپی تو لوٹ مار کی دہشت سے ہمیں لوگوں نے زمین کے اندر چھپائی۔ دولت جو نہیں آتی تو فرنگستان والوں کے علم و ہنر کی ترقی کے باعث اور ہم لوگوں کے شست اور کم ہمت ہو جانے کے سبب اور جہاز والوں کو افریقا اور دوسرے بڑے بڑے ٹائپوں کی راہ معلوم ہو جانے سے اب اُسکا آنا نہیں ہوتا۔ آگے وہ لوگ ہماری بنائی ہوئی چیزیں یہاں سے لجاتے تھے اور روپیہ دے جاتے تھے۔ اب ہم لوگ خود انھیں کی بنائی ہوئی چیزیں مول لیتے ہیں اور دولت اُنکو دیتے ہیں۔ جس قدر کہ پیرا روٹی شکر نیل مصالح وغیرہ یہاں کی خاص پیدائش کی چیزیں دوسرے ملک کو جاتی تھیں اب وہ افریقا اور ٹائپوں سے

وہاں جاتی ہیں یہاں سے نہیں جاتیں بسب لوگ جو انگریزی عملداری
 کو دولت گھٹنے کا باعث جانتے ہیں انکو لازم ہے کہ یہاں کے اگلے
 زمانے کے قصے کہانیوں پر دھیان نہ کریں بلکہ ذرا اس ملک کی
 اُس حالت کو خیال کریں کہ جب یہ ملک انگریزوں کے ہاتھ لگا ہے
 بھلا ایران میں تو انگریزی عملداری نہیں ہے پھر وہاں والے نسبت
 سابق کے اب کس واسطے اپنے ملک کو نکلا اور بے دولت سمجھے ہیں
 ذرا زمانے کے انقلاب پر نگاہ کرو کہ آگے ایشیا اور فرنگستان میں
 کیا تفاوت تھا اور اب کس قدر فرق ہو گیا اگلے راجا لوگ جب اپنے
 دشمنوں کو گرفتار کرتے تھے تو انکو کیسی سیاست اور کس بُری گت
 سے مار ڈالتے تھے جو کہ بدہشت میں ایک کتھا کے اندر لکھا ہے
 کہ ایک راجا نے کئی سو چورون کو گرفتار کر کے ایک یونی کو کھلایا
 وہ اگرچہ یہ بات صرف مثال کے واسطے ہو لیکن یہ تو ثابت ہے کہ آگے
 چوری بھی بہت ہوتی تھی ہے اور اب صدر نظامت کا ریشتر دیکھنے سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سنگین جرم ہر سال کم ہوتے جاتے ہیں ہے راجا اس ملک
 کے سب ایک سے نہیں ہوتے تھے ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ کبھی

کبھی کوئی راجا جڈھنٹھنڈ اور کبیر نادرث اور ٹھنوج کے سے اچھے
 بھی ہو جاتے تھے لیکن بہت سے نواح میں رہتے تھے اور اپنے
 ملک کی بالکل خبر نہیں رکھتے تھے تھے دیکھو گھنوش میں راجا آگنی
 بزن کا حال کیا لکھا ہے یعنی مہاراج آگنی بزن نواح رنگ اور تماشینی
 میں ایسے غرق ہو گئے تھے کہ رعیت کو انکی زیارت بھی دشوار ہوئی تھے
 اور جب وزیرون نے محلون میں جا کر سنت و سماجت کر کے عرض کیا
 کہ مہاراج آپ کی زیارت کی آرزو میں ساری رعیت باہر کھڑی ہوئی ہے
 تب مہاراج نے انکی زیارت کے لیے جھروکھے کی راہ سے اپنا پانٹو
 باہر نکال دیا پس جب رام چندر کی اولاد میں راجا ایسے ہوئے تو
 پھر دوسروں کی کیا گنتی ہے تھے حرام بھی اگلے وقت میں بہت ہوتا تھا
 تھے دیکھو مہاراجا چندر گپت ایک ناین کے پیٹ کے تھے تھے اب اگر
 کوئی ہندو ناین رکھے تو ذات سے نکالا جاوے تھے پس جہاں خود
 راجا کا یہ فعل ہو تو وہاں رعیت کو بد فعلی کی سزا کون دیتا ہوگا تھے
 مسلمانوں کا زمانہ اس سے بھی بدتر تھا تھے بادشاہ تو سدک شراب کے
 نشے میں چور رہتے تھے اور فوج انکی لڑائی کے نام اور بنانے سے

ملک کو لوٹا کرتی تھی یہ جس راجا نواب یا زمیندار کے اوپر اسکا ملک
 مال یا اسکی بستی چھین لینے کے لیے بادشاہی فوج چڑھتی تھی تو پھر بہر حال
 ہوتا تھا کہ دودھ پیتے بچے کی بھی اس علاقے میں جان نہیں بچتی تھی یہ
 اور ڈکویوں کو بھی کڑکڑ پڑ خراب کرتے تھے یہ خلاصۃ الاخبار والا لکھتا ہے
 کہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ اسقدر شراب پیتا تھا کہ آخر کو لاچار ہو کر
 اسکے امیرون نے اسکو قید کر لیا یہ زبدۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ سلطان
 مغز الدین کی قیاد اتنی شراب پیتا تھا اور ایسا عیش اور تماشائی میں ڈوب
 گیا تھا کہ اسکی دلکھا دیکھی رعیت کو بھی سوائے شراب اور زنا اور جو
 کے کچھ دوسرا شغل باقی نہیں رہا تھا یہاں تک کہ مسجد اور مندروں
 میں بھی بیہرکتی ہوئی لگین تھیں یہ معاصر رحیمی والا لکھتا ہے کہ
 سلطان مبارک شاہ اسقدر عیاش اور خراب ہو گیا تھا کہ قلم کو بھی اسکا مال
 لکھنے میں شرم آتی ہو یہ زنائی پوشاک پہن کر رند یوں کے ساتھ امیرون
 کے گھروں میں ناچنے اور تماشا دیکھنے کو جاتا تھا اور اکثر شنگاماد زراد
 ہو کر دربار کیا کرتا یہ تواریخ فرشتہ میں سلطان محمد شاہ دکنی کی تعریف یوں
 لکھی ہے کہ اسکی سلطنت میں پانچ لاکھ ہندو مارے گئے یہ اور سلطان

احمد شاہ دکنی کا حال لکھا ہے کہ جب اُس نے بجی نگر کے راجا پر چڑھائی کی
 تو پہلے اُسکی رعیت کو کیا مروت اور کیا سب کو قتل کرنا شروع
 کیا جس منزل میں پورے تیس ہزار آدمی مارے جاتے زبان تین روز
 مقام کرناہ اور بڑی خوشیاں مناناہ زبدۃ التواریخ میں سلطان محمد تعلق
 کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب اُس نے رعیت پر محصول اس قدر بڑھایا کہ ادا ہونا اُسکا
 لوگوں کے مقدور سے باہر ہوا، زمیندار اپنے چھان چھپر اور کھلیان
 کو چھونک کر گانو چھوڑ بھاگے، بادشاہ نے یہ خبر سنتے ہی اپنی فوج
 کو حکم دیا کہ سارے دو کبے کو لوٹ لو، اور جہاں جو زمیندار ملے اُسکو بے تکلف
 قتل کرو، یہاں تک کہ بادشاہ خود آپ بھی اُن بچارے زمینداروں کا شکار
 کرنے کے لیے سوار ہوا، سر جو زمینداروں کے کٹتے تھے وہ قطعے کے
 گنگورے سے ٹکائے جاتے تھے، بد غرض مسلمان بادشاہوں کی سلطنت
 میں ہندوؤں کے مندر بے شمار توڑے جاتے تھے، اور برہمنوں کے
 منہ میں تھوک تھوک کر زبردستی مسلمان بنائے جاتے تھے، بادشاہی
 لشکر کے سپاہی زمینداروں کو کڑھی گھاس اور وہی دودھ کلم کب دام
 دیتے تھے، بلکہ رسد بھی زبردستی لیتے، اور لڑائی کے وقت تو

تک کاٹ کر گھوڑوں کو کھلا دیتے، پچانچہ ایک فارسی مثل مشہور ہے
 کہ نمک از سر کار آرد از بازار ہے بیگار میں زمیندار ہمیشہ پکڑے جاتے تھے
 ہے اکبر بادشاہ جب کشمیر میں گیا تو اُس نے وہاں دیکھا کہ بادشاہی زعفران
 چننے کے لیے زمیندار بیگار پکڑے گئے ہیں بہت حکم دیا کہ آئندہ سے
 ہمیشہ ان بیگار یوں کو سرکار سے خوراک بھی ملا کرے ہے اور یہ بات
 اُس نے ایک ایسے کمال کی سمجھی کہ وہاں کی جامع مسجد کے دروازے
 پر اس مضمون کا شتہار کھدوا دیا ہے اب کہو اگر اکبر وہاں زعفران کا
 دیکھنے نہ جاتا تو ان بچارے زمینداروں کو جو بادشاہی کام کرتے تھے
 کسطور سے کھانے کو ملتا ہے اور پھر بھی ایک زعفران چننے والوں نے
 کھانے کو کچھ پایا تو اس سے کیا ہوتا ہے سارے ملک میں جو بادشاہی
 نوکر بکام زمینداروں سے زبردستی مفت بیگار میں لیتے تھے
 انہیں کھانے کو کون دیتا تھا ہے عورت کا خوبصورت ہونا اُس کے
 واسطے گویا ایک آفت تھی ہے کیونکہ جب راجاؤں کی بیٹیاں بادشاہ
 زبردستی مانگ لیتے تھے تو نیچے ہا جنوں کی کب چھوڑتے ہونگے ہے
 تو ایچ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ہالیوں شاہ یہاں تک اپنی رعیت پر ظلم کرتا

تھا کہ جب کسی کی برات نکلتی تو وہ اس کو بلا کر پہلے آپ رکھ لیتا تب
 دو لہاکے گھر جانے دیتا۔ سافر سواے قافلے کے یا بنیر و کسپا ہی
 لیے کبھی راہ نہ چل سکتے۔ یہاں تک کہ قافلے بھی دن دوپہر ٹوٹے جاتے
 تھے۔ اور قافلے کیا اسنت کی ٹرائی جھگڑے میں گانوں کے گانوتباہ
 اور سمار ہو جاتے تھے۔ ایک تیسویں ہی کا حال سنو کہ تیس برس کے
 اندر یعنی ۱۷۹۶ء سے لیکر ۱۷۹۷ء تک دس مفعہ مرہٹوں کے ہاتھ سے
 لوٹا گیا۔ یہہ چونچہ سراسے برج اور روزنوں کے ساتھ قلعے کے طور
 پر جا بجا بادشاہی وقت کی بنی ہوئی ہیں اسکا باعث یہی تھا کہ مسافر
 کورات کے وقت ڈاکو اور لیٹرون کا بڑا خوف اور کھٹکار رہتا تھا۔
 اب بھی بہت سے نادان جنھوں نے اگلے وقت کی تواریخیں نہیں
 دیکھی ہیں وہ اگلی بادشاہتوں کو خیال کر کے ٹھنڈھی سانس بھرتے ہیں
 اور حسرت کے ساتھ اُس زمانے کو یاد کرتے ہیں۔ ہماری دانست میں
 وہ سب ملکر ایک عرضی اس مضمون کی لکھنیں اور کوپن دکتوریہ کی حد
 میں روانہ کریں۔ یہ کہ آپ چوتھائی ملک تو اگلے بادشاہوں کی طرف
 اُن بے علم بے معرفت لوگوں کو معاف کر دیجئے کہ جو یہاں راجا باجو

اور امیر کہلاتے ہیں بہت سب سے وہ بے فکر ہو کر نچ رنگ اور بھانڈوں کا
 تماشا دیکھتے ہیں اور اپنی توڑی کے بوجھ کے سوکیرا دھم سیر سونے
 چاندی اور جواہرات کا بھی بوجھ اپنے بدن پر بٹھا دیتے ہیں اور باقی تین
 حصے کی آمدنی اپنے توشے خانے میں داخل کیجیے ہند شاہ جہان کی طرح
 ایک تخت طاؤس بنوائیے جس سے جو ہر یون کو فائدہ ہو۔ نوکروں
 کی تنخواہیں بڑھا دیجیے اور جب وہ مر جاویں تو اگلے بادشاہوں کی مانند
 اُنکا سارا گھر بار ضبط کر لیجیے جیسا کہ خدیز آباد کے نواب کے یہاں تک
 بھی دستور جاری ہو۔ راجاؤں کو حکم دیجیے کہ اپنی خوبصورت بیٹیاں
 اکبر کی طرح شہزادوں کے واسطے روانہ کریں۔ اور گورنر جنرل کو فرمائے
 کہ مہاجن اور بھلے آدمیوں کی اچھی اچھی عورتیں چن کر نوابوں کی
 طرح شہزادوں کے واسطے لٹڈیاں حاضر کریں۔ اور جو ان عورتوں
 کو دیکھنا منظور ہو تو یہ حکم دیوں کہ گورنٹ ہوس میں بادشاہی وقت
 کے طور پر لٹڈی صاحب کے واسطے مینا بازار لگایا جاوے۔ اور جب
 لوگوں کی بیوی بیٹیاں آویں تب گورنر صاحب وہاں بھیس بدل کر سب
 کو پرکھ لیا کریں۔ پھر اکبر بادشاہ یہ کام کرتا تھا۔ نادر شاہ کی طرح

ایک دو شہر کبھی کبھی قتل کروا دیا کیجیے۔ اور زنگ زیب کی مانند آپ بھی یہاں کے مندر اور مسجدوں کو توڑ توڑ کر اُنکے مسالے سے گرجا گھر بنوائیے۔ اور ہندو مسلمانوں کو زبردستی اپنے مذہب میں لائیے۔ اور جو باقی رہ جاویں اُن سے مسلمان بادشاہوں کی طرح جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں جزیہ لیجیے۔ بادشاہ راجا اور نوابوں کو جنھیں اُنکے ملک سے خارج کیا اب آپ کس لیے لاکھوں روپیہ پیش دیتی ہیں یہ جس طرح سلطان عمر خلجی اور فرخ سیر اور احمد شاہ وغیرہ دہلی کے بادشاہوں کی آنکھیں نکالی گئیں جنھیں اسی طور سے آپ بھی انکی آنکھیں نکلوادیتے۔ یا پوست یا نمک کا پانی پلو کر جان ہی سے مار ڈالیے۔ لاکھوں روپیہ سود کا آپ ان مہاجنوں کو کس واسطے دیتی ہیں محمد تغلق کی طرح تاجنہ کا سکہ چلا کر کیوں نہیں اٹھا بالکل قرضہ ادا کر دیتیں۔ یا جس طرح پیشوا کے کہنے بوجہ سیندھیانے اپنے دیوان گھاٹکیا کی ٹرکی کے بیاہ کا خرچ وصول کرنے کو اُسے یونان میں بھیج کر وہاں کے مہاجنوں کو گرم توپ میں بانڈھہ بانڈھہ کر اُن سے روپیہ تحصیل کیا تھا اسی طرح آپ بھی ہم لوگوں سے روپیہ وصول کروائیے۔ ناؤ ڈوبنے کا تماشہ دیکھنے کے واسطے

آپ بھی سراج الدو کی طرح دو ایک گزارے کی کشتی کا تختہ بیچ دھارا
 میں توڑ دیا کیجیے۔ ہڈا کی کیا ضرورت ہے جسے کام پڑ گیا وہ اگلے زمانے
 کی مانند قاصدوں کے ہاتھ خطوط روانہ کیا کر گیا ہسٹک اور پل بھی توڑ
 ڈالیے اور چوکی پہرہ بالکل دور کیجئے بلکہ ایک اشتہار جاری کر دیجئے کہ
 پنڈاروں کی اولاد میں سے جو کوئی زندہ ہو وہ پھر وہی اپنے باپوں
 کا پیشہ اختیار کرے تاکہ لوگ اگلے زمانے کی طرح اب بھی ایک شہر سے
 دوسرے شہر میں جانہ سکین اور جاوین بھی تو قافلہ باندھ کر یا سوار پیاد
 ساتھ لیکر بہت مال اسباب کی بیما کا بھاؤ بڑھ گیا سپاہیوں
 کا روزگار کھلیگا۔ بیما لینے والے مہاجن کو فائدہ ہوگا اور آپ کو بھی
 مرٹھوں کی طرح پنڈاروں سے لوٹ کے مال کی چوتھہ ہاتھ لگیگی۔
 سپاہی کی تنخواہ بادشاہوں کی مانند برس چھ مہینے چڑھا کر تقسیم کیا
 کیجئے جس میں وہ لوگ روپیہ قرض لیا کریں تو مہاجنوں کو پانچ سات روپیہ
 سیکڑے سے بھی زیادہ سود ملا کرے۔ اور جو فوج بہت تنگ ہوگی
 تو اگلے زمانے کی طرح اب بھی بازار لوٹ کر اپنا کام چلا دیوگی۔ اسکول
 اور مدرسے بالکل ریخاست کر دیجئے کیونکہ مغربیوں کو آگے کب کسے

پڑھایا تھا نہ یہ پڑھینگے نہ اپنا بھلا چاہینگے نہ یہ تواریخین دیکھینگے
 نہ بڑی بھلی عملداری کا فرق کچھ کر سکیں گے نہ چھاپے خانے تمام بند
 کر دیجیے حسین کتائین ہنگی ہو جاوین اور کاتبوں کی روزی کھلے پھاسپتال
 موقوف کیجیے تاکہ بید حکیم کو فائدہ حاصل ہو جب انکی دو کسی بیمار کو
 صحت نہ بخشنے تو بہیجا نوز کے بادشاہ مولو عادل شاہ کی طرح انکو
 قتل کرنا شروع کیجیے اور ہاتھی کے پانوں سے پوائیے ہر زمینداروں
 سے جمعندی آگے گئے مقرر کی تھی جو کچھ جسکے پاس دیکھیے لیجیے
 یہ تو آپ کی رعیت ہیں انکو بیگار کڑیئے ان سے اپنی خدمت
 لیجیے سرکاری مکانات بنوائیے سپاہیوں کا بوجھ ڈھلو ایسے باغ
 لگوائیئے لغرض جن سب سرکاری کاموں میں آپ اب روپیہ خرچ کرتی
 ہیں وہ سب کام اگلے بادشاہوں کی طرح زمینداروں سے مفت لین لیجیے
 آپ صرف اپنے امیرون کو خوش رکھا کیجیے اور چین سے عیش کیا
 کیجیے اور یہ کہ روزوں زمیندار لوگ تو آپ کی رعیت اور غلام ہیں آپ
 ہی کے واسطے خدانے انکو پیدا کیا ہے ان سے جیسا کام چاہیے ویسا
 لیجیے اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ گلگتے کے بابو لوگ جو کچھ تھوڑا

بہت انگریزی پڑھ گئے ہیں ہماری بدنامیاں اخباروں میں چھاپنے لگے
 تو انہیں سے دو ایک کو اگلے بادشاہوں کی طرح گان بن سیسا بلا کر
 سلا دیجیے یا انکی کھال کھچو اگر کھس بھروا دیجیے۔ اور ہندوستانی گوبشیوں
 بھاٹ اور شاعروں کو زمین دوٹالے اور سونے کے گڑے بنجائیے
 تب یہ لوگ آپ کی تعریف میں ایسے ایسے دفتر لکھینگے کہ پھر تمام آدمی سکندر
 اور نوشیروان کو بھول کر قیامت تک آپ ہی کی نیکیاں کی سُن رہیں
 اور ساری خلقت آپ ہی کی شکر گزار رہے۔ پس کوئین و کٹوریٹا اگر
 ہندوستان کی کم نصیبی سے ہندوستانیوں کی یہ عرض قبول کر لیوں تو
 پھر بھی اگلا سا زمانہ آسکتا ہے۔ لیکن جو بلکہ انگلستان انصاف کے رو سے
 اُس عرضی پر یہ حکم چڑھاوین کہ ہم امیرون کے ساتھ وہ بات نہیں رکھینگے
 جو اگلے بادشاہ رکھتے تھے۔ نہتین تو یہ لوگ ہمارا بھی گلا اسی طرح کا
 جیسے اگلے امیرون نے اگلے بادشاہوں کا گلا کاٹا تھا۔ اور ہم اپنی
ہندوستان کی رعیت کے ساتھ وہی سلوک کرینگے کہ جیسا انگلستان
 کی رعیت کے ساتھ کرتے ہیں تاکہ جس طور سے انگریزی رعیت ہمو
 ہمارے سب کاموں میں مدد دیتی ہے اسی طور سے ہندوستان کی

رعیت بھی مرد دیوسے تو بھراب کبھی اُس اگلے زمانے کے آنے کی
 امید دلیں رکھنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ انگریزی سرکار کا بندوبست ایسا
 کچا نہیں ہے کہ کسی طرح اُس میں خلل کا شبہ پایا جاوے اور کبھی ذرہ نغرش
 نظر آوے۔ ہنسنے اس بات کی بڑی تلاش اور تحقیقات کی کہ جو لوگ
 سرکار کمپنی کی عملداری کو اچھا نہیں کہتے اور اگلے زمانے کو ٹھنڈی
 سانس بھر کے یاد کرتے ہیں اُن سے اس بات کا سبب اور باعث پتہ
 کریں۔ لیکن جو سبب اُن لوگوں نے بیان کیے وہ سب گے سب
 سمکونا مقول اور پوچ پر نظر پڑے۔ کیونکہ اول تو وہ لوگ یہ کہتے ہیں
 کہ اس عملداری میں زمین کا زور گھٹ گیا اناج کم پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے
 آگے کی نسبت اب سرکار محصول زیادہ لیتی ہے۔ تیسرے تجارت میں
 فائدہ نہیں رہا۔ چوتھے ہندوستانیوں کو بڑے عہدے نہیں ملتے۔
 ایسے کام پر انگریزی بھرتی ہوتے ہیں۔ پس اب جانا چاہیے کہ ہنسنے
 جو اُس میں گبری کے ورق اچھی طرح اُٹھے اور پنجوبی اسکو پڑھا اور حساب
 کیا تو معلوم ہوا کہ اگر کے وقت میں جو سب سے اچھا بادشاہ تھا بھلے
 سے بھلے ایک بیگھے زمین کے اندر جو کہ ساٹھ الہی گڑھ کا ہونا تھا

یہ سب باتیں اس کتاب میں لکھی گئی ہیں

آٹھ من ساڑھے سترہ سیر گیہون پیدا ہوتا تھا۔ اس سے زیادہ نہیں
 حاصل ہوتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ شروع انگریزی عملداری میں جب
 لوگوں نے لوٹ مار سے بچاؤ پا کر بہت سی زمین جو ہزاروں برس سے
 بخر پڑی تھی جوت لی ہوا اب اُس میں اگلی سی پیدائش نہونے سے
 بیوقوف زمیندار حاکم کو ازام دیتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ جو زمین
 برابر ہر سال جوتی ہوئی جاوے گی اسکا زور بیشک گھٹ جاوے گا۔ اول تو
 بادشاہی وقت میں نت کی لڑائی کے مارے ایسے کھیت بہت کم
 تھے جو پانچ سات برس برابر جوتے بوئے گئے ہوں۔ دوسرے
 کچا بندوبست رہنے کے باعث جس سال کھیت بویا جاتا تھا بادشاہ
 لوگ اسی سال پورا محصول لیتے تھے۔ نہیں تو تخفیف کر دیتے تھے۔
 اب لڑائی بھڑائی کی دہشت بالکل جاتی رہی۔ ہر کار نے زمینداروں
 کا فائدہ سمجھ کر کارندوں کی لوٹ مار سے بچانے کے لیے بڑی بڑی
 تدبیریں کچا بندوبست کر دیا۔ اب زمیندار لوگ آنکھ بند کر کے ہر سال
 برابر ایک ہی طور سے اپنے کھیتوں کو بوئے چلے جاتے ہیں۔ اگر
 انگلستان میں کی طرح فصل کی تبدیلی کریں اور باری باری سے کھیت کو

خالی رہنے دین جیسا کھیتی کے قاعدے کی کتابوں میں لکھا ہے تو ہرگز
 اس زمین کا زور کبھی نہ گھٹے۔ دیکھو ابھی نو دس برس کا عرصہ گزرا ہے کہ
 اگرے کی گورنری میں دو کروڑ ^{۲۲۹۹۹۰۰۰} اسی لاکھ تنانے ہزار چھتر ایکڑ زمین
 بوئی جاتی تھی ^{۲۲۲۵۰۲۲۸} اور اب دو کروڑ چالیس لاکھ پچاس ہزار دو سو اٹھائیس ایکڑ
 زمین بوئی جاتی ہے۔ پچاس ہزار دس برس کے عرصے میں چودہ لاکھ ^{۲۰۱۱۵۲}
 اکاون ہزار ایک سو باون ایکڑ زمین نئی جوئی بوئی جاوے وہاں یہ بت
 کیونکر کہی جاسکتی ہو کہ آگے کی نسبت اب زراعت میں فائدہ کم ہے۔
 محصول اگرچہ بادشاہ کے وقت میں ایسی زمین پر فی سیکہ کل دو سو کچھ
 اوپر سو اچھے سیر کیوں یا اسکا دام لیا جاتا تھا لیکن بیگار تو بے طرح تھی۔
 اتر کے ملک کے رجواروں میں جہاں اب تک زمینداروں سے بیگار لی
 جاتی ہے اگر وہاں بیگار موقوف ہو جاوے تو زمیندار لوگ اپنی خوشی سے
 دونا محصول دینے کو راضی ہیں۔ پس غور کرنا چاہیے کہ بیگار سے کس
 قدر نقصان تھا۔ سو اسے کٹیر کے علاقے میں آدھی آدھی ٹٹائی
 ہوا کرتی تھی۔ اور کسے کار گیروں کی بنائی ہوئی چیز کا بھی محصول

* ایکڑ کچھ کم دو بیگھے کا ہوتا ہے

پانچویں سیکڑا لیتا تھا اور جو جو محصول کہ سابق میں برابر جاری تھے
 اور اکبر نے اُسکو موقوف کیے انکی تفصیل ذیل میں لکھی جاتی ہے پہلے پانچ
 غور تو کر کہ ان محصولوں کے بوجھ سے رعیت کس طرح نہ سمار ہوتی ہوگی
پہاگانگیر اور شاہ جہان تو اکبر ہی کی راہ پر چلے تھے لیکن اورنگ زیب

کے وقت سے پھر بہت سے نئے نئے محصول جاری ہو گئے
 تفصیل اُس محصول کی جو اکبر بادشاہ نے موقوف کر دیا

جزیرہ + پروانہ راہداری + میز مخری + ہندو جاتریوں پر محصول + گاؤ

شماری + سردختی + پیشکش + اہل حرفہ + داروغانہ + تحصیلداری +

فوطہ داری + وجہ کرایہ + خریدیہ + صرائی + حاصل بازار + آجکاری +

نمک + چونا + مچھلی + خرید فروخت مکان + خرید فروخت مویشی +

تجارت میں فائدہ اب اسلئے نہیں ہوتا کہ ہمارے ملک کے آدمی

جہاز پر نہیں سوار ہوتے + اگر یہاں کے لوگ جہاز پر سوار ہو کر تجارت کے

لئے دوسرے ملکوں میں جایا کریں تو بیشک یہ بھی ویسا ہی فائدہ اٹھائیں

جیسا انکے برلے اب فرنگی اٹھاتے ہیں + اور جہاز پر سوار ہونا بیہ کے

روسے بھی کچھ منہ نہیں ہے + دیکھو رگ بید کی پہلی سنگت سے صن

ثابت ہو کہ سابق میں ہندو لوگ جہاز پر سوار ہوا کرتے تھے۔ اب باقی رہا
 یہ غدر کہ ہندوستان یون کوٹے عہدے نہیں ملتے اور دولت انگریز
 لیے جاتے ہیں۔ اسکا حال یہ ہے کہ جو کچھ روپیہ انگریز لوگ اپنی خواہش سے
 بچا کر ولایت کو لے جاتے ہیں وہ البتہ اس ملک کو گھاسا پڑتا ہے لیکن عہدہ
 دینے کے باب میں اگر سرکار ہم سے صلح پوچھے تو ہم یہی کہیں گے کہ جن
 کاموں پر اب ہندوستانی نوکر ہیں ان پر بھی انگریز ہی مقرر کیے جاویں۔
 سرکاری آئین کو انھیں ہندوستان یون نے بدنام کیا ہے کیونکہ محبت اور
 کلکٹر کے ہاتھ سے کوئی اذیت نہیں پاتا ہے جو شخص و تاجر وہ انھیں پس
 والے اور سرشتہ داروں کے ظلم سے تنگ ہو کر رہتا ہے کون ایسا بے
 وقوف ہے جو ان تحانہ داروں کو محبت اور سرشتہ داروں کو کلکٹر ہونے
 کی دعا مانگتا ہو گا۔ ہمارے ملک کے آدمی اول تو رشوت لینا عیب
 نہیں سمجھتے بلکہ سدا سے ہنر جانتے ہیں۔ دوسرے اگر ہندو کو کام ملا
 تو اچھے مسلمان کو ستایا اور مسلمان کو اختیار ہوا تو اچھے ہندو سے
 اپنی کسرت کالی پس پہلے ہندوستان یون کو چاہیے کہ اپنے شین ان
 کاموں کے لائق بنا دیں جنکے ملنے کی امید رکھتے ہیں۔ بہ نسبت روپیہ

رہنے کے ملک کا انتظام دست رہنا زیادہ درکار ہو گا کیونکہ اگر عسرت
 کو چین آرام ملیگا تو روپیہ بہت ہو رہیگا اور جو ملک ہی میں بد عملی
 رہی تو پھر برسوں کی حاصل کی ہوئی جمع پونجی کو ناڈشاہ ایسے بادشاہ
 لوگ ایک ہی دن میں جھاڑ و پھیر کر لے جا دیں گے پس جو لوگ ہمارے
 امن چین کے واسطے اس قدر محنت مشقت اٹھاتے ہیں وہ جو اپنی ذمہ
 تنخواہ لیا دیں تو اس میں بُرا ماننے کی کون سی بات ہو گا لوگ یہ بھی کہتے
 ہیں کہ انگریزی عملداری میں دیوانی اور فوجداری کا بندوبست اچھا نہیں
 ہو گا ان لوگوں نے شاید پرانی تواریخ نہیں دیکھی ہو فوجداری کا حال تو
رافضی صاحب جو ۱۸۳۵ء میں شاہ انگلستان کا خط اکبر بادشاہ کے نام
 لائے تھے لکھتے ہیں کہ بارس اور پٹینے کے درمیان اس طرح
 راستا لگتا ہے کہ جیسے عرب لوگ اپنے ملک کے جنگل اور پہاڑوں میں
 ڈاکا ڈالتے ہیں علاوہ اسکے خود اکبر کا وزیر ایک جگہ ہندو فقیروں کی
 بے وقوفی دیکھانے کے لیے لکھتا ہے کہ ایک سال الہ آباد کے میدان میں
 دو غول فقیروں کے گنگا میں پہلے نہانے کے واسطے آئیں میں تکرراً
 کر رہے تھے بادشاہ بھی وہاں موجود تھا فقیروں کو بہت سمجھایا لیکن

کسی نے نصیحت نہ مانی تب بادشاہ نے دق ہو کر حکم دیا کہ تم دونوں بل
 کھول کر اسپین لڑو۔ اور آپ اس لڑائی کا تانا دیکھتا رہا۔ یہاں تک
 کہ بہت سے فقیر اس لڑائی میں مارے گئے۔ وہاں سے آکر تیرا انصاف
 ہے۔ آفرین سرکار انگریز بہادر کو کہ ہر دور کے کبجہ ایسے میں مقدر نہیں
 کہ کوئی میان سے تلوار نکال سکے۔ اور دیوانی کا حال ایک متبر تواریخ
 والا لکھتا ہے کہ ایک روز کسی لڑکے نے شاہجہان بادشاہ کے حضور
 اس بات کی نالاش کی کہ میری ملک کے پاس تین لاکھ روپیہ ہے اور وہ
 مجھ کو کچھ نہیں دیتی۔ بادشاہ نے اسکی بڑھیا ما کو بلا کر حال دریافت کیا
 ہے۔ اسنے حاضر ہو کر اقبال کیا کہ فی الحقیقت میرے پاس تین لاکھ
 روپیہ ہے لیکن جب یہ لڑکا ہوشیار ہو گا تب میں اسکو دوں گی۔ ابھی
 یہ روپیہ لیکر خراب کر گیا اسلئے نہیں دیتی۔ بادشاہ نے یہ سنکر
 حکم دیا کہ تو ایک لاکھ روپیہ لڑکے کو دے اور ایک لاکھ روپیہ اپنے
 پاس خرچ کے واسطے رکھ اسقدر روپیہ تم دونوں کے لیے کافی ہے۔
 اور باقی ایک لاکھ روپیہ بادشاہی خزانے میں داخل کر دے۔ جب
 مقدمہ فیصل ہو چکا اور حکم کاغذ چڑھ گیا تب تو بڑھیا بہت گھبرائی

فی الفور چالاک کر کے اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ خداوند حضور نے اُس کے
کو تو لاکھ روپیہ واجب دلوایا کیونکہ وہ میرے شوہر کے نطفے سے ہے +
لیکن آپ میرے شوہر سے کیا رشتہ رکھتے ہیں جو برابر کا حصہ رکھ لیتے
ہیں + اس رشتے داری کو حضور مہربانی کر کے مجھے بنا دیجیے تاکہ آئندہ
سے ہمیشہ کو اس کا بخاطر رکھا جاوے + بادشاہ یہ جواب سن کر اپنے دل
میں نہایت شرمندہ ہوا + اور ہنس کے اُس کا روپیہ واپس کیا + +
تو تاریخ والا تو یہ بات شاہجہان کی تعریف میں لکھتا ہے کہ ایک ایک بڑھیا
بھی اُس تک پہنچ کر اپنا حال عرض کر سکتی تھی لیکن اس تحریر کی بدولت
بادشاہ کی نیت اور اُسین کا حال بخوبی ظاہر ہو گیا + دیکھو اب تک کجرات
کی طرف ہندوستانی عملداریوں میں یہ دستور جاری تھا کہ جب ایک شخص
کو کسی آدمی سے روپیہ وصول کرنا ہوتا تو وہ بھاٹوں کو جنکا وہان ہی کام
ہے کچھ دیکے اُسکے گھر دھرنا بٹھا دیتا + اگر اُس بیچارے کے پاس
اُس وقت کچھ دینے کو نہ ہوتا تو وہ بھاٹ اُس کو نہایت فضیحت کرتا +
یہاں تک کہ وہ بھاٹ اپنا لہو اُسکے دروازے پر چھڑکتا + بلکہ کئی دفعہ
ایسا ہوا ہے کہ بھاٹوں نے اپنے گھر سے کسی بڑھے یا کسی بڑھیا کو لاکر اسکا

دروازے پر زندہ جلادیا ہے پھر پس غور کرو کہ یہ کیسے غضب کی بات
 ہے۔ اگر وہ ان عدالت اچھی ہوتی تو یہ نوبت کا ہیکو ہو سکتی ہے ہم یہ
 بات کچھ انگریزوں کی خوشامدی بناوٹ کی راہ سے جھوٹی تعریف نہیں
 لکھتے جیسا کہ اکثر مصنفوں نے اپنی کتابوں کے اندر شعر غزل اور قصیدوں
 میں اپنے بادشاہوں کو آفتاب سے بڑھ کر عالیا اور آسمان سے
 زیادہ عالی شان بلند نشان وغیرہ لکھا ہے۔ ہم نے تو صرف اگلے راجا اور
 بادشاہوں کے زمانے کا ماجراجو کچھ قدیم کتابوں میں دیکھا ہے اسی کو
 انگریزوں کے مقابلے میں نظمیں دیا ہے۔ اگر کسی کو اس نظیر میں بھی
 شک ہو تو وہ اگلی تواریخوں میں دیکھ کر اپنے دل کا شبہ مٹا دیوے۔
 ۱۸۵۵ء میں ملکہ معظمہ یعنی کوئین وکٹوریہ نے اس ملک کا انتظام
 کمپنی سے لیکر اپنے ایک وزیر کے سپرد کر دیا اور اسکی مدد کے واسطے
 باہر آدمیوں کی ایک کونسل بھی مقرر کر دی یہ وزیر سیکریٹری ان
 سیٹٹ فار انڈیا کہلاتا ہے اور اس کونسل کا نام کونسل انڈیا کہا
 جاتا ہے کمپنی کو اب سوائے اس روپے کا جو اس ملک میں لگایا تھا سوڑ
 لینے کے اور کچھ بھی اس ملک سے تعلق نہ رہا بندوبست اور انتظام

بالکل وزیر کے اختیار میں آگیا وہی سب صاحبوں کو اس ملک کے
 عہدوں پر مقرر کر کے دیان سے بھیجتا ہے۔ اور یہاں گورنر جنرل کو اپنی
 کونسل کے ساتھ ایک راس ہو کر ملک کے بندوبست اور انتظام کا بالکل
 اختیار دے رکھا ہے۔ گورنر جنرل کے تحت میں مئنڈر اچ اور مئنبر کے گورنر
 اپنی اپنی کونسل سمیت اور اگرے اور پنجاب کے لگنٹ گورنر اور
بنگلہ کے ڈپٹی گورنر مقرر ہیں۔ اور پھر سوائے پنجاب کے چاروں
 گورنروں کے زیر حکم چار چار صدر دیوانی اور صدر نظامت عدالت
 اور چار ہی چار ٹریڈ آفیسریٹوز اور انکے تابع ہر ایک ضلع میں کمشنر
 مجسٹریٹ کلکٹر وغیرہ اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ پنجاب میں صدر کی
 بدل جوڈیشل کمشنر اور بورڈ کی عوض فنانس کمشنر مقرر ہیں اور کمشنر کے
 نیچے ضلع کے حاکم ڈپٹی کمشنر کہلاتے ہیں سوائے اسکے گلگتہ مئنبر
اور مئنڈر اچ میں ان تینوں شہروں کی دیوانی فوجداری کے مقدمے
 اور جرنالشن میں کہ اصلی انگریزوں پر دائر ہونے والے اسکوسٹ کے واسطے
 ایک ایک سپرنٹنڈنٹ کورٹ کی عدالت بادشاہ کی طرف سے مقرر ہے۔
 اس میں تین تین جج بیٹھتے ہیں۔ اور انصاف بخوبی کرتے ہیں۔

فوج کے سپہ سالار یعنی گمانڈر انچیف صاحب بہادر ولایت سے
 مقرر ہو کر آتے ہیں یہ گلگتہ مشدر راج اور منجی تینوں حاطون میں
 گمانڈر انچیف رہتے ہیں یہ لیکن گلگتہ والے کا حکم دونوں پر غالب ہو
 سرکاری فوج ۱۸۵۳ء میں سب ملا کر ہندوستان کے درمیان
 قریب اڑھائی لاکھ کے ہندوستانی اور پچاس ہزار گورے تھے یہ اور
 بیس ہزار سپاہی کا منتجنت کی فوج میں بھرتی تھے یہ کا منتجنت وہ
 ہو جسکا خرچ ہندوستانی سرکاروں سے ملتا ہے اور وہ فوج ان
 کی حفاظت کے لیے انھیں کے علاقوں میں رہتی ہے یہ لیکن اب
 گورے بہت بڑھ گئے اسی ہزار سے کم نہیں ہیں یہ اور انکی عوض
 میں ہندوستانی سپاہ گھٹ گئی بلکہ ایسی تجویز ہو رہی ہے کہ یہ بھی اسی ہزار
 آمدنی اس تمام ہندوستان کی قریب بیس کروڑ روپیہ سال کے
 سرکاری خزانے میں آتا ہے یہ اور تخمیناً قریب سب سے کروڑ روپیہ کے
 سرکار کو لوگوں کا قرض دینا ہے کہ جسکے واسطے سرکار نے پراسری نوٹ
 یعنی ٹشک لکھ دیے ہیں یہ اور ساڑھے پانچ روپیہ سے لیکر ساڑھے
 تین روپیہ سیکر آگ سال کے حساب سے چھٹھے مہینے سو دلا کر مانتا ہے

کپنی اس ملک کی آمدنی میں سے صرف اتنے روپیہ کا واجبی سود لیتی ہے کہ جو اسے پہلے پہل اس ملک میں اپنی گره سے لگایا تھا اب اس نے زیادہ کپنی کو ایک کوڑی یعنی لینے کا حکم نہیں ہے اور نبادشاہ اس ملک کی آمدنی میں سے ایک کوڑی لیتا ہے یہ وہیہ سارا روپیہ اس ملک کا اسی ملک کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے پچاس سو لاکھ روپے اور ۱۰۵۲ء کو جو گورنر جنرل بہادر نے بابت ۱۸۵۲ء اور ۱۸۵۳ء یعنی شروع مئی ۱۸۵۲ء سے لیکر اخیر اپریل ۱۸۵۳ء تک ایک سال کی آمدنی اور خرچ کا اندازہ بانڈھ کر منظوری کے واسطے گلستان

کو روپٹ بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ لکھا جاتا ہے

آمدنی خرچ

بنگالہ ————— ۱۱۴ ۳۷۱۸۲۵ ————— ۱ ۲۹ ۳۸۱۱۳۷

اگرٹا اور پنجاب ————— ۷ ۶۶۵۱۰۰ ————— ۳ ۱۸۲۵۳۰۰

مئدرناج ————— ۵ ۲۶۲ ۲۸۲۰ ————— ۴ ۹۷۸ ۶۶۰

بنگینی ————— ۴۸۵۳ ۶۸۶۰ ————— ۵ ۲۲۰۰۱۶۴

گلستان ————— ————— ۲ ۲۱۵۷۸۵۴

میزان کل ————— ۲ ۹۲ ۳۳۲۰۲۵ ————— ۲۸۷۳۳۲۱۵

اور تیسری جون ۱۸۵۲ء کو جو گلگتستان سے گورنر جنرل بہادر کے نام چٹی تھی
 تھی اس میں ۱۸۵۰ء اور ۱۸۵۱ء کی آمدنی اور خرچ کا حساب اس طور سے
 لکھا ہے

آمدنی

زمین کی آمدنی ————— ۱ ۳۲ ۸۲ ۹۶۸۰

مصول ————— ۱ ۹ ۷۴ ۵۵۶۰

نمک ————— ۱ ۷ ۲۴ ۴۹۰

افیون ————— ۱۸۵۱ اور ۱۸۵۲ ————— ۲ ۶ ۸۷ ۸۱ ۸۴

سائرا اور آبکاری ————— ۱۰ ۴ ۹ ۹۸ ۴۰

اسٹامپ اور ڈاک اور محصول اور ٹیکس سال اور تباکو ————— ۱ ۵ ۷ ۱۰ ۹ ۸۳

لائسنس سنڈھم بڑنھا اور ٹاپو ————— ۱ ۹ ۱ ۰۰۰۰

میزان کل ————— ۲ ۵ ۱ ۹ ۷ ۹ ۲ ۴

خرچ

تحصیل کا خرچ ————— ۲ ۰ ۱۳ ۰ ۷ ۶

عدالت کا خرچ ————— ۱ ۹ ۵ ۸ ۲ ۶ ۰ ۴

موصول ————— ۲۰۲۷۷۳۹

کشتی اور جہاز ————— ۴۷۱۳۳۷۳

فوج ————— ۱۰۰۹۵۴۰۳۰

سود نوٹ کا ————— ۲۲۲۳۸۹۱۸۰

سود انگلستان میں ————— ۴۷۴۵۶۸۵

پنشن عمارت اور اسکول وغیرہ ————— ۴۴۸۵۲۰۸۸

متفرقات غیر معمولی جو چٹھی میں درج نہیں ————— ۲۵۵۲۸۸۶۲

نیز ان کل ————— ۲۵۱۲۷۹۲۲۷

تاریخ تیسویں اپریل ۱۸۵۲ء کو سرکاری خزانوں میں پندرہ کروڑ تیس لاکھ
چھیالیس ہزار چوالیس روپیہ نقد موجود تھا

الغرض ہندوستان کا مختصر بیان تو قلب ہندو چکاب اس ملک کے
ہر ایک ضلع کا کچھ حال لکھا جاتا ہے، جانا چاہیے کہ یہ سارا ہندوستان

تین حصوں میں تقسیم ہے، اول پنجاب پہاڑوں کے اندر ملک جس قدر

بسا ہے وہ سب اتر کھنڈ یعنی شمالی ہند ہے، دوسرے ترکھنڈ

اور پہاڑی کے دکن کا سارا ملک دکن کہلاتا ہے، تیسرے دکن

کہ سچ میں جس قدر ملک ہو وہ سب آریاؤرت اور وینہ چھوڑی
 کہا جاتا ہے۔ دکن کا تمام ملک جزیرہ نما ہے۔ کیونکہ وہ پورب پچم اور دکن
 تینوں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے اپنی بادشاہت
 میں اس ملک کو بائیس صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ ان میں سے کابل
قندھار اور غزنی اس ولایت سے باہر ہیں۔ اور ملک دکن کے
 کتنے ہی ضلع ان کے دخل میں نہ رہنے کے باعث ان صوبوں میں گئے
 ہی نہیں گئے تھے۔ سوائے اسکے اب ان صوبوں کی حدیں اس قدر بدل
 گئی ہیں کہ کچھ تو ایک کی طرف ہیں اور کچھ دوسرے کے علاقے میں چلی
 آئی ہیں۔ اس لیے ہم ان صوبوں کا خیال چھوڑ کر اس ملک کو انگریزی اور
 ہندوستانی عملداری میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک ضلع کا بیان اس ترکیب
 سے لکھتے ہیں جو کہ اب کام میں لایا جاتا ہے۔

جانا چاہیے کہ انگریزی عملداری میں ہندوستان کے تین حصے مقرر ہوئے
 ہیں۔ ایک بنگال حصہ دوسرا بمبئی حصہ تیسرا آندھرا حصہ ہے۔
بنگال حصے میں کرم ناٹانڈی ننگ کے ضلع تو بنگال کے ڈپٹی گورنر
 کے تحت میں ہیں۔ اور پھر کرم ناٹانڈی سے جنانگ ممالک شمال و مغرب کے

لفٹنٹ گورنر کے تابع ہیں۔ جن کے پاراٹر میں لاہور کے لفٹنٹ گورنر کا اختیار ہے اور گنگاپارادھ کے علاقے میں وہاں کے چیف کمشنر کا ہے۔

ممالک شمال مغرب کی لفٹنٹ گورنری

اول اُن ضلعوں کا بیان کیا جاتا ہے جو کہ ممالک شمال مغرب کے لفٹنٹ گورنر

کے تحت میں ہیں۔ اسکو اتر چھم کا ملک بھی کہتے ہیں۔ اس میں پہلا الہ آباد

صدر مقام الہ آباد جسکا اصلی نام پریاگ ہے ۲۵ درجہ ۲۷ دقیقہ اتر عرض اور

۸۱ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول میں بہتر ہزار آدمی کی بستی گنگا اور جمنہ کے درمیان

میں جہاں دونو دریا آن کر ملے ہیں ہندو کا بڑا تیرتھ ہے۔ یہ شہر بادشاہی مانے

میں اسی نام کے صوبے کا حاکم نشین مقام تھا اب ممالک شمال مغرب کے

لفٹنٹ گورنر بہادر کی دار الحکومت ہے گنگا اور جمنہ دونو بڑے بڑے

دریاؤں کے مل جانے سے اور تیسرے سرسوتی کا ملنا بھی جو کہ آنکھ سے

دیکھا ہی نہیں دیتی شاستر میں اسی جگہ لکھے رہنے سے اسکو تری بھی کہتے

ہیں اور سب تیرتھوں کا راجا مانتے ہیں۔ مگر کی سنگرانت کو بڑا بھاری سلا

ہوتا ہے۔ لاکھوں جا تری آتے ہیں۔ ہر علاقہ یہاں کا خاصا مضبوط ہے۔ یہ ایک

اسکے جمنہ اور دوسری طرف گنگا گویا اسکی کھائی ہو گئی ہے۔ سرکار کی طرف سے

۱
آباد

اس کے بڑی تیاری رشتی ہو یہ میگزین بھی اُس میں رہتا ہے جہاں قلعے کے
 اندر ایک تختانے میں بڑے کے درخت کی جڑ پر یہ ہندو اُس کو گتھے بٹ کہتے ہیں
 اور بہت مانتے ہیں یہ تواریخوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں
گنگا جئنا کا ملاؤ عین اُس بڑے کے تلے تھا اور جو لوگ ترینی میں بٹ کر رہنا
 چاہتے تھے وہ اسی بڑے کے درخت پر چڑھ کر کودتے تھے یہ شاید کسی بادشاہ
 نے اس حرکت ناشایستہ کے بند کرنے کے لیے درخت کو کٹوا دالا اور زمانہ
 پاکر دریا بھی وہاں سے بہٹ گیا یہ اسی قلعے کے اندر ایک پتھر کی لاٹ بیٹھی
 فٹ اونچی ہے وہاں کے بزمین اُس کو بھیم کہتے ہیں یہ بہت لاٹ
 دو ہزار برس سے زیادہ کی ہے یہ اُس پر گدھہ کے ملک کے بڑے دیندا
 راجا ہاراج پرنی اور شی یعنی اشوک کا ایک حکم نامہ پالی زبان میں جو گدھہ
 کی پُرانی بولی سے ملتی ہے اگلے زمانے کے پالی حرفوں میں گدھا ہوا ہے

اس سے زیادہ پُرانا کتابہ اس ہندوستان میں دوسرا کوئی نہیں ہے۔
 جیئس زرتشت صاحب اُن حرفوں کو پڑھ کر اسکا ایک قاعدہ بنا گئے ہیں۔
 اب اُس قاعدے کے بموجب جو کوئی چاہے ان حرفوں کو جو بنی پڑھ سکتا ہے۔
 الغرض اُس لٹ کے اوپر پالی حرفوں میں اُس زمانے کے راجا اشوک کا حکم ہے
 کھدا ہوا ہے کہ میں نے جان کشی کی سناہی کو اصل ایمان جانا ہے اور اسی ایمان
 کو اختیار کیا ہے میری رعیت بھی ایسا ہی کرے۔ اور پھر کسی جاندار کی جان کو
 تلف نہ کرے۔ صاحب تریں سخاوت راست باز صاحب طہارت کی پرورد
 کرے۔ اور سختی برجمی غصہ غرور اور حسد سے دور رہے۔ پُران کی کتابوں
 میں لکھا ہے کہ یہ اشوک ہمارا چاند گیت کا پوتا تھا اور جنین شاستر بھی
 پڑھنے کے طریق کی پوچھیوں کی طرح اگلی بہت بزرگیان لکھی ہیں۔
 جانا چاہیے کہ پڑھنے اور جنین کے مذہب کی پوچھیان ملانے سے اور
 اگلے زمانے کے نندرا اور مورت کے دیکھنے سے اس بات میں کچھ شک و شبہ
 باقی نہیں رہتا کہ کسی زمانے میں یہ دونوں مذہب ایک ہی تھے۔ پھر تھوڑے روز
 سے منسرق پڑا ہے۔

الغرض راجا اشوک سنہ عیسوی سے قریب اڑھائی سو برس کے پہلے

تخت پر بیٹھا تھا، اس طرح حکمی لائحہ دہائی میں اور سوائے اسکے اور بھی کئی مقام پر میں پڑا، ان پر بھی یہی ایمان کا کتابہ ایسی راجا اشوک نے اسی حرفت اور زبان میں کھدوایا، یہ فارسی عربی عبارت جو اسپر جو وہ سب مسلمانوں کے وقت میں کھودی گئی ہے، ہر الہ آباد کی خوب سچے اور بہت بڑی اور اسی سے لگا ہوا سلطان خسرو کا باغ اور مقبرہ بہت عمدہ بنا ہوا ہے، دو ستر ہزار نوڑا نوڑا الہ آباد

نور پور ۲

سے گوشہ جنوب و مشرق کی طرف واقع ہے، یہ ضلع بہت سائیدہ ہے، کے پہاڑوں میں چلا گیا ہے، صدر مقام فرزا نوڑا چھتر ہزار آدمی کی نسبتی جو اس وقت میں بڑے بیچار اور تجارت کی جگہ ہے، الہ آباد سے پینتالیس میل پورب گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا لنگھا کے داہنے کنارے بسا، جہر طرف کو ندی یا دریا بہتا ہے، اوہرا کا منہ سمجھ کر داہنے اور بائیں کنارے کو جان لینا چاہیے، جیسے فرزا نوڑا پورب سے چھم کو بہتی ہے، تو دکن کا ملک اسکے بائیں کنارے پر اور اتر کا ملک داہنے کنارے پر واقع ہوا ہے، اور بہا ندری چھم سے پورب کو بہتی ہے، تو دکن کا ملک اسکے داہنے کنارے پر اور اتر کا ملک بائیں کنارے پر واقع ہوا، ان کے آدمی بیچار اور زرنگار میں خوب چلاک اور محنت کش ہوتے ہیں، ہزار نوڑا سے تین کوس پر ایک جھرنما میں گز اور نیچے پہاڑ سے گرتا ہے، یہ برسات میں وہ جگہ بڑے سیر اور فرحت کی جگہ ہے۔

اور دو کوس کے تفاوت پر جہان بندھا پل گنگا کے نزدیک آگیا یہ پہاڑ
 نیچے بندھوہ و آہنی دیوی کا مندر ہے۔ وہاں نور اتر میں ٹرامیلا ہوتا ہے۔ مرزا پور
 سے بارہ کوس پورب گنگا کے کنارے ایک پہاڑ کے ٹکڑے کی سوٹ اونچے

پر قلعہ چنار گڑھ کا جس کا صحیح نام چناری ہے نہایت مضبوط بنا ہے۔ ہندو اس

قلعے کو کیرم کے پہاڑی راجا بھرتھری یعنی بھرت نے بنایا ہوا کہتے ہیں۔ بلکہ اکثر نادان لوگ
 یقین کامل رکھتے ہیں کہ راجا بھرتھری اب تک اسمین ٹیٹھے میں ہے۔ ایک تہخانہ

و تاریک جس کا منہ اتنا چھوٹا کہ آدمی اُس کے اندر شکل سے جا سکے ہندوستان کی
 عملداری میں اُس قلعے کا قید خانہ تھا۔ بہتر ہے آدمی اسمین گھٹ کرے ہو۔

وہ اب بھی اُس کے دیکھنے سے روکتے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ معلوم کیا دل تھان
 لوگوں کا کہ جس سختی سے ٹراپا پر آکر آدم زاد کی جان لیتے تھے۔ چنار گڑھ سے

تین میل پر شیخ قاسم سلیمانی کی درگاہ بہت عمدہ بنی ہے۔ خصوصاً اُس کا دروازہ اور
 باغ کے گرد کی جالیان دیکھنے کے لائق ہیں۔ پتیشہ انبار سن مرزا پور کے

گوشہ شمال و مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہ ضلع نہایت آباد ہے۔ شہر نبار سن حکو
 مسلمان لوگ محمد آباد بھی کہتے ہیں اور ہندو گاشی اور بازا آہنی بولتے ہیں۔

کیونکہ یہ شہر بنا اور آہنی دونوں کچھ میں بسا ہے۔ الہ آباد سے شیر پور

عین گنگا کے کنارے بسا ہر پہ نہایت آبا و اجداد اور دولت کی افرات اور ہندو
 کے بڑے تیرتھ کا مقام ہے۔ آدمی اُس میں ایک لاکھ اگاسی ہزار بستے ہیں گلیاں
 نہایت تنگ اور کمالات بہت اونچے بنے ہیں۔ چھ سات مرتب تک بلند
 ہیں ہر گرمی کے موسم میں چلنے پھرنے کا بڑا آرام ہے چھانا اور کار نہیں چھانو چھا
 میں سارے شہر کا چکر دے آؤ گھاٹ گنگا کے کنارے بہت سنگین اور
 سہاؤ نے بنے ہیں یہاں اورنگ زینب بادشاہ نے تینا دھو کا مندر
 توڑ کر جو مسجد بنائی ہے اس کے دو فون مینار مسجد کی چھت سے ڈیڑھ سو فٹ او
 گنگا کے کنارے سے قریب دو سو فٹ کے اونچے ہیں اور پر جانے سے
 تمام شہر اور دور دور تک کا گرد و نواح گنگا کے کنارے دو طرف دکھائی دیتا ہے
 اسپر چڑھنے کے لیے ایک سو اکتیس سٹیمیان لگی ہیں۔ پیشیشتر کا مندر بھی یہاں
 اسی بادشاہ نے توڑا تھا اس وقت کہتے ہیں کہ اصل پیشیشتر تو گیان پانی کے
 کوسے کے اندر چلے گئے اور خلی اب پوجا ہوتی ہے وہ انکی جگہ پر نئے بٹھائے گئے
 ہیں اور یہ مندر بھی تھوڑے ہی روز سے بنا ہے۔ نمان مندر یعنی رصد خانے
 میں زانا سنجی سنگی ہے پورے والے کے بنائے ہوئے چاند سورج اور ستاروں
 کے دیکھنے اور گرمیوں کے بیدھنے کے لیے بہت عمدہ خاصے بنائے گئے

لیکن اب سب کے سب بے مروت پڑے ہیں یہاں خبثتوں کا بھید نہیں
علم نہایت پڑھے سمجھے میں نہیں آویگا ہوا واسطے ہنسنے اسکایاں شرح اور
مفصل نہیں لکھا ہوا اتنا ہی سمجھ لینا چاہیے کہ علم نجوم کے اصول نے میں اتنے
ایسے خبثت بنے رہتے ہیں کہ جس سے صاحب علم لوگ سوچ جائز اور ستاروں کے
چلنے پھرنے کا حال معلوم کر لیتے ہیں یہ بنارس شہر علم سنسکرت کا گویا گھر
یہاں کے پڑت سب پر بالا ہیں یہ تیرتھ کے باعث یہاں فقیرت ہی
رہتے ہیں یہ اور ساڈنگلی گلی گھومتے پھرتے ہیں یہ حسن بھی یہاں خوب ہے
خصوصاً ناگر نیاں تو اس شہر کی نہایت خوبصورت ہوتی ہیں یہ سکارنے
ڈکون کے پڑھنے کے لیے ایک کالج انگریزی ڈول کا یہاں بہت عمدہ بنایا
ہے اس عمارت کے بنانے میں قریب سو لاکھ روپے کے خرچ پڑے
نئے آدمی کے واسطے اس شہر کی سیر کے آد وقت خوب ہیں یہ ایک سوچ
کو ناور پوار ہو کر گھاٹ ہی گھاٹ جانا کہ جب سب لوگ نہاتے ہیں یہ
دوسرے شام کو بند ناؤ ہو کی مسجد کے مینار پر سے دیکھنا کہ سارا شہر چھیلی
پر نظر آتا ہے یہ اور تمام مرد و عورت اپنے اپنے گھر میں کام کاج کرتے دیکھائی
دیتے ہیں یہ بڑھوا سنگل اور ڈنگل کامیلا اس بنارس میں تاملی ڈر مشہور ہے

حقیقت میں یہ دونوں میلے دیکھنے کے لائق اور سیر کے قابل ہوتے ہیں
 یہ ہولی کے بعد جو منگل کا روز آتا ہے اس دن لوگ شام سے کشتیوں پر جا
 بیٹھتے ہیں یہ اور پھر بوجھ کے دن دوپہر کو اترتے ہیں پندرہ چھ پہر کامیلا
 رہتا ہے یہ دوسرے روز پھرات کو دس بجے ناو پر سوار ہوتے ہیں اور
 اس وقت سے صبح تک اور صبح سے شام تک سات پہر کامیلا رہتا ہے
 یہ اس میلے کا نام منگل ہے یہ منگل اور منگل میں بالکل دریا کشتی اور بحر
 اور ٹیلیوں سے چھا جاتا ہے یہ اور لوگ کشتیوں کو اپنے مقدر و موافق
 رنگ لگا کر اور اُس میں جھاڑ فانس اور تصویریں لگا کر بہت آراستہ کرتے
 ہیں یہ سیکڑوں کشتیوں کے اوپر پناح گانا ہوتا ہے اور علوانی اور منبویوں
 کی دکانیں بھی بہتیری کشتیوں پر چھتی ہیں یہ روشنی خوب ہوتی ہے اور
 آتش بازیان بھی چھوٹی ہیں یہ شہر سے ڈیرھہ کوس پر ساڑھاٹھ مہاڈ
 کے پاس بودھ طریق والوں کے بنائے ہوئے ایک کچھ مکان ٹوٹے
 پھوٹے پڑے ہیں یہ اسکو یہاں کے لوگ ساڑھاٹھ کی دھیکھ کہتے ہیں
 دیکھنے میں یہ ایک بہت بڑا ٹھوس گنبد اور مٹی ہانڈی کی صورت کا نظر
 آتا ہے یہ لیکن اسقدر پُرانا ہے کہ اس کے پھر بڑھیا کے دانت کی طرح ہلتے اور گرتے

چلے جاتے ہیں، حقیقت میں وہ بودھ و الونگا دیہہ گونپ یعنی اُسکے
 بزرگوں میں سے کسی کی قبر اور پوجا اور زیارت کی چیز ہے، صاحبانِ گنیز
 کی تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ عیسوی سے پانسو تینالیس برس
 پہلے شاگُ منی یعنی بدھ کے مرنے پر اس وقت میں ہر ایک راجا نے
 جو کہ بدھ کا مذہب رکھتا تھا یہی جا پا کہ اُسکی لاش کو اپنے علاقے میں
 لیجاوے اور سب کے سب اُسکے لینے کی واسطے لڑنے اور مرنے کو تیار ہو
 رہے تھے اُسکے چیلون نے اُسکی لاش جلا کر تھوڑی تھوڑی بڑی اور رکھ
 راجاؤں کو بانٹ دی اور لڑائی دور کی پہچانچان راجاؤں نے بڑی
 اور رکھ کو اپنے اپنے شہر میں زمین کے اندر گاڑ کر گنبد بنا دیئے، اور پھر
 اُسکے چیلونکے مرنے پر انکی بڑی رکھ کے اور بھی اسی طرح کے گنبد طیار کیے
 اور ان سبکی پوجا کرنے لگے، پھلنا اور ٹانگیا لا وغیرہ کئی مقام پر اب
 بھی یہ گنبد موجود ہیں، بلکہ بمھاسنگھل تبت چین وغیرہ ملکوں میں
 بڑھ کے طریق کے لوگ آج تک ان گنبدوں کی نقل و حات پھر پائی
 کی بنا کہ چنگ کے متعلق ہونے کے باعث چیت کہہ کر پوجتے ہیں، اگلے
 زمانے کے مندراور کھنڈروں میں سب جگہ یہ چیت بتے ہیں،

اور دھینکھ کی اصل دھرم مرگ یعنی ثواب کا ہر ن معلوم ہوتی ہے +
 کیونکہ بُرحہ کے طریق کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کاشی میں ہرنون کو دھرم
 کے لیے دانا دیا جاتا تھا + شاید اسی دھینکھ کے پاس اُن ہرنون کا منا تھا
 + اب یہ دھینکھ ٹوٹ پھوٹ کر چرائ سحری ہو رہی ہے + کچھ گر گئی ہے اور کچھ
 گرتی چلی جاتی ہے + جس پر بھی قریب سے فٹ کے اونچی اور تین سو فٹ موٹی
 ہے + جنس پر نسبت صاحب نے اسکو دیکھنے کے واسطے ایک طرف سے
 کھدوایا تھا + اب اس کے اندر سے ایک ڈبے میں تھوڑی سی ہڈی اور راکھ
 اور کچھ آسوت کے غیر مروج سکے اور تانبے کے پتھر پڑی زمانے کے حرفوں
 میں بُرحہ کے طریق کا ایک شلوک کھدایا ہوا نکلا تھا +

بودھ مت کا شلوک جو سارنا تھ کی دھینکھ میں نکلا تھا

एथवद्धेत्तपुसुत्तदेत्तेषां तथा गताहुवन्ते
 कां वच्चात्रिणवपवं वरिदिषयाम्:

येधमीहेत्तप्रमवाहेत्तेषां तथा गताहुवन्तेषां वचो

नितोधसुवकादीप्रमणः
 بہار کے ضلع میں بہیری پرائی بودھ مور لون پر یہ شلوک کھدایا ہوا ہے بلکہ راج کے

مشہور سین ندر میں بھی جو تبتی میں ہے ایک مورت پر یہی شلوک کھدایا ہے اور اسی

باعث ہم اسکو پرائی بودھ مورث خیال کرتے ہیں +

جس زمانے میں بجھ کا نرہب سارے ہندوستان کے اندر پھیلا ہوا تھا اس وقت
 میں یہاں کے راجا بھی وہی نرہب رکھتے تھے گنگا کے پار دکن طرف
راؤم نگر میں بنارس کے راجا کے رہنے کا محل اور مکان سہاوانا بنا ہوا
 قریب اسکے ایک مالاب اور مندر راجا حیت سنگھ کا بنایا ہوا اگرچہ نام
 رہ گیا ہے لیکن جس پر بھی جس قدر بنا ہوا اس میں تھر کی تپلی وغیرہ تصویریں بہت
 باریکی کے ساتھ بنائی ہیں یہ چوتھا جو نپوز بنارس کے اتر کی طرف
 ہے یہ صدر مقام جو نپوز الہ آباد سے ساٹھ میل گوشہ شمال و مشرق پر ہے
 کو جھکتا ہوا گورنمنٹی کے بائیں کنارے بسا ہوا ہے آبادی اسمیں تیس ہزار
 آدمیوں کی ہے یہ تیل و دان کا مشہور ہے یہ قلعہ سنگین بنا ہوا ہے پل گورنمنٹی
 پر سنگین بہت مضبوط اور عالیشان ہے اگرچہ وہ سیکڑوں برس کا پرانا
 ہو چکا ہے اور اسمیں اسکے اوپر اتنا پانی آگیا تھا کہ ڈاکر صاحب کے سپاہیوں
 کی کشتیاں اسکے اوپر سے چلی گئی تھیں تب بھی اب تک وہ کہیں سے
 چل چکی نہیں ہوا۔ اگرچہ بھی اسکے بنانے والے کاریگروں کی تعریف
 کرتے ہیں یہ پانچواں اعظم گڑھ جو نپور کے گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 اسکا صدر مقام اعظم گڑھ الہ آباد سے ایک سو تیل گوشہ شمال و مشرق کو

جو نپور

اعظم گڑھ

پورب کی طرف جھکتا ہوا ٹوٹنوں ندی کے بائیں کنارے بسا ہے آبادی
 اسمین تیرہ ہزار آدمی سے زیادہ ہے چھٹھا غازی نورا اعظم گڑھ
 کے گوشہ جنوب و مشرق کی طرف واقع ہے۔ گلاب اور گلاب کا عطر یہاں
 بہت عمدہ بنایا جاتا ہے اور سب شہروں کو روانہ ہوتا ہے۔ بارہ رو
 بوتل تک گلاب اور پچاس روپے تو لے تک کا عطر اب بھی طیار ہوتا
 ہے۔ بٹناب تیسرے صاحب جب یہاں آئے تھے تو دو لاکھ پھول کا عطر
 تو لاکھ سو روپے کو بچتا تھا۔ صدر مقام غازی نورا اڑھتیس ہزار آدمی
 کی بستی الہ آباد سے ایک سو پندرہ میل پورب گنگا کے بائیں کنارے ہے
 اور لارڈ کاننوالس کی قبر اسی شہر میں ہے۔ اسکی طیاری میں ایک لاکھ روپے
 خرچ ہوا تھا۔ اس کو گورنمنٹ نے پورا اعظم گڑھ کے آتر ہے۔ یہاں گرمی
 بہت نہیں پڑتی بلکہ آب ہوا کچھ اچھی نہیں ہے۔ اتر طرف نیپال
 کی ترافی میں بڑا بھاری جنگل ہے۔ صدر مقام اسکا گورنمنٹ نے نورا
 آدمیوں کی بستی الہ آباد سے ایک سو تیس میل گوشہ شمال و مشرق کوڑاؤنی
 ندی کے بائیں کنارے بسا ہے۔ اسمین گورنمنٹ کا مندر ہے اور پورے
 ہوسے چھوٹے ضلع بنارس کی کشتری میں گئے جاتے ہیں۔ انھوں نے بانڈا

مازی پور

ورکھ پور

الہ آباد کے پچھ واقع ہر ہ صدر مقام ناندا اکتالیس ہزار آدمی کی بستی
 الہ آباد سے ^{۹۰}بے میل پچھ ^{۶۰}بازرے سے اڑھتالیس میل دکھن کلتر کا
 قلعہ ڈھائی کوس کے گہرے کا ایک پہاڑ کے اوپر جو وہاں کے میدان
 سے قریب چار سو گز کے اونچا ہو گا۔ اسی مضبوط اور بہت مشہور ہے۔
 لیکن اب بے مت اور ٹوٹا پھوٹا ہے۔ ^{۶۰}بازرے سے چھتیس میل گوشہ
 جنوب و مشرق کو چتر کوٹ ہندو کا تیرتھ ہے۔ وہاں ندی بہاڑ اور جل
 اداس دل والون کے واسطے اچھے ہیں۔ ^{۶۰}فوج پور الہ آباد کے
 گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔ صدر مقام ^{۶۰۰۰}فوج پور میں ہزار آدمیوں
 کی بستی الہ آباد سے ^{۶۰}بے میل گوشہ شمال مغرب کو بسا ہے۔ ^{۶۰}سوان کا پور
^{۶۰۰۰}فوج پور کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔ صدر مقام کانپور جسکی آبادی
 ایک لاکھ اٹھارہ ہزار آدمی سے زیادہ گنی گئی ہے۔ ^{۱۱۸۰۰۰}الہ آباد سے ایک
 بیس میل گوشہ شمال و مغرب ذرہ اتر کو جھکتا ہوا گنگا کے دابنے کنارے
 پر بسا ہے۔ وہاں سرکاری فوج کی ٹھی چھاؤنی ہے۔ ^{۱۱۸۰۰۰}کانپور سے نو میل
 اتر پچھ کو جھکتا ہوا گنگا کے دابنے کنارے ^{۱۱۸۰۰۰}ٹھنڈوں کا تیرتھ ہے۔
 اوپر لکھے ہوئے تینوں ضلع الہ آباد کی کشتری میں ہیں۔ ^{۱۱۸۰۰۰}گیارہواں

فوج پور

کانپور

انٹواگانٹور کے کچھ سو چھ صد مقام انٹوا قریب تیس ہزار آدمیوں
 کے بستی ہوگی۔ الہ آباد سے دو سو میل گوشہ شمال و مغرب کو کچھ کی طرف
 جھکتا جنگا کے بائیں کنارے بسا ہوا ہے۔ بارھوان فرخ آباد انٹوا سے
 کے گوشہ شمال و شرق کی طرف ہے۔ صدر مقام فرخ آباد ایک لاکھ
 تیس ہزار آدمی کی بستی الہ آباد سے دو سو میل گوشہ شمال و مغرب کو ذرا
 کی طرف جھکتا گنگا سے ڈیڑھ کوں ہٹ کر وہاں کنارے بسا ہوا ہے۔
 چھاوٹی فرخ گڑھ میں عین گنگا گندوی ہے۔ وہاں ایک قلعہ بھی کھپا
 لیکن مضبوط بنا ہے۔ دیرے اور توبو اس جگہ بہت اچھے اچھے بنائے
 جاتے ہیں۔ مقوج پرانا شہر جسکو سنسکرت زبان میں کانگ کہتے ہیں
فرخ آباد سے قریب چالیس میل کے گوشہ جنوب و شرق کی طرف
گنگا کے اسی کنارے پر جاڑیا پڑا ہے۔ اگر بستی کے نشان پر نظر کرو تو
 کسی زمانے میں اسی بستی کا پھیلاؤ لندن سے بھی زیادہ معلوم پڑتا ہے۔
 یہ وہی مقوج ہے جس میں بازہ سو برس بھی نہیں گزرے کہ تیس ہزار
 صرف تبولیوں کی دوکانیں تھیں اسی مقوج کا راجا ہندوستان میں
 مسلمان کی سلطنت کا باعث ہوا ہے کہتے ہیں کہ جب وہاں کے راجا

انٹوا

فرخ آباد

بجے چند راتھوڑنے اپنی لڑکی کا سو میر کرنے کے واسطے راتھوڑا
 کیا اور پرتھی راج وائی والا اس جگت میں نہیں آیا تو بجے چند نے ایک سو
 کا پرتھی راج بنا کر دروازے پر دربان کی طرح بٹھا دیا جب مہاراج پرتھی راج
 کو اس بات کے سنتے ہی بڑا غصہ آیا اور اسی دم اپنے سزار اور بہادر ورن
 قوتوں پر لے دوڑا اور بجے چند کی بیٹی کو لے لایا اور اس لڑائی میں پرتھی
 راج کے لشکر کے اچھے اچھے سپاہی مارے گئے اور اسی باعث جب
 بجے چند نے اس لاک کی آگ سے شہاب الدین محمد غوری کو ہندوستان میں
 بلایا تو آخر کو پرتھی راج نے شکست کھائی اور ہندوستان میں مسلمان کی
 عملداری ہو گئی اور اگر غوری کی پڑھائی کے زمانے میں یہاں اس کا
 بگاڑ نہ رہتا اور بجے چند پرتھی راج کی ملک کرتا تو ہندو کا راج پھر بھی کچھ
 ٹکھ جاتا اور تیرہ سو اٹھارہ سو کے آتر ہو اور صدر مقام میں پوری
 تیس ہزار آدمیوں کی بستی آباد سے دو سو دس میل کو شہ شمال مغرب
 بسا ہے اور چودھوان اگر آئین پوری کے کچھ کو واقع ہو اور بادشاہی وقت
 میں اسکے پاس کے ضلع صوبہ اکبر آباد میں داخل تھے اور شہر اگر
 جسکو سلطان سکندر زونوی نے بسا کر آباد کیا گریختہ نام رکھا تھا اور بادشاہ

کے وقت میں جب وہ ہندوستان کا دار السلطنت مقرر ہوا تو نام
 اُسکا اگبر آباد رکھا گیا یہ مقام الآباد سے دو سو چالیس میل گوشمال
 و مغرب کو جتنا کے واسطے کنارے پر بسا ہے وہ اپنے دنوں میں وہ اس ملک
 کا پہلے درجے کا شہر تھا اگرچہ سابق کی سی آبادی تو اب کہاں ہی لیکن
 پھر بھی آدمی اسمین ^{۱۲۵۰۰} سو لاکھ بتے ہیں ہندو لوگ اس شہر کو پرسرام
 کا مقام ولادت کہتے ہیں اس شہر میں شاہجہان بادشاہ کی مکرم
 محل کا مقبرہ جسکو لوگ تاج گنج اور تاج بی بی کا روضہ کہتے ہیں ایک
 نہایت عمدہ بلکہ ایسا بے نظیر بنا ہے کہ انگریزوں نے ساری دنیا چھان
 ڈالی مگر اس ساتھ کی عمارت کہیں نہیں پائی ہے اس کے دکھنے کو اگر لوگ
رؤم شام اور چین سے بھی سیدل دور تے آئیں تو یقین ہے کہ اسکو آنکھ
 بھر کر دکھنے ہی میں ساری محنت بھر پائیں ہے اس کے اندر جا کر باہر نکلنے کو
 دل نہیں چاہتا ہے اور اسکو دیکھ کر پھر اس پر سے نظر مٹانا گوارا نہیں کیا جا
 ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کے دروازے کے اندر جاتے ہی ایک بارگی انسان کا
 دل گفٹہ اور دُشاش ہو جاتا ہے اور ایک ایک پتھر کے بل بوتے اور رنگ
 رنگ کے پھول پتھری کی تراش دیکھ کر کارگر کی صنعت تعجب آتا ہے

اُسکے حاطے میں گرد چاروں طرف باغ جسمین نہر اور فوارے جاری اور
 سرو کے درخت دو طرف لگے ہوئے ہیں، بیچ میں دھنکے کا گنبد اور چاروں
 کونے پر سنگ مرمر کے مینار نہایت اونچے اونچے کھڑے ہیں، اس گنبد
 کا کلس اڑھائی سو فٹ سے کم اونچا نہیں ہے اور چاروں اطراف گنبد کی ستر
 فٹ ہر مہرہ مکان سارے کا سارا سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اس میں بیچ
 لا جو رہ اور سنگ پیمانی اور غوری نامہ ایشب بلور فیروزہ اور کھنڈ وغیرہ
 سیکڑوں قسم کے قیمتی پتھر لگا کر ایسے سیل بٹے پھل پھول اور جانور بنائے ہیں
 کہ گویا کسی نقاش نے ہاتھی دانت پر ابھی تصویریں کھینچ دی ہیں اور
 تصویریں بھی کیسی کہ جیسے سچ سچ کسی نے باغ سے پھل پھول توڑ کر اپنے سر
 دئیے ہیں، بارہ کی کا بہر حال ہی کہ ٹھنٹی برابر ایک پھول میں ستر کڑے
 پتھر کے جڑے ہیں، اُس پر بھی صفائی کا یہ عالم کہ انگلی سے رگڑنے پر بھی
 ناخون نہیں آتا، پتھروں میں ہلکے بھاری رنگ کا ہونا رنگ و ریشے کا
 جدا جدا دیکھائی دینا یہی دل میں لانا ہے کہ اسکے بنانے والے کا رگڑ کا ہاتھ
 چوم لینا چاہیے، لیکن کہتے ہیں کہ شاہجہان نے تو اُسکے ہاتھ کٹوا دیا
 تھے، تاکہ پھر دوسرا کوئی مکان اُس کے جواب کا نہ بنا سکے، جتنا اسکی

دیوار کے تلے بہتی ہے اس رخ کی دیوار تین سو گز لمبی ہے پورے پستان
 اجڑٹن صاحب اپنی کتاب میں اس روضے کی لاگت کچھ اور پیش کر
 سترہ لاکھ روپیہ لکھتے ہیں پھر کارکنی نے اسکی اور سکندر سے
 روضہ کی مرمت کے واسطے ۱۸۱۴ء میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا۔
 شاہجہان بھی اسی روضہ کے اندر اپنی بی بی کی قبر کے برابر دفن ہے۔
 یہ ممتاز محل نورجہان سلیم کے بھائی آصف خان کی بیٹی تھی۔ شہر سے
 تین کوس پر سکندر جہان اکبر بادشاہ کی قبر ہے اور جناب اراعتما والد
 کا مقبرہ اور رام باغ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ قلعہ جناب کے کنارے
 سنگ سرخ کا اکبر کا بنا یا ہوا بہت عمدہ اور خوش قطع ہے۔ لیکن جس
 مقام پر اس زمانے میں بے پوز اور جو پوز کے راجاؤں کو بھی بیٹھنے کی
 جگہ نہیں ملتی تھی کھڑے ہی رہنا پڑتا تھا اب بان اٹو اور چمکاڈ کی بوڑ
 باش ہے۔ جہان میان ٹان سین کی تان چلتی تھی وہ اب مگر تان جالا
 متی ہیں۔ جس مکان میں ات کو تین گز لمبی کافوری تھیاں سونے کے
 تیس سیر کے وزنی شمع دانوں میں روشن رہتی تھیں اب بان کو چھ

بھی نہیں جلاتا قلم مولف

یہ عالم سراسر مسافرین ہم رہانت کیسا کہ نہیں دم قدم
 نہ بھول اسکی یہہ کر وفر دیکھ کر کہ حسرت ہی حسرت ہی اسکا اثر
موتی مسجد اس قلعے میں زرے سنگ مرمر کی نہایت عمدہ ڈیسٹرو
 بنی ہوئی ہے پختہ میں جب لارڈ لیک بہادر نے مرہٹوں سے
 اگر اچھینا تو وہاں ایک توپ وزن میں چھ سو من کی ہاتھ لگی
 معلوم نہیں کس زمانے کی وہ بنی تھی یہ اسکو لارڈ لیک نے چاہا کہ
 گلگتے میں بھیج دیوں مگر ناؤ کا تختہ ٹوٹ جانے کے باعث وہ جمننا
 میں ڈوب گئی یہاں ضلع میں اگر سے نوکوس پر فتح پور سیکری میں
 درگاہ شیخ سلیم چشتی کی ہے وہاں اگر کا محل اور اسکے بنائے ہوئے
 بہت سے مکان عالیشان نفیس موجود ہیں یہ لیکن اب بے مرست
 پڑے ہیں یہ درگاہ نہایت تحفہ دیکھنے کے لائق ہے پورٹو فیض
 جو کہ اگر کے وقت میں یہاں آئے تھے فتح پور کی شان کو اگر سے
 بھی بڑھ کر بیان کرتے ہیں یہ پندرہواں شہر اگر کے گوشہ
 شمال مغرب کو واقع ہے یہ شاستر میں اسی ضلع کا نام سورستین لکھا
 ہے یہ شہر شہر اپنے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی کی بستی الہ آباد سے ۲۹۰ میل

گوشہ شمال و مغرب کو کچھ کی طرف جھکتا جتنا کے واسطے کنا سے بسا ہوا
 پندرشن کی جلسے ولادت ہونے کے باعث تیرتھ کی جگہ ہے +
 یہاں پانچ گھنٹی کا مندر مشہور عمارت ہے + قلعے میں اجائے سنگہ
 نے علم نجوم کا ایک صد خانہ بنایا تھا پر اب وہ سب ٹوٹ پھوٹ گیا +
 قلعے کا بھی خالی نام ہی نام رہ گیا ہے پندر اگلے زمانے کے توڑا میں
 سلطان خونو غزنوی نے توڑ کر مسمار کر دیے لیکن بعد اسکا ایک مندر جا
 پیر سنگہ دیوار جھاوالے نے چھتیس لاکھ روپیہ لگا کر بنایا تھا سو اسکا اوزنگ یہ عالمگیر
 بادشاہ نے توڑ کر اسکا مصالح سیسی جگہ مسجد بنادی + خونو غزنوی یہاں سے سو موہن نادی
 اور پانچ موہن سو کی ٹوٹ کر لگیا تھا اس شہر کی تعریف اسنے اپنے ایک خط کے اندر
غزنی کے قلعے دار کو یہ لکھی تھی کہ اسطور کا شہر دوسرا کوئی دو تیس کی محنت شفقت میں بھی
 تیار ہونا دشوار ہے + ہزاروں عمارتیں حسین بہتری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں اہل اسلام کے
 نزدیک کی طرح مضبوط اور شہوار میں + اور مندر دکھاؤ تھا بھی نہیں ہو سکا کہ کس قدر میں متھرا
 سے پانچ میل اتر جتنا کہ وہاں کٹاری بڑے انداز میں کرشن کو اس بلاس کی جگہ بہت دلکش اور
 پرفضا ہے + یہاں گنج اور مندر اچھو اچھو بنے ہیں + بندر لنگور اور مور ڈنڈوں کی گھنی گھنی چھاؤ
 میں کھولیں کہ پھر نہیں + اور کھجور پانچوں و اگر کی کشتری میں ہیں + سولھواں

برادون

برادون فرخ آباد کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف گنگا پارہ ہر چند مقام

شاہجہ

برادون ستائیس ہزار آدمیوں کی بستی الہ آباد سے اڑتالیس میل گوشہ شمال

و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا ہے ہر ستر ہوان شاہجہان پور برادون

کے پورب ہے ہر چند مقام شاہجہان پور کچھ اور چوبیس ہزار آدمیوں کی

بستی الہ آباد سے دو سو اسی میل گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا

بریلی

گرانی کے بائیں کنارے بسا ہے ہر اٹھارہ ہوان بریلی شاہجہان پور

کے اتر ہے ہر چند مقام بریلی ایک لاکھ گیارہ ہزار آدمیوں کی بستی

الہ آباد سے دو سو بیسٹھ میل گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا

جوا اور سنگرا دونوں دیوں کے میل پر بسا ہے ہر بیس گری کوچ صندوق وغیرہ

کاٹھ کے سیاہ روغنی وہاں اچھے بنائے جاتے ہیں ہر دور دور تک

جاتے ہیں ہر میلے سپاہی اس ضلع میں بہت رہتے ہیں ہر لیکن اس

انگریزی عملداری کے باعث دنگو نسا اور لوٹ مار ان لوگوں نے چھوڑی

ہے بہتیرے تول جوتا کرتے ہیں اور بہترین نے پردیس میں نوکریاں کر لین

ہے بریلی سے تیس میل گوشہ شمال و مشرق کو پہلی بھیت پچیس ہزار

آدمی کی بستی گرانی کے بائیں کنارے ہے ہر چاول وہاں کا اچھا ہے

اونیسوان مراد آباد پیرپٹی کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف بسا ہے۔
 اتر والے حصے میں پہاڑ اور جنگل ہے۔ اس ضلع میں اوکھ بہت تھتی
 ہے یہ صدر مقام مراد آباد کچھ کم ستاون ہزار آدمی کی بستی الہ آباد
 سے تین سو میل گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا رام گنگا
 کے واسطے کنارے بسا ہے وہاں ایک منزل دکھن گوشہ جنوب و مغرب
 کو جھکتا ہوا سبھل ہے یہ یہاں ہندو لوگ گانگک کے اخیر میں کلکی آوتا
 ہونے کا اعمقادر کھتے ہیں۔ بیسوان پنجوڑ مراد آباد کے اتر کو ہے۔
 صدر مقام پنجوڑ گیارہ ہزار آدمیوں کی بستی الہ آباد سے تین سو پچتر میل
 گوشہ شمال و مغرب کو ذرہ اتر کی طرف جھکتا ہوا ہے یہاں اوپر لکھے ہوئے
 پانچون ضلعے ریلکھنڈ کی کاشنری میں گئے جاتے ہیں۔ اکیسوان
 علیگرہ مراد آباد کے گوشہ جنوب و مغرب کو ہے یہ صدر مقام گوال پور میں
 ہزار آدمیوں کی بستی الہ آباد سے دو سو اسی میل گوشہ شمال و مغرب کو
 واقع ہے اور اُس سے ایک کوس پر علیگرہ کا قلعہ ہے۔ با بیسوان
 بلند شہر علیگرہ کے اتر کو ہے یہ صدر مقام بلند شہر ہندو ہزار آدمی
 کی بستی الہ آباد سے تین سو پندرہ میل گوشہ شمال و مغرب کو کانی ندی

۲۰
شہر۲۱
میکرہ۲۲
بلند شہر

واسطے کنارسے بسا ہوا ہے ^{۲۳} میسواں میرٹ بند شہر کے اتر کی
 طرف واقع ہے۔ صدر مقام میرٹ چالیس ہزار آدمی کی کستی والا آباد سے
 تین سو پچھتر ^{۳۵۵} میل گوشہ شمال و مغرب کو ہے۔ وہاں سرکاری فوج کی بڑی
 چھاؤنی ہے۔ وہ جگہ یہاں کسی زمانے میں ہیتنا پوز سبتا میرٹ سے
 پچیس ^{۲۵} میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف گنگا کو داہنہ کنارے سے نزدیک ہے۔ اب وہاں صرف
 ایک مندر دکھلائی دیا ہے۔ باقی ہر طرف دیکھو تو گھر گھر ہی ہیں۔ میرٹ سے ایک منزل گوشہ شمال
 و مغرب کو سردھنے میں شرد کی لگے گا بنایا ہوا ایک گرجا گھر دیکھو تو لائق ہے۔ آہن سنگ در کی
 بچیکاری کا کام چھانبا یا ہے۔ ^{۲۴} مظفرنگر میرٹ کو اتر ہے۔ صدر مقام مظفرنگر نو ہزار
 آدمی کی کستی والا آباد ہے۔ تین سو پچھتر ^{۳۵۵} میل گوشہ شمال و مغرب کو ذرا تر کی طرف جھکتا ہوا ہے۔
^{۲۵} پچیسواں سہارنپور مظفرنگر کو اتر واقع ہے۔ یہاں دکھ بٹ ہوئی ہے۔ صدر مقام سہارنپور ^{۳۵۵} پچیس
 ہزار آدمی کی کستی والا آباد سے چار سو ^{۴۱۰} میل گوشہ شمال و مغرب کو ذرا تر کی طرف جھکتا ہوا ہے۔
علی پور دھان دھان الی جنا کی نہر سک سج سے ہو کر جاتی ہے۔ سہارنپور کے پورب گوشہ
 جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا ٹری کی نام ایک مقام ہے۔ وہاں گنگا کی نہر لا
 کے واسطے انگریزوں نے سلائی ندی پر ایک پل جو بائزھا ہے۔ وہ حقیقت میں
 دیکھنے لائق ہے۔ وہ ندی اس نہر کے راستے میں واقع ہوئی اور اسکے

منطقہ

سہار

کنارے نہر کے پانی سے نیچے پڑتے تھے وہ ان لوگوں نے کیا حکمت تھی
 کہ جہاں تک زمین سچی تھی وہاں تک نہر کے برابر اونچا پختہ بند باندھ کر
سلائی کے بنتے کے لیے اُسکی جھین میں ایک پل رکھ کر اُس بند اور
 پل کے اوپر سے نہر کو نکال دیا ہر پختہ پل کے نیچے تو سلائی جاری
 رہی اور پل کے اوپر سے نہر چلی گئی ہر پل کی میں سرکار کی طرف سے
 ایک کلج بھی بہت بڑا بنا ہوا ہوا اسمیں لڑکے انجنیئرنگ یعنی عمارت کا
 کام سیکھتے ہیں اور کھانے پینے اور رہنے کو جگہ بھی سرکار سے
 پاتے ہیں ہر جوں جوں کام سیکھتے جاتے ہیں انکی خواہیں بڑھتی
 جاتی ہیں اور جب پڑھ لکھ کر تیار ہوتے ہیں تو سڑک پل نہر تنگلے
 بارک وغیرہ بنانے کے کاموں پر مقرر ہو جاتے ہیں ہر چھیسواں
ویہڑا دون بہار پورے کے اتر پہاڑوں کے اندر ہے، دون اُسکو کہتے ہیں
 جو کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں چورس میدان ہو، اس ضلع میں سال
 لکڑی کے جنگل بہت ہیں، لندھورا اور منٹھوری ٹیلا جو سمندر سے
 کچھ کم و بیش چھ ہزار فٹ اونچے ہونگے اگر زون کے ہوا کھانے کی
 جگہ اسی ضلع میں ہے، گنگا اور جنا دبان سے دور تک بہتی ہوئی

دیکھلائی ذیتی میں ہے لیکن شمالاً کی طرح ان پہاروں پر ٹپے بڑے
 دلکشا اور پرفضا جنگل نہیں نظر آتے بہ صدر مقام دینہ آباد سے
 چار سو پندرہ میل گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا ہے
 اسی میں کھون کا ایک گز دروا بھی ہے وہاں سے چھ میل اتر
منصوری ٹیلے کی جڑ میں راجپوتوں کا رہا جو لوگ ہوا کھانے کو ٹیلے پر
 جاتے ہیں وہ اپنے گاڑی چھکڑے وغیرہ جو اسباب پہاروں میں
 چڑھ سکتا اسی جگہ پہور دیتے ہیں ہستائیسواں گنا دن گڑھوان
 سہارنپور کے گوشہ شمال و مشرق کی طرف بنالیہ کے پہاروں میں
 کی سجد تک چلا گیا ہے یہ بہ ایک بے آئینی کشمیری ہے اکثر مذہبوں
 کا بالو دھونے سے سونا بھی ہاتھ لگتا ہے لیکن بہت تھوڑا ہوا
 تانبے کی کھان ہے اور بہتی وہاں کھینوں کی بہت ہے صورت
 شکل اتنی پہاریوں کی اور کچھ کچھ تاناریوں سے بھی ملتی ہے ہکاؤ
 کا اسٹنٹ صدر مقام گنڈاپور میں رہتا ہے وہ ساڑھے تین ہزار
 آدمیوں کی سبئی آباد سے ساڑھے تین سو میل اتر گوشہ شمال و مغرب
 کو جھکتا ہوا سمندر سے کچھ اوپر پانچ ہزار تین سو فٹ اونچے پہاڑ ہے

کماؤ

بسا ہر پہ شہر کے چھم ایک چھوٹا سا قلعہ سرکار نے فورٹ نائرا نام بنایا
 ہے یہ گڑھوال کا اسٹینٹ المورے سے ۱۰۴ میل گوشہ شمال مغرب کو
 الھنڈا کے کنارے شہری نگر کے پاس پادوری میں رہتا ہے المورے
 سے پچیس میل پورب گوشہ جنوب و مشرق کی طرف جھکتا ہوا ٹیٹا
 کی سرحد پر ٹوہگھاٹ کی چھاو فی ہے وہاں سے تین میل چھم ایک بہار
 کو اوپر ایک چھوٹا سا قلعہ انگریزی بنا ہے یہ نام اسکا فورٹ ہینٹنگ ہے
 یہ قلعہ اگرچہ چھوٹا ہے لیکن مضبوط ہے المورے سے اسی میل اتر ذرہ کو
 شمال و مغرب کو جھکتا ہوا بشن گنگا کے دائرے کنارے ہندو کا ایک
 بڑا تیرتھ بدری ناٹھ مندر سے ولس ہزار میں سو فٹ اونچا ہے یہ مندر
 چوٹی دار پتیا لیس فٹ بلند اور تانبے کی چھت اسپر ہنری کلس چڑھا
 ہوا ہے یہ مورث اسمین بدری ناراین کی گز بھراوچی سنگ موسیٰ کی
 ہے وہاں گرمی میں جا تر یون کامیلا لگتا ہے یہ جاڑے بھر مندر
 کے نیچے و بار تہا ہے یہ اسی کے پاس ایک سونا گرم پانی کا جاری ہے
 اسمین سے گندھک کی بو آتی ہے بدری ناٹھ سے سیدھا پچیس
 لیکن ٹرک کی راہ قریب سو میل کے کداز ناٹھ کا مندر ہے یہاں ایک

سیاہ پتھر کی پوجا ہوتی ہے اور جس شخص کو سینائیہ میں گل جانا منظور
ہوتا ہے وہ اسی جگہ سے برف کے پہاڑوں میں چلا جاتا ہے۔ ہندو لوگ
اس طور سے اپنی جان دینے میں بڑا ثواب سمجھتے ہیں۔ پس جسے گلنا
منظور ہوتا ہے اسے پتھا ایک طرف کو اشارہ کر کے کہہ دیتا ہے کہ یہی بہشت
کا راستہ ہے تب وہ بیچارہ اسی طرف پہاڑ کے اندر دوڑتا ہے اور جب برفوں
سے نکل جاتا ہے تو اسکو برف کے ایک ایسے ٹھڈے میں اترنا پڑتا ہے کہ وہاں
سے پھر بچنے نہیں پھر سکتا۔ کیونکہ برف کی ڈھال بٹیدب ہوتی ہے
اتر جانا سہج لیکن پھر چڑھ آنا وہاں محال ہے۔ یہاں تک کہ وہ آدمی برف
کی سردی کے مارے وہیں ٹھٹھ کر مر جاتا ہے۔ تب اسکو چیل اور کوسے
کھا جاتا کرتے ہیں۔ بلا ٹوٹے سے دکھن میں میل نیم تال کی تحصیل ایک
میل لمبی اور اچھی ہے۔ اس سے دو میل پورب نوگچا تال ہے۔ الموٹے
سے بائیں میل گوشہ جنوب مغرب کو دکھن کی طرف جھکتا ہوا پانچ ہزار
چھ سو فٹ بلند سے بلند نیشی تال صاحب لوگوں کے ہوا کھانے کی
جگہ ہے۔ اٹھاسیوان ارجنیر یہ ضلع راجپوتانہ کے اندر راجپوتی پہاڑوں
پورب ہے۔ دوسرے سرکاری ضلعوں سے کسی طرف بھی نہیں ملا ہے۔

بلکہ چاروں طرف بجے پوز جو ڈھنڈھ پوز کشن گڈھہ اور اڈمیوز کی عملداریوں
 سے گھرا ہوا ہے یہ بھی ایک بے آئینی کمزری ہے، بادشاہی زمانے
 میں اسکے آس پاس کے سب علاقے اسی صوبہ اجمیر میں گئے جاتے
 تھے، بادشاہ انگریزی دفتر میں یہ صوبہ راجپوتانا لکھا جاتا ہے، کیونکہ اس
 گرو فوج میں اچوت اجاہرت ہیں، ہر سیمے کی اس ضلع میں کھان پوز
 صدر مقام اجمیر آباد سے ساڑھے چار سو میل چھ گوشہ شمال مغرب
 کو ذرہ جھکتا ہوا ایک پھاڑ کی ٹہ میں پنجہ شہر نیاہ کے اندر بسا ہے، اس
 سو فٹ اونچے پہاڑ پر تازا گڑھ نام ایک پُرانا قلعہ بے مرت پڑا ہے
 درگاہ خواجہ معین الدین چشتی کی جسکی زیارت کے واسطے اکثر بادشاہ
 آگے سے تنگے پاؤ گیا تھا، اس شہر میں نہایت مشہور معروف ہے، ہر
 باہر ایک جھیل کے کنارے جس کا گھیر آٹھ میل کا ہوگا، بادشاہی باغ پور
 راجپوتانے کا اجنٹ اسی شہر میں رہتا ہے، شہر سے سات کو سن
 نصیر آباد کی چھاؤنی ایک پتھر پے میدان میں بنی ہے، وہ چہ تسمیہ اسکی یہ ہے
 کجزل اکثر ٹوٹی صاحب کو دلی کے بادشاہ نے نواب نصیر الدود خطاب
 دیا تھا اسی باعث اُنکے نام پر اس چھاؤنی کا نام نصیر آباد رکھا گیا

دوسری طرف تین کوس کے فاصلے پر ہندوکا ایک بڑا تیرتھ ^{۲۸} شکر
ہو، وہ جھیل ایک آدھہ کوس کے گھیرے میں ہوگی، اس کے کنارے
پر گھاٹ اور مندر بنے ہوں، یہیں بڑے جھیل کے اندر کنول اور مگر بیت
یہ یہاں بڑے پانی کی پوجا ہوتی ہے، ^{۲۹} انیسواں ساگر نرندا یعنی جیل پور کی
بے آئینی کشتری گوشہ جنوب و مغرب کی سرحد اور سینل نوز کی پستی
سے نرندا ندی کے دو نوظرف جھونپال اور سیندھیا کی عملداری تک
چلا گیا ہے، بندھ چھل پہاڑ کا کنارہ ہونے کے باعث جھل پہاڑوں
سے بھرا ہوا ہے، یہاں کوئٹے کی کھان ہے، صدر مقام جیل نوز الہ آباد
سے دو سو میل گوشہ جنوب و مغرب کو نرندا ندی سے کچھ دور ہے،
وہاں کنارے پر بسا ہے، سرکار نے یہاں ٹھکون کے واسطے باندو
باندھا ہے، جو ٹھگ سابق میں اپنی اوقات گزاری کے لیے آدمیوں کا
گلا کاٹتے تھے وہ سب یہاں شطرنجی اور قالین بنتے ہیں، اور مبو اور
ڈیرے بناتے ہیں، جتنے ٹھگ گرفتار ہوتے ہیں سب اسی جگہ
جاتے ہیں، اور سزا معاف ہونے کے بعد پر اپنے تمام ساتھیوں
کو کپڑا دیتے ہیں، اب یہاں ان ٹھکون کا ایک گانوں میں گیا ہے،

ساگر ۲۹

اور اسی جگہ انکا آپس میں شادی بیاہ بھی ہو کر تاپ ہو گا۔ سرکار ان ٹھگون
 سے کام لیتی ہو اور انکو خوراک و پوشاک دیتی ہو۔ صاحب کشر کے تحت
 میں یہاں کئی ڈپٹی کمشنر مقرر ہیں وہ آئینی ضلع کے محکمہ ٹیکسٹائل کلکٹرن
 کی طرح اپنے اپنے حصے کے علاقے میں انتظام کرتے رہتے ہیں۔ پہلے
 ساگر میں جو جیل پور کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف ایک سو میل پر بسا ہوا
 دوسرے سیونی میں جو جیل پور کے دگھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا سو
 بسا ہوا ہے۔ اور تیسرے بیٹول میں جو جیل پور سے گوشہ جنوب و مغرب کو
 ایک سو ستتر میل پر واقع ہے۔ چوتھے نرسنگھ پور میں جو جیل پور کے
 پچھم گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا نستر میل پر ہے۔ پانچویں ہوشنگ آباد
 میں جو جیل پور کے پچھم گوشہ جنوب و مغرب کو ذرہ جھکتا ڈیڑھ سو میل
 پر نرمد انڈی کے بائیں کنارے بسا ہوا ہے۔ وہاں سرکاری فوج کی کھانسی
 ہے۔ چھٹے منڈے میں جو جیل پور کے دگھن چٹن میل پر ہے۔ اور
 ساتویں ڈموہ میں جو جیل پور کے گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف
 جھکتا ہوا اناٹھ میل پر بسا ہے۔ تیسواں جھانسی کی بے آئینی کشر
 کا تہ پور کے پچھم جنبہ پار ہے۔ اس میں چار ضلع ہیں۔ پہلے کا صدر مقام

حمیر پور آباد سے ایک سو دس میل پچھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا میتو ۱
 کے بائیں کنارے جہاں وہ جنا سے ملی ہے۔ دوسرے کا جالون حمیر پور
 کے گوشہ شمال و مغرب کو صبری کا پہی کی مشہور ہے۔ وہ اٹھارہ ہزار آدین
 کی بستی جنا کے داہنے کنارے حمیر پور سے ایک منزل گوشہ شمال و
 مغرب کو سای ہے۔ تیسرے کا جھانسی جالون کے گوشہ جنوب و مغرب کو
 ہے اور چوتھے کا چندیری جھانسی کے دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا
 ہے۔ چندیری کا پراکسی مانے میں بہت مشہور تھا۔ اکبر بادشاہ کا وزیر
ابوالفضل اکبر بادشاہ کے وقت کی بات لکھتا ہے کہ اس شہر میں بارہ مزار
 مسجد اور تین سو ساٹھ سر اور تین سو چوڑا سی بازار ہیں۔ لیکن اب
 تو کچھ بھی نہیں ہے اور سپڑا ہے۔

بنگال طہ

بنگال کے ڈپٹی گورنر کے تحت میں جو جو ضلع ہیں ان میں سے پہلا
 ضلع چومپین پر گنہ ہے۔ بنھاگی رتھی کے پورب اور سندربن کے اتر کینے
 میں یہ ضلع اب تک چومپین پر گنہ کہلاتا ہے لیکن اصل میں پر گنہ اب
 اسکے اندر اٹھارہ ہی گنہ جلتے ہیں۔ چوتھے پر گنہ دوسرے ضلعوں کے

ساتھ بگ گئے ہیں جو میں نے گنے کا صدر مقام گلگتہ اسی ضلع
 میں اتر کی طرف ۲۲ درجہ ۲۳ دقیقہ اتر عرض اور ۸۸ درجہ ۲۸ دقیقہ پورب
 طول میں سمندر سے پچاس فٹ اونچا اور قریب سو میل کے تفاوت پہ
 اور الہ آباد سے چار سو اٹھاسے میل گوشہ جنوب مشرق کو پورب کی طرف
 چھکتا چھ میل لمبا بھاگیہ تھی دریا کے بائیں کنارے پر بسا ہیہ گلگتہ
 اس شہر کا نام کالی گھاٹ کے باعث جو وہاں دریا کنارے دیہی ایک
 مندر پر مشہور ہوا۔ اب یہی شہر ہندوستان کا دار السلطنت ہو چکا ہے
 میں اس شہر کے پاس دلدل اور جھیل اور جنگلون کی افراط سے آب و ہوا
 بہت خراب تھی لیکن جب سے سرکار نے پانی کا نکاس کر کے دلدل کو
 سکھا دیا اور جنگل کاٹے گئے اور ہر طرف صفائی رہنے لگی تب سے بہت
 درست ہوتی چلی ہے اب یہ شہر بڑی رونق پر ہے۔ واہ کیا قدرت ہے اس
 قادر مطلق کی کہ جہاں سو برس بھی نہیں گذرے ساتھ شتر جھوڑوں کی
 بستی تھی وہاں اب تین کوس کا لمبا شہر بس گیا ہے۔ اور پھر شہر بھی کس
 کا کہ وہاں تیس سے زیادہ تو بڑے بڑے نامی بازار ہیں کہ جہاں ساری دنیا
 کی خیرین بیتر اور سستی آسین دو لاکھ تیس ہزار آدمی سے اوپر گنی جاتی ہے

اور لاکھ آدمی سے زیادہ ہر روز وہاں گرد و فواج اور آس پاس کے گانوں سے
 آیا کرتے ہیں۔ اور سب لائٹ کے آدمی اس جگہ موجود ہیں۔ ہسٹری اور
 کاہلی کا اس شہر میں نشان بھی نہیں دیکھا ئی دیتا ہے جسکو دیکھو اپنے کام
 میں مصروف اور مشغول ہے۔ ہنگامی اور گاڑیاں اسقدر فراوان سے دوڑا کرتی ہیں
 کہ بعض وقت رہتا نہ ملنے کے باعث گھڑیوں کھڑا سنا پڑتا ہے۔ ہسوار
 وہاں بالکل اور گھوڑے کی گاڑی جو وقت اور جس جگہ چاہو دو اور شرفی روز
 سے لیکر دو آئے روز تک کی کرائے کو موجود ہے۔ یہ کوٹھیان انگریزی ڈول
 کی دو منزلی تنزلی بلکہ چو منزلی تک ہزاروں بنی ہوئی ہیں۔ ہباغ وہاں بوج
 کے ایسے عمدہ اور آراستہ کہ راجا اور نوابوں کا بھی دل اسکی سیر کو لچاوت
 اور طبیعت کو حد سے زیادہ لبھاوے ہے۔ جہاز گنگا میں اسقدر لگے ہوئے
 کہ چہاں تک نظر جاتی ہے ستول ہی ستول دیکھا ئی دیتے ہیں۔ ہشام کے
 وقت جب ہزاروں صاحب لوگ اپنی سیم کے ساتھ گاڑیوں پر سوار ہو کر
 گنگا کنارے کی ٹرک پر ہوا کھانے کو نکلتے ہیں۔ عجب ایک کیفیت اور پرستان
 کا عالم نظر آتا ہے۔ الغرض یہ شہر فی الحقیقت نہایت سیر کے لائق ہے۔
 اور لندن کا نو بایشک ہے۔ قلعہ کی تیاری میں جس کا نام فورٹ ولیم ہے۔

دو کروڑ سے زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے اور گورنر جنرل کے رہنے کا مکان
 بھی نہایت عالیشان اور عمدہ بنا ہے اور اس شہر میں ایک میونسپلٹی یعنی
 عجائب گھر ایسا عجیب و غریب ہے کہ اس کے اندر تمام ایشیا کی نرالی اور انگی
 چیزیں یہاں تک بھری ہیں کہ اگر صرف نام بھی ان چیزوں کا لکھنے میں آئے
 تو ایسے ایسے کئی دفتر بن جاویں۔ نباتات اور جمادات اور حیوانات خواہ
 قدرتی خواہ مصنوعی عجیب و غریب جو چیز یہاں کہیں کیا تری کیا خشکی میں ملی
 ہے سب کو اس گھر میں لاکر رکھا ہے۔ پھل پھول اور درختوں کی ٹہنیاں ہری
 ہری ہیں۔ جانور چرند اور پرندے نئے نئے ڈیل ڈول کے بڑے بڑے مکوڑے اور
 وغیرہ عجیب عجیب صورت شکل کے وہاں شیشوں کے اندر ایسے دوا کے
 عرقوں میں رکھے ہیں کہ گویا پھل پھول تو ابھی تازہ ٹوٹ کر آئے نہیں اور جانور
 جیتے جاگتے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہسپتال کی ایک بہت بڑے بڑے نئے
 ہیں۔ اسکول اور مدرسے اس قدر ہیں کہ جس میں ہزاروں لڑکے ساری دنیا
 کے علم سیکھتے ہیں۔ ہر محل کالج میں لڑکوں کو ڈاکٹری کا علم سکھایا جاتا ہے
 اور مردوں کا پیٹ چیر کر دکھایا جاتا ہے۔ جب بے پختہ اور بویشمار ہوتے
 ہیں تب ڈاکٹری کے کام پر مقرر کیے جاتے ہیں۔ اس کالج میں بھی وہاں

شیشون میں عرقون کے اندر ٹبے بڑے تعجب کی چیزیں رکھی ہیں۔
 کہیں تو دو دھڑ ایک سر اور کہیں دوسرا ایک دھڑ کاڑھا رکھا ہے
 اور کہیں سارا بدن آدمی اور منہ جانور کا ہے۔ کسی شیشے میں سارا
 بدن جانور اور منہ آدمی کا ہے۔ کسی شیشے کے اندر ما کے کپڑے میں
 پہلے دن کے بچے کی جو صورت رہتی ہے اور پھر دن پر دن جو جو
 صورت بدلتی جاتی ہے وہ سب تو دن سے لیکر نو مہینے تک نول
 نال سمیت رکھے ہوئے ہیں۔ ہڈیوں کے واسطے جدا اسکول
 ہیں۔ اب وہاں کے امیرون نے آپس میں چندا کر کے ایک اسکول
 ایسا طیار کیا ہے کہ اسمین سوائے ہندون کے اور کسی قوم یا نچ
 کے لڑکے نہیں آنے پاتے۔ ہڈیوں میں کھلتے ہیں کھال بھی لائق دیکھنے کے
 ہے۔ کیسی کیسی کلین دھوئیں کی اسمین لگی ہوئی ہیں۔ اور کیسا اس
 کل کے بل سے خود بخود جلد کہ طیار ہو جاتا ہے۔ ایک کارخانے
 میں جبکا نام گن فونڈرئی ہے اسی دھوئیں کی کلون کے زور سے
 توپین ڈھلتی ہیں اور خرا اور چڑھتی ہیں۔ جنرل اکثر ٹوٹی کے
 ٹوٹے یعنی مینا پر جو کہ ایک سو پینتھ ^{۱۶۵} فٹ اونچا ہے چڑھنے سے

ساتھ شہر گویا ہتھیلی پر دیکھا می دیکھے لگتا ہے پوچھنے کے لیے
 اس کے اندر دو سو تیرہ سیر ہیان بنی ہیں پندرہ سیر گین ومان کی سب
 صاف اور چڑی اور تمام رات روشن رہتی ہیں پندرہ سیر کا بندوبست
 یہاں بھی لندن کی طرح بجا پھل سے جو گیا ہے پندرہ اور چھ کا دیکھو اسے
 نہروں میں پانی لانے کو گنگا کے کنارے دھوئیں کانپتے ہوئے
 وہ گل جس سے پانی اوپر کو اٹھتا ہے لگا دیا ہے جو جس طرح خزانے سے
 نمون کی راہ فورون میں پانی پہنچا کرتا ہے اسی طرح یہ بجا پھل بھی ا
 خزانے سے نمون کی راہ بجا پھل جانی ہے پندرہ اور جس طرح فورس کے
 منہ سے پانی نکلا کرتا ہے اسی طرح اسکے نمون کے منہ سے بجا پھل کا
 شعلہ نکلتا ہے اسی سے روشنی ہوتی ہے پندرہ فصل بیان اس بجا پھل کے
 تیار کرنے کا اور نمون میں اُس کے تقسیم ہونے کا لندن کے بیان کے
 ساتھ ہو گا پندرہ یہاں اسے قدر کفایت کر گیا پندرہ ہر مندر کی گنگا میں
 کلکتے تک پہنچتی ہے اسی کو جو ابھا ٹھا کہتے ہیں پندرہ ہر بھی کلکتے تک
 چلے آتے ہیں پندرہ گوشت کھانے والوں کی افراط کے باعث کو
 چیل اور ہر گئے وہاں بہت ہیں پندرہ ہر گلا پانچ فٹ کا اونچا ہوتا ہے

اور پراس کے پھیلنے سے پندرہ فٹ تک ناپے گئے ہیں۔ کلکتے
 سے آٹھ کوس اتر گنگا کے بائیں کنارے پر بارکپور کی چھاونی
 ہے۔ وہاں بھی گورنر جنرل کے رہنے کا ایک مکان عالیشان اور
 باغ عمدہ بنا ہے۔ کلکتے سے چھ میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 درے میں تو پناہ رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم رکھنا چاہیے کہ شہر
 کلکتے کا سنہری ٹیم کوڑٹ کے تحت میں ہے۔ پر گون کے لیے ج
 محشریٹ وغیرہ جدا مقرر ہیں۔ اور وہ سب فوڑٹ و ٹیم کے
 قلعے سے آدھ کوس کے تفاوت پر علی ٹیور میں کھری کرتے ہیں۔
 دو ستر انہور اچوٹیل پر گنے کے کچھ طرف صدر مقام ہوزا
 یعنی نپڑا ٹھیک کلکتے کے سامنے گنگا پر بسا ہے۔ وہاں کارخانہ
 باردت کی میگزین کا ہے جو کہ دھوئین کی کل پرنتی ہے۔ اور کل کے
 کوٹھو اور آرس وغیرہ بھی کئی ایک کارخانے ہیں۔ تیسرا بازار
 چوٹیل پر گنے کے اتر صدر مقام نپڑا ٹھ کے کلکتے سے بارہ میل
 گوشہ شمال و مشرق کی طرف ہے۔ چوتھا نڈیا بازار نپڑا ٹھ کے اتر
 اسکا صدر مقام کشن نگر کلکتے کے اتر ساؤن میل کے تفاوت ہے۔

۲
ہیڑا۳
نپڑا ٹھ۴
نڈیا

بسا پر یہ شہر نرنیا یعنی نودویپ گنگا کے کنارے اُس مقام پر ہے
 جہاں اُسکی دو نو دھارا جلتی تھی اور بھگیا گیر تھی آپس میں مل گئی ہیں +
 لیکن اب وہ نر تووان کے ضلع میں گنا جاتا ہے + وہاں کے پڑت لوگ
بنگا نے میں نہایت مشہور اور بڑے مغز میں ہیں خصوصاً علم منطق میں
 تو انکا بڑا نام ہے + اسی ضلع میں گوشہ شمال و مغرب کی طرف بھگیا
 کے کنارے مڑشد آباد کے دکھن تیس میل پر پلانی کا وہ ہے جہاں
 لارڈ کلارک صاحب نے ۱۷۵۰ء میں بنگا کے صوبہ ارنواب سراج
 الدولہ کو شکست دی تھی + پانچواں جسٹرنڈیا کے پورب طرف ہے
 اب وہو ایہاں کی بہت خراب ہے سندرن اسی ضلع کے دکھن
 حصے میں واقع ہے + صدر مقام اسکا جسٹرنڈیا ہے + مڑتی بھی اسی کو کہتے ہیں
کلکتے سے بائیس میل گوشہ شمال و مشرق کی جانب ہے + چھٹا باقر گنج
جسٹرنڈیا کے پورب رخ ہے + صدر مقام اسکا کانتہ میں باقر گنج سے
 اٹھ کر تیرہ میسالی میں آگیا + وہ کلکتے سے سو اسی میل سیدھا
 پورب کو گنگا کے ایک ٹاپو میں بسا ہے + ساتواں ناو کوئی باقر گنج
 کے پورب صدر مقام ناو کلکتے سے ایک سو اسی میل پورب گوشہ شمال

سہ ۵

باقر گنج ۶

ناو کوئی ۷

و مشرق کو جھکتا ہوا ٹھیکنا کے بائیں کنارے واقع ہے۔ اسٹھوان
 فریڈ ٹوڑ جسکو ڈھاکا جلال ٹوڑ بھی کہتے ہیں باقر گنج کے اتر سر ہے۔

ڈھاکا

صدر مقام اسکا فریڈ ٹوڑ گھگتے سے سو اسی میل گوشہ شمال و مشرق کی
 طرف بسا ہے۔ وہاں سے اڑھائی کوس پر پڑنا ندی بہتی ہے۔ یہی اسی
 ضلع میں ڈھاکے سے چار کوس گوشہ جنوب و مشرق کی طرف
زائین گنج میں نمک کا بڑا روزگار ہوتا ہے۔ نو ان ڈھاکا ہے ڈھاکا

ڈھاکا

جلال ٹوڑ کے پورب رخ ڈھاکے کا شہر جسکو جھانگم بھی کہتے ہیں
گھگتے سے اسی سو اسی میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف ٹوڑھی گنگا کے

بائیں کنارے پر بسا ہے۔ برسات کی موسم میں جب پانی کی باڑھ
 آتی ہے تو ہر طرف اسکے پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ کسی زمانے میں
 یہ شہر بہت آباد اور صوبہ بنگلہ کے کا حاکم نشین تھا۔ اب تک اسکے گرد

نواح میں بہت سے کھنڈر پڑے ہیں۔ اور ساتھ ہی آدمی اس شہر
 میں بستے ہیں۔ یہاں شالیہ خان کی صوبہ داری میں ایک وپکا ٹھ

میں چاول بکتا تھا۔ خان مذکور جب ۱۶۱۹ میں وہاں سے کوچ کرنے
 لگا تو اسنے شہر کا پچھم کا دروازہ تیغا کر کے اسکے اوپر اس مضمون کا طلاق

لکھو دیا کہ میرے بعد اس دروازے کو وہی صوبے دار رکھو ہے کہ جو پھر
 ایسا سنا اناج بکواسکے دستوان تریزا ہڈ دھاکا اور اس ضلع کے
 بیچ میں بڑھم پتر کا دریا جسکو وہاں والے سنگھنا کہتے ہیں بہتا ہے
 اس ضلع کا نام اگلی تواریخوں میں کہیں کہیں روشن آباد بھی لکھا ہے
 یہ پورب میں ہندوستان کا سب سے پرلا ضلع ہے اس سے آگے
 پھر جنگل اور پھاڑ ہے اس سے پرے ترمھا کا ملک بتا ہے آدمی اس
 ضلع کے جبکو جنگالی لوگ نیوزا چارتے ہیں کچھ جنگلی سے ہیں کچھ
 زمین میں بتیان گاڑ کر اسکے اوپر اپنے جھونپڑے بناتے ہیں بعض
 آنگلی جٹیں اور بڑھما والوں سے بہت ملتی ہیں مذہب کا انکے کچھ کانا
 نہیں ہے صدر مقام اس ضلع کا مٹیل ہے وہ پہاڑ کے نزدیک گوتی
 ندی کے بائیں کنارے پر نکلتے کے پورب گوشہ شمال مشرق کو جھکتا
 ہوا دو سو میل کے تفاوت پر بسا ہے گیا ہوان چیر گرا تو یعنی چنگا تو
 جسکو انگریز لوگ چنگانگ اور فارسی میں چانگانم کہتے ہیں تریزا کے گوشہ
 جنوب مشرق کی طرف ٹاف ندی تک چلا گیا ہے یہ ضلع بھی ہندوستان
 کی سرحد ہے اس سے پورب جنگل اور پہاڑ ہے اور پھر اسکے آگے

زیرا ۱۰

بگالو ۱۱

بڑے تھکا کا ملک ہے، اس ضلع میں بستی کم ہے اور جنگل بہت ہے، یہاں کے
 آدمی بھی بڑے اولوں کی طرح چٹھ سات ہاتھ لمبی بلیان زمین میں
 گار کر اسپر اپنے جھوٹے بنا تے ہیں، ہاتھوارے میں ایک دو بار
 کئی مقام پر پٹا یعنی بازار لگتا ہے، اسی جگہ سب لوگ سودا سلف میں
 دین کے لیے اکٹھا ہوتے ہیں، مذہب کاٹنگے کچھ ٹھکانا نہیں ہے سب
 چیز کھا جاتے ہیں، شکاری لوگ اکثر ہاتھی مار کر اسی کے گوشت پر گزارا
 کرتے ہیں، ہاتھی وہاں کے جنگلوں میں بڑے بڑے کی طرح افزا سے ہوتے
 ہیں، گز جن کا تیل جو کاٹھ کی چیزوں کو صاف اور چمکدار رکھتا ہے وہاں
 بہت بنتا ہے، آب ہوا خوب ہے، صدر مقام انڈلام آباد یعنی ٹھکانو بائیر
 ہزار آدمیوں کی بستی ہے، گز جن چھوٹی ندی کے دہنے کنارے کلکتے کے
 پورب تین سو میل پر بسا ہے، اس سے ذیل میل اٹریٹینا گنڈ ہندون
 کا ایک بڑا تیر تھ ہے، پانی اسکا سا گرم رہتا ہے، جو کوئی اس پانی کے
 پاس چلتی ہوئی تھی لیجاوے تو اسکی بھاپ گور تھ ڈوٹی کی طرح باروت
 سی بھیجک جاتی ہے، اسی تھلنے کے علاقے میں بٹو گنڈ ہندون کا
 دوسرا تیر تھ ہے، اس میں پانی کے اوپر جو الاکھی کی طرح سدا آگ جلا کرتی ہے،

جو اٹکا لکھنی اور گوڑہ لکھنی ڈبی کا بیان اور وہ ان اگل کے جلنے اور بھجھکنے
 کا باعث کا ٹکڑے کے ضلع میں لکھا جاویگا۔ بارہوان سنہٹ جس کا اصل
 نام شہری ہٹ ہے، ٹریڈ کے اتر واقع ہے، شہر میں چوتیس دیش لکھا ہے
 وہ اسی کے آس پاس ہے، اس ضلع کے پورب اور دکھن کے حصے میں
 جنگل اور پہاڑ میں ہے اور باقی میدان کہ جو ریات کے موسم میں اکثر پانی سے
 ڈوبا رہتا ہے، یہاں لوہے اور کویلے کی کھان ہے، ان پہاڑوں میں کبوتر
 کھینے لوگ بستے ہیں، مضبوط ہوتے ہیں اور سہیا رانکے پاس تیرکان
 اورنگلی لمبی لمبی تلواریں اور ڈھالیں جو کھنوشی انہی بڑی کہ جہین منہ کے
 وقت چھاتا لگانے کی بالکل حاجت نہ پڑے، ان لوگوں میں رشت
 کا حق بڑی بہن کے ٹرکے کو پہنچتا ہے، ڈھال اور تیل پانی یہاں کی باہر
 کہیں نہیں بنائی جاتی، عمارت اس جگہ بہت کم ہے، اکثر آدمی چھان
 چھپرون میں رہتے ہیں، صدر مقام اسکا سنہٹ کلکتے کے گوشہ
 شمال و مشرق کی طرف کچھ اور تین سو میل پر بسا ہے، سنہٹ سے ایک
 کی راہ گوشہ شمال و مغرب کو پڑتا، نام ایک بستی جو وہاں سے نو میل
 گوشہ شمال و مشرق کی طرف پہاڑ کے اندر ایک عجیب و غریب غار ہے

ہٹ ۱۲

دنش فٹ سے لیکر آئی فٹ تک تو اونچا اور چڑا ہوا اور مسلمان کی خبر نہیں
 کہ کس قدر ہو گا کیونکہ لوگ اسکے اندر آوہ کو س تک تو چلے گئے ہیں اور
 پھر وہاں سے واپس آئے ہیں سینٹ سے بیس میل گوشہ شمال
 و مشرق اتر کو جھکتا ہوا جینٹا پوز پہلے ایک راجا کے محل میں
 چنانچہ ^{۱۲} امین وہاں کے راجا کی بہن نے کالی کے سامنے نزل بیٹھے
 آدمی کی قربانی پڑھانے کے واسطے ایک بنگالی کو پکڑ لانے کے لیے
 اپنے کچھ آدمی سرکاری عملداری میں بھیجے تھے لیکن قسمت بنگالیوں
 کی اچھی تھی کہ وہ سب آدمی گرفتار ہو کر قید خانے میں داخل ہوئے
 مگر جب ^{۱۳} امین وہاں کے راجا نے تین آدمی سرکاری عہدے کو
 اپنے علاقے کے اندر پکڑ کر کالی کے سامنے بل سے ہی دیا تب ہر کا
 اُس علاقے کو ضبط کر کے سینٹ میں ملا لیا اور راجا کی گذران کے
 واسطے پنشن مقرر کر دیا اور ^{۱۴} تیر سو ان گچا یعنی تیر تہنت ^{۱۵} یہ ضلع میں
 طرف ان پہاڑوں سے گھرا ہے کہ جو آٹھ آٹھ ہزار فٹ تک اونچے
 ہیں اور میدان دلدل اور جھیلوں سے بھرا ہے۔ دکن کے حصے میں
 بڑا گھنا جنگل ہے۔ لوہا کھان سے نکلتا ہے۔ صد مقام سنہاڑا کلکتے

تین سو میل گوشہ شمال و مشرق کو بارک ندی کے بائیں کنارے
 بسا جو چوہو موآن منین سنگھ سلہٹ کے چھم بہ ضلع برہم پور
 کے دونوں کناروں پر بسا ہو اور بہت سی ندیاں اس میں جاری ہیں +
 برسات کے موسم میں قریب تمام ضلع کے ڈوبتا ہے + صدر مقام اسکا
سووارا جسکو نصیر آباد کہتے ہیں برہم پور کے واسطے کتا ہے گلگتے
 سے اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا ڈوسو میل پر ہو + پندرہ سو ان نیا
 جس کے اتر واقع ہو + اسکا صدر مقام نیا گلگتے سے اسی سو تیس میل
 اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا ہو + سو لہو ان راجپانی نیا کے
 گوشہ شمال و مغرب کی طرف واقع ہو + اس ضلع کے اندر کئی دھارا
 گنگا کی اور دوسری ندیاں بھی بہتی ہیں + اور برسات میں باقی ہی باقی
 ہو جاتا ہے + صدر مقام اسکا نویا گلگتے سے اسی سو تیس میل اتر گنگا کے
 بائیں کنارے پر بسا ہو + سروان بگارا راجپانی کے گوشہ شمال و
 مشرق کی طرف واقع ہو + صدر مقام اسکا بگارا گلگتے سے اسی سو
 پچھتر میل اتر ذرہ سا گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا ہو + اتھاروان
زنگ پور نگرا کے اتر واقع ہو + اس ضلع میں برہم پور شش اور

ان سنگھ ۱۳

۱۵

اسی ۱۶

۱۷

۱۸

گر تو یا وغیرہ کئی ندیاں بہتی ہیں اور گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 جھیلین بھی ہیں ہا گرمی کم پڑتی ہے بلکہ پوربی حصے میں تو بوسجل
 نہیں چلتی ہے بہتیرے آدمی اس ضلع میں آٹا پسینے کی ترکیب بنجانے
 کے باعث گیہوں کو بھی چاول کی طرح اُبال کر کھاتے ہیں ہا عمارتیں
 وہاں بہت کم ہے بلکہ بڑے بڑے آدمی امیر اور مہاجن لوگ بھی گھاس
 پھوس کے بنگلون میں رہتے ہیں ہا جنگل بھی وہاں ایسے ایسے ہیں
 کہ جن میں ہاتھی اور گنڈے اینڈ تے پھرتے ہیں ہا صدر مقام اس ضلع
 کا رنگ پوز کلکتے سے دو سو چالیس میل اتر زرہ گوشہ شمال و مشرق
 کو جھکتا ہوا ہے ہا انیسواں ^{۱۹} دنیاچ پوز رنگ پوز کے پچھم ہا ندیاں
 اس ضلع میں باس قدر ہیں کہ کانوکانو ناوین اور ڈوگیاں گھومتی
 ہیں ہا لیکن ربات میں اکثر جگہ جو پانی بند رہتا ہے اور بہت سے
 تالاب جو کہ بے مرت پڑے ہوئے ہیں انکا گرمیوں میں سوکھنا
 اور بڑبانا ہوتا ہے ہا صدر مقام اسکا دنیاچ پوز کلکتے کے ٹھیک
 اتر سو ا دو سو میل پوزن بانا ندی کے کنارے ٹھیک تیس ہزار آدمیوں
 کی بستی ہے ہا بیسواں پوزنیا دنیاچ پوز کے پچھم ہا مورنگ کا پہاڑ

اور جنگل اس ضلع کے اتر پڑتا ہے اور اسکو سنسکرت میں کرانٹ نیش
 لکھا ہے۔ برسات میں اس ضلع کی زمین قریب نصف کے پانی میں
 ڈوب جاتی ہے۔ زمینداروں کو وہاں اپنی کھیتیو نکالنا بچاؤ ہاتھیوں سے
 بہت کرنا پڑتا ہے۔ وہاں جب انگریزوں کی نئی عملداری ہوئی تھی
 تو نوکروں نے اُن سے یہ مشہور کر دیا کہ صاحب یہاں رات کو لوٹا
 رُپے اور کپڑے اٹھا لیا یا کرتی ہے اسی بہانے سے لوگوں نے بہت سے
 چیزیں چرائیں۔ اس ضلع میں گائے بھینس بہت ہوتی ہیں اور
 موڑنگ کے جنگل میں جانوروں کے لیے چرائی کا بڑا آرام ہے۔
 صدر مقام اسکا پڑنیا کہلاتے سے ارھائی سو میل اتر گوشہ شمال و
 مغرب کو ذرہ جھکتا ہوا ہے۔ وسعت میں اگرچہ نویل مربع سائے ہیں لیکن
 آدمی اسکے اندر چالیس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں۔ جو لوگ گلین نہیں
 ہوتے وہ وہاں گلین یعنی خاندانی بننے کے لیے اپنی بیٹیوں کو گلینوں
 کے ساتھ بیٹے میں بڑا روپیہ خرچ کرتے ہیں بلکہ کبھی کبھی فرستوت
 اور جان بلب کے ساتھ بھی بیاہ دیتے ہیں کہ ہمیں پھر اسکے بھائیوں
 کا بیاہ گلینوں کے ساتھ ہو سکے یا غیر گلینوں کی ڈرکی لینے میں ہر

ملے ۶۰ کیسوان مالڈہ پیر نیاکے دکھن طرف صدر مقام مالڈہ
 گلگتے سے اکیسواسی میل اتر جہانڈندی کے کنارے تخمیناً ۲۰۰۰
 ہزار آدمیوں کی بستی ہے ۶۰ گورڈ کا شہر جو کسی زمانے میں بنگالے کا
 دارالسلطنت تھا مالڈہ سے نو دس میل دکھن گلگتے کے کنارے رہتا
 اب گلگتے کی دھارا دیوان سے چار پانچ کوس ہٹ گئی ہے ۶۰ شہر کی گلگت
 پر کھنڈر اور جنگلی درخت کھڑے ہوئے ہیں ۶۱ اکبر بادشاہ کے باب
 جہانپور نے اس شہر کا نام جنت آباد رکھا تھا ۶۲ گلگتے کے زمانے کا
 نام اسکا گشتناوتی عرف گھنوتی ہے ۶۳ کھنڈر اسکے ایک سیر
 میل مربع نظر پڑتے ہیں ۶۴ اور اُس میں ایک مینار زمین سے کھتر
 فٹ کا اونچا موجود ہے ۶۵ بائیسواں مُرشد آباد مالڈہ کے دکھن آب
 و ہوا دیوان کی خراب صدر مقام مُرشد آباد بھانڈی کے بائیں
 کنارے اکیسویں میل گلگتے سے اتر ہے ۶۶ پہلے اس شہر کا نام مُرشد
آباد تھا ۶۷ جنت میں بنگالے کے ناظم مُرشد علی خان نے اسکا
 نام مُرشد آباد رکھا ۶۸ اور صوبہ بنگال کا صدر مقام بنایا ۶۹ یہ صوبہ
 کے پورب پڑھاگ سرحد تک چلا گیا ہے ۷۰ اب بھی نواب نام ہے

پندرہ لاکھ روپیہ سال سکا سے پنشن پاتا ہے اس شہر میں رہتا ہے
 اس نے ایک کوٹھی انگریزی قطع کی اپنے رہنے کے واسطے وہاں
 بہت عمدہ بنائی ہے کہتے ہیں کہ اسکی طبکاری میں اٹھارہ لاکھ
 روپیہ خرچ ہوا ہے اس شہر میں تریب ڈیڑھ لاکھ آدمی کے بستے ہیں
 مرشد آباد سے چھ میل دکن بھاگیرتھی کے بائیں کنارے بہرام پور
 کی چھاوٹی ہے پندرہ سو ان نیز جنوم مرشد آباد کے پچھم طرف واقع ہے
 اس ضلع میں گولے اور لوہے کی کھان ہے صدر مقام اسکا ستیوری
 کلکتے سے اکیسویں میل اتر گوشہ شمال و مغرب کو جکتا ہوا ہے وہاں
 سے ساٹھ میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف جھاڑ کھنڈ کے بیچ دیوگر
 میں پنجاب تھ مہا دیو کا مشہور مندر ہے پیشیور تری کو اُس میں بڑا سیلا
 ہوتا ہے ہزاروں کانوڑے گنگا سے مہا دیو کے واسطے گنگا
 جل لاتے ہیں پندرہ میل پچھم ناگور کا پرانا شہر ویران پرا ہوا ہے
 اُس سے سات میل پچھلے زمین گرم پانی کا ایک سوتا جاری ہے
 اُس میں گندھک کا اثر ہے اور تھر ماسٹر اسکے اندر ڈوبانے سے اکیسویں
 درجے بڑھ جاتا ہے جانا چاہیے کہ گرمی کا اندازہ معلوم کرنے کے واسطے

یہ پتھر یا میٹر خوب چیز ہے پتلی اور لمبی گردن کی ایک شیشی میں پارا
 بھرا رہتا ہے منہہ اس شیشی کا بالکل بند اور گردن اسی پول سے خالی
 ہوتی ہے اور اس شیشی کے نیچے ایک پٹری تیل کی ایک سو بارہ اینچ
 حصوں کے خطوط میں تقسیم کی ہوئی لگی رہتی ہے پارے کی حالت
 ہے کہ گرمی سے پھینتا ہے اور سردی سے سکڑ جاتا ہے اس لیے وہ پارہ
 پھیل کر یعنی بند ہو کر بننے درجے تک اس شیشی کے اندر چھ جاوے
 اتنے ہی درجے تک کی گرمی سمجھ لینا چاہیے پس بغیر پتھر یا میٹر کے
 ہرگز کوئی یہ بات کہی نہیں جا سکتا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ
 میں کس قدر کم یا زیادہ گرمی ہے سٹیوڈی سے تریبس میل کے گوشہ
 جنوب و مغرب کو ٹونگل ٹوڈر کے پاس ایک میٹر زمین میں کویلے کی
 کھان پر تھیل میٹر ہیجان اتر کر اس کے اندر جانا ہوتا ہے زمین کے
 نیچے سنگ کی طرح آدھ آدھ کوس تک ہر طرف کھان کھودتے
 چلے گئے ہیں اور ان ٹرننگون میں جگہ جگہ پر بے بے موٹھے
 رکھے ہیں انھیں موٹھوں کی راہ سے جس طرح کوسے میں سے پانی
 کھینچا جاتا ہے اسی طور پر لوہے کی چڑیوں سے گھدا ہوا کویلے کی چڑی

ہیں + کھان کے اندر اگرچہ اندھیرا رہتا ہے لیکن اُسکی زمین
 سیدھی اونچی چڑی اور صاف ایسی بنائی جاتی ہے کہ اگر آدمی کسی
 مشعل کے بھی اُسکے اندر چلا جاوے تو ٹٹھو کر اور ٹکر کمین نہ کھاوے
 + وہاں کئی سو آدمی سرکار کی طرف سے کوٹلا کھودا کرتے ہیں
 اور ہر سال چار پانچ لاکھ من کوٹلا نکل آیا کرتا ہے + کھان کے اندر
 جو سونوں سے پانی نکلتا ہے اُسکو باہر کرنے کے لیے ایک کل دھو
 کی لگائی گئی ہے + دنس بارہ کوس کے گھیرے میں اور بھی اسی طرح
 کی کئی کھان ہیں + وہ جگہ قابل دیکھنے کے ہے + چومیسوان ^{۲۵} بڑوان
نیر جنھونم کے دکھن ہے + صحیح نام اسکا بڑوٹھمان اسم باسلی ہے +
 زمین وہاں کی نہایت زرخیز اور اچھا ہے + یہاں تک کہ بنارس
 سے اتر کر بڑوان سا آباد اور اچھا وضع تو دنیا میں کوئی دوسرا
 نہیں دیکھا گیا ہے + اوسط نکالنے سے فی میل مربع وہاں چھ سو
 آدمی کی بستی پڑتی ہے + صدر مقام اسکا بڑوان ^{۴۰} کلکتے سے ساٹھ
 میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی کی بستی ہے + ^{۶۰} پانچ
 اور عمارتیں وہاں کے راجے نے بہت نفیس نفیس بنائی ہیں + پانچ

۳۳

کی کوٹھی اور گلاب باغ دیکھنے کے لائق ہے۔ اسکی تیاری میں اجا
 نے اپنے حوصلے بوجہ کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ وہاں کے
 لوگ کہتے ہیں کہ یہ گلاب باغ لندن کے سینڈ ہائز کی نقل بنایا
 گیا ہے۔ حقیقت میں انگریزی طور کے مکانات اس طیاری اور
 صفائی کے ساتھ اب اس گرد و نواح میں اور کہیں نہیں دیکھائی تو
^{۱۵}چھبیسواں سنگھی بردوان کے گوشہ جنوب و مشرق کو واقع ہے۔
 اس ضلع میں بھی کوئی کی کھان ہے۔ صدر مقام سنگھی تھا گرتھی کے
 واسطے کنارے پر گلگتے سے چھبیس میل اتر کو سیاہ ہے۔ وہاں مشرقی
 کے نواب کے ایک رشتے دار نے ایک امام باڑا بنا کر اسکے
 خرچ کے واسطے کچھ زمین معاف کر دی تھی۔ لیکن آمدنی زمین کی
 وہاں کے متولی ہضم کر جاتے تھے۔ اسلئے سرکار نے اپنی طرف
 سے ایسا بندوبست کر دیا کہ اس زمین کی آمدنی سے امام باڑا بھی
 خوب طیار رہتا ہے اور ایک اسپتال اور دو بڑے مدرسے مستر
 ہو گئے ہیں۔ چھبیسواں سینڈ ہائز سنگھی اور پہرا کے گوشہ جنوب
 و مغرب کو واقع ہے۔ آدمی اس ضلع کے بڑے بست اور کابل

اور مفلس قلیچ ہین + صدر مقام ٹنڈی پور گلگتے سے اٹھ میل
 پچھم ذرہ گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا بسا ہے + ستائیسواں بلتسور
 عرف بلا سوز ٹنڈی پور کے دکھن طرف ہے + نمک اس ضلع میں
 ایک لاکھ روپیہ سال سے زیادہ کا بنایا جاتا ہے + لوہے کی کھان
 بھی اس میں ہے + صدر مقام بلا سوز گلگتے سے اکیسواں میل
 دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا ٹوڑھی بنگل ندی کے
 واسطے کنارے سمندر سے آٹھ میل کے فاصلے پر بسا ہے + کسی
 زمانے میں جب سرکار کپنی کی طرف سے وہاں سوداگری کا
 کارخانہ جاری تھا اور فرامیس ڈنٹازک اور پٹج لوگ بھی دوکان
 اور کوٹھیاں رکھتے تھے تو بہت آباد تھا لیکن اب بالکل بربود
 ہے + وہاں کے آدمی شراب نہایت پیتے ہیں + اور جو لوگ شراب
 سے پرہیز رکھتے ہیں وہ امیون کھاتے ہیں + اٹھائیسواں
گٹ بلا سوز کے دکھن سنسکرت میں اسکا نام مٹکل دیش ہے +
 بادشاہی وقت میں یہ ضلع اپنے آس پاس کے ضلعوں کے ساتھ
بنگلانے کی سرحد تک صوبہ اٹرنیہ لکھا جاتا تھا + باغ یہاں اچھے

نین لگائے جاسکتے ہیں۔ اس ضلع میں کہیں کہیں لوہا اور
 پہاڑی ندیوں کا بلو دھونے سے کچھ سونا بھی ملتا ہے۔ سمندر کے
 کنارے نمک بہت بنایا جاتا ہے یہ ضلع دس کوس تک سمندر کے
 کنارے سچا اور جنگل سے بھرا ہے۔ اور جب سمندر سے تھماتا ہے
 تو سارا جنگل ڈوب جاتا ہے۔ اور پھر دن کو س تک آبادی ہے۔
 اُس سے آگے کچھ کو پہاڑ اور جنگل ہے۔ پہاڑ سب سے بڑا دو
 ہزار فٹ تک سمندر سے اونچا ہے۔ صدر مقام گنگ ہے۔ بڑا
 آدمی کی بستی ہے۔ گلگتے سے اڑھائی سو میل دکھن گوشہ جنوب
 و مغرب کو جھکتا ہوا مانڈی کے کنارے پر بسا ہے۔ قلعہ بازہ بھٹی
 کا شہر ہے آدھ کوس پر بسا ہے۔ گرو اسکے اسی گز چوڑی خندق
 ہے۔ انتیسواں گھر و اینے پری گنگ کے دکھن طرف چلا گیا
 تک چلا گیا ہے۔ صدر مقام پیشو پری یعنی جگتا تہ گلگتے سے
 تین سو میل گوشہ جنوب و مغرب دکھن کو جھکتا ہوا سمندر کے کنارے
 بسا ہے۔ اسمین جگتا تہ کا مندر کچھ کم دو سو پچیس گز لمبا اور آٹھ
 چوڑا بنا ہے۔ اور ایک اونچی سنگین دیوار کا احاطہ گھرا ہے۔ اسکے اندر

مندر سٹھ گز کا اونچا کھڑا ہے۔ اس بڑے مندر کے سوا جس میں
 جگنناٹھہ براجتے ہیں اُس حاطے کے اندر اور بھی مندر بہت سے
 دیوتاؤں کے ہیں۔ اس جگنناٹھہ کے مندر کو راجا انگ بھنیم
 نے بنایا ہے۔ یہ راجا ۱۱۰ عیسوی میں اڑیسا کی گدی پر بیٹھا تھا۔
 جگنناٹھہ کے رتھ کے پیسے کے نیچے وہ کرمانا ہندو لوگ نہایت
 ثواب جانتے ہیں۔ اور سابق میں کتنے ہی لوگوں نے اس طور پر
 اپنی جان دے ڈالی ہے۔ گنگ سے جگنناٹھہ جاتے ہوئے سولہ
 میل پر گھڑوں کی طرف جھاڑی میں ایک اونچا سُبج دکھائی دیتا ہے
 وہاں سے دو تین کوس بھوآنیشور کا اُجڑا ہوا شہر ہے۔ وہاں کے لوگ
 کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اسکے اندر سات ہزار مندر اور ایک کروڑ
 لنگ مہادیو کے تھے۔ اب بھی اُس میں بہت سے مندر ٹوٹے
 پھوٹے پڑے ہوئے ہیں۔ ایک مندر اُس میں اکیسواسی فٹ کا
 اونچا ہے۔ اور ایک لنگ بھی مہادیو کا وہاں چالیس فٹ سے کم
 نہیں ہے۔ بھوآنیشور سے پانچ میل چھ گھنٹہ گز کے پہاڑ میں کئی
 جگہ شہر کاٹ کاٹ کر گوشہ عبادت کے غار بنائے ہیں۔ ان میں

ایک غار پر اگلے وقت کے ہندی حرف بھی کھدے ہوئے ہیں۔
 اگلے زمانے کے ٹوٹے پھوٹے مندروں کے دیوار پلکھے وغیرہ
 جین مت کی مورتیں وہاں بہت سی پڑی ہیں اور راجا لیت انڈ

کتیرنی کے محلوں کے نشان بھی اب تک وہاں موجود ہیں اور

اب تھوڑے روز سے وہاں پہاڑ کی چوٹی پر ایک نیا مندر پائینا
 کانبا یا گیاہرہ کنگ سے ستیس میل اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا

بیشرفنی ندی کے دائیں کنارے جہاز ٹوڑ میں جو جوڑا نے مندر

اور مورتیں کہ اب تک باقی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام کسی زمانے

میں بڑا مشہور اور مندوں کا ترتھ تھا۔ جگناتھ سے اٹھارہ میل

اُتر مندر کے کنارے کنارک گانو کے پاس ایک پُرانا اگلے زمانے کا

سورج کا مندر ٹوٹا ہوا بہت بڑا اور نہایت عجیب و غریب ہے۔ اس

مندر کو ۱۲۱۰ عیسوی میں اجاڑ سنگھ دیو لنگوڑ سے بنایا تھا۔

اسکی طیاری میں بارہ برس کی آمدنی اڑیسے کی خرچ ہوئی تھی۔

اگرچہ چوٹی اسکی بالکل گر پڑی ہے لیکن پھر بھی جس قدر باقی ہے وہ سو اسو

فٹ کے قریب اونچا ہو گا۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اسکے اوپر

ایک ٹکڑا سنگ مقناطیس کا اتنا بڑا لگا ہوا تھا کہ لوہے کے کیل
 کاٹے والے جہاز و کوجو اس طرف سے نکلتے تھے کنارے پر
 کھینچ لیتا تھا۔ اسکا جگہ ^{۹۰} یعنی سبھا منڈپ ساٹھ فٹ لمبا اور
 اتنا ہی چوڑا اور اونچا ہے۔ دیواروں کا دل تیس تیس فٹ تک کاموج
 ہے۔ یہ مندر نے پتھروں کا بنا ہوا ہے انھیں لوہے سے اسپین
 بڑو یا ہے اور اسپین عورت مرد اور جانوروں کی تصویریں اور سیل بونے
 بڑی کاریگری کے ساتھ تراشے ہیں۔ تیسواں بانگرا بردوان
 کے چھ طرف ہے۔ کویلے کی کھان وہاں بھی ہے۔ صدر مقام بانگرا
گلگتے سے ایک سو میل چھ گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔ وہاں
 سرکار کی طرف سے مسافروں کے واسطے ایک سرانباتی گئی ہے۔
اکیسواں بجائگل پور مشہ آباد کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔
بندھہ کے پہاڑ پورب میں اسی ضلع تک ہیں۔ یہاں سے پھر
 دکھن کو مڑ گئے ہیں۔ ایک قسم کی کھرباشی اس پہاڑ میں افراط
 سے ہوتی ہے۔ اور اکثر وہاں کی عورتیں جب حمل سے ہوتی ہیں تو یہ
 مٹی کھاتی ہیں۔ صدر مقام اسکا بجائگل پور پانچ ہزار گھر کی ہے۔

۳۱

۳۱

گلگت سے دو سو پچیس میل اتر گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا گنگا کے
 واسطے کنارے پر کوس بھر کے فاصلے سے بسا ہر پہاڑ و بان سے سا
 میل کے تفاوت پر راج محل پورب دکھن کو ذرہ جھکتا ہوا گنگا کے واسطے
 کنارے میں ہزار آدمی کی بستی ہو، اسکے اندر مکانات بادشاہی جو کہ گنگا
 کے کنارے اچھے اور عمدہ بنے تھے اب سب کے سب ٹوٹے پڑے
 ہوئے ہیں، بجا گلپور سے دو منزل دکھن جنگل کے اندر آدھ کوس
 بلند مندر گڑ پہاڑ پر بند و کا ایک قدیم تیرتھ ہے، وہاں برسات میں
 پہاڑ اور پانی کے جھرنے بڑی کیفیت دیکھلاتے ہیں، وہاں کے
 لوگ کہتے ہیں کہ اس پہاڑ سے دیوتاؤں نے سمندر کو دینی کی طرح ٹھٹھا
 تھا، بتیسواں سنگتیر بھاگل پور کے پچھم رخ ہے، صدر مقام اسکاگیر
 جسکا اصلی نام گڑ گڑ ہے، گلگت سے اڑھائی سو میل اتر گوشہ شمال و مغرب
 کو جھکتا ہوا گنگا کے واسطے کنارے پر بسا ہر پہاڑ و بان کا مضبوط
 لیکن اب بے مرمت اور ٹوٹا پھوٹا ہے، بندوق ستپول چھری اور کا
 وغیرہ لوہے کی انگریزی خزین وہاں اچھی اور سستی بنائی جاتی ہیں،
 یہ شہر صدیوں تک کی سرحد پر واقع ہے، اسکے پچھم صوبہ بہار شروع ہوا ہے

منگلگیر سے پانچ میل پورب نیٹا گنڈ کا گرم سوتا ہے اور ہزار ہفت مربع
 پختہ اینٹ کا ایک حوض بنا ہوا ہے۔ اسی کے اندر کئی جگہ پانی کے
 نیچے سے بلبلے اٹھا کرتے ہیں۔ اور جہاں بلبلے اٹھتے ہیں وہاں
 پانی زیادہ گرم رہتا ہے۔ پانی اُس کا خوب صاف ہے اس کے اندر نہر تیار
 ڈبانے سے اکیسویں درجے تک پار اٹھتا ہے۔ اور بھی کئی گرم
 اس طور کے اُس گردنواح میں ہیں۔ تینیسواں ^{۳۳} ہزار منگلگیر کے چھیم
 کو واقع ہے۔ دکن کے حصے میں بہاڑ میں ہے۔ ایون اس ضلع میں بہت
 ہوتی ہے اور چاول باس مٹی بھی اچھا پیدا ہوتا ہے۔ وہاں گوالون کے
 درمیان عجب ایک رسم جاری ہے کہ دیوالی کے روز ایک سور کے پانچ
 بانڈھ کر اُسکو میدان میں چھوڑ دیتے ہیں اور پھر اُسکو اپنے گائے سیلوں
 کے پانوں سے روندواتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے تب اُسکو کھا
 جاتے ہیں۔ اسی تہلے کا وہاں ایک میلا ہوا کرتا ہے۔ اس ضلع میں
 ابرک بقور گیر و لوہا سنگ موسا اور عقیق کی ہے۔ صدر مقام گنڈ
 ہند و کا پراثر تھہر گھگتے سے دوسو نو اسی میل گوشہ شمال و مغرب کو ٹھیلو
 ندی کے بائیں کنارے بسا ہے۔ ہند و کا یہ پور عقیدہ ہے کہ یہ پور ٹھیلو

ندی کبھی دودھ کی بھی بر جایا کرتی ہے، باعث اسکا ایسا معلوم ہوتا
 ہے کہ شاید اُسکے کناروں کے ٹوٹنے سے کبھی کبھی کھر یا مٹی اسقدر پانی
 کے ساتھ مل جاتی ہے کہ وہ بالکل دودھ سا دکھائی دیتا ہے یہ بات کچھ
پھلگور منحصراً نہیں بلکہ جس ندی کے کنارے پر یا تھامین کھر یا کاتر ہر
 اسی میں یہ بات ہو جایا کرتی ہے، ہم دودھ اُسکو کہینگے جس سے
 مکھن نکلے، قدیم شہر گنا کا جس میں گنا وال برہمن رہتے ہیں ایک
 پتھر ملی بلندی پر پھلگور ندی اور ایک پہاڑی کے بیچ میں بسا ہے اور
 صاحب گنج جہان بازار ہے اور بیپاری لوگ رہتے ہیں زانم شلالی پہا
 کے دکھن اور شہر کے اتر پھلگور کے کنارے میدان میں ہے، ان دونوں
 کے بیچ میں انگریزوں کے نیکلے ہیں، شہر کی گلہیان نہایت تنگ
 غلیظ اور اونچی چچی ہیں، اور جا بجا بیچ میں پتھر کے ڈھوکے پڑے
 پتھروں کے پتھروں سے اور پھلگور کا بالو دھکنے کے باعث گرمی مان
 شدت کی ہوتی ہے، پھلگور کے کنارے سین ناؤ فوڈن کا ایک مندر ہے،
 اُس مندر کے بیچ میں گند جسمین چرن کا نشان ہے چاندی سے منڈھا
 ہے، اُسکے پاس ہی ایک مندر میں پنڈری کا کش کی صورت ہے، وہاں

مورت کا پتھر ماتھہ کا دھکا لگنے سے دھات کی سی آوار دیا ہر ہندو
 اُسکو بھی ایک کرامات سمجھتے ہیں ہندو یہ نہیں جانتے کہ چین میں ایسا
 بھی ایک پتھر ہوتا ہے کہ اُسے بجانے سے رنگ رنگ کے سر نکلتے ہیں
 آدمی گیا میں سب ملا کر فریب یک لاکھ کے لیتے ہیں ہنگو اول
 برہمن آگے جاٹر ٹون پر بڑی زیادتی کیا کرتے تھے اب بھی کشہ
 آدمیوں سے جو کچھ وہ بیچارے اپنے گھر سے لاتے ہیں سب لے لو
 آئندہ کے واسطے مسک لکھو لیتے ہیں ہنگو تین ہزار آدمی کی بستی
 گیا سے چالیس میل گوشہ شمال و شرق کی طرف ہے ہر مسلمان باد ہون
 کے وقت میں اسی شہر کے نام سے یہ صوبہ جو کہ صوبہ الہ آباد اور نگا
 کے بیچ میں واقع ہے پکارا جاتا تھا ہنسکرت میں اسکے دکھن حصے کو
 مکدھہ اور اتر حصے کو رتھلا کہتے ہیں ہر کسی زمانے میں اسکے آس پاس
 بوڈھ لوگوں کے بڑے بڑے تیرتھ تھے ہر وہ لوگ بہار اُس جگہ کو
 بولتے ہیں ہنگو جہاں اُس مذہب کے فقیروں کے رہنے کی واسطے
 مٹھہ اور دھرم شالا رہتے بلکہ اُسی مٹھہ اور دھرم شالے کا نام بہار
 اب بھی اس ضلع میں ہر ایک جگہ بوڈھ لوگوں کے مکان اور مذہب

نشان موجود ہیں اور ہر طرف انکی مورتیں ٹوٹی پھوٹی ڈھیر کی
 ڈھیر نظر آتی ہیں۔ بلکہ جنینِ مٹ اور بیشنو مٹ کے لوگوں نے بھی
 وہاں اپنے مندروں میں کتنی ہی مورتیں بودھ مٹ کی اٹھا کر رکھ
 لی ہیں۔ ہر ایک کے پہاڑوں میں جو کہ گئیے سے سات کو س ہر فقیروں
 کے رہنے کے واسطے پتھر کاٹ کاٹ کر اچھے نفیس نفیس غار گوشہ
 عبادت بنے ہوئے ہیں۔ ان میں اس زمانے کے گھڑے ہو
 صرف بھی اب تک موجود ہیں۔ الغرض یہ تمام نشان بودھ مٹ
 کی قدامت کے دیکھنے لائق ہیں۔ بدھ گئیے میں جو کہ گئیے سے آٹھ
 میل یا ایک پُرانے بدھ کے مندر کے پیچھے میل کا درخت ہے
 برہمن اسکو زہما کے ہاتھ کا لگایا ہوا سمجھتے ہیں اور بدھ کے مذہب
 والے اسکو سنگل دیش کے راجا دگدھکارنی کا لگایا ہوا کہتے ہیں
 ہے اس ٹیڑھ کو کچھ کم دو ہزار تین سو برس کا پرانا اور اس مقام کو ناف تین
 بتاتے ہیں۔ دیکھنے میں تو یہ درخت کوئی ڈیڑھ سو برس کا پرانا
 معلوم دیا ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اسی مقام پر پہلے کوئی دوسرا پیل
 کا درخت رہا ہو۔ پہاڑ سے سولہ میل دکھن پہاڑوں کی جڑ میں ایک

نام ایک چھوٹی سی سستی ہر جسکو لوگ جرا سڈھہ کا تخففا کہتے ہیں
 ہے اور پہاڑوں کے اندر اسکے مکان اور اس میدان کا جہان ہہ شیم
 کے ہاتھ سے مارا گیا تھا نشان دیتے ہیں ہہ البتہ وہاں کے مکان
 کے نشان اور قلعہ اور شہر پناہ کی ٹوٹی ہوئی پرانی دیوار اور رجون کے
 دیکھنے سے جو کہ پہاڑوں کے اوپر ذیل میل کے گھیرے میں نمودار
 ہیں معلوم ہوتا ہے کہ راجگرہ کسی زمانے میں بیشک بہت بڑا شہر تھا
 تھا ہہ جگہ جین اور شینو دونوں مذہب والوں کا تیرتھ ہے ہہ جین لوگوں
 کے تو پانچون پہاڑوں پر پانچ مندر بنے ہیں ہہ اور شینو کے مذہب کے
 گرم اور سرد گنڈون میں جنگی وہاں افراط ہی نہاتے ہیں اور اپنے
 طریق کے دیولوں میں روشن کرتے ہیں ہہ گرم گنڈ کے پاس ایک غار
 گوشہ عبادت اسی طور پر جیسے برائز کے پہاڑ میں ہیں ہہ پتھر کاٹ کر
 فقیروں کے رہنے کے واسطے بنایا گیا ہے ہہ وہاں کے کشتہ
بیوقوف اسکو سُون نھنڈا کہتے ہیں ہہ اور کہتے ہیں کہ اس میں
 کی دولت گڑی ہوئی ہے ہہ راجگرہ سے پندرہ میل گنڈل نوز مکئی
 کا جیم سٹھان ایک گناہاں ہہ وہاں بھی بڈھہ کی مور میں اور

اگلے زمانے کی عمارتوں کے نشان اب تک بہت سے موجود ہیں۔

ٹینا

چوتھوں ^{۳۲} ٹینا یعنی عظیم آباد بہار کے پچھم طرف گوشہ شمال و مغرب
کو جھکتا ہوا واقع ہے اس کا صدر مقام ٹینا ^{۳۲} گائے سے تین سو
میل گوشہ شمال و مغرب کو گنگا کے دابے کنارے پر بسا ہوا
کنارے ہی کنارے نو میل تک چلا گیا ہے لیکن سبھی بہت دور
دور پر ہے اگرچہ اگلی ہی آبادی اسکی اب نہیں رہی پھر بھی ایک
لاکھ آدمی سے زیادہ اُس میں ہیں بازار تو چوڑا ہے مگر گلیاں تنگ
برسات میں کچھ اور خشکی میں گرد و ہار کرتی ہے سرکار نے وہاں
بہت سز سے ایک گودام چاول رکھنے کی واسطے جسکو وہاں کے
لوگ گول گھر کہتے ہیں گنبد دار یعنی اونڈھی ہانڈھی کی صورت کا بنایا
ہے اب اس کے اندر سپاہیوں کا اسباب کھار تیا ہے وہ اُس گنبد کے
اندر آواز خوب گونجتی ہے پھر چھنے کو باہر سے دو طرفہ ٹیڑھیان لگی ہوئی
ہیں یہ برہمن ہاں کے ایک مورت کو ٹینا پوری دی ہے کہہ رہے ہیں
لیکن اصل میں وہ مورت برہمہ کی معلوم ہوتی ہے ہر شندرو ہاں ایک
تیرتھ سکھوں کا ہے کہتے ہیں کہ اٹھکانامی گرو گوبند سنگھ اسی جگہ پیدا

ہوا تھا ایک مقبرہ وہاں شاہ ارزانی کا بھی مسلمانوں کی زیارت گاہ
 ہے یہ شہر بڈوہ کے نزدیک اے گپٹ راجاؤں کے زمانے میں
 نہایت شان شوکت کے ساتھ رونق رکھتا تھا مگر بڈوہ کا بلکہ
 تمام ہندوستان کا دارالسلطنت تھا پاٹلی پتر اور بڈوہ اور سوم پتر
 یہ سب نام اسی شہر کے تھے اس نے مین پوٹان کے رہنے والوں
 نے اس شہر کو سول کہا اور جو سٹھ دروازوں کا شہر لکھا ہے شاہ
مین پٹلی پتر کو لکھا ہے کہ سُون ندی کے سنگم پر ہے اس سے ثابت ہوتا
 ہے کہ سُون ندی اس نے مین عظیمنا ناؤ کے نزدیک گنگا سے ملتی ہے لیکن
 اب تو سول سے گنگا کا عظیمنا ناؤ سے سول سے گنگا کے دامن
 کنارے پر دانا پور کی بہت بڑی چھاؤنی ہے اور دانا پور سے اسی
 دور پر جس جگہ سُون ندی اب گنگا سے جا ملی ہے نونی یعنی نیشین میں ایک
 مقبرہ سنگین مخدوم شاہ دولت کا بہت عمدہ بنا ہوا ہے عظیمنا ناؤ سے
 تیس میل پور گنگا کے دامنے کنارے پر ایک چھوٹا سا قصبہ بڈوہ
 ہے چندیلی کا تیل وہاں بہت تحفہ بنا ہے سوسوان نیشین سے سوم پتر بعضی
 جگہ تری ٹھکت بھی لکھا ہے بڈوہ اور سوم پتر کے گوشہ شمال مغرب کے

اگر میں زراعی کا جنگل ہو وہ گندک اور کونہی ندی کے بیچ میں جو ملک ہو
 اسکو سنسکرت میں شھلا اور ذید یہہ کہتے ہیں + اسی کا یہہ گویا یہ بیچ
 حصہ ہے + آب دہوا یہاں کی انگریزوں کو موافق ہے لیکن ہندوستانیوں کے
 واسطے خراب ہے شورہ اس ضلع میں بہت ہوتا ہے + صدد مقام اسکا
مظفر پور آٹھ ہزار آدمی کی بستی کلکتے سے تین سو چالیس میل گوشہ
 شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا ہے + چھتیسو ان شاہ آباد عظیم آباد

شامیہ

کے کچھ واقع ہیں نون سے لیکر گرم نا شاندی تک جو کہ صوبہ بہار کی
 سرحد ہے + گوشہ جنوب و مغرب کی طرف اُجاڑ ہے باقی تمام ضلع آباد اور زیر
 + اس ضلع میں ٹھنکری کی کھان براؤر کبھی کبھی پیرا بھی مل جاتا ہے +
 اسکا صدر مقام آرا کلکتے سے ساڑھے تین سو میل گوشہ شمال و مغرب کو
 ہے آرے سے دو منزل پورب گنگا کے واہنے کنارے پر کینر کا قلعہ اور
 شہر ہے + نواب شجاع الدولہ نے ۱۷۷۷ میں اسی جگہ انگریزوں کی فوج سے
 شکست کھائی تھی + گنر سے چوٹیس میل دکھن تھنر نام ایک
 پختہ تالاب کے اندر جو کہ آدھ کوس کے گھیرے میں ہوگا شاہ
کا مقبرہ سنگین بنا ہوا ہے + آرے سے قریب چھتیس میل کے دکھن پیر

جھکتا ہوا تختینا بنز آفٹ اونچے پہاڑ کے اوپر ایک بڑا مضبوط قلعہ
 رُھتاس گڑھہ جبکا اصل نام رُھتاس تھم کہتے ہیں دس میل مربع کی
 وسعت میں سُون ندی کے بائیں کنارے پر اجاڑ پڑا ہوا ہے۔ اُس میں
 جانے کے واسطے گل ایک ہی راستا دو کوس کی چڑھائی کا ٹانگ سا
 بنا ہے۔ باقی سب طرف وہ پہاڑ جنگل اور ندیوں سے ایسا گھرا ہوا ہے
 کہ کسی طور سے وہاں انسان کا گزر نہیں ہو سکتا۔ اُس قلعہ کے اندر
 دو مندر اگلے زمانے کے اتناک موجود ہیں۔ باقی سب عمارتیں محل
 اور تالاب وغیرہ جنکا اب صرف نشان بھر رہ گیا ہے۔ مسلمان بادشاہوں
 کے بنائے ہوئے ہیں۔ پستیسوان سارن شاہناہاد کے اُتر
 واقع ہے۔ یہ ضلع بھی بہت آباد اور خوب زر خیز ہے۔ شورہ یہاں افزا
 سے پیدا ہوتا ہے۔ گاے بل بھی اچھے ہوتے ہیں۔ صدر مقام اسکا
 چھتر پچاس ہزار آدمی کی سبھی گھاتے سے تین سو ساٹھ میل گوشہ شمال
 و مغرب کو ہے۔ وہاں سے ڈومزل پورب گندک ندی کے بائیں
 کنارے پر جس جگہ وہ گنگا سے ملی ہے۔ حاجی ٹوڑی ہے۔ وہاں ہر سال
 کا تکی پورنماشی کو ایک بہت بڑا میلہ ہوا کرتا ہے۔ اڑھتیسواں جسٹس

۳۷

پارن

سائرین کے اتر صدر مقام موٹی ہاڑی کلکتے سے تین سو پچھتر میل
 گوشہ شمال و مغرب کو واقع ہوا ہے تو ہاڑی سے تھوڑی سی دور پر اتر طرف
 سنگولی کی چھاوٹی ہے۔ انا لیسواں ^{۳۹} آٹھ سو میل کلکتے کے اتر ہریم
پتر کے دو طرف شمالیہ میں چین کی سرحد تک چلا گیا ہے۔ یہ آٹھ سو
سرکاری قانون کے ضلعوں میں نہیں گنا جاتا بلکہ کماؤں گدھوا
اور ساگر نرندہ کی طرح اس علاقے کے لیے بھی ایک جدا کشن
 اور اجنٹ مقرر ہے اور اسکے تحت میں چھ بڑے اسٹنٹ چھ جگہ
 کچھ بیان کرتے ہیں۔ یعنی پہلا اسٹنٹ تو صدر مقام گوہاٹ میں
 ہے اور دوسرا گوہاٹ سے چھ سو میل پورب گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا
 ہوا نوگانو میں ہے۔ تیسرا گوہاٹ سے ^{۶۵} پینتیس میل گوشہ شمال و مشرق کو
 ہریم پتر کے واسطے کنارے پنج نوز میں ہے چوتھا گوہاٹ سے اسی میل
 ہریم پتر کے بائیں کنارے گوانیا پورے میں ہے۔ پانچواں گوہاٹ سے
 ایک سو بیسے میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف لکھن نوز میں ہے اور چھٹا
 گوہاٹ سے ایک سو اسی میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف پورب کو
 چھٹا نوز یعنی شینو ساگر میں ہے۔ ساتواں گوہاٹ سے ^{۷۵} پینتیس میل

گھٹیوں کے پہاڑ میں جسے انگریز لوگ گوسیا کہتے ہیں سندھ سے
 ساڑھے چار ہزار فٹ اونچی ایک جگہ جس کا نام خیرا پوٹنجی ہے حساب
 لوگوں کے ہوا کھانے کا مقام ہے۔ رہنے کے لیے وہاں سنگلے
 بن گئے ہیں جو پانی وہاں بہت برسا کرتا ہر سال بھر میں تین سو تک
 ناپا گیا ہے۔ جانا چاہیے کہ مینہ کا ہر جگہ اندازہ سمجھنے کے واسطے یہ تہہ
 بہت اچھی ہے یعنی جس مقام کے مینہ کا انداز جانا اور کار ہو سکتا
 کو سمجھ لیں کہ اگر وہاں زمین برابر ہوتی اور مینہ کا پانی جب قدر زمین
 پر پڑتا وہ سب کا سب اسی جگہ اکٹھا ہونے پاتا تو وہ ناپنے میں کس قدر
 گہرا ہوتا۔ جیسے خیرا پوٹنجی کی ساری زمین شمالی کی طرح برابر ہوتی
 سال بھر کے مینہ کا پانی نہیں سوکھنے اور بہنے کے اُس طرح ہونے پاتا
 تو تین سو تک گہرا ہو جاتا۔ سرکار نے مینہ کا پانی ناپنے کے لیے ہر ایک
 تحصیل میں لوہے کا پیمانہ بنا کر رکھوا دیا ہے۔ چنانچہ جب مینہ بہتا ہے تو
 اُس کا اندازہ روز کار و روز کتاب میں لکھ لیا جاتا ہے اجتناب سے تخت میں
 نہیں اجا اور سردار گئے جاتے ہیں۔ لیکن صرف گنتی گنانے کے
 لیے راجا اور سردار کہلاتے ہیں۔ ہر ایک کے ہر ایک کو ناپ رکھا،

بہتر ہے۔ کیونکہ فقط بن لینے جنگل اور جھاڑی انکی ملکیت ہے اور یہی
 جنگلی آدمی جنکا تذکرہ آگے لکھا جاتا ہے انکی رعیت میں ہے سرکار کے تابع
 اور فرمانبردار ہیں۔ جب قدر ندیاں اس ضلع میں جاری ہیں یقین ہے کہ
 اور کہیں اتنی وسعت میں نہیں جاری ہونگی۔ کیونکہ یہاں کاسٹھ
 ندیاں تو اس طرح کی ہیں جن میں اکثر بارہوں میں نہ پھلتی رہتی ہے
 برسات کے موسم میں پانی چاروں طرف پھیلا رہتا ہے۔ اگلے زمانے
 میں وہاں کے راجاؤں نے پانی کے بیچ میں کسنا جاری رکھنے کو
 بند کے طور پر زمین سے تین چار گز اونچی سٹرکین بنا لی تھیں۔ اس
 سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں یہ ضلع خوب آباد تھا اور عجیب
 نہیں کہ اسی راہ سے چن کے لوگ یہاں اور یہاں کے لوگ چن کو
 آتے جاتے ہوں۔ لیکن اب تو ان سڑکوں پر جنگل بسا ہے۔ اور شیر بھالو
 اُسکے راہ گیر ہیں۔ لوہے اور کوئلے کی کھان بھی یہاں موجود ہے اور
 نڈیوں کا بالو دھونے سے سونا بھی ہاتھ لگتا ہے۔ مثیل یہاں کی ہے
 نکلتا ہے۔ اتر میں جس مقام پر دیارے بڑی تھم تھم کہہ کو کاٹ کر آشام
 میں آتا ہے اسکا نام پڑھو گٹھار ہے۔ کیونکہ یہ منوں کے طریق بموجب

اُسے پستراؤم نے اپنی کُداں سے کاٹا تھا۔ جنگل بہاڑ یہاں بہت
 ہیں بہ خصوصاً پورب اور اڑتر کی طرف تو نہایت ہیں اور اسپین بہت
 سی ذاتوں کے جنگلی آدمی یعنی آبز ڈو پھلا گارڈ و جینی کھارٹی
 مسٹی بہاڑی مہیری سنگپھو ٹنگے وغیرہ بستے ہیں یہ
 ذات اور مذہب کا انکے کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ سب چیز کھاتے ہیں
 تیرون کو زہر میں بھجاتے ہیں بہ غلیظ ایسے کہ آہستہ تک نہیں لیتے
 پوچو پاپون کی کھوپریاں کالی کر کے آرایش کے واسطے بندھن اور
 کی طرح اپنے گھرون میں ٹسکاتے ہیں یہ کوئی انہیں بدھ کا مذہب
 بھی رکھتا ہے۔ اکثر درختوں کی چھال کا لنگوٹ بنا کر بانڈھتے ہیں اور
 سینک کا کٹھوپ پہنتے ہیں یہ کوئی کٹل بھی اور ہھ لیا کرتا ہے کہتے
 ہیں کہ اس قوم میں گارڈ لوگ جو بڑے شہر کے دکھن اور سیلہٹ اور
 ٹیمپنگ کے آڑ بستے ہیں سانپ کو بھی پکڑ کر کھا جاتا کرتے ہیں یہ
 اور گتے کا پالنا انکی بڑی فری کپاٹ ہے۔ پہلے اسکو پیٹ بھر کر چاول
 کھلاتے ہیں بعد اسکے اُسے جتیا آگ پر بھون کر کھا جاتے ہیں یہ اس
 قوم میں یہ بھی ایک دستور ہے کہ جب ہانکے یہاں اسپین نکلا رہو تو ہر قوم

آدمی اپنے اپنے گھر میں چٹا کر کا دخت لگاتے ہیں اور اس بات کی
 قسم کھاتے ہیں کہ قابو پاتے ہی اپنے دشمن کا سر کاٹ کر اس پیر کے
 کھٹے پھل کے ساتھ کھا جائیگے۔ چنانچہ جب اپنے دشمن کا سر کاٹ
 لاتے ہیں تو قسم بموجب اسکو چٹا کر کے ساتھ ابا ل کر کھا جایا کرتے ہیں
 بلکہ اپنے دوست آشناؤں کو بھی دعوت میں کھلاتے ہیں اور پھر اس
 پیر کو کاٹ ڈالتے ہیں اور جب رانی جھگڑے میں کسی بنگالی زیندا
 کا سر کاٹ لاتے ہیں تو اسکے گرد پہلے سب کے سب بلکرنا چتے گاتے ہیں
 اور پھر اسکی کھوپری صاف کر کے اپنے گھر میں لٹکا دیتے ہیں بدوہ
 کھوپریاں اسپین چھ ہی ڈالا کرتے ہیں بلکہ اشرفی اور بنگ ٹوٹ کے
 برابر وہاں یہ بنگالیوں کی کھوپریاں اسکے بازار میں چلتی ہیں چنانچہ
 ۱۸۵۷ء میں کالو مالو پورے کے زیندار کی کھوپری ایک تہار روپیہ کو چھ
 تھی اور انڈر قلعہ دار کی کھوپری پنج سو روپیہ کو بھنائی جاتی تھی بدوہ
 لوگ اپنے مردوں کو جلا کر بالکل رکھ کر ڈالتے ہیں تاکہ کوئی آدمی
 رو پیے کی طرح کسی گاڑی کی کھوپری بنگالی کے عوض دیکر ان میں شگ
 نہ لیا کرے۔ شادی سیاہ وہاں عورت مرد کی خوشی اور رضامندی سے

ہوتا ہے اور اگر ان میں سے کسی کا باپ اس شادی سے ناراض ہو جاوے
 تو پھر وہ سب لوگ مل کر اُسکو اتنا پٹتے ہیں کہ وہ بیچارہ آخر کو راضی ہو جاتا ہے
 خاوند کے مرجانے کے بعد وہاں کی عورتیں اپنے جلیٹھ دیور سے نکاح
 کر لیتی ہیں اور اگر خاوند کا کوئی بھائی زندہ نہ ہو تو اُسکے باپ سے
 یعنی اپنے خسر سے شادی کر لیتی ہیں ہاں مالک میراث کی وہاں چھوٹی
 لڑکی ہوا کرتی ہے ہر مردے کو چار روز کے بعد جلاتے ہیں اور
 اگر اُنکا کوئی چھوٹا سردار مرے تو اُسکے ساتھ ایک غلام کا بھی سر
 کاٹ کر اگ میں جلا دیتے ہیں اور جو کوئی بڑے دیبے کا سردار مر جاوے
 تو اُسکے سب غلام بلکہ ایک ہندو کو کو بڑھلا تے ہیں اور اُسکا سر کاٹ کر
 اُسکے ساتھ جلا دیتے ہیں ہر آدمی وہ لوگ محنت کش اور مضبوط ہوتے
 ہیں ہر صورت شکل اُنکی یہ ہے کہ ناک حشیون کی سی پھیلی ہوئی اور آنکھیں
 چھوٹی ماتھے پر جھڑیان پڑی ہوئی موزہ بڑا سا ہونٹھ موٹے چہرہ گول
 اور رنگ اُکا گندمی ہوتا ہے ہر عورتیں ناٹی اور رنگی ایسی کہ مردوں سے
 زیادہ مضبوط ہے۔ کانوں میں اُنکے سنس ۳۳ تیس تیس بالی تیل کے اُسنے
 بڑے بڑے رکھتے ہیں کہ چھاتی تک لٹکا کرتے ہیں ہر آقام کے اُس

لوگ بھی گھاس چھوس کے بنگلے یا چھتھرون میں رہتے ہیں پچھم
 کا حصہ آسام کا ایک کام روپ کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ ایک مندر
 کے شاستر میں توجہ سر صدر کام روپ دیس کی لکھی ہوئی ہوا اسکے خوب
رنگ نوز پینٹنگ سلیٹ جینٹا نوز کچاز منی پورا اور آسام میں
کام روپ دیس ٹھہرتا ہے ہنسکرت میں کام روپ کو پراک جیوتش بھی
 کہتے ہیں یہ اور اگلے زمانے کی پوتھیوں میں اس دیس کی بڑے
 بڑے اچھے کی بائیں اور نہایت تعجب کی حکایاتیں لکھی ہیں نادان
 آدمی اب تک اسکو جادو کا گھر خیال کرتے ہیں یہ تاثر کہ مذہب اسی
 جگہ سے پھیلا ہے گا نا کشا دیسی کا مشہور مندر ۹۲ درجے ۵۶ دقیقہ پورے
 طول اور ۲۶ درجے ۳۶ دقیقہ عرض میں واقع ہے وہاں کے آدمیوں
 کی صورت شکل صین کے لوگوں سے ملتی ہے ہر صدر مقام گونا گوتھے
 سے تین سو چالیس میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف جو کہ کسی زمانے
 میں کام روپ کا تخت گاہ تھا اور اب بان صاحب کشر رہتے ہیں میر
 کے بائیں کنارے پر سیاہی ہے چالیسواں گوشہ جنوب و مغرب
 کی سرحد اور سمنجھل نوز کی ایشی اور چھوٹے ناگ پوز کی کشری بائنگرا

گوشہ جنوب
 اور سمنجھل

کے چھیم کو واقع ہو اور ایک بہت بڑا علاقہ ہے۔ صاحب کشر کے
 زیر حکم کنی ایک اسٹنٹ رہتے ہیں۔ وہی اس میں جا سجا قانونی ضلع
 کے مجسٹریٹ اور کلکٹروں کی طرح کھریان کرتے ہیں۔ اپیل ان سب کا
 صاحب نذ کی عدالت میں سنا جاتا ہے۔ اور کشر و کٹن ٹویر عرف چھوٹے
 ناگیوڑ میں رہتے ہیں۔ یہ یہ مقام کلکتے سے دو سو نو میل چھیم گشتہ
 شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔ چھاوینی ڈورنڈا میں کوس بھر دھن
 ہے۔ ہر حد اس علاقے کی اتر کو بیڑ چھوم بہار اور مرزا پور کے
 ضلعوں سے ملتی ہے۔ اور دھن کی طرف گنیم جو کہ مندرجہ جاح
 کا ضلع ہے چلی گئی ہے۔ پورب اسکے باج گزار مجال میں دنی پور اور
 بڑووان ہیں۔ اور چھیم کی طرف گجیل کھنڈ کاراج اور ساگر نرندرا
 اور ناگیوڑ کا علاقہ ہے۔ اس ضلع میں آبادی کم ہے اور اجاڑ اور جنگل
 بہت ہے۔ زمین بڑی اور پتھر ملی مگر اکثر جگہ تراور زرخیز ہے۔ آب و
 ہوا یہاں کی خراب ہے۔ کمان اس ضلع میں سیسا سرمہ لونا ہے۔
 کو ملاز برجد اور ہیرے کی ہے۔ اور علاوہ اسکے ندی کا بلو دھو
 سے کچھ سونا بھی ملتا ہے۔ بہاروں میں جنگلی آدمی گوند خوار گول

وَهَكَذَا سَوْنُ مَشْأَلٍ وَغَيْرَهُ كَيْفِي ذَاتِ كَلِمَةٍ لَوْ كَانَتْ بِسْمِ اللَّهِ
 اُنْكَاحُ كَچھ نہیب مقرر ہو اور نہ اُنکے لیے کوئی کھانے پینے کی چیز مین
 ہو۔ آؤیت کی بوباس وہ لوگ بالکل نہیں رکھتے اور لوٹ مار کو خوب
 پسند کرتے ہیں بہتیرے اُن میں سے خصوصاً جو لوگ کہ سرگئی کے
 پہاڑوں میں رہتے ہیں بن مانس کی طرح ننگے پھر کرتے ہیں۔
 اور صرف جنگل کے پھل پھول ہوا تیند وغیرہ اور گند مول کھا کر گزارا
 کرتے ہیں۔ بلکہ اُنکا جنگلی پن اس درجے تک ہے کہ جب اُنکے رستے آ
 لوگ اس قدر بوڑھے یا بیمار ہو جاتے ہیں کہ چل پھر نہیں سکتے تو وہ
 نوگ اُنکو کاٹ کاٹ کر بے تکلف کھا جاتے ہیں۔ اس ضلع میں حقیقت
 علاقہ سرکاری بندوبست کے اندر کشمی سے تعلق رکھتا ہے وہ سب
 تین حصوں میں تقسیم ہو کر تین اسٹنٹ کے تابع ہے۔ اول حصہ چھوٹا
 ناگپور ہے۔ اسکا صدر مقام ٹوٹاڑو گاؤں ہے۔ چھوٹے ناگپور سے تین
 میل چھم ہے۔ دوسرا حصہ مان بھوم ہے۔ اسکا صدر مقام پڑیا ہے۔ چھوٹے
 ناگپور سے تین میل پورب ہے۔ تیسرا حصہ تیراری ناغ چھوٹے ناگپور
 سے پچاس میل آتر ہے۔ یہاں سرکاری فوج کی چھاؤنی ہے۔ تیراری ناغ

پس کئے سوتے گرم پانی کے ایسے ہیں کہ جن میں گندھک اترے
 اور انکے اندر تھرمائیٹ ڈوبانے سے ایک سو نوے درجے تک پارا چڑھا کر
 نیرازی باغ سے قریب دو منزل کے پورب سمیت شکر کے پہاڑ پر
 منت والونکا ایک بڑا تیرتھ اور مندر ہے۔ صاحبِ جنت کے متعلق صرف

نام کو اٹھاؤں راجا ہیں، اختیار انکو بہت تھوڑے ہیں۔ میلنگاری
 کا سرکاری خزانے میں داخل کرتے ہیں، اکتالیسواں باج گڑ محال
 جنوب و مغرب کی سرحد اور سجھل پور کی اجنٹی کے پورب اور کنگ اور

بلیشور کے پچھم جنگل اور جھاڑیاں بہت ہیں، آب ہوا نہایت
 کوئلا لو باپیوٹری کھریا اور برک کی کھان ہے، غوی کا بالو دھوئے
 سونا بھی ہاتھ لگ جاتا ہے، بہت تھوڑا سا آدمی وہاں کے خوشی اور

جنگلی ہیں، راجا ان محالوں میں صرف برائے نام کہلاتے ہیں، عیناً
 سب صاحبِ سپرنٹنڈنٹ کا ہے، گھنڈ لوگ وہاں اب تک اپنے
 دیوتاؤں کے آگے آدمی قابل چڑھتے ہیں بلکہ ان لوگوں کا عہد
 ہے کہ جب تک آدمی کو بل دیکر اسکا گوشت کھیت میں نہ گارینے تک

انج اچھا پیدا نہیں ہوگا، مگھرسن صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں

چکر لیا

کہ یہ لوگ آدمی اپنی قوم کا نہیں مارتے آس پاس کے علاقوں سے
 لڑکے لے آتے ہیں۔ بلکہ ان کے وقت پہلے انکی ہریان ٹوڑا
 ہیں پھر کھیتوں میں گاڑنے کے واسطے انکے بدن سے گوشت کے
 ٹکڑے کاٹتے ہیں۔ پھر کارنے اس بڑے کام کو بند کرنے کے لئے
 سی رتدیرین کی ہیں مگر وہ نامعقول چوری تھپے آدمی کو کاٹ ہی ڈالتی ہیں
 بیالیسیوں ناگیور گوشہ جنوب مغرب کی حد اور سمجھل پور کی اجڑی کے
 پچھم ہر وہ یہ برا علاقہ گوشہ جنوب مغرب کی طرف حیدرآباد کی عملداری سے
 جاملتا ہے۔ اس علاقے میں کچھ حصہ صوبہ گوندوانے کا آگیا پور باقی
 صوبہ پراڑ ہے۔ اکبر بادشاہ کے وزیر ابوالفضل نے ناگیور کے راجا کو ملی
 براٹ لکھا ہے۔ اس سبب سے اب تک اسکا یہ نام چلا جاتا ہے۔ ^{حقیقت}
 میں ناگیور گوندوانے میں ہے۔ براٹ کا دار الحکومت اچھوڑ تھا۔ اچھوڑ
 حیدرآباد والے کے قبضے میں ہے۔ اُس نے میں لوگ ان علاقوں کے
 حصوں سے بہت کم وقف تھے۔ اور یہ علاقے بادشاہوں کو زمین
 بھی اچھی طرح نہیں آتے تھے۔ اب بھی ناگ پور کے علاقے میں ^{خضابوڑی}
 حصے کے درمیان جیسے جھل اُجاڑ اور جھار پھاڑ پڑے ہیں۔ یہ

ناگیور

جانتے ہیں کہ کسی دوسرے علاقے میں نہیں ہونگے، اور ان میں
 خصوصاً بستر کی طرف جو کہ گوشہ خوب و مشرق کی جانب ہے، آدمی بھی
 جنکو گوند کہتے ہیں وضع میں بن مانسون سے کم نہیں ہوتے، عموماً
 تو انکی دو چار پتے کم میں لٹکائے رہتی ہیں لیکن مرد بالکل ننگے مادر زاد
 میں پھر کرتے ہیں، گھر بار کہیں نہیں رکھتے، ناک انکی چھٹی ٹھکڑی
 اور ہونٹھ موٹے اور بال اکثر گھونگھروالے ہوتے ہیں صرف جنگل کے
 کند مول اور پھل پھول یا شکار سے پیٹ بھر لیتے ہیں، گائے کا
 گوشت تک کھا جاتے ہیں، اور اپنی دیہی کے سامنے آدمی کو بل
 چڑھاتے ہیں، ان میں سے جو لوگ کہ بستیوں کے پاس بس گئے ہیں
 وہ کھیتی باری اور نوکری چاکری بھی کرتے ہیں، اور اب آدمی بنتے چلے
 ہیں، زمین و بیان کی بلند بیڑ اور اکثر پتھر ملی ہے، پہاڑی نلے کھولے
 اور گھلٹے ہر مقام پر ہیں، آب و ہوا جنگلون کی خراب، پانی اس میں
 کہیں کہیں بہت کم دستیاب ہوتا ہے، لوہا اس زمین میں کئی مقام
 نکلتا ہے، اور گہرو کی بھی کھان ہے، کسی زمانے میں ہیرا گڑھ کی کھان
 ہیرا نکلتا تھا، پر اب بند ہو گیا، بعضی بعضی ندیوں کا بالو و حوسنے سے کچھ

سونا بھی نکل آیا کرتا ہے۔ لیکن نہایت کم ہے۔ الغرض اس بے آہنی
 علاقے میں بھی آسام اور چھوٹے ناگپور کی طرح ایک کشتہ رہتا ہے
 اور اسکے تحت میں پانچ ڈبئی کشتہ آہنی ضلع کے کلکتہ کی طرح پانچ
 ضلعوں میں کام کرتے ہیں پہلا کلکتہ سے چھ سو ستر میل تھم اور
 ۹ دقیقہ اتر عرض اور ۷۹ درجہ ۱۱ دقیقہ پورب طول کے درمیان سمندر
 ایک طرف بلند صدر مقام ناگپور میں رہتا ہے۔ گرمی کی شدت وہاں
 بہت نہیں ہوتی ہے۔ آدمی شہر میں لاکھ سے زیادہ ہیں۔ گلی کوچے
 اور نہایت غلیظ ہے۔ برسات میں کیڑے بڑی ہوجاتی ہیں۔ مکان دیکھنے
 لائق کوئی نہیں ہے۔ جدھر دیکھو جھونپڑے ہی جھونپڑے دکھائی دیتے
 ہیں۔ شہر کے گرد فواح میں درخت بالکل نہیں۔ ٹیپو میدان پڑا ہے۔ دکن
 ایک چھوٹا سا نالاناگ ندی نام بہتا ہے۔ اسی سے اس شہر کا نام ناگپور
 رکھا گیا ہے۔ چھاؤنی پاس ہی سینٹا بلدی کی پہاڑی ہے۔ دوسرا ناگپور
 سے ڈیرھ سو میل پورب راسے پور میں رہتا ہے۔ وہاں سے سو میل
 اتر سات پڑا پہار کے اوپر جہاں سے سون اور زرد انکلی ہے ایک پڑے
 لوق ووق جنگل میں امرکنٹک مہادویو کا مندر ہے۔ وہاں تیرتھ ہے۔ تیسرا ناگپور

سے چالیس میل پورب بان گنگا کے داہنے کنارے بھنڈار میں
 رہتا ہے اور پچھتھانا گپور سے اسی میل اتر چند وارے میں رہتا ہے اور
 پانچواں ناگپور سے ایک سو پانچ میل دکھن ذرہ گوشہ جنوب و مشرق کھلتا
 براندی کے بائیں کنارے سے پنج میل کے تفاوت پر چاند میں

پنجاب کی لغت گورنری

اب ان ضلعوں کا بیان کیا جاتا ہے جو پنجاب کے لغت گورنری میں
 بین پھلا دلی بند شہر کے گوشہ شمال و مغرب کو واقع ہو بہ ضلع
 بادشاہی زمانے میں صوبہ دہلی کے اندر گنا جاتا تھا اور اسکی سرحدوں
 لاہور سے ملتی تھی بد شہر دلی جسکو شاہجہاں آباد کہتے ہیں لاہور سے
 اڑھائی سو میل گوشہ جنوب و مشرق کو جہان کے داہنے کنارے پر بسا
 چھٹھ مہاراج نے اسی جگہ اندر پرستھ بسایا تھا اسی وقت سے
 یہ مقام برابر ہندوستان کا دارالسلطنت رہا پھر جسے اس ملک پر
 کی اسنے پہلے اسی شہر کو سما کرنے پر کرنا بھی ہو جو بادشاہ یہاں آیا
 پرانے شہر کو توڑ کر نیا شہر اپنے نام کا بسایا اب جو شہر موجود ہے وہ کہتے
 کے پورے شاہجہان بادشاہ کا بسایا ہوا ہے اسی واسطے اسکے نام سے

دلی

پکارا جاتا ہے پھر و لطف سنگین شہر بنا چھ ہزار تین سو چوبیس گز شاہنہانی
 ہے تیرہ دروازے ہوا کھڑکیاں ہیں ہاں تین سے تین کھڑکیاں بند
 رہا کرتی ہیں بازار قلعے سے دو دروازے تک تیس گز چڑھا اور
لاٹھ پرتی دروازے تک چالیس گز چڑھا پڑھ نہر جہانگاہی گلی گلی گلی ہے
 قلعہ سنگ سرخ کا عین جہانگاہ کے کنارے بہت اعلیٰ اور خوش قطع بنا کر
 اسکی تیاری میں ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے اس کے اندر دیوان عالم اور
دیوان خاص وغیرہ کئی مکانات سنگ مرمر کے نہایت عمدہ اور خوب سے
 ہیں یہ وہی مکان ہے جس کے اندر کسی زمانے میں تخت طاؤس رکھا جاتا
 تھا پھر وزیر صاحب جو شاہنہاں کے وقت میں یہاں آئے تھے اپنی
 کتاب میں لکھ گئے ہیں کہ شاہنہاں بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ اس دیوان
 خاص کے تمام در و دیواروں پر انگور کے گچے بنا لئے جاویں اس ڈول
 سے کہ گچے انگور کی جگہ زمر اور پتے کی جگہ ایک ایک لعل سنگ مرمر کی
 زمین میں چڑویا جاوے بلکہ بموجب حکم کے ایک طاق اسی طور کا بن کر
 تیار بھی ہو گیا تھا لیکن پھر اورنگ زیب کا اختیار ہو جانے کے باعث
 وہ کام بند ہو گیا اب یہہ مکان بے مرت پڑا ہے جن حوضوں میں گلاب

اور بید شک بھرا جاتا تھا ان میں اب کاٹی جی ہوئی ہو اور جہان محل
 اور کنوڑا کے فرش پر موتیوں کی جہاڑ کے شامیے کھڑے رہتے
 تھے وہاں اب کوئی جھاڑ بھی نہیں رہتا بلکہ وہاں کبوتر اور ابا بیلون کی
 بیٹھیکوں میں بڑی ہوئی ہو جاتے ہیں کہ یہاں اورنگ زیب کے
 وقت میں تیس لاکھ آدمی بستے تھے اس شہر میں نادر شاہ نے ۱۷۰۹ء
 میں قتل عام کیا اور پھر مشنوں نے تو اسکو ایسا تباہ کر ڈالا کہ ۱۸
 میں جب لاٹریک نے ان لوگوں سے چھینا تو بالکل اجاڑ پایا جو
 یہاں آیا لوٹنے ہی کو آیا تھا صرف ایک یہ ٹیک صاحب بھادر اسکو
 لوٹ مار سے بچانے کے واسطے پہنچے ۱۸۵۴ء میں یہاں ایک لاکھ باون
 ہزار آدمی شمار کیے گئے تھے اور ہندوستان کے اول درجے کا شہر گنا
 جاتا تھا جامع مسجد جسکی تیاری میں دس لاکھ روپیہ لگا ہے اس شہر میں
 عمدہ ہے کہ ہندوستان میں تو کیا بلکہ سارے جہان میں اس شان کی نہیں
 نکلیگی یہ طول اس مسجد کا دو سو اٹھ فٹ کرسی چونتیس زنیوں کی بنا
 ایک سو تیس فٹ بلند ہیں ان بیارون پر چڑھنے سے تمام شہر گویا
 پر نظر آتا ہے علاوہ اسکے یہاں ایک حسین مندر بھی ہے جسکے زائے کاغذی کا

بنایا ہوا دیکھنے کے لائق ہے ہر سنگ مرمر اور پتھر کی کاری کا کام اُس میں اچھا
 کیا ہے ہر شہر کے باہر دس دس کوس تک ہر طرف کھنڈر اور بے مقصد ہے
 پڑے ہیں اور کھنڈر بھی کیسے کہ جب تیار ہوئے ہونگے تو لاکھوں
 بلکہ بہتوں میں کروڑوں روپے لگے ہونگے ہر قبریں ایسوں کی ہیں کہ
 جنگی اردلی میں لاکھوں سوار پیادے دوڑتے تھے اور جڑاؤ چلیو چلیو
 پیشاب کرتے تھے یہاں اُنکی قبروں پر کتے موتے ہیں ہر جوارے
 ہندوستان میں نہیں جاتے تھے وہ اب یہاں ڈیرہ گز زمین کے
 اندر دبے پڑے ہیں ہر جولوگ کہ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے اُن
 دیکھنے چاہتے تھے خاک میں ملا دیا ہوا اور جو بادشاہت کے تخت پر
 ہوئے تھے اُنھیں تابوت کے تختے پر اٹھنا پڑا ہوا عرض اس شہر کے
 ارد گرد کوڑیوں بادشاہ مٹی میں دبے ہوئے ہیں اور بہت سے
 شاہنشاہ بے بس ہو کر یہاں زمین کے پیوند ہو گئے ہیں ہر

نظم مؤلف

بہت سے شہنشاہ باغروشان ہوئے اب گھسب کے سبب انشان
 اکڑتے تھے سر پر جو رکھ تاج زر ملے خاک میں آخوش سہرا

اگر قبر کھلو اسکے دیکھو کبھی جو بڑی گدا کی بھی اور شاہ کی
 تو کچھ سرق معلوم دیکھنا آہ کہ تھا کون اسمین گدا کون شاہ
 تمنا میں دنیا کے ہرگز نہ بھینس کہ یہ چاندنی چارون کی ہی بس
 شہر سے اڑھائی کوس باہر اگتیر بادشاہ کے باپ سہاؤن کا مقبرہ جسکی
 تیاری میں پندرہ لاکھ روپیہ لگا تھا اور نظام الدین اولیا کی درگاہ
 اب بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ منصور علیخان صفدر جنگ کا مقبرہ
 بھی بہت تحفہ بنا پر شہر سے سات کوس پر گوشہ جنوب و مغرب کی طرف
 خواجہ قطب الدین خجیاری کا کی درگاہ ہے وہاں ایک جھیل کا بند بنا ہوا
 اسپر سے چادر جھرنے نہر اور قوار سے نکالے ہیں۔ ہر سات میں چھی
 سیر کی سہاؤنی جگہ ہے۔ پھول والوں کا بڑا مشہور میلہ اسی جگہ ہوتا ہے۔
 وہاں سلطان شہاب الدین غوری نے مہاراج پرتھوی راج کا مندر توڑ
 کر اُس مصالح سے ایک نہایت عالیشان مسجد بنانی چاہی تھی لیکن
 عمر اُسکی اور اُسکے کئی غلام بادشاہوں کی اُسکے بنانے میں پوزی ہو گئی
 اور مسجد اور غوری رہی تمام نہیں ہونے پائی۔ مندر کی بھی کچھ توار
 حوت سے بچرنا تک اسمین کٹری ہیں مگر مور و تون کی صورت شکل

بگاڑ ڈالی ہیں تاکہ بت کا نام نہ رہے۔ اگر یہ مسجد تیار ہوجاتی تو یقین تھا
 کہ اتنی بڑی اور اس قطع کی مسجد تمام دنیا میں نہ دیکھائی دیتی۔ اس کے
 صحن میں ایک دوسے کی لاٹ اڑوہات کی جس پر اگلے زمانے کے کچھ
 ہندی حرف گھدے ہیں ہوا پانچ فٹ موٹی اور بائیس فٹ اونچی گری ہے
 مہراب میں اس مسجد کی ساٹھ فٹ اونچی ہوگی اس پر اس خوبی اور صفائی سے
 سنگ تراشی اور نقاشی کی ہے کہ مہر کن بھی ایسی کاریگری نہ کر سکیگا۔ ایک سینا
 اس مسجد کا جو خمس الدین لمتس یعنی شہاب الدین غوری کے غلام بادشاہ
 نے بنایا تھا دو سو یا اکیس فٹ اونچا ہے۔ اس میں چڑھنے کے لیے تین
 اٹھتر بیڑھیان لگی ہیں۔ اس مینار کے تین درجے تو سنگ مرمر کے ہیں
 اور چوتھا درجہ سنگ مرمر کا بنا ہے۔ اور ہر درجے پر قرآن کی آیتیں بہت
 خوش خط کھودی ہوئی ہیں۔ ایسا خوبصورت مینار اور اتنا اونچا دنیا میں
 نایاب ہے۔ شہر کے باہر ایک مقام ہے جسکو لوگ جنتر کہتے ہیں ایک صد فٹ
 راجہ جے سنگھ کا بنا یا ہوا ہے۔ اور پاس ہی شہر کے ایک کھنڈر کے اندر
 جو فیروز شاہ کا کوٹلا کہلاتا ہے ایک لاٹ بالکل ایک ہی پتھر کی اٹھتالیس فٹ
 اونچی کھڑی ہے۔ اس پر بھی وہی حرف اور وہی عبارت گھدی ہے جو کہ الہ آباد

گانوان ۲

کی لاشہ پر چڑھ دو سٹرا گڑگاٹوان دہلی کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف
ہے صدر مقام گڑگاٹوان لاہور سے دو سٹا ^{۲۹۰} میل گوشہ جنوب و مشرق کو ہے

مجر ۲

پتیسرا جھجر گڑگاٹوان سے کے اتر ہے صدر مقام جھجر لاہور سے دو سو
چالیس میل گوشہ جنوب و مشرق کو ذرہ دکھن کی طرف جھکتا ہوا ہے چھٹا

ک ۴

ڑھٹک جھجر کے اتر ہے صدر مقام ڑھٹک لاہور سے سو اور سو میل
گوشہ جنوب و مشرق کو دکھن کی طرف جھکتا ہوا واقع ہے شہر پڑانا اور

مارہ

ٹوٹا چھوٹا سا ہے پانچواں حصار جسکو نیریا بھی کہتے ہیں ڑھٹک کے
پچھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے اس ضلع میں گائے بھینس اچھی

ہوتی ہیں دو دو دھ بہت دیتی ہیں ایک صاحب نے یہاں ایک
بیل سو اچار ماتھ کا اونچا بنا پاتھا اور وہ دل میں پانی کی کچھال کو اٹھاتا

تھا بستی یہاں اکثر جاٹ اور گوجر دن کی ہے پانی کی کیا بستی
ہاتھ گہرا کھوٹا پڑتا ہے صدر مقام اسکا حصار لاہور سے دو سو

میل دکھن گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا ہے کسی زمانے میں یہ بہت
بڑا شہر تھا اب تو اس میں دس ہزار آدمی بھی نہیں بستے یہاں نوروز

تعلق کے محل کے کھنڈر ہیں جگہ کھڑے ہیں وہ مقام اس زمانے میں

یہ پورچ شہر گنا جاتا تھا۔ اسی کے پاس لوہے کی ہایک لاش بھی گڑی
 ہو چکی تھی۔ سوار کے گوشہ شمال و مغرب کو ہر صدر مقام سوار
لاہور سے ڈیرہ سوہیل دیکھ کر ہر ساتواں پانی پتہ رنگ کے گوشہ
 شمال و مغرب کو واقع ہو چکا۔ صدر مقام پانی پتہ لاہور سے سو اڈو سو
 گوشہ جنوب و مشرق کو بسا ہے۔ وہاں شاہ بو علی قلندر کی درگاہ ہے۔
 اسی میں کھجے کوٹھی کے لگے ہوئے ہیں۔ اس مقام پر دو ٹرائیاں بڑی
 بڑی ہوئی ہیں۔ ایک تو ۱۵۲۵ء میں اکبر کے دادا سلطان بابا اور
ابراہیم کو دی کے درمیان اور دوسری ۱۶۱۰ء میں احمد شاہ درانی اور
سدا شیور اور بھاؤ کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ بھاؤ کی لڑائی ایسی ہوئی
 کہ اسکے بعد پھر اتنی فوج کسی لڑائی کے میدان کے اندر آج تک اس ملک
 میں کبھی جمع نہیں ہوئی۔ اتنی تیز سوار پادے تو احمد شاہ کی طرف
 تھے۔ اور چالیس ہزار مرٹھوں کی جانب تھے۔ اور بہتر شمار سے باہر
 تھی۔ مرٹھوں کے لشکر میں سب ملا کر کم سے کم پانچ لاکھ آدمیوں کی
 بھٹی بھاڑ تھی۔ پانی پتہ سے چوبیس میل اتر کر نالی میں ہزار آدمی
 کی بستی نہرا کی نہر کے کنارے بسا ہے۔ چھاونی وہاں کی مشہور تھی

لیکن اب کچھ نہیں ہے، آٹھواں تھانیر سہارنپور کے پچھلے طرف ہے۔
 صدر مقام اسکا تھانیر جسکو سنسکرت زبان میں سٹھان کہتے تھے
 اور گرتھیر کہتے ہیں لاہور سے ایک سو بیس میل گوشہ جنوب مشرق
 کی جانب سرسوتی ندی کے بائیں کنارے ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے۔
 اسی مقام پر کوڑو اور یاڈو ٹوٹے تھے۔ اور مہا بھارتھ ہوئی تھی۔
سرسوتی میں اب پانی بہت کم رہتا ہے۔ شیخ پھلی جس کو لوگ
شیخ چلی کہتے ہیں اسی جگہ اسکا مقبرہ ہے۔ شہر ہے کہ اس
 کے دروازے پر نیچے تو یہ لکھا تھا کہ خدا کے واسطے ذرہ اوپر
 دیکھو۔ اور اوپر کو یہ لکھا ہوا تھا کہ اسی بے وقوف کیا دیکھتا ہے۔
 لیکن اب تو وہ مقبرہ ٹوٹا پھوٹا ہوا ہے۔ یہ بات دہان لکھی کہ میں
 دیکھا ہی نہیں دیتی۔ نواں امبالا تھانیر کے اتر ہے۔ صدر
 مقام اسکا امبالا لاہور سے ایک سو ساٹھ میل گوشہ جنوب مشرق
 کی طرف پورب کو جھکتا ہوا فوج کی بڑی چھاؤنی کا مقام ہے۔
دسواں گد میانامبالا کے گوشہ شمال مغرب کو واقع ہے۔ صدر
 مقام گد میانامبالا لاہور سے ایک سو تالیس گوشہ جنوب مشرق کی جانب

بالا ۹

میانامبالا

پورب کو جھکتا ہوا دریائے ستلج کی ایک شاخ کے بائیں کنارے
 پر بسا ہوا یہاں بھی پشیمنے کا کام بنایا جاتا ہے وہ گیارہ سو ^{سلا} فیروز پور
 گدیہیانی کے پچھم صدر مقام فیروز پور لاہور سے چھپیس ^{سلا}
 میل دکھن گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا دریائے ستلج کے
 بائیں کنارے پر فوجی ایکڑی چھاؤنی کا مقام ہے۔ قلعہ بھی وہاں
 ایک کچی لیکن دشمن کا دانت کھٹا کرنے کو بہت مضبوطی کا
 نے بنایا ہے۔ ان اوپر لکھے ہوئے چاروں ضلعوں میں درخت بہت
 کم ہیں۔ ہر کو سو تک سوائے آگ اور جھری کے دوسرا کوئی
 درخت نہیں نظر آتا۔ فیروز پور کی گرد مشہور ہے۔ یعنی وہاں کی گرد
 چھنی ہوئی راکھ کی طرح اڑتی ہے۔ آندھی میں قیامت کا منو نا
 دیکھا دیتی ہے۔ ہستی وہاں سکھوں کی ہے۔ پچھم کے بادشاہوں کی
 چڑائی اور نت کی لڑائی بھرائی سے یہ ملک نہایت اُجاڑ ہو گیا
 تھا۔ مگر اب انگریزی سرکار کے سائے میں پھر آباد ہوتا چلا ہے۔
 ان ضلعوں میں بھی پنجاب کی طرح کوئے میں رہت لگا کر پانی
 نکالتے ہیں۔ ہیلون سے موٹ نہیں کھچاتی ہے۔ بارہوں ^{سلا} تھلا ہے۔

کے پہاڑوں میں امبالے سے نیپیل اتر پورب کو جھکتا ہوا ہے۔
 اس ضلع میں کوٹ کھائی کے پرگنے کے اندر لوہا بہت نکلتا ہے۔
 صدر مقام شمالا سورے سے ڈیرھ سو میل پورب گوشہ جنوب مشرق کو
 جھکتا ہوا سندرے سے سات ہزار دو سو فٹ اونچے پہاڑ پر بسا ہے۔
امبالے سے پینتالیس میل کے تفاوت پر پہاڑ کی چڑ پانی شروع
 ہوتی ہے۔ وہاں پہاڑ کی چڑ میں کالکا نام ایک چھوٹی سی سٹی ہے۔
 میں بازار اور گودام وغیرہ گلہیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ صاحب لوگ اپنی
 بگی اور گاڑی اونٹ پالکی وغیرہ اسی جگہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر
 یہاں سے خچر اور پہاڑی قلیون پر بوجھ لا کر گھوڑے پر یا جھپان
 میں جبکہ پہاڑی نامجان کہنا چاہیے سوار ہو جاتے ہیں۔ پُرانی سڑک
 میں تو چڑھاؤ تازہ بہت پڑتا تھا۔ لیکن اب جو نئی سڑک نکلی ہے اس
کالکا سے شمالا تک سڑک گھوڑا اور اٹے چلے جاتے ہیں۔
 یہاں تک کہ اب تو اس راہ سے اونٹ بھی آنے جانے لگے۔
 پانچ پانچ سات سات کوس پر ڈاک بگلے بنے ہوئے ہیں۔ اور
 پانی کے جھرنے قدم قدم جھرتے ہیں۔ کالکا سے پُرانی سڑک کی

راہ نوٹیل کی چڑھائی پر کسولی کا پہاڑ سمندر سے ستات ہزار فٹ
 اونچا ہے یہ وہاں گورون کی پلٹن رہتی ہے پھر قریب نو ہی میل کے
 سپاٹو کو اترنا پڑتا ہے یہ سپاٹو سمندر سے چار ہزار دو سو فٹ اونچا
 ہے یہ وہاں بھی انگریزی فوج کے گورون کی چھاؤنی ہے اور شمال کی
 کلکتہ کی کاخرا نہ رہتا ہے یہ سپاٹو سے شمال تک پھر برابر تائیں میل
 اُتار چڑھا ہے یہ گرمی کے موسم میں جب کالکا کے اندر لو چلتی ہے
 اور نکلےا ہلانے سے بھی جان نہیں بچتی تب دو گھنٹے کی راہ چڑھ
 کر کسولی میں سردی کے مارے اُونی اور روٹی دار کپڑے پہننے
 پڑتے ہیں یہ اور آگ تاپنے کی نوبت آتی ہے یہ اس مقام سے سپاٹو
 کے برنی پہاڑ بھی نظر آتے ہیں یہ شمال کے پہاڑ پر انگریزی کوٹھیا
 قریب تین سو کے شمار میں کیلو کے جنگلون کے اندر جبکہ فارسی
 زبان میں سنو ب کہتے ہیں صاحبان انگریز کے رہنے کے واسطے
 بہت عمدہ اور نفیس بنی ہیں یہ جاڑے کے موسم میں شمال
 خالی رہتا ہے لیکن گرمی کے موسم میں وہاں چار پانچ سو انگریزوں
 کی بھڑ بھار ہو جاتی ہے یہ چھپسین میں عیش آرام کی سب وہاں میسر ہے

آب و ہوا کی صفائی سب سے بڑھ کر پودہ گرمی کے موسم میں یہاں
 اس قدر سردی ہوتی ہے کہ جس قدر یہاں زمین پر گاہک پوس کا جاڑا
 پڑتا ہے وہاں اور سردی کے موسم میں تو وہاں سڑکوں پر ہاتھ پاتھ
 دو دو ہاتھ برف پڑ جاتی ہے پودہ برف گرنے کے وقت عجب کیفیت
 ہوتی ہے پودہ یعنی جاڑے میں جس طرح گہرا چھا جاتا ہے اسی طور سے
 پہلے تو ایک اندھیرا سا ہو جاتا ہے اور پھر جیسے روٹی ڈھنسنے وقت
 اس کے ذرہ ذرہ سے پھا ہے اڑتے ہیں اسی طرح برف بھی
 گرنے لگتی ہے یہاں تک کہ سارے پہاڑ و خشت اور مکان سفید
 ہو جاتے ہیں گویا کسی نے آسمان پر سے لاکھوں من قند یا سپا ہوا
 سفید نمک چھڑک دیا اس وقت اسکے اوپر چلنے سے بالو کی طرح
 پانودھستا ہے لیکن کچھ دیر کے بعد جب وہ برف جم کر نیچ ہو جاتی
 ہے پھر تو پتھر بھی اس کے آگے نرم ہے اور چکنا اس قدر کہ چلنے
 والوں کا پاؤں پھلتا ہے یہاں تک کہ گھوڑے کے سواروں کو
 تو جان جو کھوں ہے الغرض یہہ شمال بھی اس ہمالیہ کے پہاڑ پر
 جانندھرا ایک نہایت نضا اور دلکش جگہ ہے پودہ تیروان جالتھرا

لگدھیانے کے اتر چیم کو جھکتا ہوا دریائے ستلج کے پار ہو پانی
 اس ضلع میں زمین سے بہت نزدیک ہو اکثر جگہ گزبھر کھودنے
 سے پانی نکل آتا ہے۔ صدر مقام جالندھر لاہور سے اسی میل پورب
 بسا ہے۔ چودھوان ہوشیار پور جالندھر کے پورب ہے۔ صدر
 مقام اسکا ہوشیار پور لاہور سے پنجاہ^{۹۰} میل پورب کو واقع
 ہے۔ پندرہوان کانگر ہوشیار پور کے گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 ہے۔ یہ ضلع بالکل شمالی پہاڑوں میں بسا ہوا ہے۔ گھینگے کا علاقہ
 سب انگریزوں کا ہے۔ صدر مقام اسکا کانگر جس کو گرکوٹ
 بھی کہتے ہیں لاہور سے ایک سو^{۱۳۰} تیس میل پورب گوشہ شمال و
 مشرق کو جھکتا ہوا ایک چھوٹے سے پہاڑ کے اوپر بسا ہے۔
 قلعہ دیان کا مضبوطی میں مشہور ہے۔ اس کے آس پاس دیان
 خوب وسیع ہے اور پانی کے سوتے بے شمار جاری ہیں۔ دیان
 بھی خوب پیدا ہوتا ہے۔ عماما یا کاسندر جس کو اس جگہ دیہی کا بھون
 کہتے ہیں ہندو کا بڑا تیرتھ ہے۔ تین چار کوس کی چڑھائی چڑھ کر
 وہر مسالے کی چھاؤنی میں انگریزوں کے بنگلے ہیں۔ وہاں سے

پیشہ

کانگر

برف کا پہاڑ بہت نزدیک ہے ہر گرمی میں بھی کانگریسے والوں کو
 برف لینے کے واسطے سات آٹھ کوس سے زیادہ نہیں جانا
 پڑتا ہے کانگریسے سے دو منزل گوشہ شمال مغرب کی طرف کوہستان
 میں سمندر سے دو ہزار فٹ اونچا نور پور بسا ہے وہاں شمال بانوں
 کی کچھ دوکانیں ہیں لیکن شمشینہ اچھا نہیں بنایا جاتا ہے کانگریسے
 سے شتریل گوشہ شمال و شرق کی طرف پورب کو جھکتا ہوا
منگرن کا گرم چشمہ ہے اس کا پانی اس قدر گرم رہتا ہے کہ اگر چاول
 رومال میں باندھ کر اس کے اندر ڈالا جاوے تو دم بھر میں پک کر
 خشک تیار ہو جاتا ہے کانگریسے سے قریب پچیس میل اوسر
 دریائے بیاس کے پارساٹ میل کے فاصلے پر ہندون کا ایک
 بڑا تیرتھ جو الاکھی ہے دیو استھان وہاں کیئے پختہ بنے ہوئے
 ہیں اور کٹنبہ بھی پہاڑ کے صاف اور شفاف پانی سے اچھے بھرے
 ہیں مندر جو الاکھی کا عین پہاڑ کی جڑ میں ہے اس کے گنبد
 اور کلس پر بالکل سنہری طبع کیا ہوا ہے دروازے پر چاندی
 کے ترچے ہیں یہاں اور سجامنڈپ میں نیپال کے راجا کا چڑیا

ہو ایک بڑا سا گھنٹا لٹکتا ہے اس گھنٹے پر راجہ کا نام بھی لکھا
 ہوا ہے مندر کے اندر بیچون بیچ میں ایک گنڈین ہاتھ لمبا
 ڈیرھہ ہاتھ چوڑا اور دو ہاتھ گہرا بنا ہے اس گنڈے کے اندر گوشہ
 شمال و مغرب کی طرف ایک موکھا چار پانچ انگل کا چوڑا ہے اسی
 موکھے کے اندر سے آگ کا شعلہ ہاتھ بھر کا اونچا نکلتا ہے سوا
 اس موکھے کے اس گنڈین آگ نکلنے کے سوراخ اور بھی
 کئی چھوٹے چھوٹے ہیں ہاتھ گنڈے کے باہر اسی رخ کو مندر کی دیوار
 کے کونے میں بھی ایک موکھا ہے اس میں سے بھی ایک شعلہ
 ہاتھ بھر کا بلند نکلتا ہے اس شعلے کو وہاں گنڈین گالاج کی لاٹ کہتے
 ہیں ہاتھ چھم کی دیوار میں ایک چھوٹا سا طاق چاندی سے منڈیا ہوا
 اس میں بھی چار پانچ کے ٹیم کی طرح آگ نکلنے کے سوراخ ہیں
 اور اسی طور کے کئی چھید اتر طرف کی دیوار کی زمین میں ہیں
 لیکن سواے گنڈین گالاج کی لاٹ کے باقی کسی کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے
 یعنی ان سوراخوں کے شعلے کبھی کبھی بند ہو جاتے ہیں اور
 کسی وقت میں تھوڑے اور کسی وقت زیادہ تیزی کے ساتھ

جلتے لگتے ہیں * اکثر ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ جب کسی سوراخ میں
 سے آگ کا نکلنا بند ہو جاتا ہے اور اس کے منہ پر جلتی ہوئی
 مٹی لے جاتے ہیں تو اس میں سے پھر آگ کا شعلہ نکلنے لگتا ہے *
 جیسے کسی جھر رکھے کی راہ سے ہوا کی جھکوری آ کر تھی ہوا سیرت
 ان موبکھون کے اندر سے آگ کے شعلے نکلا کرتے ہیں یہ کیا قدرت
 ہے اس خالق برحق کی کہ بغیر ایندھن کے آگ پڑی دکتی ہے * اور یہ
 تیل تھی کے چراغ روشن رہتے ہیں * مندر کے باہر یعنی اسکے
 حاطے کے اندر اسی رخ کو یعنی گوشہ شمال و مغرب کی طرف ایک
 چھوٹا سا کنڈ پانی کا ہاتھ بھر لیا چڑا ہے * پہاڑ پر سے جو نہ آئی ہو وہ
 اسی کنڈ میں موبکر بہتی ہے * نام اسکا وہاں کے لوگوں نے گور کڈی
 رکھا ہے * پانی اس حوض کا ہاتھ سے چھونے میں تو شورے
 کی طرح ٹھنڈا ہے لیکن دیکھنے میں ادھن سا کھوتا ہوا ہے اور اگر اس
 کے پانی کو ذرہ ہاتھ سے ہلا کر ایک جلتی ہوئی مٹی پاس لیجاؤ تو
 فی الفور رنجک کی طرح ایک آگ کا شعلہ سا اڑ جاتا ہے * بعض
 ان سب خالوں سے حاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ یعنی جلتی ہوئی

ہوا گندھک اور ہر تال وغیرہ کسی وہات کی کھان میں سپرد
 ہو کر گوشہ شمال مغرب سے پہاڑ کے نیچے ہی نیچے چلی آتی ہے
 جہاں کہیں شگاف یا ڈار پائی وہاں ظاہر ہوتی ہوئی گندھین
 آن کر بالکل تمام ہو جاتی ہے۔ گورکھ ٹپنی میں پانی کھولنے کا بھی
 یہی باعث ہے کہ آگ کا راستہ پانی کے نیچے سے گذرنا ہی پانی
 بہتا ہو اور اس لیے گرم نہیں ہوتا۔ اگر پانی نہ ہوتا تو وہاں شعلہ
 ضرور ظاہر ہوتا۔ مندر کے اندر بھی گندھ کے اتر اور چھیم طرف
 جو اس جلتی ہوئی ہوا کے آنے کا راستہ ہے فرش کے پتھر تیار کرتے
 ہیں اور وہ کھن اور پورب کے پتھر اٹھنڈھے رہتے ہیں۔
 انگریزی زبان میں اس طور کی ہوا کو جو ہمیشہ جلتی رہتی ہے
 ہیڈروجن گیس کہتے ہیں۔ جس شخص نے کمسٹری یعنی علم
 کیمیا پڑھا ہو وہ اس کے حال سے خوب واقف ہے اگر ایک شیشے
 کے اندر تھوڑا سا لوہیون رکھ کر اس پر پانی میں گھلا ہوا
 سلفرک ایسڈ یعنی گندھک کا تیزاب ڈالا جاوے تو وہ ہیڈروجن
 گیس بن جاوے گا۔ اور اس شیشے کے اندر سے وہی پسینہ

نخلے گی جو کہ جو الاکھی میں گنڈ کے موکھے سے نکلتی ہے چہیں
 طور سے وہاں کے پنڈے لوگ شعلہ ٹھنڈا ہو جانے پر
 بٹی دیکھلا دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی اُس شیشے کے منہ پر
 جلتی ہوئی تہی لیجاوے تو جس صورت سے جو الاکھی میں سوچا راتوں
 کے اندر سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں وہی اسی شیشے کے
 منہ پر بھی آگ بھڑک اٹھگی ہے۔ بعضے سادہ دل اسی چیز کو دیکھ کر
 نہایت تعجب جانتے ہیں کہ بلکہ ان چیزوں کو خاص خدا
 سمجھ کر پستش کرنے لگتے ہیں کہ لیکن جو لوگ کہ اسکی اصل
 سے واقف ہیں وہ اسکو بھی اوروں کی طرح ایک معمولی
 چیز دیکھ کر اس خالق مطلق کی قدرت برحق کا تماشا جانتے
 ہیں کہ اور اس مقام پر اسکے دھیان میں غرق ہو کر اسی
 کی پستش کرتے ہیں کہ سو لوہوان امرت ستر جسکو لوگ پستش
 کہتے ہیں جالندھر کے کچھیم اتر کو جھکتا ہوا دریا سے
بیاس کے پار واقع ہے پھر در مقام اسکا امبر سکھون کا
تیرتھ لامپور سے سنتھیس میل پورب گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا

بڑے بیار کی جگہ ہے۔ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ وہاں بستے
 ہیں۔ شہر کے بیچوں بیچ میں ایک تالاب نہایت اچھا صاف
 شفاف پانی سی بھرا ہوا ہے۔ اسی کا نام امرتسر ہے۔ یہ تالاب
 ایک سو پینسٹھ^{۱۳۵} میل قدم لمبا اور اتنا ہی چوڑا نچتر بنا ہے۔ اس
 تالاب کے بیچ میں ایک سنگ مرمر کے چھوٹے سے جسے
 کے اندر جسکے گنبد پر سونے کا طع ہے۔ گرتھ صاحب یعنی سکھوں
 کے مذہب کی کتاب گو گونبد سنگھ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی رکھی
 ہے۔ سابق میں اس شہر کا نام جگت تھا۔ لیکن جب سے گر و
 رام داس نے یہ تالاب بنایا تب سے نام اسکا امرتسر
 مقرر کیا۔ شاہنشاہان کی دوکانیں یہاں بہت سی ہیں۔ اور انگریز
 عملداری کے باعث محصول قائم ہونے سے مال شیعینے کا زیادہ
 اسی جگہ سے دوسرے شہروں کو جایا کرتا ہے۔ پکس ہی اسکے
 گونبد گرتھ نام ایک مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے۔ ہنزا نہ نچتر سنگھ کا اسی
 میں رہتا تھا۔ پستہ ہوان ٹیلا امرتسر کے گوشہ شمال و
 مشرق کی طرف ہے۔ صدر مقام اسکا گرداس پور لاہور سے پچتر

میل گوشہ شمال و مشرق کی جانب پورب کو جھکتا ہوا بسا ہر باد شاہی
 اٹھارہ سو اسی لاکھ اور امرتسر کے پچھم دکھن کو جھکتا ہوا ہر باد شاہی
 زمانے میں یہی نام اس ہمارے صوبے کا تھا۔ شہر لاہور
 جس کو لہناؤر بھی کہتے ہیں دریاے راوی کے بائیں کنارے
 پر سندر سے نوسوٹ اور چاگلکتے سے گیارہ سو میل اور سٹرک
 کی راہ ایک ہزار تین سو باون میل گوشہ شمال مغرب کی طرف
 سات میل کے گھیرے میں بسا ہر باد جانا چاہیے کہ نقشے کی ناپ
 سے سٹرک کی ناپ میں بڑا فرق پڑتا ہے۔ کیونکہ سٹرک میں سیدھی
 نہیں رہتی ہیں بلکہ گھوم پھر کر جاتی ہیں۔ ہندو اس شہر کو رام پور
 کے بیٹے نو کا بسایا ہوا اور اصل نام اسکا کوٹ کہتے ہیں۔
 بستی اس میں تین لاکھ آدمیوں کی ہوگی۔ دلی کی طرح
 اس شہر کے گرد بھی بہت سے کھنڈراور مقبرے پڑے ہیں۔
 شہر سے دو میل دریاے راوی کے پار اکبر بادشاہ کے بیٹے
جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کے لائق ہے۔ اور شہر سے تین میل کے
 فاصلے پر گوشہ شمال و مشرق کی طرف ایک باغ بادشاہی وقت کا

بنا ہوا چار میل کے گھیرے میں ہے۔ نام اسکا شالدار ہے۔
رخیت سنگھ کو عمارت کا شوق مطلق نہ تھا۔ اس نے اس باغ
 کی مرمت کے عوض تھیرا اس کے اکھاڑ کر امرتسر میں بھجوا دیے۔
 اب انگریزی سرکار کی طرف سے صفائی اسکی ہوئی ہے۔ اس
 باغ کے اندر ساڑھے چار سو فوارے چھوٹے ہیں۔ اور کئی جھڑ
 سنگ مرمر کے بنے ہیں۔ اور باغ کے پانی کے واسطے سو ^{۱۲۵} سو
 میل سے ایک نہر کاٹ کر لائے ہیں۔ پنجاب کے نقض گورنر
 صاحب لاہور میں رہتے ہیں۔ اور پاس ہی میان میر میں بہت
 بڑی فوج کی چھاؤنی ہے۔ ^{۱۹۰} انیسواں شیخوپورہ لاہور کے پچھم دریا
راوی کے پار واقع ہے۔ صدر مقام اسکا گجرانوالہ لاہور سے
 چالیس میل اتر گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔ رخیت سنگھ
 کے بزرگون کا وطن اسی جگہ تھا۔ سیوان سیالکوٹ پشاور
 کے اتر ہے۔ صدر مقام اسکا سیالکوٹ لاہور سے ^{۶۵} پینتھن میل
 اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا دریا جناب کے بائیں کنارے
 پانچ میل کے فاصلے پر سیاہی ہے۔ اکیسواں گجرات سیالکوٹ کے

پچھم دریاے چناب کے پار ہر پندرہ صدی مقام اسکا گجرات لاہور
سے پچھتر میل اثر چناب کے دانے کنارے اڑبائی کوس کے تفاوت

پر شہر نیاہ کے اندر بسا ہر پندرہ سو اسی شاہ پور گجرات کے گوشہ جنوب

و مغرب کی طرف ہر پندرہ صدی مقام اسکا شاہ پور لاہور سے ایک سو

پچیس میل پچھ گوشہ شمال و مغرب کی طرف جھکنا ہوا دریاے جھلم

کے بائیں کنارے پر ہر پندرہ اس ضلع کو شیخوپور سے سمیت جسکراں

اور لکھا گیا شاکر مین نڈر دیش کہتے ہیں ہینٹیسوان ننڈا دان

گجرات کے پچھم ہر پندرہ صدی مقام اسکا جھلم لاہور سے ایک سو

میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف اتر کو جھکنا ہوا دریاے جھلم

کے دانے کنارے پر ہر پندرہ ایک منزل کے فاصلے پر پہاڑ کے

اندر نک کی کہان ہر پندرہ اور چھ میل کے تفاوت پر گوشہ شمال و

مغرب کی طرف ایک قلعہ رہتاس نام سو کوس کا لبا اور مضبوط

لیکن ٹوٹا ہوا ہے مرت پڑا ہے وہو اور اس کی تیس فٹ کی چوڑی

اور سنگین ہر پندرہ سو اسی راولپنڈی ننڈا دان کے اتر

بسا ہر پندرہ صدی مقام اسکا راولپنڈی لاہور سے ایک سو اسی میل

۵۱ پور

۳۳ دادن خان

۳۲ راولپنڈی

اتر گوشہ شمال مغرب کو جھکتا ہوا شہر نیاہ کے اندر بسا ہے۔ راولپنڈی
 سے ساٹھ میل چھپم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا انگ
 کا مشہور قلعہ آٹھ سو گز لمبا اور چار سو گز چوڑا دریا سے سندھ کے
 بائیں کنارے ایک پہاڑ کے اوپر مضبوط بنا ہے۔ لوگ اس کو انگ
بنارس بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ قلعہ دیکھنے میں بہت اچھا ہے
 لیکن اُس کے پاس ایک پہاڑ اُس سے بلند آن پڑا ہے اس لیے اُس
 کی مضبوطی خراب ہو گیا۔ کیونکہ وہ اُس پہاڑ کی مار میں ہے۔
راولپنڈی سے گوشہ جنوب و مشرق کی طرف تخمیناً پندرہ میل کے
 تفاوت پر ماکلیا لاگانو کے پاس بدھ کے مذہب کا ایک دیہ
 یعنی مدفن شرفٹ اونچا اور تین سو چوبیس فٹ کے قطر
 میں اسی طور کا بنا ہوا ہے جیسا کہ بنارس میں سارا ماتھ کے نزدیک
 موجود ہے۔ علاوہ اس کے اُس گردنواح میں اور بھی چند دیہے
 گوپ ہیں۔ بلکہ جیس پرنسپ صاحب کی طرح خبرل و شور اور
اوی تو پلانے اُن میں سے دو دیہے گوپ کھودے تھے تو اُن
 کے اندر سے بنارس کے مدفن کی طرح راکھ اور ٹہنی نکلی۔

اور ساتھ اُس کے کچھ اشرفی اور روپے اور پیسے بھی ملے :-

اُن میں سے کئی رُوپون پر روم کے بڑے بادشاہ مجلیس قصبہ

کا نام گھدا تھا پچیسواں ^{۲۵} پاک پٹن لاہور کے دکھن گوشہ جنوب و

۲۵ پٹن

مغرب کو جھکتا ہوا دریائے ستلج اور راوی کے جج میں واقع ہے :-

صدر مقام اسکا فتحپور گوگیر لاہور سے اسی میل گوشہ جنوب و مغرب

کی طرف دریائے راوی کے بائیں کنارے پر ہے :- پاک پٹن وہاں

سے پینتالیس میل دکھن گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا دریائے

ستلج کے دائیں کنارے چھ میل کے فاصلے پر بسا ہے :- درگاہ

شیخ فریشکر گنج کی وہیں ہے پچیسواں ^{۲۶} ملتان پاک پٹن کے کچھ پر

۲۶

:- اس ضلع کے پورب اور دکھن کے حصے میں گیستان بہت

ہے :- بادشاہی عمداری میں یہ صوبہ ملتان کا صدر مقام کہلاتا تھا

اور صدر اُس صوبے کی ٹھٹھے اور کوٹھک مقرر تھے چہرے

مقام اس ضلع کا ملتان لاہور سے دو سو میل گوشہ جنوب و مغرب

کی طرف دریائے چناب کے بائیں کنارے سے دو کوس ^{۱۲} پر خود

پندرہ ہاتھ کی بلند شہر نپاہ کے اندر بسا ہے :- قلعہ وہاں کا مضبوط

۱۲ پٹن

مشہور ہے۔ مقبرہ شیخ بہاؤ الدین دریا کا وہین ہے۔ ریشمی کپڑے
 اور کھیس اور دریائی اور قالین وغیرہ وہاں خوب بنے جاتے
 ہیں۔ زمین شہر کے گرد فواج کی زرخیز ہے۔ ستائیسواں جھنگ
ملتان کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔ صدر مقام جھنگ خواہ جھنگ
لاہور سے ایک سو پندرہ میل چھپم گوشہ جنوب و مغرب کی طرف
 جھکتا ہوا دریا ہے چناب کے بائیں کنارے ایک کوس کے
 فاصلے پر بسا ہے۔ اٹھائیسواں کھان گڑھ ملتان کے دکھن گوشہ
 جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔ صدر مقام اس کا کھان گڑھ لاہور
 سے دو سو پچیس میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف ہے۔ اٹھائیسواں
کتیا کھان گڑھ کے اتر ہے۔ صدر مقام اس کا کتیا لاہور سے دو سو
 میل چھپم گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا دریا ہے سندھ کے
 بائیں کنارے سے پانچ کوس پر بسا ہے۔ وہاں برسات میں
 جس وقت دریا بڑھتا ہے تو بارہ بارہ کوس تک پانی پھیل جاتا ہے۔
 اس واسطے بہت سے لوگ جو کہ دریا کے نزدیک رہتے ہیں
 وہ اسی خوف سے آٹھ دس ہاتھ بلند لٹھے گاڑ کر اس کے اوپر

جھنگ

کھا

کتیا

اپنے چھان چھپر بناتے ہیں + شاکستر میں اس ضلع کا نام

سندھ سویر لکھا ہے + تیسواں دیرہ غازی خان کھان گڑھ

باز چھان

کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف دیراے سندھ کے پار ہے

+ اس ضلع میں مسلمان کی بستی بہت ہے + صدر مقام اسکا

دیرہ غازی خان لاہور سے دو سو تیس میل گوشہ جنوب و مغرب

کی جانب دیراے سندھ کے واسطے کنارے پر بسا ہے +

اکتیسواں دیرہ اسماعیل خان دیرہ غازی خان کے اتر واقع ہے +

بل خان

اس ضلع میں بلوچ اور پٹھان کی بستی بہت ہے + ہندو نہایت کم

صدر مقام اسکا دیرہ اسماعیل خان لاہور سے دو سو پندرہ میل +

دیراے سندھ کے واسطے کنارے پر کھجور کے درختوں کے

اند بسا ہے + اسی ضلع میں پشور سے سیٹیس کوس پر دیراے

سندھ کے کنارے سیندھے نمک کا پہاڑ ہے + یہ پہاڑ

افغانستان میں سفید کوہ سے نکل کر دیراے جمیل کے کنارے

نک چلا گیا ہے + یہ مقام دیکھنے کے لائق ہے + دو طرف پہاڑ

آجانے کے باعث دیراے بہت تنگ اور گہرا ہو گیا ہے + زمین بالکل

سرخ رنگ ہو۔ اور گلابی رنگ کے نمک کا پہاڑ جس کے
تیلے دریا بہتا ہو بلور سا چمکتا ہو۔ اس کے واسطے کنارے پہاڑ
کے اوپر کالاباغ بسا ہوا ہو۔ کھان کے گھوٹے ہوئے ہزاروں
من نمک کے ڈولوں کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ اور بیاریوں
کے اونٹ قطار کی قطار لہے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔
بتیسواں ہزار اراولپنڈی کے گوشہ شمال و مغرب کی طرف
پہاڑوں کے اندر بسا ہوا ہو۔ صدر مقام اسکا ہزار الامور سے
ایک سو اسی میل اتر گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہو۔ بتیسواں
شور ہزارے کے پچھ دریا کے سندھ کے پار واقع ہو۔
یہ ہندوستان کا سب سے اخیر ضلع ہو۔ اس سے آگے خیبر کے
گھاٹے کے پار جو کہ شہر سے پندرہ میل ہو ملک افغانستان
شروع ہوتا ہو۔ اس ضلع کے چاروں طرف پہاڑ ہیں اور
بیچ میں میدان ہے۔ سستی مسلمان کی بہت ہے۔ اور زبان ان لوگوں
کی پشتو کہلاتی ہے۔ صدر مقام اسکا مشور ہے۔ اسکو پشاور بھی
کہتے ہیں۔ الامور سے دو سو پچیس میل گوشہ شمال و مغرب کی

۳۲
ہزار۳۳
شور

کی طرف دریائے سندھ کے پار چوالیس میل کے فاصلے
 پر سمندر سے ایک ہزار فٹ بلند بڑے بیار کا مقام ہے یعنی اپن
 نوران افغانستان وغیرہ تمام ملکوں کے سوداگر یہاں آتے
 ہیں یہ سہرا بہت عمدہ اور معقول بنی ہے اور انگریزی فوج
 کی چھاؤنی ہندوستان میں اس وقت سب سے بڑی اسی
 جگہ ہے یہ شہر کے اتر پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ ہے نام اس کا
 بالاحصار ہے یہ قلعہ اگر چہ ٹرائی کے لائق تو نہیں ہے لیکن
 رستے کے واسطے بہت خاص ہے اور کھنا تھ کا مندر
 وہاں کھنڈے جو گیون کا تیر تھ ہے یہ شہر سے آٹھ میل کے
 فاصلے پر دریائے کابل بہتا ہے چوتیسواں کوہاٹ
 پشور کے دکھن طرف ہے یہ صدر مقام اس کا
 کوہاٹ لاہور سے دو سو پندرہ میل گوشہ شمال و مغرب
 کی جانب واقع ہے وہاں ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے
 اس کو پانی میں اُبال کر اس کی موسیائی بنانے

اودھ کی چیف کشنری

یہ سب سے ضلع لکھے جاتے ہیں جو اودھ کے چیف کشنری
کے تابع ہیں ہمیشہ اسٹر میں اس علاقے کا نام اُتر کوشل
ہے اور بادشاہی دفتر میں صوبہ اودھ لکھا جاتا تھا۔

اُتر کی طرف اسکے نیپال اور دکن کی جانب گنگا

بہتی ہے۔ پہلا ضلع اُتانا نوکانہ پور کے پورب گنگا پار
اور صدر مقام اسکا اُتانا نوکھنوں سے پینس میل گوشہ

جنوب و مغرب کو ہے۔ دوسرا لکھنؤ اُتانا نوکے گوشہ شمال

و مشرق کو ہے۔ صدر مقام لکھنؤ تین تین لاکھ آدمی کی بستی

۲۸ درجہ ۵۱ دقیقہ اُتر عرض اور ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول

میں کلکتے سے چھ سو اسی میل گوشہ شمال و مغرب کو

گوتسی ندی کے واسطے کنارے پر لبا ہوا ہے۔ اصل نام

اسکا لکھنؤ تہی بتلاتے ہیں۔ بعض لوگ اسے بھی کہتے

ہیں کہ نیش ارن جہاں سوت جی نے ساٹھ ہزار غنوں کے

جلسے میں پُران سُنائے تھے اسی مقام پر تھا، لیکن اب جہان جاتری لوگ جاتے ہیں اور جس کو نکھار کہتے ہیں وہ مقام گوشتی کے کنارے لکھنؤ سے بہت بہت کر ہے، اگر چہ گلی کوچے لکھنؤ کے تگ اور غلیظ ہیں، لیکن خوب چوڑی چکلی اور نہایت صاف اور شفاف ہیں، یہ شہر اگر کسی بلند مقام پر سے دیکھا جاوے تو جہان تک نظر جاتی ہے وہاں تک درخت باغ مینا گنبد اور عالیشان مکانات اور چمکتی ہوئی سنہری کلیان نظر پڑتی ہیں، سڑکوں کے آس پاس خصوصاً حسین آباد کے نزدیک عوض اور نوارے اور سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ وغیرہ کے خوبصورت بڑے بڑے کھلونے بنے ہوئے ہیں، شہر نہایت آباد ہے، ہر ایک شخص خوشحال اور دلشاد ہے، یہاں تک کہ حجاموں کے بدن پر بھی دو شالے اور حلال خورون کے پانومین بھی زردوزی جوتے موجود ہیں بلکہ جن کے گھر میں چوٹے پر تو انہیں ہے وہ بھی بازار میں مرزا

بنے پھرتے ہیں بہ دو کانون میں سبب ستم کی حسین
 اچھی سے اچھی موجود اور طیار لیس رہتی ہیں ہڈے کے
 وہاں کے خونچے والوں سے چار کوری کا بھی جو سودا لیتے
 ہیں اس میں تمام نعمتوں کا مراعتا ہے ہنگری عملداری سے
 پیشتر وہاں بادشاہی مکانوں کی بڑی طیار رہتی تھی ہڈے
 قرینہ اور سجاوٹ دیکھ کر انسان کی عقل ذنگ ہو جاتی تھی ہڈے
 جھاڑ فائوس دیوار گیر اور آئیے اور تصویر ہنگری اور
 ولایتی کھلونے سب بے نظیر ہنگری کلین ہر ایک خوش
 قطع جو چیز دیکھو نادر ہر صفائی ہر گلہ جہ کے درجے پر ہڈے
 فرخ بخش مبارک منزل اندر اسن موتی محل پنج محل
شیش محل حسینا باد موسی باغ حیدر باغ قیصر باغ
پرستان دلکشا دولت خانہ کتب خانہ سب
 مقام دیکھنے لائق تھے تارے والی کوٹھی میں ایسی
 بڑی بڑی دورین سنگین ستونوں پر لگائی تھیں کہ دن میں
 ثوابت اور ستارے دکھلائی دیتے تھے ہڈے محرم کے

دنون میں بڑی دھوم مچتی تھی + امام باڑون میں ہزاروں
 کنول تبدیل اور موسم بتی روشن ہوتی تھی بہ خصوصاً سینا
 میں تو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ امام باڑون
 ہوا + یاروشنی کا ایک امام باڑون گیا + اصف الدولہ کے
 امام باڑے کی چھت اکیسویں فٹ لمبی اور ساٹھ فٹ
 چوڑی بالکل لدا کی بنی ہوئی ہے + حقیقت میں اتنی بڑی چھت
 بغیر ستون کی دنیا میں دوسری نہیں دیکھی گئی ہے + شہر کے
 باہر جنرل مارٹن صاحب کی کوٹھی جو لکھنؤ کے لوگ مارکین
 کی کوٹھی کہتے ہیں اس کی طیاری میں جسٹریل کا پندرہ لاکھ
 روپیہ خرچ ہوا تھا نہایت عالیشان بنے نظر ہے + اس کے
 تمام در و دیوار پر نقاشی اور میل بوٹا اور عمدہ عمدہ تصویریں
 لوگ لکھنؤ کے اپنی تراش تراش اور وضع اور بول چال
 کے سامنے دوسروں کو دہقانی اور گنوار جانتے ہیں + اور
 کہتے ہیں کہ لکھنؤ ہندوستان کا نمونہ ہے + اور جیت در زندگی کا
 مزہ سب خاص اسی جگہ سے پیدا ہے + یہاں تک کہ ان لوگوں کے

دل پر یہ بات بے ہمتی سے کہ اگر گندہ ناتاش بھی لکھنؤ میں
 آوے خزاہ پر چڑھکر دست ہو جاوے ۔ اور گدھا بھی
 وہاں جا رہے تو ناکال سے اتر کر آدمی بن آوے ۔
 لیکن اگر سچ پوچھو تو ہمارا یہ قول ہے کہ جو انسان ہو گا وہ لکھنؤ والوں
 کی وضع سے بیشک نفرت کرے گا ۔ اور ان لوگوں کے
 چلن کو محض نامعقول سمجھے گا ۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا کے ہر چیز
 مزے میں دل و جان سے غرق رہتے ہیں ۔ اور دن رات
 عیش و عشرت میں اوقات بسر کرنا اسی کے واسطے اپنی عمر
 سمجھتے ہیں ۔ جہاں خود بادشاہ نے ناخنے اور طبلا بجانے
 پر کمر باندھی وہاں رعیت کی کیا گنتی ہے ۔ جو بد کاری دنیا و
 عقبہ میں موجب رومی کا ہر او سکا نہیں کرنا اسی
 لکھنؤ میں باعث ذلت و خواری ہے ۔ گو متی کے اوپر پکا پل
 تو ابتدا ہی سے تھا ۔ لیکن لوسے کاپل اب حال میں طیار ہوا ہے
 صاحب چیف کمنڈر اسی جگہ رہتے ہیں ۔ ہا ایک نیا مسلمہ
 بڑی دھوم دھام سے طیار کر رہے ہیں ۔ پتھر سے راسے بریلی

لکھنؤ کے دکن پر صدر مقام رائے بریلی چھالیس میل لکھنؤ
 سے دکن گوشہ جنوب مشرق کو جھکتا سٹی کے بائیں کنارے
 بسا ہر چوتھا سلطان پور رائے بریلی کے پورب سے
 صدر مقام سلطان پور لکھنؤ سے پچاسی میل گوشہ جنوب و
 مشرق کو پورب کی طرف جھکتا ہوا گومتی کے بائیں کنارے
 بسا ہر پانچواں سلون رائے بریلی کے دکن گوشہ جنوب
 و مشرق کو جھکتا ہوا ہر صدر مقام ریتاب گڑھ لکھنؤ سے
 پچاسی میل گوشہ جنوب مشرق کو سٹی کے داہنے کنارے
 بسا ہر چھٹھا فیض آباد سلطان پور کے اتر سے صدر مقام
 فیض آباد جسے بنگلہ بھی کہتے ہیں لکھنؤ سے اٹھتر میل پورب
 یہ شہر نواب شجاع الدولہ کے وقت میں صوبہ اودھ کا
 دار الحکومت تھا اور اسکے بیٹے نواب آصف الدولہ
 نے ۱۷۵۰ء میں فیض آباد سے اٹھ کر لکھنؤ کو اپنا دار الحکومت
 مقرر کیا اور پکس ہی سر جوئی کے داہنے کنارے
 اچودھیا یعنی اودھ کا قدیم شہر ہندو کا بڑا تیرتھر ہے۔

سلطان پور

ملون

فیض آباد

شاستر میں لکھا ہے کہ منو نے سب سے پہلے یہی شہر
 بایا ہے اور کسی زمانے میں یہ رام چندر کا دارالسلطنت
 تھا۔ بالیک نے اسکو اپنی رانامین میں بارہ یوجن
 لمبا لکھا ہے۔ یوجن چار کوس ہیں کا ہوتا ہے لیکن ابو الفضل
 نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ شہر اپنے زمانے میں
 ایک سو اڑھتالیس کوس لمبا اور چھیالیس کوس چوڑا ہوتا
 تھا۔ اگرچہ یہ تو صرف مبالغہ ہے لیکن عمارتوں کے نشان
 دور دور تک ملنے سے اتنی بات بخوبی ثابت ہے کہ
 یہ شہر اول درجے کا تھا۔ یہاں رام کچھن سینا
 اور منومان کے مندر بنے ہیں۔ مگر اگلے زمانے
 کے بڑے بڑے مندر اور رام چندر کے وقت
 کی عمارات کا کچھ بھی نشان نہیں ملتا۔ جو کچھ رہی سہی
 تختیں سب مسلمانوں نے توڑ پھوڑ کر برابر کر دیں۔
 بلکہ اکھی جگہ پر سجدین بن گئین نے ساوان گونڈا
فیض آباد کے گوشہ شمال مغرب اتر کو جھکتا چھوڑا ہے۔

صدر مقام گونڈا لکھنؤ سے پینتھ میل پورب گوشہ شمال

و مشرق کو جھکتا ہوا ہے۔ انھوں نے بہرائچ گونڈے کے

گوشہ شمال و مغرب کو ہے۔ صدر مقام بہرائچ میں لکھنؤ سے

چونتھ میل اتر سلطان مسعود غازی کی درگاہ اور جب

سالار کا مقبرہ ہے۔ نوان ملا پور بہرائچ کے گوشہ شمال

و مغرب کو ہے۔ صدر مقام ملا پور لکھنؤ سے اسی

میل اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا گھاگھرا کے دانے

کنارے بسا ہے۔ دسوان سیتا پور ملا پور کے چھیم ہے۔

صدر مقام سیتا پور لکھنؤ سے تریں میل اتر بسا ہے۔

گیارہوان دریا باد سیتا پور کے گوشہ شمال و مغرب

کو ہے۔ صدر مقام دریا باد لکھنؤ سے پینتھ لیس میل

گوشہ شمال و مغرب کو اتر کی طرف جھکتا ہوا ہے۔ بارہوان

محمدی دریا باد کے اتر ہے۔ صدر مقام محمدی لکھنؤ

سے نینے میل گوشہ شمال و مغرب کو اتر رخ جھکتا ہوا ہے۔

بہرائچ ۸

ملا پور ۹

سیتا پور ۱۰

دریا باد ۱۱

محمدی ۱۲



جام جہان نما

JAMI JAHAN NUMA,

تیسری جلد

VOLUME III

بوجب حکم جناب اعلیٰ صاحب علی القابض ٹیڈ گورنر بہادر ممالک شمال و مغرب
بادشاہ و استعانت خداوند نعمت جناب ولیم اوڈوارڈس صاحب بہادر

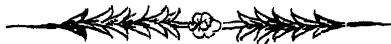
بابوش پور شاہ

ذہبی بنائی ہوئی ہندی کی کتاب بھوگول ہستناک سے اردو میں ترجمہ کیا



بیت

بیٹھ کر سیر ملک کی کرنی یہہ تماشا کتاب میں دیکھی



لکھنؤ

مطبع منشی نول کشور میں

چھاپی گئی

۶۰ عیسوی

دوسری جلد

Standard Book Co. Ltd. Calcutta

پرنٹڈ AT THE

جامِ حَبَّانِ نَمَا

تیسری جلد

مندراجِ حا طہ

اب اُن صلحون کا بیان کیا جاتا ہے کہ جو مندراج کی گورنری کے متعلق ہیں۔ پہلا ضلع گنجام ہے۔ کنگ کے دکھن چلکیا جھیل سے سکا کول ندی تک سمندر کے کنارے کے نزدیک واقع ہے۔ زمین دکنی زرخیز ہے۔ صدر مقام اسکا گنجام مندراج سے ساڑھے پانسو میل گوشہ شمال مشرق کی طرف سمندر کے کنارے پر بسا ہے۔ اور نیچے اُس کے گنجام ندی بھی سمندر سے جا ملی ہے۔ گنجام سے ایک سو دس میل گوشہ جنوب مغرب کی طرف سکا کول جبکو چکا کول بھی کہتے ہیں اسی نام کی ندی کے بائیں کنارے بسا ہے۔ اس جگہ فوج کے رہنے کے واسطے بارک اور انگریزوں کے لیے ہنگلے بنے ہوئے ہیں۔ دوسرا فزگا ٹھین گنجام

گنجام

وزگا

کے گوشہ جنوب و مغرب کو واقع ہے یہ ضلع کوستان میں بسا ہے۔ صدر
 مقام وزگاپٹن جس کو شاگھ ٹپن بھی کہتے ہیں مندراج سے ^{۳۹}میل
 جنوبی میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف سمندر کے کنارے بسا ہے۔ باجا
 وہاں کی خراب ہے۔ تیسرا راجھیندری وزگاپٹن کے گوشہ جنوب و مغرب
 کی جانب ہے۔ صدر مقام اس کا راجھیندر وزم مندراج سے ^{۲۹}دوسو
 میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف اٹر کو جھکتا ہوا سمندر سے ^{۲۵}چھپیس کی طرف
 دریائے گوداوری کے بائیں کنارے ایک بلند کنارے کے اوپر
 بسا ہے۔ بازار اس کا پٹا ہوا دور درجے کا ہے۔ ان اوپر لکھے ہوئے
 تینوں ضلعوں کے مغربی حصے میں جنگل اور پہاڑ بہت ہیں اور ان میں
 وحشی آدمی رہتے ہیں۔ چوتھا چھلی بندر جس کو انگریزوں کو نوسلی ٹپن
 کہتے ہیں راجھیندری کے دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔
 ان دونوں ضلعوں کا نام شاستر میں کلنگ دیس لکھا ہے۔ صدر مقام اس کا
چھلی بندر مندراج سے ^{۲۵}دوسو چھپیس میل اتر گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 جھکتا ہوا سمندر کے کنارے بسا ہے۔ بندر اچھا ہونے کے باعث تجار
 کی جگہ مقبول ہے۔ چھٹا بانگلی مشہور ہے ایران کو بہت جاتی ہے۔ قلعہ

راجھیندری

باجا

دریا سے کرشنا کی ایک دہارا کے نزدیک شہر سے پون کو س کے
 تفاوت پر دلدل میں بنا ہو چھ مچھلی بندر سے پینتیس میل اتر اور شہر سے
 پانچواں گنتور مچھلی بندر کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف ہو چھ درخت
 اس ضلع میں کم ہیں چھ مسافروں کو کہیں کہیں املی کا سایہ البتہ اچھا
 لگتا ہو چھ ہیرے کی کھان بھی وہاں ہو لیکن اب اس سے کچھ فائدہ
 نہیں ہوتا صدر مقام اس کا گنتور جس کو مرتضیٰ نگر بھی کہتے ہیں مندرج
 سے دو سو تیس میل اتر ہو چھ ان دونوں ضلعوں میں یعنی مچھلی بندر اور
 گنتور میں گرمی شدت پڑتی ہو چھ یہاں تک کہ شیشے ٹوٹ جایا کر ڈھینچ
 اور لکڑی کی چیزیں اس قدر سوکھ جاتی ہیں کہ اس کے اندر سے کیل
 کا نٹے جھڑ پڑتے ہیں چھ دریا سے کرشنا کے وہاں نے پرگستان کے
 میدان میں گرمی کے درمیان تھرما میٹر میں ایک سو آٹھ درجے پر
 پارا رہتا ہو چھ چھٹھانلو گنتور کے دکھن واقع ہو چھ یہاں تانبے کی
 کھان ہو چھ صدر مقام اس کا نلو ر مندرج سے ایک سو میل اتر پتار
 یعنی پتار ندی کے داہنو کنارے بسا ہو چھ اس ندی کا اصل نام پتار کنٹی
 ہو چھ ساتواں کرپ نلو ر کے چھم ہے چھ یہاں ہیرے کی کھان ہو چھ صدر

مقام اس کا کرب جس کا صحیح نام کربا ہے کرب ندی کے کنارے مندرجہ
 سے ایک سو چالیس میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف اتر کو جھکتا ہوا
 ہے۔ آٹھواں بٹاری کرب کے چھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے
 صدر مقام اس کا بٹاری جس کو بٹاری بھی کہتے ہیں مندرجہ سے ^{۲۹} دو سو
 میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف بگری ندی کے بائیں کنارے دو کوس
 کے تفاوت پر بسا ہے۔ قلعہ جو کھوٹا ایک پہاڑ کے اوپر بسا ہے۔ وہاں ہی
 اس کے انگریزی فوج کی چھاؤنی ہے۔ بٹاری سے اوتیس میل گوشہ
 شمال و مغرب کی طرف دریاے تنگ بھدر کے واسطے کنارے
 قدیم اور نامی شہر دجی نگر ہے۔ لیکن اب اجاڑ پڑا ہے۔ یہ شہر کم سے کم
 آٹھ میل کے گھیرے میں ہے۔ اور ایک ایسے میدان میں واقع ہے کہ
 جس کے گرد بڑے بڑے ڈھوکے پتھر کے پڑے ہیں۔ بلکہ بعض
 مقام پر تو اس کے ایسے ایسے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کہ گویا چھوٹے
 چھوٹے پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سچ شہر میں بھی کہیں کہیں
 ایسے بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے ہیں کہ انکی چھانہ میں راتہ
 چلتا ہے۔ راہ میں بالکل پتھر کا فرش اور نہر اور تالاب اور کوئے پتھر

بٹاری

تراش کر بنے ہوئے ہیں۔ قلعہ محل برج کنگورے اور پچھانک مندر اور
 وہر مشالا اور مکانات نہایت بڑے بڑے قدیم ہندوستان کی قطع
 ہیں۔ دیوار ستون محراب اور چھت ساری خیرین زرے تھہر کی ہیں
 اور پھر وہ تھہر بھی اتنے بڑے کہ قیاس میں نہیں آتا کہ بغیر کل کے زور
 کے کس طرح وہ اپنے مقام سے ٹل سکے ہونگے۔ کیونکہ تھہر آتش
 پذیرہ پندرہ فٹ کے لمبے چوڑے اور اتنے ہی موٹے لگے ہیں
 اور بہت خوبصورتی کے ساتھ تراشے اور جاتے ہوئے ہیں باز
 اُس شہر کا بننے فٹ چوڑا ہی اور اُس کے سرے پر ایک شوالادس
 کا ایک سو ساٹھ فٹ بلند بنا ہے۔ رام چندر کے مندر میں سنگ مویا
 ستون پر نہایت باریک نقاشی کی ہے۔ علاوہ اس کے شہر کے چوچ
 میں ایک بہت عمدہ مندر ہے اُس کے مکانات کی لمبائی چار سو فٹ
 اور چوڑائی دو سو فٹ ہوگی۔ یہ مندر شیو کے مذہب کا ہے۔ اسکے
 ایک رتھ سارا ایک ہی تھہر کا ڈھری اور پیہے وغیرہ سمیت
 کی طرح نہایت باریکی اور کاریگری کے ساتھ بنا کر رکھا ہے۔ عرصہ
 پانسو برس کا گذرنا ہے کہ اس شہر کو مہاراج بیر کراے نے بسایا

تھا + اور دارالسلطنت اپنا بنایا تھا + پہلے اس شہر کا نام دیرانگر
 تھا بعد اس کے دجی نگر ہوا + ماہو چارج جنو زبان سنسکرت میں بڑی بڑی
 پوٹھیاں تصنیف کی ہیں اسی راجا کا وزیر تھا + دجی نگر کو ساہنہ دریا سے
 تنگ بھیدرا کر پار اسی وضع کا ایک دوسرا شہر بھی اوڑھٹا ہے + نام اس کا
انانگندی ہے + کچھ تھوڑے آدمی اس میں بستہ ہیں + مشہور ہے کہ کسی راجا
 میں یہاں سے وہاں تک دریا کے دونوں طرف یہ ایک ہی شہر تھا اور کل
 چوبیس میل کے گھیرے میں بتا تھا + بلاری سے چوالیس میل پورب سمندر سے کچھ
 اوپر دو ہزار ایک سو فٹ اونچا ایک مضبوط قلعہ پہاڑ کے اوپر بنا ہے + نام
 اس کا موٹی ہے + نوان چٹور کرب کے دکن ہے + صدر مقام اس کا چٹور جس کو
چٹور بھی کہتے ہیں مندرجہ سوائی میں چھ گونہ شمال مغرب کی طرف جھکتا
 ہوا ہے + دسوان آرکا ڈوجس آرکاٹ کہتے ہیں کرب کے دکن ہے + اس ضلع
 میں چاہی زمین بہت ہے + کیونکہ تین ہزار پانسو ناہو گا نو کو اندر چار ہزار
 تالیاب ہیں + اور گنیس ہزار سے زیادہ کوٹھو سوائی آن نہروں کے ہیں جو کہ
 ندی اور جھرنوں سے کاٹ کر لائے ہیں + صدر مقام اس کا آرکاٹ صوٹ
 کرناٹک کا قدیم دارالسلطنت مندرجہ سوائی میں چھ ہزار پانسو میل چھ ہزار ندی

۹
چٹور۱۰
ارکاٹ

دہنو کناری ایک شہر بنا ہے کہ اندر بسا ہوا ہے + یہ ہندی گرمی میں سوکھ
 جاتی ہے + وہاں کا قلعہ اور نوابوں کا قدیم محل اب کھنڈ ہو گیا ہے +
 وہاں سے نڈرہ میل چھم پالار کہ دہنو کناری پر ایک شہر اور قلعہ ہے +
 نام اوس کا اٹور ہے + اور اکثر گورجی بولا جاتا ہے + یہاں انگریزی فوج
 کی چھاوٹی ہے + آرکاٹ سے قریب چالیس میل کو دکھن گوشہ جنوب و
 مشرق کو جھکتا ہوا سمندر سے پانسو فٹ اونچے پہاڑ کو اوپر ایک مضبوط
 قلعہ اجاڑ پڑا ہوا ہے + نام اس کا جھنجی ہے + جھنجی کہ چھم ایک منزل کو
 فاصلے پر ترغالی میں ہندو کو مندر و ہر مشال اور گنڈھین + زمین بڑے
 مندر کا دروازہ جو کہ پہاڑ کی بڑھین بنا ہے بارہ مراتب کا دوسو بائیس
 اونچا ہے + جھنجی سے ایک منزل کو تفاوت پر گوشہ جنوب مشرق کی طرف
تری و کیرا کا نو کو پاس بہت سے درخت چھر ہو کر پڑی ہیں + اور وہاں
 کھوڈو سے زمین کو اندر بھی درخت نکلتی ہیں + ایک درخت اسی طور وہاں
 ساٹھ فٹ کا لمبا پڑا ہے + چنانچہ جڑ اوسکی جلا کر ڈوسو سنگ شیب اور عقیق
 سے بھی اچھا روپ دیکھاتی ہے + انگریز لوگ اکثر اس کو کٹھم اور زیور
 بناتی ہیں + جانا چاہو کہ جس پانی کو اندر چھر کو ڈری انراط سے

ڈرتیوہین اُس میں لکڑی پڑی ایک زمانہ پا کر تھچھ موجداتی ہوئے کیونکہ
 لکڑی کو ڈرتیوہین پر دن گلتی چلا جاتی ہیں اور تھچھ کو ڈرتیوہین کی جگہ
 پر اُس لکڑی کو سوراخوں کی راہ اس ذہب سے بٹھتو جاتی ہیں کہ اگرچہ
 وہ لکڑی تھچھ موجداتی ہو تب بھی رنگ روپ اور رگ وریشی اُس میں
 اسی لکڑی کو سوزیوہین ارکاٹ سے پچاسی میل دکھن گوشہ خوب
 و مشرق کو جھکتا ہوا ایک بندر کرا لور ہے انگریزوں کو بنگلہ دہان
 بہت سوزیوہین ہے گیا رموان چنگیل ٹونلور کو دکھن واقع ہے پڑین
 دہان کی اکثر تھچھ ملی اور تار کو درخت بہت ہیں اس ضلع کو جاگیر
 بھی کہتی ہیں کیونکہ ارکاٹ کو نواب نہشتہ اور نہشتہ میں ہے
 ضلع سرکار کپنی کو بطور جاگیر کو دیا تھا صدر مقام چنگیل ٹونلور کو
 لوگ سنگھل پٹیا بھی کہتی ہیں مندرج سے پینتیس میل دکھن گوشہ خوب
 و مغرب کو جھکتا ہوا ایک چھوٹی سی ندی پر جو کہ پالار میں گرتی ہو
 پہاڑوں کو اندر بسا ہے قلعہ اُس کا مضبوط تھا لیکن اب بدمست
 ہے مندرج جس کا صحیح تلفظ مندرج ہے اور لوگ جس کو چینیٹن
 بھی کہتی ہیں اس حاظ کا دار السلطنت کلتو سے ساڑھے آٹھ سو میل اور

چنگیل پٹیا

شرک کی راہ ایک ہزار ترسٹھ میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف کھنکھ
 جھکتا ہوا عین سمندر کنارے بسا ہے۔ قلعہ اس شہر کا جس کا نام سنٹ جارج
 ہے بہت مضبوط بنا ہے۔ اگرچہ وہ پھیلاو میں کلکتہ کو فورٹ ولیم سے چھوٹا
 ہے مگر لڑائی کو گون کا اُس سے اچھا ہے۔ یہاں لہریں سمندر کی بڑی طرح
 لگراتی ہیں۔ بندر اس جگہ کوئی نہیں ہے۔ جہازوں کا ٹھہرنا بہت
 مشکل ہے بلکہ ماہ اکتوبر اور نومبر اور دسمبر میں تو تباہ ہو جانے کا ڈر لگا
 رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں چلتی ہے اُس وقت ممکن نہیں کہ جہاز
 والے کنارے تک آسکیں۔ یا کنارے والے جہاز پر جا سکیں۔ بلکہ جب ہوا
 موقوف رہتی ہے جب بھی لوگوں کو اپنی جہاز تک کہ جس کا لنگر ہمیشہ کنارے
 سے کچھ فاصلے پر پڑا رہتا ہے آئے جانے کو لیر شہر کی دوسری ناؤں پر سوا
 ہونا پڑتا ہے۔ جہاز والوں کا مقدر نہیں کہ اپنا بوٹ اُس لہریں سے
 سکیں۔ یہہ ناؤں ہلکی ہوتی ہیں اور چمڑی کی طرح لچکتی رہتی ہیں۔
 تاکہ لہروں کو زور سے ٹوٹنے نہ پادیں۔ اور ان کو ملاح ایسے اوستا دہوتے
 ہیں کہ لہر پر اپنی ناؤ چڑھا کر اُس کو ساتھ ہی جھٹ پٹ کنارے پر لائے
 ہیں۔ ضرورت کو وقت وہ ملاح لکڑی کے ٹھون پر جو کہ دو تین آدمی

بندھتی رہتی ہیں سوار ہو کر خطوط اور کاغذات وغیرہ جو کہ پانی سے بچاؤ
 کو اپنی چٹائی کی ٹوپوں میں رکھتی ہیں جہاز تک پہنچا دیتی ہیں + جس وقت
 پانی کا زور آن ملاحوں کو گیند کی طرح اچھال کر دور پھینک دیتا ہر وہ
 تیر کر پھر اپنی بٹیری پر آن چڑھتی ہیں + جب یہ ملاح کسی بڑی وقت میں
 آدمی کی جان بچاؤ میں سرکاری سوان کو ایک نعمت ملتا ہے + سمندر کے
 کنارے سرکاری اور انگریزوں کے مکانات بہت عمدہ بنی ہوئے ہیں +
 چونا وہاں کوڑی جلا کر بنایا جاتا ہے اسلیو خوب صاف اور شفاف
 ہوتا ہے + گورنمنٹ ہوس کے نزدیک کرناٹک کے نواب کا ایک باغ ہے
 نام اس کا چاک ہے + شکر وہاں انگریزوں کے ہواکھانی کے لیے خوب
 آراستہ ہے + دونوں طرف سایہ دار درختوں کے لگے ہوئے ہیں اور انگریزوں
 کے باغ اور بنگلے ہونے کے باعث پھولوں کی مٹھی مٹھی خوشبو ہر طرف سے
 چلی آتی ہے + اگرچہ یہ شہر اچھا بندر یا کوئی بڑا دریا نہیں ہونے کے باعث
کلکتہ اور بمبئی کی طرح تجارت کی جگہ نہیں ہے لیکن تو بھی چیزیں سب
 قسم کی یہاں مل جاتی ہیں + سنہ ۱۸۵۹ء میں شہر سے انورندی تک ایک
 نہر بس بنی اور پانسو ساٹھ گز لمبی ایسی کھودی گئی کہ اس میں ناؤ

بھی چل سکتی ہے۔ سپاہی انگریزی فوج کو وہاں نسبت بنگال حاظر کر چھوڑا اور
 اور کم زور ہو تو ہین ۶ لیکن چالاکی اور پھرتی اور قواعد میں ان سے زیادہ تیراؤ
 چست ہین ۶ مندراج کو گورنر صاحب اور کمانڈر جنرل اور سپریم کورٹ صدر نظام
 اور دیوانی کونج اور بورڈ اور یونیورسٹی کو صاحب گ سب اسی جگہ رہتے ہین ۶
 مین مچی نگر اور جاشری رنگ رائیل نو سرکار کینی کو مندراج میں قلعہ بناؤ کی اجازت
 اس شہر پر دی تھی کہ یہ قلعہ مہاراج کا نام ہو شہری رنگ رائیل مین پکارا جاوے ۶ مگر
 سرکار نے اس قلعہ کا نام تو سنٹ جارج رکھا اور شہر جو بسایا اس کا نام وہاں کو
 کاروانی پور پاپ چنپا کو نام پر چنپا مین رکھ دیا ۶ اب اس شہر میں گرد و قواح
 سات لاکھ آدمی بستے ہین ۶ مندراج سے اڑتالیس میل گوشہ جنوب مغرب کی
 طرف ایک شہر گنجورم ہے ۶ شاستر میں اس کا اصل نام کانچی پور لکھا ہے ۶ یہاں
 کو بازار میں دوفون طرف ناریل کو درخت لگے ہین ۶ ایک مندشیو کا بہت بڑا
 بنا ہوا ہے ۶ اس مندر کو اندر ایک ہر مشالا ہے اس میں ایک ہزار ستون لگے ہین ۶
 سیرھی کو دونوں طرف دو ہاتھی رتھ سمیت ایک تھکر تراشی ہوئے ہین ۶ اس
 کو دروازے کو اوپر چڑھنے سے دور دور کو جنگل جمیل اور پہاڑ دیکھائی دیتے ہین ۶
 کو س بھر کو حاصل پر وشنو گنجی ہے ۶ اسی کو وشنو کانچی کہتے ہین ۶ اس میں ایک

مندر و ز دراج و شنو کا ایسا نقاشی اور کاریگری سے بنا ہے کہ خوبصورتی اور
 خوشگلی میں گنجلوم سے بھی بہتر ہے۔ اس کو دروازے کے آگے ایک ستون بنا جو کا
 سنہری طبع کیا ہوا ہے اور مندر دراج سے پینتیس میل دکن سمندر کے کنارے میرچالی
 میں کئی جگہ پہاڑ کے چھ تراش تراش کر غار گوشہ عبادت اور مندر اور مورتوں
 و شنو کے خوب کی اکثر وقت کی بنی ہوئی اب تک موجود ہیں۔ وہ سب چیز
 دیکھنے کے لائق ہے۔ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ قدیم شہر نہاہلی پور بالکل سمندر میں
 ڈوب گیا ہے چنانچہ اس کو دیکھنے سے بھی ایسا معلوم دیتا ہے کہ سمندر کا پانی روز
 بروز کنارے کی طرف بڑھا چلا آتا ہے۔ اگر یہی حال رہا تو یہ تمام مورتیں اور
 وغیرہ بھی کچھ دنوں میں سمندر کو اندر غرق ہو جائیں گی۔ مندر دراج سے اسی میل
 گوشہ شمال و مغرب کی جانب پہاڑوں میں ترپت نامی تھہ کا مندر بڑا مشہور
 معروف ہے۔ مندر دراج سے چالیس میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف یالاندی
 کے بائیں کنارے ایک بڑی میاں کی جگہ والاجاہ نگر ہے۔ بارہواں شیل ارکاٹ کے
 گوشہ جنوب و مغرب کی طرف پہاڑ پانچ ہزار فٹ تک سمندر سے بلند ہیں۔ اور
 اسی وجہ سے وہاں گرمی بہت نہیں پڑتی۔ صدر مقام اس کا شیل مندر
 سے ایک سو تیس میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف واقع ہے۔ میرچالی

شیلہ کو دکھن گوشہ جنوب و مشرق کی طرف جھکتا ہوا ہے۔ صدر مقام اس کا
 ترچیا پل مندرجہ سوا ایک سو نو میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف دکھن کو جھکتا
 ہوا دریا کا ویری کو دہنی کنارے شہر نپاہ کو اندر ایک پہاڑی کو اوپر بسا ہوا ہے
 باہر انگریزی فوج کی ایک بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ شہر کو سامنے دریا کا ویری
 کو ایک اچھی ٹاپو کو اندر جو کہ تیرہ میل لمبا ہوگا ایک مندر شہری رنگ جی کا
 نہایت عظیم الشان بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو باہر والی دیوار کا گھیرا
 قریب چار میل کو ہوگا۔ اس کو دروازے میں ستون تینتیس فٹ بلند و زبرد
 فٹ دور کو موٹی تھپڑ کو لگو ہوئی ہیں۔ اس دیوار کو اندر سات سو تین فٹ
 کو فاصلے پر پھر ایک کو اندر ایک چھ دیواریں آؤر ہیں۔ یہ ہتھ دیوار تین پچیس
 پچیس فٹ اونچی اور چار چار فٹ موٹی ہیں۔ اور ان میں چاروں طرف
 چار چار دروازے لگو ہیں۔ غرض کہ سات دیواروں کو اندر شہری رنگ جی کا
 مندر ہے۔ اس کو گنبد پر سونو کا طبع کیا ہوا ہے۔ اور ان سب دیواروں کو
 درمیان میں جا جا مکانات اور دوکانیں دیوالی اور دہر مشالوں پر لگو ہیں۔
 چنانچہ ایک دہر مشال آنا بڑا ہے کہ اس میں ایک ہزار ستون لگو ہیں۔ انگریز
 لوگ اس مندر میں چھٹی دیوار کو آگو نہیں جانی پاتے ہیں۔ لیکن وہاں کو

شک مویں کا ایک نانڈیا آٹھ ہاتھ ملے

کو مہو کو نم جس کو لوگ کبھیا کو لم بھی کہتے بہت کھنہ بنا ہے پندرہ ہوان
 کو مہا نون پر واقع ہے صدر مقام اس میں تاجور کو پرب دریا کا پور
 سو ایک سو ساٹھ میل دکھن ہندر کو کسل کا ناگور جس کو لگر کہتے ہیں
 بیس پار کی جگہ ہے مال کو جہاز آ رہے ہیں ری پر بسا ہے یہ مقام ایک
 ڈیڑھ سو فٹ کا بلند ہے مگر معلوم نہیں یہاں ایک چوکھوٹا مینار
 گیا تھا اور کسی بنایا ہے کو مہو کو نم کہ یہ کس کام کر لیا گیا
 وہاں سو پینتیس میل چھ گوشہ شمال وغیر کبھیا گھون کا پرا نا شہر
 کا ویری کی دو دہارا کو بیچ میں واقع مغرب کی طرف جھکتا ہوا ہے
 قدیم دار الحکومت ہے یہاں چکر پشور یہ شہر چول بنسی اجاون کا
 برس اور رام سوامی کو لکھن جو جب ہندر کو آگے گند کو اور پار
 کو مہو میں ہوا کرتا ہے سو لہوان مہو میں برس ایک بڑا میل گھ
 بہت آدمی مینا کشی بھی کہتے ہیں تاجور کو انگریز لوگ ڈرا او
 ہے زمین یہاں کی اونچی نیچی اور بھوب و مغرب کی طرف
 دلدل کو نزدیک کی بستیوں کی آب و ہوا کٹر جھل اور پہاڑ

کو مہا

متھرا

۱
اسی بند وغیرہ ساری کتبوں کو لکھوگ بل کر

۱۱۰
کویا ہر سرب سپاہیوں کا صدر مقام اس کا شہر امندراج ہے جو دو سو

ایک ہر عورت سربیاہ کرتی ہیں و مغرب کو جھکتا ہوا کماری ہے اس ایستادہ

پینسٹھ میل و کھن گوشہ جنوبی شہر ناپہ کر اندر بسا ہے کچھری کی پاس ایک

میل ویاگا روندی کو و ہنر کناہ کو بیچ میں ایک میل جنوب ہے شہر کو راسٹر

تالاب بہت اچھا ہے اسے اندرا گل زمانہ کو بہت بڑی اور بلند ہے ہن

خاصی چوڑی ہے اور کئی سب صرف ایک گتہند اس کا تیس گز چوڑا بچا

محل راجا کا ٹوٹ پھوٹ گیا میل گوشہ جنوب مشرق کی طرف رہ مشور نام

ہوا ہے شہر اسے تخمیناً پچھترہ می سمندر سے ملی ہے اس سے تھوڑی ہی دور

ایک ٹاپو ہے جہاں ویاگا ہداصل پر گیارہ میل لمبا اور چھ میل چوڑا

پورب کنار سے ایک میل گز ریتیل ہونے کو باعث کھیتی وہاں بالکل نہیں

ہندو کا بڑا تیرتھ ہے نہ ہنر ٹھلون سے گھرا ہوا ہے اس میں مندر

ہوتی ہے چھوڑ چھوڑ ہے یہاں کاسنگین بہت بڑا اگل زمانہ کا نہایت خوب

سیت بندھ رہا مشور نام عمل وہاں تک نہیں پہنچا اسلئے وہ توڑا

بنا ہے مسلمان بادشاہ نے اسے کاسنوٹ بلند ہے اس میں چھ

فٹ اونچو ایک ایک تھر کو دہو لگ رہین + بس اسی خرابی و اس سمندر کی
 عمارت کا اندازہ سمجھ لےنا چاہیو + مہادیو کو سوا گنگا جل کو دوسرا کوئی
 جل نہیں چرایا جاتا + مندر تو میل ہٹ کر سمندر کو کنارے پر پامبن کا
 بندر ہو + جاتری لوگوں کی کشتی اسی جگہ لگتی ہو + سڑک پر وہاں تک
 بالکل سنگین فرش ہو + کلی کوچہ اور بازار چوڑے چوڑے + دہر مشال اچھو اچھو +
 وہاں کوئی نپڈاڑنی حویلی کو حاطمین ایک بنگلا انگریزی بہت عمدہ تیار
 کیا ہو + اس پر سو دور دور تک سمندر اور لنگا کی طرف وہ پتھر اور
 پہاڑ جس کو منڈو لوگ رام چندر کا بنایا ہوا پل کہتے ہیں پانی میں ایک
 سیاہ لکیر کی طرح دیکھائی دیتا ہو + پہلو وہ پل سمو چا تھا + چنانچہ ۱۳۰۵ء
 تک لوگ اس کو اوپر سے آتی جاتی تھی + مگر اب سمندر کی لہروں کو دیکھو
 جا بجا ٹوٹ پھوٹ گیا ہو + منڈو لوگ اس سیت یعنی پل کو کرامات
 سمجھتے ہیں + لیکن حقیقت میں یہ کوئی معجزہ اور کرامات کی بات نہیں
 ہو + کیونکہ لنگا اور منڈوستان کو بیچ میں سمندر کی کھاری جو کہ ساٹھ
 میل چوڑی ہو پانی اُس میں ایسا چھلا ہو کہ جہاز نہیں نکل سکتا + بلکہ
 گھوم کر بغیر لنگا کو پرب طرف سے جاتا ہو + رہیشور کرنا پو اور منڈوستان

کوچ میں اور منار کا پلو اور لنگا کے درمیان جو سیت ٹوٹنوسر چھوٹی
 موٹی ناندکل جائز کی راہ ہو گئی ہے وہاں بھی پانی پانچ فٹ سے زیادہ گہرا
 نہیں رہتا۔ اور منار اور رامیشور کے بیچ میں تو پانی اس قدر کم ہے کہ
 جس وقت سمندر کی لہر ہٹ جاتی ہے تو بالکل رتیا دیکھائی دینی لگتا ہے۔
 پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسی ریتی کے اندر ایک پہاڑ کا کارا سا نکل آیا ہے
 اور اس پر بڑی بڑی ڈھوک پتھروں کو بڑی بہن اسی کو وہاں کے لوگ
رام چندر کا سیت کہتے ہیں۔ اس کے اخیر میں لنگا کے کنارے کے نزدیک منار
 کا پلو اٹھارہ میل لمبا اور اڑبائی میل چوڑا ہے۔ قلعہ بھی اس میں ایک
 بنا ہوا ہے۔ اور وہ سمندر کی کھاری جو کہ لنگا اور ہندوستان کے بیچ میں
 واقع ہے اور اس کا نام ہے منار کی کھاری پکاری جاتی ہے۔ سٹریٹ وہاں
ٹرینیلوولی متھرا کے دکھن گوشہ جنوب مغرب کو جھکتا ہوا ہے۔ اس ضلع
 میں پہاڑ کم ہے۔ لیکن جنگل آج اب بہت خصوصاً مشرقی حصہ میں تو بہت
 ہیں۔ صدر مقام اس کا ٹرینیلوولی مندرج سے ساڑھے تین سو میل
 دکھن گوشہ جنوب مغرب کو جھکتا ہوا کمار کے راس سے آٹھ سو میل بڑے
ٹرینیلوولی سے پورب سمندر کے کنارے تو تکوورن میں غوطہ خور لوگ سپ

۱۸
ٹرینیلوولی

سو موتی نکالتے ہیں * اٹھارہ ہوان کو بتور متھر اس گوشہ شمال مغرب
 کی طرف ہے * یہہ ضلع تخمیناً نو سو فٹ سمندر سے اونچا ہوگا * لیکن
 جگہ ہموار اور برابر نہیں ہے * کہیں اس سے کم اور کہیں زیادہ ہے *
 اس میں جنگل آجاڑ بہت ہے * لوہے اور گوندت کی اس ضلع میں کھان
 ہے * یہاں کو لوگ سانڈ کی پوجا کرتے ہیں * اور جب کوئی سانڈ مر جاتا
 ہے تو اس کو بڑی دھوم دھام سے دفن کرتے ہیں * صدر مقام اس کا
 کوئٹور مندرج سے دو سو ستر میل گوشہ جنوب مغرب کی جانب واقع
 ہے * وہاں سے چالیس میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف ایک نہایت
 پرفضا اور دلکش مقام نیل گری کہ پہاڑ کو اوپر ہے * نام اس کا
 آگنڈ ہے * یہہ جگہ سمندر سے کچھ اونترتات ہزار فٹ اونچی ہے * یہاں
 انگریز لوگ ہوا کھانی آتی ہیں * اور بہت سی کوٹھیاں اور بنگلے ہیں
 بنے ہوئے ہیں * گرمی یہاں مطلق نہیں ہوتی * اس پہاڑ کو اندر ایک
 جھیل بہت خوب چھ سات میل کر گھیرے میں پانی سے بھری ہے *
 جانا چاہتے کہ یہہ ساتوں ضلع یعنی شیلیم سے کوئٹور تک دراز دروہیں
 کہلاتے ہیں * اور اس دراز کا نام شاستر میں ڈنکارن بھی لکھا

ہیۃ انیسواں یلبار جس کو ملی اور تیرا راج اور کیرل بھی کہتے
 ہیں یہ ضلع کوٹھیٹور کو چھ گھاٹا ترکر سمندر تک چلا گیا ہے
 اس ضلع میں جنگل اور پہاڑ بہت ہیں اور ندی نالی بھی اڑا
 سو ہیں یہ سٹی یہاں کی لال سرخی کی طرح ہے بعضی پہاڑی
 کا بالو دھونو سوسونا بھی ہاتھ لگتا ہے زمینیدار یہاں کو یکجا
 ہو کر کسی کانو میں نہیں بستے بلکہ سب لوگ اپنی اپنی کھیت کو پاس
 الگ الگ مکان بنا کر رہتے ہیں لیکن مکانات ان لوگوں کو صاف
 ستھری اور چھو خاصہ ہوتے ہیں بیل لادنے لائق نہیں ہوتے سیواگر
 بار برداری اکثر دور کرتے ہیں یہاں برہمن شورو یعنی پنج ذات کو
 نہیں چھو تو بلکہ اپنی پاس تک بھی نہیں آندے ہیں مگر نایز ذات
 کی عورتوں کو رکھنا عیب نہیں سمجھتے ہیں نایر ایک شورو قوم کا
 نام ہے وہ لوگ دس برس کی عمر میں اپنی شادی کرتے ہیں لیکن
 عورت کو اپنی گھر میں نہیں لاتے اس کی خوراک اور پوشاک کا خرچہ اس
 گھر بھیج دیا کرتے ہیں اور وہ اپنی باپ گھر رہا کرتی ہے وہاں
 جس مرد کو چاہتی ہے اپنی پاس بلاتی ہے اس کا خاوند ہرگز اس کو

روک ٹوک نہیں سکتا۔ اور یہی باعث ہے کہ وہاں کر آدمی اپنی پاپ کا
 نام نہیں جانتے ہیں۔ اور بہن کی اولاد کو اپنا وارث بنا کر ہیں۔ ما
 گھر کی مالک ہے۔ اور والدہ کے بعد بڑی بہن مالک ہوتی ہے۔ اور جب کوئی
 مر جاتا تو اس کی بہن کی اولاد اس کا مال اسباب بابت لیتی ہے۔ غرض
 بڑی ماخولہ بہن وہ ہے جو کہ وہاں شادی کرتی ہیں۔ عورتیں خوبصورت ہوتی
 ہیں لیکن نہایت برفا اور بوجیا۔ اس ضلع کر آدمی قریب ڈیڑھ لاکھ کر
 کر شان ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کیرل دیس گھاٹون کو نچوچر
اوت طرف چندر گری ندی تک چلا گیا ہے۔ اور کلی کوٹ اور تیلی چیری
 یہ دونوں ضلع بھی جسکا بیان اب آگے لکھا جاتا ہے اسی کیرل دیس کے اندر
 ہیں۔ اور یہی ساری باتیں ان دونوں ضلعوں میں بھی موجود ہیں۔
 صدر مقام تریپراج کا کوچی مندر سرتین سو پینتیس میل گوشہ جنوب مغرب
 کی طرف سمندر کے کنارے بسا ہے۔ بیسوان گلی کوٹ یلبار کے آتر ہے۔ صدر
 مقام اس کا گلی کوٹ مندر سرتین سو پینتیس میل گوشہ جنوب مغرب کی
 طرف پچھم کو جھکتا ہوا سمندر کے کنارے بسا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں
 پہلے پہل فرنگیوں کا جہاز آن کر لگا تھا۔ اکیسوان تیلی چیری گلی کوٹ

گلی کوٹ

تیلی چیری

کہ آتر واقع ہو۔ صدر مقام اس کا تیلی چیری جس کو تالچیری بھی کہتے
 ہیں مندرجہ سترین سو چالیس میل چھ گوشہ جنوب مغرب کو جھکتا ہوا
 سمندر کو کنارے ہوا۔ بانسیوان منگلور جس کا نرا اور ٹلو کہتے ہیں
 تیلی چیری کہ آتر واقع ہو۔ اس ضلع کو اندر پہاڑ علیبار سے بھی زیادہ تیز
 گاؤں میل یہاں کو بڑی بکری سے زیادہ بڑی نہیں ہوتے۔ زمیندار اس ضلع
 میں بھی علیبار کی طرح اپنی کھیتوں کو پاس گھر بنا کر رہتے ہیں۔ یہاں
 جین لوگ بہت ہیں۔ اور کرشان بھی افراط سے ہیں۔ ٹیپو سلطان کو باپ
 حیدر کو یہاں کو بہت کرشانوں کو قتل کیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ وہ
 ساٹھ ہزار کرشانوں کو پکڑ کر سیورین لیک گیا تھا۔ جس میں سے صرف چند
 ہزار کرشان واپس آئے۔ باقی سب ماری گئے۔ صدر مقام اس کا منگلور
 جس کو ڈیال بندر بھی کہتے ہیں مندرجہ سترین سو چھتر میل چھ سمندر کو کنارے
 واقع ہے۔ بانسیوان منگلور کہ آتر کو نام چلا گیا ہے۔ گوا پور کی طرف
 کے عمل میں ہے۔ پرتگال کو رہنے والوں کو پورنگیر کہتے ہیں۔ یہہ
 ضلع بھی ٹلو وین میں گنا جاتا ہے۔ اور ساری باتیں ویسی ہی رکھتا

منگلور

ہونور

بمبئی حاٹھ

اب بمبئی حاٹھ کو فصلوں کا بیان لکھا جاتا ہے۔ پہلا ضلع

دہاروار

دہاروار گوا کو پورب طرف ہے۔ صدر مقام اس کا دہاروار جس کو محلان

نصرا باد کہتے ہیں بمبئی سے دو سو پچاس میل دکھن گوشہ جنوب مشرق کو جھکتا

ہوا ہے۔ دہاروار سے پچاس میل آترگو کا کہ نزدیک ایک جگہ گت پر

ندی پہاڑ میں ایک سو چوتھ فرٹ کی بلندی تھیں جاہد کر طور پر گتی ہے۔

برسات میں اس چادر کی چوران ایک سو آنتہر گزیں کم نہیں ہوتی۔ یہاں

ایک مندر مہادیو کا ہے۔ اور جنگ بھی اس کو آس پاس سہاؤنا ہے۔ دوسرا

بیل گاؤں

بیل گاؤں دہاروار گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔ آب و ہوا وطن کی

اچھی ہے۔ صدر مقام اس کا بیلگاؤں بمبئی سے دو سو پینتالیس میل گوشہ

جنوب و مشرق کی طرف جھکتا ہوا ہے۔ قلعہ اس میں اچھا مضبوط بنا ہے۔

خندق اس کی پہاڑ میں سرکائی گئی ہے۔ انگریزی فوج کی وہاں چھاپا

کوکن

ہے۔ تیسرا کوکن بیلگاؤں گوشہ شمال و مغرب کی طرف ہے۔ یہ ضلع جگ

پہاڑ اور ندی نالوں سے بھرا ہوا ہے۔ صدر مقام اس کا رنگری بمبئی سے

تھانا

ایک سو چالیس میل دکھن سمندر کو کنارے ہے۔ چوتھا تھانا کوکن کر

اتر ہرچہ صدر مقام اس کا ٹھانا ساشٹی کو ٹاپو میں ہے۔ اس ٹاپو کو
 وہاں کو لوگ جھاتا اور شاستر اور انگریز لوگ سائٹ کہتے ہیں۔
 یہی سو بیس میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف اتر کو جھکتا ہوا سمندر
 کنارے بسا ہے۔ ایک قلعہ بھی اسی میں بنا ہے۔ اس ٹاپو اور ساحل مندر ^{ستان}
 کو درمیان سمندر کی کھاڑی دو سو گز چوڑی آن پڑی ہے۔ ٹھانا سو
 تین کوس کو فاصلہ پر کنیری میں اس ٹاپو کو اندر کسی زمانی میں پہنچ
 کر مذہب والوں نے پہاڑ کو تراش کر غار گوشہ عبادت اور مندر بنا کر
 تھوڑے آئینے دو سو تین بدھ کی بیس بیس فٹ بلند ایک موجود ہے۔
 اور ایک ستون پر کچھ قدیم زمانہ کو حرف بھی کھدی ہوئی ہیں۔ ^{پانچوا}
 یہی ساشٹی ٹاپو کو دھن طرف واقع ہے۔ چند روز کی بات ہے کہ یہ ٹاپو
 پانی اور جنگل جھاڑیوں سے گھرا ہوا تھا اور اگلے لوگ اس کی آب و ہوا
 کی خرابی یہاں تک لکھ گئے کہ اس ٹاپو میں رہ کر کوئی آدمی تین برس
 سے زیادہ نہیں جی سکیگا۔ سبحان اللہ اب وہی یہی انگریزی سرکار
 طفیل ہو گیا آباد اور صاف شفاف ہو گیا کہ آب و ہوا اور صفائی اور
 دولت اور پارسیوں کی عقلمندی اور خوش اخلاقی کو باعث بہت لوگ

اِس شہر کو کلکتہ سے بہتر جانتے ہیں۔ اِس ٹاپو کا بہی نام پرنس کی وجہ سے
 یہ ہے کہ وہاں مبیا ایک دیہی کا نام ہے اسی کو نام پر اِس کا نام بہی
 پڑا۔ لیکن بعض لوگ اِس کا اصل نام مبہیا بتاتے ہیں۔ کیونکہ
 پرتگالی زبان میں مبہیا کو مغربی کھاری ہے اور پہلے یہ ٹاپو
 پورٹگیزیوں کو عمل میں تھا۔ ۱۶۹۰ء میں جب پرتگال کو بادشاہ فر
 انسی لڑکی کا سیاہ انگلستان کو بادشاہ سے کیا تو یہ ٹاپو اُسے انہو دا ما
 کو بہتر میں دیدیا۔ سابق میں یہ دونوں ٹاپو جدا جدا تھے۔ او
 ر کوچ میں سمندر کی کھاری چار سو باٹھ کی تھی۔ دکن طرف
بہی کا ٹاپو نو میل لمبا اور اڑبائی میل چوڑا تھا۔ اور اتر جانب
ساشی کا ٹاپو اٹھارہ میل لمبا اور تیرہ میل چوڑا تھا۔ مگر اب ان
 دونوں کو بیچ میں ایک بند باندھ کر چاندی سے دونوں ٹاپو ایک ہو گئے۔
 زمین ان ٹاپوں کی پتھر ملی ہے۔ عمارت میں کاشی بہت لگاتی ہیں۔
 انگریزوں کی کوشیوں میں بھی اکثر کاشیوں اور تختوں کا
 فرش رہتا ہے۔ انگریزی فوج کو سپاہی اِس خاطر کہ اگرچہ پمپیش
 میں پانچ فٹ تین انچ سے زیادہ بلند نہیں ہوتے لیکن لڑائی میں

محنت کش اور چالاک ہوا ہین بہی حاظمو کو گورنر اور کمانڈر نجفین
 اور بورڈ آف ریونیو اور سپریم کورٹ اور صدر نظامت اور دیوانی کر
 جج سب اسی جگہ رہتے ہین بہی قلعہ یہان کا خاصا مضبوط اور اس ٹونگ
 کا بنا ہوا ہے کہ سمندر تین طرف سے گویا اس کی کھائی ہو گیا ہے بہی زبان
 یہان گجراتی بہت بولتے ہین بہی اور اس سے آتر کر مرہٹی اور کونئی اور
 ان سے آتر کر پھر اور سب زبانین بولی جاتی ہین بہی یہان پارسی لوگ
 بہت رہتے ہین بہی یہ قوم بڑی دولت مند ہے بہی عورتین انکی اکثر نیکبخت
 ہوتی ہین بہی یہان تک کہ کسی اس قوم میں کوئی نہیں ہے بہی اور یہاں
 اس قوم کو رہنے کا باعث یہ ہے کہ جس وقت ایران میں مسلمان کا عمل
 ہوا تو ان کو بزرگ لوگ دیوان سے بھاگی کر یہان آن بسے بہی پارسی
 لوگ اب تک اسی طور سے سورج اور آگ کی پوجا کرتے ہین بہی صبح کو طلوع
 آفتاب کو وقت سب کسب سمندر کنارے میدان میں جا کر سورج کو
 سجدہ کرتے ہین بہی اس وقت کی کیفیت دیکھو کہ لائق ہے بہی ان لوگوں کا
 قبرستان بھی مڑوہ رکھو کہ مکان جس کو دھم کہتے ہین شمار میں پانچ سو
 زیادہ ہے بہی سب سے بڑا دھم چار دیواری سے گھرا ہوا تھینا پچاس گز کے

گھیرے میں ایک کھلا ہوا مکان ہے۔ اُس کو بیچ میں ایک کوا ہے جو
 پارسی مرتا ہے اُس کو ایک چادر میں لپیٹ کر اور اُس کو منہ میں روٹی
 دیکر اُس مکان کو اندر رکھ دیتے ہیں۔ گوشت تو اُس کا گوہر اور گد نوح
 کھا تو ہیں اور بڑیاں جو رہ جاتی ہیں انھیں اُس کو توہین ڈال دیتے
 ہیں۔ وہاں ایک کتابھی بند بار مٹا ہے۔ اور پارسیوں کا عقیدہ
 یہ ہے کہ شیطان اُس مرد کی جان پکڑ لے وہاں آتا ہے۔ یہ کتابھی
 کہ شیطان کو جھکا دیتا ہے۔ یہ بھی اُن کا عقیدہ ہے کہ جس مرد کی
 دہنی انکھ کو گد پہل کھا دے وہ اچھا ہے۔ اور جس مرد کو منہ میں سر
 روٹی کتابھی لے جا دے اُس کو بہشتی ہو زمین تو کچھ شک شبہ باقی نہیں
 ہے۔ کوئی بڑیاں صاف کر لے اور اُس مکان کو توہی ایک سنگ لگی ہتی
 ہے۔ تاکہ وہ کو ابھرنے پاوے۔ امیر لوگ اپنے کنبر کو لے کر ایک دھمہ جدا
 بنا رکھتے ہیں۔ بیبی کلکتہ سے ساڑھے نو سو میل ^{۹۰} پھم فور اگوشہ جنوب و
 مغرب کی طرف جھکتا ہوا اور شرک کی راہ ایک ہزار ایک سو چالیس میل
 پڑتا ہے۔ بیبی کو قلعہ سو سات میل اور کوکن کو کنارے سو پانچ میل
 گورا پوری تا پور ہے۔ انگریز لوگ اُس کو ایلیفینٹا ایل کہتے ہیں یہ تاپو

چھ میل کر گھیرے ہیں ہر انگریزی زبان میں الیفنٹ ہاتھی کو کہتے
 ہیں اور وہ ان اتر کر مقام پر پہاڑ کو اوپر ایک ہاتھی تھکا اتنا
 برا کہ سچ ہاتھی سے لگنا اونچا بنا تھا۔ اسی واسطے اس ٹاپو کا یہ نام مقرر
 ہوا۔ اب وہ ہاتھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ اس ٹاپو کو اندر پہاڑ تھکا
 مندر عجیب غریب کسی زمانہ کو بنی ہوئی ہیں۔ بڑا مندر اس سے بڑا ہو کر
 مکانات سمیت دو سو بیس فٹ لمبا اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ہے اور
 چھبیس آسمین ستون ہیں۔ اس کو بیچ میں ایک مورت تین مور تون
 والی بہت بڑی پندارہ فٹ اونچی رکھی ہے۔ اس ایک ہی مورت میں
 برصا بشو اور شیوینیون کو چہرے بنا دی ہوئی ہیں۔ وہی طرف اس کو
 ایک مکان میں جہا دیو کی اردھنگی سٹولہ فٹ اونچی بنی ہے۔ سوا اس کے
 اور بھی بہت سی مورتیں تری دیو اور اندرا اور اندرانی وغیرہ کی بنی
 ہیں۔ یہ بہت مقام دیکھو کر مانتی ہے۔ مگر بہت بڑا مرت ہے۔ بعض مورتیں
 ٹوٹ پھوٹ بھی گئی ہیں۔ واہ کیا خار خانوں ہیں اس قادر بزرگوار
 جہاں کسی زمانہ میں برہمنوں کو سوا کوئی قدم بھی رکھنے نہیں پاتا ہوگا
 وہاں اب سانپ بچھون کو ڈر کر مار کر کوسے جانا ہی نہیں چاہتا۔ چھچھا

پونا ٹھکانوں کو پورب طرف ہے۔ اس ضلع میں پہاڑ اور ندی نامی بہت
 ہیں۔ آب و ہوا یہاں کی اچھی ہے۔ زمیندار قدر کمائی ہو تو بہت کم
 مقام اس کا پونا بمبئی سے پچیس میل گوشہ جنوب و مشرق کی طرف سمند
 سے دو ہزار فٹ بلند ایک شہر میدان میں موٹانندی کو دیکھ کر ہر کسب
 ہے۔ بازار یہاں کا چڑا ہے۔ اور مکانات میں لکڑی کا کام بہت ہے۔
 ایک لاکھ آدمی سے زیادہ یہاں بستہ ہیں۔ ساری ریشمی اچھی بنی
 جاتی ہے۔ پچیس میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف ایک کھڑی پہاڑ کو
 لوگر حصہ کا قلعہ مضبوط بنا ہے۔ پانی کا آس میں بہت آرام ہے۔ پونا کو
 تیس میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف آتر کو جھکتا ہوا کارلی گانو کو
 پاس بدھ کو مذہب کو مندر پہاڑ تراش کر بنی ہوئی ہیں۔ یہ مندر بھی
 قابل دیکھنے کے ہیں۔ سب سے بڑا مندر ایک سو چھبیس فٹ لمبا اور
 چھیالیس فٹ چڑا ہے۔ اس میں بدھ کی صورتیں اور مرد و عورت
 اور ہاتھیوں کی صورتیں نئی نئی طرح کی کھدی ہوئی ہیں۔ پونا کو
 دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا تخمیناً پچاس میل اور سمندر کو
 کناری سے پچیس میل پچھم گھاٹ میں مہا بلیشور کا پہاڑ جو کہ سمندر

چار تہا رہا پانسوفٹ اونچا ہوا صاحبان انگریز کو ہوا کھانہ کی جگہ ہے ہر
 بلندی کو باعث ہمیشہ سرد رہا کرتا ہے بہت سے بنگلہ یہاں بنے ہوئے ہیں
 گرمی بھر بہتی حاظر کو انگریز لوگ بلکہ خود گورنر صاحب بہا د بھی اسی مقام
 آن کر آرام کرتے ہیں دریا کو کرشنا اسی جگہ سے نکلا ہے اسلئے منڈلوگ
 اس کو تیرتھ کی جگہ مانتے ہیں ساتوان سارا پونا کو دکھن واقع ہے
 صدر مقام اس کا سارا بہتی سے ایک سو تیس میل گوشہ جنوب و مشرق
 کی طرف دکھن کو جھکتا ہوا ہے قلعہ دہان کا ٹھینا آٹھ سو فٹ بلند
 ایک کھڑی پہاڑ کو اوپر مضبوط بنا ہے اور پہاڑ کو نیچے شہر بنا ہے شہر
 کو سبھر کو فاصلہ پر انگریزی فوج کی چھاونی ہے ستاری سے تیس میل
 دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا چھم گھاٹ کو دو تہاڑت بلند
 ایک کھڑی پہاڑ پر واسوٹا نام ایک مضبوط قلعہ بنا ہے ستار سے
 ایک سو میل پورب گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا بھیانندی کو دو تہاڑ
 کنارے پندر پور منہ دن کا بڑا تیرتھ ہے دہان و شنو کو مذہب کا ایک
 مندر بنا ہے ستار سے ایک سو چالیس میل گوشہ جنوب مشرق کی طرف
 جیجا پور یعنی جو پور شہر بنا ہے کاندرا بنا ہے یہ شہر کسی زمانہ میں دکھن

ستارا

کہ بادشاہوں کا دارالسلطنت تھا۔ مشہور ہے کہ اُس وقت اُس میں
 نو لاکھ چوراسی ہزار گھر تھے۔ اور ایک ہزار چھ سو مسجدیں تھیں۔
 اگرچہ یہ محض مبالغہ کی بات ہے۔ اور ہرگز عقلمندوں کو یقین نہ کرنا
 نہیں۔ تو بھی اُس کو اُس پاس دور دور تک کھنڈر اور جویلیوں کے
 نشان جو اب تک موجود ہیں اُس کو دیکھو سی یہ بات بڑی شک ثابت
 ہوتی ہے کہ یہ شہر کسی زمانہ میں نہایت بڑا تھا۔ اس شہر کا اطراف
 دلی کے اطراف سے بہت ملتا ہے جس طور سے کہ وہاں شہر کو بائیں
 تک ہر طرف کھنڈر اور مقبرے دیکھائی دیتے ہیں اسی طرح اس دور
 کے گرد بھی ٹوٹی چھوٹی مکانات اور مقبرے نظر آتے ہیں۔ دور سے
 اُس کو گنبد اور میناروں پر نظر جانی سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بہت
 غدار شہر میں آن پہنچے۔ لیکن دروازے کو اندر قدم رکھتے ہی ہر طرف
 کھنڈر دیکھائی دینے لگتے ہیں۔ قلعہ ٹوٹا محل چھوٹا مسجد اور مقبرے
 ڈھری ہوئے سامنے ملتے ہیں۔ دوکانیں مکانات گری ہوئے دیواریں
 کھڑی ہوئیں اور پچانگ سڑکی گلی ہوئی لگی ہیں۔ شہر شاہ کا گھیرا
 آٹھ میل کا اور دروازے سات ہیں۔ ایک مقبرہ وہاں کہ بادشاہ

محمد شاہ کا ہے۔ اُس کا گنبد ڈیڑھ سو فٹ بلند ہے۔ اُس میں آواز ایسی
 گونجتی ہے کہ گویا دوسرا آدمی صاف بولتا ہے۔ نوبانگ کی باؤلی اور جامع مسجد
 بھی موجود ہے۔ ایک مسجد ابراہیم عادل شاہ کی ہے۔ اِس کو بناؤں میں شیر لاکھ
 روپیہ خرچ پڑا تھا۔ اور بادشاہِ مذکور کا مقبرہ بھی سلامت موجود ہے۔ اُس
 گھر و سارا قرآن اِس خوبصورتی سے لکھا ہے اور اُس پر سو فی کا کام اور
 رنگ آمیزی ایسی کی ہے کہ اچھی اچھی کتابوں کی لوح پر بھی وہ کام دیکھنے
 میں نہیں آتا۔ غرض اِس مقبرے کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بازار
 شہر کا اب بھی جو کچھ کہ باقی رہ گیا ہے وہ تین میل لمبا اور پچاس فٹ چوڑا
 اور بالکل سنگین فرش کیا ہوا ہے۔ ایک مقام پر جس کو حلال خور کا بنایا
 ہوا کہتے ہیں تھہر کی زرخیریں لٹکتی ہیں۔ ایسی عمدہ اور نفیس ہیں کہ گویا
 لوہے کی زرخیریں معلوم تھی ہیں۔ جو اُس میں کہیں ذرہ نہیں۔ قلعہ کہ
 اوپر ایک توپ پتیل کی رکھی ہے۔ نام اُس توپ کا ٹک المیدان ہے۔
 اُس میں گولائی تیس^۳ من تین سیر کا سماتا ہے۔ یقین ہے کہ اتنی بڑی توپ
 ساری دنیا میں نہ ملے گی۔ دلی کے تخت میں بجا پور بھی ایک صوبہ گنا جاتا
 تھا۔ آٹھواں شولا پور تارے کو پورب واقع ہے۔ زمین زرخیری ہے۔

صدر مقام اس کا شولا پور بہتی سی ڈوسٹوئیس میل گوشہ جنوب مشرق
 کی طرف شہر شاہ کو اندر بسا ہے قلعہ بھی وہاں کا مضبوط اور انگریزی
 فوج کی چھافنی بڑی ہے۔ نوان احمد نگر نوان گوشہ شمال و مشرق کی
 طرف ہے۔ زمین یہاں کی کوہستانی اور بلند ہے۔ موسم معتدل ہے۔ صدر
 مقام اس کا احمد نگر جو کہ بادشاہی عملداری میں صوبہ احمد نگر کا دار الحکومت
 تھا۔ بہتی سی ایک سو چھتیس میل پورب شہر شاہ کو اندر بسا ہے۔ قلعہ پاد کو
 کہ تفاوت پر سنگین بنا ہے۔ دسوان ناسک احمد نگر گوشہ شمال و مغرب
 کی طرف ہے۔ صدر مقام اس کا ناسک بہتی سی چھاپنی میل گوشہ شمال و
 مشرق کی طرف دریائے گوداوری کی بائیں کنارے بسا ہے۔ ہندوؤں کا تیرتھ
 ہے۔ برہمن وہاں بہت بست رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس مقام پر رام چندر نے
 شرنیکھا کی ناک کاٹی تھی۔ اسی لہی اس جگہ کا نام ناسک رکھا گیا ہے۔
 شہر سو پانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کو تراش کر خاگوشہ عبادت کے
 طور پر پہنچے۔ کہ مذہب کے مندر اگلے زمانے کو بنی ہوئی ہیں۔ انہیں کچھ حرف
 بھی اسی وقت کے گھدی ہیں۔ ناسک سے بیس میل گوشہ جنوب مغرب
 کی طرف ترمبک کا قلعہ پہاڑ کو اوپر مضبوط بنا ہے۔ اور نیچے شہر بنا

احمد نگر

ناسک

ہر دوری اور گوداوری اسی پہاڑوں کا ہی ہے ہندوؤں کا تیرتھ ہے +
 گیارہویں کھان دیس ناریک کو اتر اور ساہیتر پہاڑوں کو دکن ہے +
 یہ پہاڑ بھیلون کے رتھ کی جگہ ہے + بھیل لوگ نانی کا اور گویا کہ
 ننگر بھاگلپور کے پہاڑوں سے ملتا ہے جو تیر کمان کیورتھ میں اور ایسے
 بلانوش میں کہ سب کچھ چٹ کر جاتی ہیں + مردوں کو زمین کو اندر
 گاڑتے ہیں + اور جو ذات پوچھو تو اپنی تین اصل ہندو راجپوت
 بتاتے ہیں + اگرچہ اس ضلع میں جنگل پہاڑ اور میدان عینوں بہت ہیں
 لیکن صاف شفاف پانی کے چشمے جو کہ پہاڑوں سے نکل کر تپائی ندی میں گرتے
 ہیں وہ نہایت آب و تاب کے ساتھ مل کر بھاتے ہیں + باد شاہی
 عمل داری میں یہ ایک صوبہ گنا جاتا تھا صدر مقام اس کا دھولیا
بہی ہے جو دو سو میل گوشہ شمال و مشرق کی جانب پوجرا ندی کے کنارے
 بسا ہے + دھولیا سے ایک سو میل پورب گوشہ شمال و مشرق کی طرف
 جھکتا ہوا اسیر گڑھ کا قلعہ جس کو اسیر گڑھ کہتے ہیں ساہیتر سے سو فٹ
 کے بلند پہاڑ پر ہے + جس میں ایک سو فٹ اوپر والا توڑا دیوار کی طرح سیدھا
 کھڑا ہے + یہ قلعہ گیارہ سو گز لمبا ہے اور ساٹھ گز چوڑا نہایت مضبوط

بنا ہوا ہے۔ پانی بھی اُس کو اندر بہت ہے۔ ان اور لکھی ہوئی تمام مخلوق
 جو پانی کو گورنر کے تابع ہیں۔ ایک تو ملک ہی دشوار گزار اور سپر
 مرٹھوں کے زمانہ میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعوں کے قدر انفراسٹر
 بنا دی گئی کہ وہاں ایک مسافر نے ایک منزل میں ایک جگہ کھڑی ہو کر تین
 قلعے گن گئے۔ لیکن اب سرکار نے ان کو محض بوجہ کارجان کر اور گورنر کا
 اڑتلا سمجھ کر بہت سی گرا دی ہے۔ اور بہت سی بڑی بڑی ہوئی ہیں۔
 بارہواں سورت کھانڈیس کے پچھلے طرف واقع ہے۔ اس ضلع میں پورب
 اور دکھن کی جانب پہاڑی اور باقی میدان ہے۔ صدر مقام اس کا سورت
 بتی ہے۔ ایک سو پچھتر میل اتر تالی ندی کے بائیں کنارے پر چھ میل کے
 گھیرے میں شہر بنا ہے۔ اندر بسا ہے۔ تین طرف تو شہر بنا ہے اور چوتھی
 طرف تالی سے گھرا ہوا ہے۔ ندی کے کنارے ایک چھوٹا سا قلعہ بھی ہے۔
 وہاں جن مذہب والوں نے جانوروں کی پرورش کو واسطہ ایک سپنا
 بنایا ہے۔ اُس میں جون اور کھٹل جو چھوڑی جاتی ہیں۔ ان کو لہو پلائی کر
 لیتے فقیروں کو کچھ خرچ دیکر اس بات پر راضی کرتے ہیں کہ وہ وہاں اتنے
 چارپائی سے بندھی ٹری رہیں۔ اور جون اور کھٹل انہیں خوب کاشت کر

اپنا پٹ بھرنیۃ کسی زمانہ میں جب یہ شہر صوبہ کھان میں کا صدر
 مقام تھا تب بڑی رونق پر تھا۔ بمبئی کو آیا وہ ہونو سراس کی رونق
 جاتی رہی۔ اب بھی آدمی اس شہر میں ڈیرہ لاکھ سے زیادہ بستہ ہیں۔
 انگریزی فوج کی چھاوئی بہت بڑی ہے۔ الغرض جانا چاہیے کہ یہاں تک
 یعنی دریائے نرمدہ کو دکھن جو جو ضلع بمبئی حاطہ کے متعلق ہیں شاستر میں
 ان سب کو مہاراشٹر ویس کہتے ہیں۔ تیرہ ہون بھڑونج سورت کو اتر
 واقع ہے۔ یہ ضلع بمبئی حاطہ میں بہت آباد اور زرخیز گنا جاتا ہے۔
 صدر مقام اس کا بھڑونج جس کا اصل نام بھڑگوش تھا بمبئی سے
 دو سو پندرہ میل اتر اور سمندر سے پچیس میل دریائے نرمدہ کو دائیں
 کنارے ایک بلند مقام پر بسا ہے۔ اب کچھ ویران اور بڑی رونق سا
 ہو گیا ہے۔ اس شہر میں بھی جن مذہب والوں نے جانورون کی پڑ
 اور تندرستی کو وہی ایک شفا خانہ بنایا ہے۔ نام اس کا پنچر انول
 رکھا ہے۔ جو جانور بیماریاں سے ہو جاتا ہے اس کو اوسمین رکھ کر پالو
 ہیں اور اس کا علاج کرتے ہیں۔ چودہ ہون کھیرا بھڑونج کو اتر
 گائیکوڑ کی عکداری سے بہت بڑی وادی ہے۔ اور اس ضلع کے صدر

بھڑونج

کھیرا

اکثر چاروں طرف سے غیر عمل داریوں کے ساتھ گھر گھر میں + صدر مقام
 اس کا کھیرا بستی سو دو سو اسی میل اتر چھوٹی چھوٹی دو دیوں کے مہاڑ
 شہر نپاہ کو اندر بسا ہے + اس شہر میں جین مذہب والوں کا ایک بڑا مندر
 ہے + لکڑی کا کام اس میں اچھا بنایا ہے + شہر سے ایک کوس کے فاصلے پر
 انگریزی فوج کی چھاؤنی ہے + پندرہواں احمد آباد کھیرے کے اتر واقع ہے +
 شاستر میں اس میں کانام سوراشٹر لکھا ہے + صدر مقام اس کا احمد آباد
بستی سے تین سو میل اتر سا بھرتی تدی کے بائیں کنارے شہر نپاہ کو اندر بسا ہے +
 بادشاہی زمانوں میں یہ شہر صوبہ احمد آباد کا بہت بڑا صدر مقام تھا + چنانچہ
 اب تک یہاں انگریزوں کی عمارتوں کے نشان تین میل کے گھیرے میں موجود ہیں +
 مرہٹوں نے اس ضلع کو تباہ کر دیا تھا + اب انگریزی سرکار کے سامنے یہ
 آباد ہوتا چلا ہے + آدمی اس میں ایک لاکھ سے زیادہ بستے ہیں + اس شہر
 کی جامع مسجد میں ایک بات نہایت عجیب و غریب ہے + یعنی جو کوئی اس کی
 محراب کو ایک دھکا لگا دے تو فیارتھر تھر انگوٹھیں + ایک مسجد یہاں
 زریں سنگ مرمر کی بنی ہے + اس میں سیپ اور چاندی اور ہاتھی دانت اور
 قیمتی پتھر وں کا کام کیا ہے + کسی زمانوں میں اس شہر کا کھواب مشہور و معروف

تھا۔ لیکن اب ویسا اور اُس قدر نہیں ہوتا۔ سو لوہان سندھ مندتر
 دریا و سندھ کے دونوں کنارے بھاو پور کی عمل داری تک چلا گیا ہے۔ اور
 پچھم کی سرحد اس ضلع کی ہندو کناری پر منج ہے۔ اس کو ضلع نہیں کہنا چاہیے
 بلکہ ایک کشتری سمجھنا مناسب ہے۔ کیونکہ اس کے وسطی ایک کشتہ مقرر ہے
 اور کشتہ کو زیر حکم تین اسٹنٹ بطور کلٹر مشٹری کے تین ضلعوں میں یعنی
حیدرآباد اور کراچی اور شکار پور میں کام کرتے ہیں۔ اس ضلع میں میدا
 اور ریگستان بہت ہے۔ اور کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے پہاڑ بھی ہیں۔ مگر
 دریا و سندھ کے کنارے کی زمین خوب ہی زرخیز ہے۔ اس ضلع میں لوہو کی
 کھان بھی ہے۔ اور قوم یہاں کی مسلمان اور جاٹ اور بلوچ ہیں۔
 جس میں بلوچ کی قوم بڑی بد ذات ہوتی ہے۔ یہہ ملک کسی زمانہ میں خوب
 آباد تھا۔ نشان مکانات اور مقبروں کو بہت جگہ ملتے ہیں۔ لیکن اب
 ایک دت کی بد عملی سے یہہ حال ہو گیا ہے کہ اکثر منز لوں تک کوئی گانو بھی
 نہیں نظر آتا۔ یہاں کو آدمی سکھوں کی طرح اپنی بال ٹیر بائی رہتے ہیں۔
 اور پٹری تو ان کی اتنی بڑی ہوتی ہے کہ شاید تمام دنیا میں کوئی نہ باندھتا
 ہوگا۔ کتنوں کی پٹری اسی گز سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ عورتیں یہاں کی

خوبصورت ہیں فقیر لوگ یہاں بہت ہوتے ہیں + صدر مقام اس کا
 حیدرآباد و سندھ کی وہ دہراجس کا نام پھللی ہے اس کو دہنوں کناری
 بسا ہے قلعہ ایک پہاڑی کو اوپر چڑھتا بنا ہوا ہے + دریائے سندھ کی بڑی
 دہرا و ملن سے تین میل چھ میٹر + چھ میل اتر ایک مقام پر جس کا نام میانی
 ہے ۲۳۳۳ میں خیرل نیپر صاحب نے دو ہزار آٹھ سو سپاہ کر ساتھ تھے ۲۳۳۳
 بلوچوں کو شکست دی تھی + حیدرآباد سے تھینا پچاس میل دکھن فرہ
 گوشہ جنوب مغرب کی طرف جھکتا ہوا دریائے سندھ کو دہنوں کناری پر
 ایک پرانا شہر ہے + نام اس کا ٹھٹھا ہے + کسی زمانہ میں یہ شہر نہایت
 آباد تھا + اور بڑی بسیار کا مقام تھا + لیکن اب اس میں تیس ہزار آدمی
 بھی نہیں بکھینکے + یہاں زندون کو بدلہ ہر طرف مسلمانوں کو مقبرے اور
 کھنڈروں کو ڈھیر نظر آتی ہیں + اندون اس شہر کی آبادی کو جو
 پچاس میل ہٹ کر اچی بندر زونق پائی ہے + اور دن پر دن ترقی
 پر ہے + مال کو سب جہاز اسی بندر میں آن کر لگتے ہیں + کراچی سے
 نو میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف گرم پانی کو سوتے ہیں + حیدرآباد
 سے دو سو دس میل دکھن شکار پور بھی بڑی بسیار کی جگہ ہے + اور

حیدرآباد دو سو میل اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا دریا سندھ
 کو ایک ٹاپو میں بھگھر کا قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے۔ دیوار
 اُس میں کچی پٹی اینٹوں کی دوہری بنی ہیں۔ قلعہ کو دونوں طرف خیر
دریا سندھ کو دونوں کناروں پر رڑی اور سکھر دو شہر بستے ہیں۔
رڑی بائیں کنارے پر ہے۔ اُس میں قریب ٹھہرا آدمی کہستے ہیں۔
 اور بارونق اور ٹوٹا چھوٹا سا ہے۔ اور سکھر اُس سے بھی گھٹ کر ہے۔
حیدرآباد گوشہ جنوب مشرق کی طرف جس مقام پر کوئی نئی رن
 میں گرتی ہے اسی کو پاس کھن رخ رن اور ترکی جانب ریگستان
 کو جنگل سے گھرا ہوا پار کر کرے گنو میں ایک بستی پانچ سو چھوٹی بڑوں کی
 ہے۔ نام اُس کا نگر ہے۔ کسی زمانہ میں وہاں دس ہزار آدمی بستے تھے۔
 یہ بستی جین مذہب والوں کا تیرتھ ہے۔ بہت جاتری لوگ اُس
 ریگستان کو سفر کی مصیبت اٹھا کر وہاں گوڑی پارنا تھ کی مورت
 کو درشن کو آتے ہیں۔ مورت سنگ مرمر کی ہاتھ بھرے کچھ زیادہ بلند ہے۔
 اُس کو ماتھو اور آنکھوں میں جواہر جڑی ہیں۔ نام اس مورت کا
گوڑی ہے۔ لٹو پٹا کہ پہلے یہہ ننگا کی کہ اندر گوڑی میں تھی۔ اب یہہ مورت

نگر کر زمینداروں کو دخل میں نہ لے۔ وہ لوگ اس کو زمین کو اٹھارے
 گاڑ کر یا باہو میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ جب تک کہ جاتیوں سے اچھی طرح
 پوچھا نہیں جاتا تب تک درشن نہیں کروا کر دیتے لیکن اب وہ ان ریتوں کی
 تکلیف اور مصیبت کو باعث جاتیوں کا جانا کم ہو گیا۔ اس لئے ان
 زمینداروں نے یہ قاعدہ باندھا ہے کہ جس وقت جاتیوں کو آڑی خبر
 سنتے ہیں تو اکثر صورت ہے کہ وہ ان سے تین منزل اور ہر موڑ پر ڈھونڈتے
 ہیں جو کہ ان کو کنارے بسا ہی اٹھا لے رہے ہیں۔

ہندوستانی عملداریاں

جانا چاہئے کہ جنوں ملک میں سرکار انگریزی کی عملداری ہے۔
 یعنی جسکی تحصیل سرکاری خزانہ میں آتی ہے اور جہاں عدالت دیوانی
 فوجداری سرکار کی طرف سے جاری ہے ان ملکوں کا بیان تو ہو چکا اب
 جس قدر کہ باقی رہا وہ ملک ہندوستانیوں کو قبضہ میں ہیں۔ حالانکہ
 انہیں بہ بہتیرے راجا اور نواب لوگ اگر عہد ناموں کے بموجب صرف
 برای نام خود مختار کہلاتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اب یہ سب
 کسب سرکار کی دی ہوئی روٹی میں آرام سے کھاتے ہیں۔ کیونکہ

سلطنت اور حکومت کی بنیاد فوج پر وہ کسی کو پاس نہیں پڑھتا
 ایک نیپال والی نے پندرہ ہزار جنگی سپاہی رکھے چھوڑ کر میں پڑھی اسی دستور
 ہم اب بھی اُس کو خود مختار راجا کہتے ہیں پڑھتا بہت مورخوں نے ان جوڑوں
 اور ریاستوں کو قدیم عہد ناموں کو بموجب خود مختار جان کر انہیں
 عہد ناموں کو لکھتے ہوئے درجوں کو موافق ان کا بیان کیا ہے پڑھتا لیکن عہد ناموں
 اکثر بدلتے رہتے ہیں اور شرطیں فنی گردش زمانہ سے سدگھٹا بڑھا کرتی
 ہیں پڑھتا اسی عہد ناموں کے درجہ بدرجہ کی تحریر کو چھوڑ کر اول ایشیائی ہندوستان
 کو لکھتے ہیں پڑھتا بعد اس کے مدھیہ دیش یعنی درمیانی ہند کا بیان پڑھتا اور
 پھر دکن کے جوڑوں کا حال قلمبند کرتے ہیں پڑھتا مگر جن جوڑوں کا احوال
 یہاں لکھا جاتا ہے انکو سوائے اگر کسی جگہ کا کوئی راجا نواب یا رئیس ستھو میں
 آوی تو اُس کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں ایک زمیندار یا معافی دار ہے یعنی یہ
 یا تو سرکار کا یا کسی دوسرے راجا کا مال گذار ہے پڑھتا یا کسی حاکم کی دی ہوئی
 معافی کھاتا ہے پڑھتا دیوانی اور فوجداری کا اختیار مطلق نہیں کھتا اور اس
 کے علاقوں کا تذکرہ انہیں اوپر لکھی ہوئی ضلعوں میں آگیا پڑھتا یا نیچے لکھی ہوئی
 جوڑوں میں آجاویگا پڑھتا الغرض اتر کھنڈ یعنی شمالی ہندوستان میں

اول سلطنت نیپال ہو۔ سردار اسکی کچھ میں کالی ندی ہو۔ یہ بہندی
 مان سرور کر دکھن ہمالہ سونکل کر سر جو میں گرتی ہو۔ اور کمانوں
 کر سرکاری علاقہ کو جدا کرتی ہو۔ اور پورب میں سردار اسکی گنگلی ندی
 ہو۔ یہ بہندی ہمالہ سونکل کر دوسری ندیوں سے ملتی ملاتی ہوئی گنگا میں
 آن گرتی ہو۔ اور شکم کوراج کو جدا کرتی ہو۔ اتر میں اسکی سردار ہمارے
 کر پار ملک ثبت ہو۔ اور دکھن میں سردار اسکی پہاڑوں کو نیچے کچھ دور
 تو اووہ کو اور پھر صوبہ بہار اور بنگالہ کر سرکاری ضلع میں ہو۔ یہ بہ راج
 چار سو ساٹھ میل لمبا اور ایک سو پندرہ میل چوڑا ہو۔ وسعت اسکی
 پچاس ہزار ساڑھے چار سو بیس مربع ہووے گی۔ دکھن طرف پہاڑوں کو
 جو میدان کا ملک دس بارہ کوس کا ہو اس کو ترائی کہتے ہیں۔ اور ترائی
 کو اوپر بغیر اتر کی طرف دس سو بارہ بارہ کوس تک پہاڑ میں ان
 پہاڑوں پر چڑھ کر بڑی بڑی لمبی چوڑی دونوں ملتی ہیں۔ ایسی کہ چین
 کو سون تک سوائے ششی کو تھپہ دیکھنے کو بھی نہیں ہو۔ پھر اس دونوں
 اتر ہمالہ کو کرنی پہاڑ میں ہو۔ اس ملک میں زبرد اور سونا کھی اور لوہا
 سیسہ تانبا رانگا گندک ہترمال اور سیندور کی کھان ہو۔ ندیوں کا

بالو و ہونو سے کچھ سونا بھی نکل آتا ہے۔ یہاں گاؤں کا دو حصہ بہت ٹیٹھا
 اور چکنا ہوتا ہے۔ اصل باشندے یہاں کی صورت شکل میں چینیوں سے
 ملتے ہیں۔ راجا اور ٹھا کر لوگ اپنی تین آدمی پور کرانا کی اولاد سمجھتے
 ہیں۔ مکانات اور گلی کوچہ نہایت غلیظ رہتے ہیں۔ یہاں تک جگہ کا
 صاف کھنا تو گویا یہ لوگ جانتے ہی نہیں۔ گوشت سے رغبت ان کو
 اس قدر ہے کہ جانور کو بل دیکر اس کا لہو تک پی جاتے ہیں۔ اور کھانے
 میں چاول اور لہسن بہت کھاتے ہیں۔ لڑائی میں یہ لوگ دیر اور غر
 مضبوط ہوتے ہیں۔ آمدنی یہاں کی تیس لاکھ روپیہ سال ہے۔ پچاس
 برس بھی نہیں گزرے کہ ان لوگوں نے کانگریس تک پہنچانے میں اپنا عمل
 کر لیا تھا۔ لیکن اسے امین جنرل اکٹرونی صاحب نے سٹیج کر کے
 شعلہ سے بھینس کر کے چھیم ملون کے قلعہ میں نیپالیوں کی فوج کو ایسی
 دی کہ وہ لوگ پھر اپنی اصل حد پر آگئے۔ اس روز سے ان لوگوں نے
 قدم اپنی حد سے باہر نہیں نکالا۔ وہاں کر راجا کے نشان پر منہوان کا
 نقش رہتا ہے۔ لونڈی غلام وہاں اب تک بکتے ہیں۔ راجا کا وزیر
 جنگ بہادر چند روز گزرے کہ انگلستان کو گیا تھا۔ اس وسطی سن

بڑا نام پایا یہہ وزیر بہت ہوشیار اور عقلمند ہے کیونکہ یہہ گلستان
 میں جا کر جو جو اچھے اچھے صاحبان فتنم کی تدبیریں اور سلطنت کو بندوبست
 وغیرہ دیکھے آیا ہے انہیں سے بہت باتیں فتنہ رفتہ نیا لیون میں بھی جاری
 کرنا چاہتا ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب بات ہو کہ ہمارے ہندوستان کو
 دوسری راجا اور رئیس لوگ بھی اگر اسی طرح انگلستان کی سیر کا شوق
 کریں اور اپنی رعیت کا بھلا چاہیں تو پھر یہہ ملک کس واسطے خراب
 ہونی پادری ہے۔ دار السلطنت نیپال کا کاٹھمانڈو ہے صحیح نام اس کا
 کاشت مندر ہے۔ ۲۶ درجہ ۲۲ دقیقہ اتر عرض اور ۸۵ درجہ پوز
 طول میں ایک دون کر اندر جو کہ تخمیناً بائیس میل لمبی اور بیس میل چوڑی
 ہوگی بشن متی ندی کو پور بنگاری پر جہاں وہ باگھ متی ندی سے ملتی ہے
 بسا ہوا ہے۔ یہہ دون کسی زمانہ میں جھیل تھی۔ چنانچہ پھرون کو
 نشان اور وہاں لون کی پوتھیوں سے اس کا جھیل ہونا صاف
 ثابت ہے۔ یہہ مقام بنگالی کے میدان سے تخمیناً چار ہزار آٹھ سو فٹ
 اونچا ہے۔ اور اگر زمانہ کی پوتھیوں میں نام اس کا گونگل ٹین
 لکھا ہے۔ مکانات یہاں اینٹ لکڑی اور کھیرل کوہن ہے۔ مگر

سب کو سب خراب اور و اسیات ہیں یہ بیان تک کہ خود مہاراج کو
 رہتی کا محل بھی قابل دیکھنے کو نہیں ہے پاس مہاراج کو ایک مندر تیس ہوا
 کا ہے اس کو اندر مورت کو عوض ختہ لکھا ہوا ہے اس مندر میں راجا
 رانی راجگرو اور پوجاری کو سوائے کوئی غیر آدمی نہیں جانی پاتا ہے
 نیپال کو صاحب زرٹیت بھی اسی کاٹھہ مانڈو میں رہتی ہیں مشہور
 اور نامی برف کا پہاڑ جو کہ یہاں سے دیکھائی دیتا ہے نام اس کا وچین
 ہے وہ پہاڑ سمندر سے کچھ زیادہ چوبیس ہزار ^{۲۴۶۰۰} چھ سو فٹ اونچا ہے
 اور چند گری پہاڑ جو کہ کاٹھہ مانڈو کو نزدیک ہے کچھ کم سا ہے آٹھ ہزار فٹ
 بلند ہوگا کہ کاٹھہ مانڈو سے دو میل دکن پورب کو جھکتا ہوا باگھتی ندی کے
 پار لکت پٹن ^{۱۵۰۰۰} چھتیس ہزار آدمیوں کی ایک بستی ہے نسبت کاٹھہ مانڈو
 کو اس کی عمارت چھ بھی کچھ درست ہے کہ کاٹھہ مانڈو سے آٹھ میل پورب گوشہ
 جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا بجات گانو تھینا بارہ ہزار آدمیوں کی بستی
 ہے پرانا نام اس کا دہرم پٹن تھا اس میں برہمن بہت رہتی ہیں
 اور مہاراج کا محل بھی بنا ہوا ہے کہ کاٹھہ مانڈو سے اکتالیس میل ^{۴۱} چھ گوشہ
 شمال و مغرب کی طرف جھکتا ہوا پہاڑ کو اور ایک خاص بستی ہے

نام اُس کا گور کھا ہے یہ بہہ سستی ڈو سو گھرون کی ہے یہ نیپال کو قدیم اجاؤ
 کا مقام ولادت ہے یہ اسی جہت سے اکثر نیپالیوں کو خصوصاً صاحبان اکثر
 لوگ گور کھے کہتے ہیں یہ اور بعض گور کھالی بولتے ہیں یہ بہان ایک مند
 گور کھنا تھہ کا بنا ہوا ہے یہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں گندک ندی کے بائیں
 کنارے سے نہایت نزدیک ہندون کا ایک بڑا تیر تھہ نکلتا تھہ ہے یہ
 وہاں سات سو تو گرم ہیں یہ ان سب میں سے پانی بہہ گندک میں
 گرتا ہے اور نارانی ندی کہلاتا ہے یہ آسٹین ایک ستوا لگنی کند کا تہا تہا
 عجیب غریب ہے یہ غیر وہ ایک مندر کے اندر سے پہاڑ پر منی نکلتا ہے اور
 اُس کے پانی پر آگ کا شعلہ اٹھتا ہے یہ باعث اس کا وہی سمجھنا چاہیے
 جو کہ جو الاکھی میں گور کھے ڈبے کے بیان میں لکھا گیا ہے کاٹھہ مانڈو
 آٹھ منزل اتر برفستان میں ایک تیر تھہ ہے نام اُس کا نیلکٹھہ ہوتا ہے
 ہے وہاں بھی ایک گند گرم پانی کا ہے یہ دوسرا کشمیر اور جمبو
 یہ بہ علاقہ جہاں راج گلاب سنگھ کے بیٹے کے عمل دخل میں ہے یہ دریا و راوی
 اور سندھ کے بیچ میں سارا کوہستان اسی علاقہ میں گنا جاتا ہے یہ بلکہ
 ہمالیہ کے پار گندراخ کا ملک بھی جو کہ ہندوستان کی حد سے باہر ہے اور

تربت کا ایک حصہ ہر اب اسی علاقہ کے ساتھ ہراج گلاب سنگھ کو بیٹھ کر
 پاس ہو۔ پس اس حساب سے یہ ہراج گوشہ شمال و مغرب سے گوشہ جنوب
 مشرق کی طرف تھینا ساڑھے تین سو میل لمبا اور گوشہ شمال و مشرق سے
 گوشہ جنوب مغرب کی جانب اڑھائی سو میل چوڑا ہوگا۔ وسعت اسکی
 پچیس ہزار میل مربع ہے۔ سرحد اس کی اتر اور پورب کی طرف چین کی
 عملداری ہے۔ اور پچھم کی جانب افغانستان ہے۔ اور دکھن رخ پنجاب کے
 سرکاری ضلع اور چمبا اور بساہر کے چھوٹے چھوٹے سپاڑی رجواڑ ہیں۔
 اس میں کشمیر کی دونوں پٹھلی اور کتا بونہیں نہایت مشہور معروف ہے۔
 اور سچ ہے کہ اس کی تعریف جہاں تک کی جاوے بجای ہے۔ اور جس قدر
 صفت و ثنا ہے سب کشمیر کے لئے روا ہے۔ یعنی اس طبقہ زمین پر نظیر اس کا
 اگرچہ کوئی دوسرا مقام ہو تو ہو لیکن اس امر کا ہم محکا لکھتے ہیں کہ
کشمیر سے بہتر دنیا میں کہیں کوئی جگہ نہیں ہے اور وہی نہیں سکتی۔
 پس ثابت ہوا کہ خالق زمین و آسمان نے گویا طبقہ کشمیر کو دنیا کی ساری
 خوبیوں کا نمونہ بنایا ہے۔ اور اس سرزمین کو جمیع اوصاف کا مجموعہ
 ٹھہرایا ہے۔ یہ ملک کوستان ہمالیہ کے درمیان واقع ہے۔ جسے کوئی

انگوٹھی بادامی ہو اس صورت سے یہاں چاروں طرف پہاڑ کھڑے ہیں۔
 اس کو بیچ میں ایک میدان لگینہ سا آن پڑا ہے۔ یہ میدان چھتر میل
 لمبا اور چالیس میل چوڑا ہے۔ اور میدان اور کوہستان سمیت
 یہہ مقام تخمیناً ایک سو دس میل لمبا اور ساٹھ میل چوڑا ہے۔ اگلے زمانے
 کی پوٹھیوں میں لکھا ہے کہ کسی وقت میں یہہ ساری سرزمین پانی کو اندر
 ڈوبی ہوئی تھی۔ اور اس جھیل کو تیسرے کہتے تھے۔ کھان بھی اس ملک
 میں لوہے تانبے اور سونے کی ہے۔ درخت سایہ دار میوے کے یہاں اس انڈیا
 سے ہیں کہ کیا کوہستان اور کیا میدان تمام علاقہ کو ایک گلزار ہے۔ بہار
 کہنا چاہیے۔ اور ساری سرزمین کو ہر جہاں سمجھنا لازم ہے۔ کیونکہ کوئی
 مقام ایسا نہیں کہ جس کو دیکھ کر غنچہ دل شگفتہ اور سرور نہ ہو۔ اور
 کوئی جگہ ایسی کہاں کہ جو سبز اور پھولوں سے بھر پور نہ ہو۔ اور پھر
 سبزہ بھی کیسا کہ گویا ابھی اس پر پانی برس گیا ہے۔ اور زمین ایسی شفاف
 اور سوکھی کہ اوس پر سورہی کو دل چاہتا ہے۔ مجال کیا کہ ذرہ کپڑے میں
 طاع لگ جاوے۔ اور کیا مقدور کہ ہمیں پانومین کا نسا چھنی پاوے۔
 نہ وہاں کپڑے کوڑے کا نہ سانپ بچھو کا ڈر ہے۔ نہ کہیں شیر یا تھی وغیرہ

موزی جانورون کا گھر ہے۔ سبحان اللہ جہاں نبشتہ گاؤں بھینس کے
 چر زمین آوی بھلا وہاں کو سبزی کا بیان کہاں تک کیا جاویگا کیسی
 فرانی جہاں مسافرون کو آرام کر لے سبزی نخل کا فرش بچھا رکھا ہے اور
 اچھا خاصا بچھونا لگا رکھا ہے اور سبزی کو اندر جا بجا پھول سرخ زرد
 سفید سیاہ سیکڑوں قسم کو اس رنگ روپ سے ہر طرف کھل رہی ہیں جہڑ
 نظر پڑگی اور ہر نہین دل چاہتا کہ نگاہ اٹھالیں اور دوسری طرف
 نظر ڈالیں کہہیں زرگس ہے اور کہیں سوسن کہہیں گل لالہ ہے اور کہیں
 نسترن ہے چمپا اور چمیلی اور گلاب کا جنگل لگا ہے پھولوں کا عجیب
 ہے اور حویلی اور مکانات کی چھت وہاں تمام مٹی کی بنی ہوئی ہیں بہا
 کو موسم میں ہر شخص اپنی اپنی چھت پر پھولوں کو بیج چھڑک دیتا ہے
 جب جنگل میدان میں ہر جانب کو پھول کھلتے ہیں اور میوؤں کو درخت
 کلیوں سے لے جاتی ہیں اس وقت شہر اور دیہات دونوں ایک چمن بن
 ہے تب سب لوگ مل کر درختوں کو بل سبزیوں پر جا کر خوب چمن اڑاتے
 ہیں یعنی وہاں چای اور کباب کھاتی ہیں اور ناچنے گاؤں ہیں اس
 وقت ایک آدمی درخت پر چڑھ کر آہستہ آہستہ اس کی ڈالی ہلاتا،

اور بڑی کیفیت دیکھتا ہے تب تو پھولوں کا مینہ برس جاتا ہے۔
 اور یہ جلسہ وہاں گلریز کا میلا کہلاتا ہے۔ پانی بھی کشمیر کا پھولوں سے
 نہیں خالی ہے۔ آب و تاب اُس کی بھی ایک نرالی ہے۔ بغیر کنول پانی
 کو اندر اس قدر کھل رہے ہیں کہ اُس کو رنگوں کی شعاع سے ہر ایک لہر
 قوس قزح کا تماشا دیکھاتی ہے۔ اور دیکھنے والوں کی طبیعت اُس پر
 لہرائی جاتی ہے۔ بجا و دل کر مہینے میں جب میوہ پکتا ہے تو سیب و ناشپاتی
 وغیرہ توڑنے کو تو یہ فقط محنت درکار ہے اُس کی قیمت کا کوئی طلبکار نہیں۔
 کیونکہ خجل کا جھل میوے کا پڑا ہوا کوئی اُس کا خریدار نہیں۔ یہاں تک
 جو میوے باغوں میں حفاظت کرنا تھم پیدا ہوتے ہیں وہ بھی ایک ڈنڈے
 تین چار سو سے کم نہیں پکتے۔ ناشپاتی وہاں کسی قسم کی ہوتی ہے گر ٹینگ
 سب پر بالائی ہے۔ اسی طرح سیب بھی بہت وضع کو ہوتے ہیں ہر ایک اپنی
 فریضہ میں نرالا ہے۔ اگرچہ برسات بالکل نہیں ہوتی لیکن تراوت ہر دم
 موجود ہے۔ آب و ہوا انہمایت خوب ہے گرمی نیست نابود ہے۔ پہاڑ اور
 گرد و اس قدر بلند ہیں کہ بادل جو سمندر سے آتے ہیں وہ اُس کو آدھی قدر
 ٹنکتے رہ جاتے ہیں۔ پارہو کہ کشمیر کو اندر نہیں جاتا پاتا۔ جاڑی و مینے

مہینہ برف خوب پڑتی ہے اور سردی کی شدت رہا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ
 جھیلوں پر برف گرتی ہے اور بلور کر فرس کا تاشا دکھائی دیتا ہے۔
 تب سردی کو مارے وہاں کو لوگ ایک انگلیٹھی مٹی کی جو کہ جالیدار ڈبوں کی
 طرح ہوتی ہے اس میں آگ سلگا کر انہی گروں میں لٹکاتے رہتے ہیں۔ اور
 اپنی زبان میں اس کو کانگری کہتے ہیں۔ تاکہ چھاتی گرم رہے اور سردی
 بہت نہ لگے۔ باقی نو دس مہینے خوب موسم بہار ہے۔ نہ زیادہ گرمی ہوتی
 بہت جاڑ ہے نہ گرمی نہ غبار ہے۔ نہ وہاں کبھی لوہ چلتی ہے نہ آندھی آتی
 ہے۔ نہ طوفان کا نام ہے نہ کوئی بلا جاتی ہے۔ ماہ مئی اور جون میں چا
 چھینٹو مینہ کوڑ پڑ جاتا ہے۔ وہ بھی ایک لطف تازہ دکھائی دیتا ہے۔
 دریا میں تسماعیر جھیل اس علاقہ کو پورب سے نکل کر چھم کو اس خوبصورت
 سے بہتا چلا گیا ہے کہ جیسی وہ سبز زمین تھی ویسا ہی اس کو لہو خدانہ مہیہ
 اتار دیا۔ نہ بہت چوڑا ہے نہ تنگ ہے۔ پانی گہرا مٹیٹھا ٹھنڈا اور
 خوش رنگ ہے۔ نہ اس میں ایسا توڑ ہے کہ ناوکوں کو اس کے خطر ہو۔ نہ پانی
 اس کا ایسا بند ہو کہ گندہ ہو جائے۔ اور نہ اس کے تہ مہیہ
 کبھی بہت چڑھتا ہے نہ اترتا ہے۔ ہمیشہ کیساں رہا کرتا ہے۔ اس پر

لطف یہ ہے کہ دونوں کنارے بھی اس کو نہ بہت پست ہین نہ بلند بلکہ
 دو ہاتھ سے زیادہ اونچا کوئی مقام نہیں ہے اور کھٹ یہ ہے کہ وہاں
 بالو کا کہین نام نہیں ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ سب جگہ لب دریا تک برابر
 پھول کھلے ہوئے ہین ہے اور درخت سایہ دار میوے کے دو طرفہ قطار باندھے
 آپس میں بلکہ کھڑے ہوئے ہین ہے اور درختوں کی ڈالیان اتنی دور تک
 پانی کے اوپر جھک جھک پڑی ہین کہ ناؤ میں لوگ بیٹھ کر آرام کر سکتے
 سر سے اس سر تک برابر سائے میں چل جاتے ہین ہے اور بیٹھے ہی بیٹھے
 میوے توڑ توڑ کھاتے ہین ہے کہین بید مجنون پانی میں جھکے ہین ہے کہین
 چار زمرد کا چھتر سا باندھ کر کھڑے ہین ہے یہ چار بہت بڑا درخت ہوتا
 ہے ہے سایہ اس کا خوب گھنا اور ٹھنڈا سخت ہوتا ہے کہین سفید کر
 کہ درخت سرد کی طرح سیدھے اور اس سے زیادہ بلند اور قطع دار ایک
 قطار لگا کر جوڑے ہین ہے دیکھو والوں کا دل بڑا اختیار سمجھائی ہوئے ہین ہے
 ان درختوں کے اندر گانوا و قصبے اس وضع سے بسے ہین کہ وہ میوے کا
 بن گویا گھر کا ایک چمن معلوم دیتا ہے اور ہنر والا اس شکل میں منگل کا
 مزہ لیتا ہے ہے دریا بڑھ آنے کا وہاں مطلق ڈر نہیں ہے گھر بہ جائے کا

کبھی خوف و خطر نہیں ہے اسلئے وہاں کو لوگ اپنی مکانات کی دیواریں
 عین پانی کرکنا سو اٹھاتی ہیں ہے اور ناوین کھڑے کر اپنی دروازوں پر
 لیجا آتے ہیں ہے اس حساب سے کشمیر میں گویا گھر پیچے بنا رہیں کا منگل ہے ہے اور
 بارہون مہینے وہاں سب کو تو دن رات ایک دنگل ہے ہے ناو کی سواری
 یہاں اس قدر انفرط ہے کہ تمام کام ناو سے نکلتے ہیں ہے کیونکہ بہت لوگ
 ناو پر چلتے ہیں ہے چنانچہ دریافت ہوا ہے کہ یہاں ناوین سب ملا کر شمار
 تھینا دو ہزار ہیں ہے اور پھر ناوین بھی کیسی کہ نہایت سبک شفات
 خوبصورت اور ہوا دار ہیں ہے نام اس ناو کا وہاں کو لوگوں نے پڑھ
 رکھے لیا ہے ہے اسم ہاشمی مشہور کر دیا ہے ہے آدمی بھی اس ملک کو نہایت
 حسین اور خوبصورت ہوتا ہے ہے حقیقت میں یہ لوگ گلاب کر پھول کی
 رنگت ہوتا ہے ہے الغرض کشمیر (ظہیر اسمین) کہہ جاے تقریباً
 آب و ہوا میں یہاں کی عجیب تاثیر اسمین حاجت تحریر نہیں ہے لیکن
 کشمیر یون کا کر و فریب ہندوستان میں مشہور ہے ہے اور شہرت انکی
 باتوں کی دور دور ہے ہے عورتیں بھی وہاں کی ایسی لڑا کا ہوتی ہیں ہمارے
 ملک کی بھٹیاریوں سے بھی زیادہ لڑتی ہیں ہے یعنی پانومین سوپ باندہ کہ

اور ہاتھ میں موسل لیکر آپس میں جھگڑتی ہیں : بستی یہاں مسلمان کی ہے
 اور ہندو قبضہ میں پریشہ مندوں کا مطلق نہیں ہانتی : یعنی یہ لوگ مسلمان
 کو ہاتھ کی روٹی پکاتی ہوئی کھا لینا کچھ عیب نہیں جانتی : یہ کشری
 دوسری ملک میں جا کر نڈت کہلاتی ہیں : لیکن کشری میں یہ لوگ مسلمان
 ہاتھ کا پکایا مری کھانا کھاتے ہیں : دار الحکومت اس ملک کا شری نگر
 ہے : یہ شہر ۳۳ درجہ ۲۳ دقیقہ آتر عرض اور ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ
 پورب طول میں ہندسری پانچ ہزار پانسوفٹ اونچا دریا جھیل کو دہلو
 کناروں پر چار میل لمبا سا ہوا ہے : شہر کا میکو گویا ایک باغ اچھا
 خاصا سجا ہوا ہے : یہ دریا شہر کراچ میں سے اس طور پر نکلا ہے کہ لوگ
 اپنی اپنی مکان کی کھر کی اور برآمدوں میں بٹھی ہوئے اس میں کاپانی کھینچ
 لیا کرتے ہیں : پیچ تو یہ ہے کہ روی زمین کو تمام شہر اس کو سامنے پانی
 بھرتے ہیں : یہاں اس دریا کا پاٹ ڈیرھ سو گز سے زیادہ ہے : اور
 ایک نہایت موقع کو ساتھ کشادہ ہے : دریا کو پار تڑ کر دو سطح سات
 پل کاٹھہ کو بند ہے : سب کو سب بہت خوش قطع قابل دیکھو کہ
 زمین : جس آدمی کو جب کسی کو مکان پر جانا ہوتا ہے تو وہ بکلف بناو

پر سوار ہو لیتا ہے اور وہاں چل دیتا ہے اور دوسری سواری کی مطلق
 احتیاج نہیں اور گاڑی اور گھوڑی وغیرہ کا کوئی محتاج نہیں لیکن
 شہر کراچی کو چرخ علیظ اور تنگ ہین اور پتھر کشمیر یون کی برتیزی کو رنگ
 ڈھنگ ہین اور گرنہاؤ کر لیر جام بہت بناتے ہین اور یا کنساری پانی
 اوپر کاٹھہ کر صندوق سولگاری ہین اور اس کھول کر جب چاہتے ہین ایک
 جگہ سے دوسری جگہ ناؤ کی طرح لیجاتے ہین اور اس کو اندر پر دھین
 بیٹھ کر سوجی نہاتے ہین اور عمارتیں اس شہر میں نیش اور کاٹھہ کی بہت
 خاصی ہین اور کھڑکیوں میں جالیان چوبی اچھی تراشی ہین اور اس کو
 برف کو موسم میں ٹھنڈی ہوا روکنے کو واسطے باریک باریک کاغذ لگایا
 جاتا ہے اور کیونکہ شیشہ وہاں نہیں میرا تا ہے اب ایک بات یہ بھی یاد
 رکھنی کہ لائق ہے کہ جیسا کہ کشمیر تمام جہان کی صنعتوں کا انتخاب ہے
 ویسا ہی کشمیر میں دل وہاں کی کل خوبیوں کا لب لباب ہے اور یہ دل ایک
 جھیل صاف شفاف پانی کی نہایت گہری ہے اور تھینا دس میل کے
 گھیرے میں آگئی ہے اور دو طرف اس کو پہاڑ کھڑے ہیں لیکن پنج سات کو
 کرفق ہے اور دو جانب کو شہر شری نگر آن پڑا ہے ایک بڑی زرق

برق سے نالون کی راہ سے دریا پر جھیل بھی آسین مل گیا ہے اور دریا فر
 وسعت کو اس کو اور زیادہ بڑا دیا ہے اور کناروں پر اس کو باغ سبھا
 کھڑی ہیں اور سچ میں جا بجا ٹاپو گلزار پر ہیں اور ان ٹاپو زمین انگور
 اور بید مجنون وغیرہ نفیس نفیس درخت زلیو کی طرح مرصع سج سجائی ہوئی
 ہیں اور عمدہ عمدہ پھول رنگ رنگ کو نورتن کر مانند لگی لگائی ہوئی
 ہیں اور تختوں کو اور کھیر اور خربوزی کی کھیتیاں ہر مقام پر اور غلابان
 فری سے کلو لیں کرتی ہوئی اور ہر آدمی کو کہیں کسی کی ناونیلو فر کر اندر گرا
 نکل آتی ہے کہیں انگور اور بید مجنون کو تار تار چلی جاتی ہے اور جمعہ کو روم
 سب عرب امیر نادین سوار ہو کر سیر کو واسطی دل میں جاتی ہیں اور
 انہیں ٹاپو زمین چابی روٹی کھاتی ہیں اور ناچو گاڑی جاتی ہیں اور اس
 وقت کی کیفیت دیکھنے کو لائق ہے لکھنے کو قابل نہیں اور کیونکہ کوئی تماشا
 اور بہار اس جلسہ کو مقابل نہیں اور اگر لوگ جو کشمیر کی تعریف میں بہار
 لکھتے ہیں کہ وہاں بوڑھا آدمی بھی جاوے تو جوان بن کر آوے اور
 جوان جاوے تو عالم شباب پاوے اور سوئے تار تار لکھنے میں آیا کہ کشمیر
 چاندی دل انسان کا بیشک جوان چالاک چست ہو جاتا ہے اور بڑا

سست بھی وہاں جا کر پھر تیار سیلا درست ہو جاتا ہے۔ جیسی کسی
 ریگستان کو اندر جیٹھہ سیا کھہ کی گرمی کو جھلسے ہو تو آدمی کو اگر کہیں
 بسنت کی ہوا لگ جائے تو دیکھو اس کا وہ مہرجایا ہوا بدل کیسا بدل
 جاویگا۔ اور کس قدر وہ شخص تروتازہ دیکھو میں آویگا۔ اور پھر
 یہہ تو ہوا بھی کشمیر کی فرحت بخش کیسی ہے۔ ظاہر ہے کہ جیسی ہے۔ کہ
 اس کو سامنے دوسری جگہہ کی بسنت رت ایسی تھی ہے۔ پس کشمیر
 رہ کر کیونکر نہ انسان کی صورت بدل جاوی۔ اور کس طرح نہ بوڑھا
 آدمی جوان کہلا دیں۔ اگر فردوس بر روی زمین است۔
 ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است۔ جانا چاہیے کہ دل کو کناری جہان
 پانی چھپلا رہتا ہے گھاس پھوس بہت جتنی ہے۔ ان سب گھاس پھوس کو
 وہاں کو لوگ جڑی کاٹ کر پانی میں پھیک دیتے ہیں۔ اور جب وہ پانی
 پر جمع ہو کر تر لگتے ہیں تو انکو آپس میں بانڈھ کر ایسا مضبوط کس دیتی
 ہیں کہ پھر وہ بکھر نہیں سکتے تب اوسکو اوپر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کر کھیر
 خربوزی تر بوز وغیرہ کو بیج بو دیتے ہیں۔ سوائی بیج بونو کو اس میں نہت یا وہ
 کچھ نہیں کرنی پڑتی۔ جب پھل لگتا ہے تو جا کر ہر تکلف توڑ لاقہہ ہیں۔

چوران اُس تختی کی دو گز رہتی ہو + اور لبان کا کچھ ٹھکانا نہیں + اور
یہ سب تخت پانی کو اوپر ناؤ کی طرح پھرا کر تہین + اسی کو وہاں کر
لوگ تخت پر کی کھیتی کہتے ہیں + حاکم کو رہنے کو مکانات شری نگر کو کھٹن
درپا جھیل کو کناری بطور قلعہ کو برج ڈال کر تہین + اُس کو شیر گڑھی
کہتے ہیں + بادشاہی مکانوں کا اب کہیں پتا ٹھکانا بھی نہیں ملتا +
جہاں دولت سرا یعنی جہانگیر بادشاہ کو محل کا نشان دیتے ہیں وہاں اب
کھیتی وہاں کی ہوتی ہو + لیکن ایک دروازی کو تھپرا اور جو کہ باقی رہ گیا
ہو کچھ شع فارسی گھدی ہوئی ہیں + ان شعرون کو ٹپھنی سے معلوم ہوتا ہے
کہ کسی زمانہ میں یہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا تھا + نام اُس کا ناگر نگر
تھا + جب تک وہ بتا رہا تب تک کشمیر کی ساری آمدنی اسی میں خرچ
ہو کر اُس کو علاوہ ایک کروڑ روپے لاکھ روپیہ بادشاہ نے اپنے خزانہ سے
اُس کی تعمیر کر لی بھیجا تھا + نسیم اور نشاط اور شالامار یہ تینوں ٹاٹ
اُس وقت کو بنی ہوئے اب تک ڈل کو کناری موجود ہیں + لیکن نسیم کو
اندراجہاں بادشاہ گھوڑا پھیرا کر تو تھپرا کل ہزار یا بارہ سو درخت چننا
کو ٹپھنی کو گھدی ہیں + اور باقی نشاط اور شالامار دونوں باغ اور

پڑی ہیں + فواروں کی ٹوٹی ہوئی اور مکانات گری ہوئی ہیں + حوضوں میں
 پانی کے حوض سوکھی گئی ہیں + اور کھیا ریون میں پھول کے بدلے کھیتی ہو رہی
 ہے + اللہ اللہ جس جہن میں جہانگیر بادشاہ اپنی نور جہان بیگم کے گلے میں تھم
 ڈالے مست ہو کر دونوں جہان سے بے خبر بھر پور کرتا تھا اس گلستان کی بیہوش
 آوی + اور جو گلزار پر بہا کہ روی زمین پر بہشت کا نمونہ ٹھہرتا تھا اس
 باغ کی بیہوش بن جاویں بیت مولف فنانہ کسی نے نپائی اس +
 یہ سب چند روزہ کا دیکھا چمن + زعفران کشمیر میں ہر سال شیشی
 من پیدا ہوتی ہے + کاریگر بھی یہاں کو دنیا میں مشہور معروف ہیں +
 خصوصاً شالباؤ تو ایسی جہان میں کہیں نہیں ہیں + مگر شال پر یہاں
 کی آب و ہوا کا بھی اس قدر اثر ہے کہ وہی کاریگر اگر اس علاقے سے باہر
 جا کر نہیں ہرگز ویسی شال بنی نہیں جاویگی + لیکن شالباؤن کو وہاں
 دو چار آنے روز سے زیادہ ہاتھ نہیں لگتا + محصول نہایت بڑا ہے + بعض
 جنوریوں کے مال تیار ہوتا ہے + آٹھ ماہ اس پر وہاں کا حاکم شالباؤن کو محصول
 لیتا ہے + اب وہاں کل شالباؤن کی دوکانیں تخمیناً چار پانچ ہزار ہیں +
 اور ایک زمانے میں بھٹن صاحب کی تحریر موجب سولہ ہزار دوکانیں شمار

میں آئی تھیں + وہ پشم حسن سے بہہ شمال ووشالزنی جا آئیں کشمیر میں
 نہیں ہوتی + تربت سے آتی ہے + کیونکہ وہ بکریاں چھوٹی چھوٹی لمبے لمبے
 بالوں والی جن کو بدن پر بہہ پشینہ موتا ہے سو اسے ملک تربت کو دوسری
 جگہ زندہ نہیں رہتیں + شری نگر کو اتر کنارے ایک چھوٹا پہاڑ
ہری پربت نام اڑبائی سو فٹ بلند ہے اس کو اوپر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا
 ہوا ہے + اس پر چڑھنے سے شہر اور وٹل دونوں کی سیر سنبھلی دیکھائی دیتی
 ہے + کشمیری زبان میں بڑی تالاب کو وٹل کہتے ہیں + اور چھوٹے کو
 ناگ بولتے ہیں + دریا جھیل جس جگہ سے نکلا ہے وہ مقام بھی دیکھنے کو لائق
 ہے + نام اس کا بیری ناگ ہے + یہ ایک پہاڑ کی جڑ میں سے نکلتا ہے
 اندر ایک گنڈہشت پہل چٹیس فٹ گہرا ہے + گھیرا اس کا ٹھینا اڑبائی
 ہاتھ ہے + پانی اس کا ٹھنڈا اور صاف ہے + پھلیان اس میں بہت ہیں
 اور گرد اس کو بادشاہی عمارت بنی ہے + اسی گنڈہ کا پانی اُبلتا ہے اور
 اس پانی سے نہر جو کہ بہتی ہے وہی آگر جا کر دوسری سو تون سے مل کر رستا
 یعنی جھیل ہو گئی ہے + دو چار برس میں وہاں رہا کرتے ہیں + کیونکہ ہندو کا
 تیرتھ ہے + یہ مقام بھی گوشہ تنہائی کو لائق بہت اچھا ہے + اذہن

دلکشا اور پرنسما ہر سو اور اس کر کشمیر میں اور بھی بہت سے گنڈ اور
 سولہ میں جس میں سونڈیان اور نہرین اس افراط سے بہتی ہیں کہ تمام
 کھیتیاں جو کہ اکثر وہاں کی ہوتی ہیں انہیں کر پانی سے سینچ جاتی ہیں
 تیرتھ ہندو کر کشمیر میں کئی ایک ہیں لیکن سب میں نامی اور مشہور
 معروف تیرتھ شری نگر سے آٹھ منزل آتر دھن کی طرف پہاڑ کر اندر
 جیوت لنگ امر ناتھ مہادیو کا تیرتھ ہے وہاں سال میں ایک روز
 سادن مہینہ کی پورنماشی کو اس کا درشن ہوتا ہے اس دن بڑا میللا
 لگتا ہے رہتا بہت دشوار گزار ہے اور آخر میں سات آٹھ کوں سے
 کر اور چلنا پڑتا ہے اور کپڑا پہن کر وہاں کوئی نہیں جانی پاتا
 ایک منزل پہاڑی سے لوگ ننگ ہو جاتی ہیں یا بھوج پتر کی لنگوٹی بانہ
 لیتی ہیں مندر اور مورت وہاں کچھ نہیں ہے صرف ایک غار
 گوشتہ عبادت سانبنا ہوا ہے اس میں پہاڑ کی برف ڈھل کر بندھی
 سی بن جاتی ہے اسی کو مہادیو کا لنگ مان کر پوجا کرتے ہیں اس
 غار کو اندر کبوتر بھی رہتی ہیں جب وہ جاتریوں کا شور غل سنتے ہیں
 تو گھبرا کر باہر نکل جاتی ہیں اس بات پر وہاں کر لوگوں کا یہ عقائد

ہے کہ خود ہا دیو اور پاربتی کبوتر بن کر سب کو درشن دیتے ہیں + شری نگر
 گر گوشہ جنوب و مشرق کی طرف ایک دن کی راہ پر ایک گنڈ ہے +
 نام اُس کا مُن صاحب ہے + یہ بھی ہندو کا تیرتھ ہے + گرد اُس کو
 عمارتیں بنی ہیں + تواریخوں سے معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں یہاں ایک
 بہت بڑا سورج کا تھا + اور صحیح نام اس کا مارتند ہے + اُس مندر کا
 کھنڈ رات تک کھڑا ہے + وہاں لوگ اسی کو روپانڈو کہتے ہیں + جگہ
 قابل دیکھنے کی ہے + قریب اُس کو ایک گوا بہت پرانا اور گہرا ہے + مسلمان
 لوگ اُس کو ماروت ماروت کا قید خانہ سمجھتے ہیں اور چاہے بابل کہتے ہیں +
 کشمیر یوں کہ اعتقاد بموجب مُن صاحب میں شرادہ کرنے کا اس قدر
 ثواب ہے کہ جیسا گیا کرنے میں ثواب حاصل ہوتا ہے + اس علاقہ میں اکثر
 جگہ اگلے زمانہ کی عمارتیں مسلمانوں کے ہاتھ کی توڑی ہوئی نظر آتی ہیں +
 وہاں کے لوگ ان عمارتوں کو پانڈون کی بنائی ہوئی قرار دیتے ہیں +
 لیکن اکثر ان میں سے بڑے کدے ہیں والے راجا ونگلی میں + شری نگر گوشہ
 شمال و مغرب کی طرف تخمیناً تین منزل کو فاصلہ پر ایک گاؤں ہے نام اُس کا
رسلو ہے + اُس میں گنڈ ہے + جس وقت پہاڑوں پر برف گلتی ہے تو

زمین کو تڑپے تو اس کندھ میں پانی کی باڑھ اس زور شور سے آتی ہے کہ کھنڈ
 پڑ جاتا ہے اور جو کچھ گھاس پات اور لکڑی اس کندھ کی تھاہ میں ہوتا
 ہے سب کاسب ایکبارگی پانی کو اوپر تڑا اور گھونٹ لگتا ہے اور یہ ہے کہ
 ہندو نادان خیال کرتے ہیں کہ پانی میں دیوتا آتا ہے شری کرشنی چائیر
 میل گوشہ شمال و مغرب کی جانب پھم کو جھکتا ہوا پھنچھا گا نو کو تڑ
 ایک قطعہ زمین ہے کہ وہ سدا گرم اور شدت جلتی رہتی ہے اور اس میں
 نام سہو سیم ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین کو نیچر گندہا اور ہرتال
 وغیرہ میں سے کسی خیر کی کھان ہے۔

المغرض کشمیر حنت نظیر کا احوال بخوبی تمام قلمبند ہوا اور جس قدر
 وہاں کو حال سے واقف ہونا ضرورت تھا سب یہاں لکھا گیا ہے اب باقی
 ایک نیا ماجرا اور بڑی غضب کی بات ہے اور ول میں دانع کی طرح
 یاد رکھ کر لائق وہاں کی یہہ واردات ہے کہ فہوس مند فوس کشمیر گلازا
 سراپا بہا مقام دنیا کا بہشت سرکار ہے ایک دیوسرشت کو حوالہ کیا
 اور ایسا نفیس اور عمدہ طبقہ گلاب سنگہ سے قصاب بورد کو نیچر میں کھنپا
 دیا ہے مہاراج کر ساری ظلم کا بیان لکھنے کو ایک دفتر چاہی ہے اور ہم کو

یہاں تحریر مختصر چاہیے + اسلیو کچھ قدر قلیل احوال اُس کا رقم کیا جا تا ہے کہ
 چنانچہ ایک ادنیٰ سائتم اُس کا یہہ دیکھی میں آیا ہے + کہ اُس کو ملک میں
 جس قدر غلہ پیدا ہوتا ہے نصف نصف وہ آپ زمینداروں سے بانٹ لیتا ہے +
 اور پھر باقی آدھا بھی زمیندار کو پاس رہتا نہیں دیتا بلکہ اُن سے مول لیتا ہے
 لیکن اس کم قیمت پر کہ اگر بازار میں ایک من کا بھاد ہو تو مہاراج اُس کو
 دو من کا نرخ سے خرید کر تڑبین + مگر غضب کی بات یہہ ہے کہ اس شدت
 پر بھی زمیندار کا پٹہ نہیں چھوٹتا + یعنی اب زمیندار کا مقدر نہیں کہ
 غلہ بونہ کر دے سطرینج دوسری جگہ سے لاوی + بلکہ زمینداروں کو حکم ہے
 کہ مہاراج کی سرکار سے نرخ خرید کیا کریں + لیکن اس پر بھی ایسہ نہیں
 سنا کہ اگر بازار میں ایک من کا نرخ ہو تو سرکاری دوکان سے آدھی قیمت
 پر یعنی بیس سیر کر بھاؤ سے لینگا + اور زمیندار کو زبردستی لینا پڑے گا +
 اُس پر تا شاہیہہ ہے کہ اُن زمینداروں سے بیگار میں نوکری بھی لی جاتی
 ہے + یعنی زمیندار لوگ حکم بموجب مہاراجا کی مرغیان اور بطنین پالتر
 ہیں + اور انڈی اُن کو چھاپنی میں بیچ کر روپیہ مہاراج کو خزانہ
 میں ڈالتے ہیں + بہتیر زمینداروں کو حکم ہے کہ جنگل سے گھاس لکڑی

کاٹ کر بازار میں بیچ لادیں * اور دام اس کا سرکار میں داخل
 کر جاویں * علاوہ اس کو جس قدر وہاں اہل نہر اور پشہ در میں سب
 کے اوپر نصفاً نصف محصول مقرر ہیں * یعنی بازار میں خواہ گھروں میں
 جو کچھ سودا بکتا ہے آدھا اس میں سے بیچنے والا اور عذر سرکاری ٹھیکو دار کو حوالہ
 کر دیتا ہے * اگر دہوہلی کو کپڑوں کی ڈھلائی کو دوپیسے میں تو ایک پیا آئینہ
 صہاراج لیں * زندگی اگر انہی خرچی کا ایک روپیہ تماشہ میں سے پاویں تو
 آٹھ آنہ اس میں بھی سرکار کا حق ہے * روپیہ جو اس کی ٹکسال نہ نکلتا ہے
 اس میں آدھی چاندی اور آدھا تانبہ ملا رہتا ہے * پہاڑ کی گھاٹیوں پر
 اسے خوب مضبوط چوکی پہرے ٹھہرا دیں تاکہ کوئی عسکر غلام سے بھاگ کر
 اس کو عمل سے باہر نہ جانی پاویں * ان کشمیر یوں کو تو اب تک اس کاراج
 ختم کر دیا ہوتا لیکن اس نے سب کو یہ فقرہ دے رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے
 بغاوت کرے گا وہ مجرم انگیزی سرکار سے اپنے جرم کی سزا پاویگا * اس خوف
 کو ماریش ہاں کوئی اکس نہیں سکتا * آمدنی اس کی تمام ملک کی سب سے
 تخمیناً ایک کروڑ روپیہ سال ہے * جس میں چالیس لاکھ تو خاص کشمیر سے حاصل
 ہوتا ہے * اس تفصیل سے کہ آٹھ لاکھ روپیہ شہنشاہ کا محصول ہے * اور

ایک لاکھ سو کچھ زیادہ اہل منہ اور پیشہ ورون سے لیا جاتا ہے۔ پانچ لاکھ
 زمین کی جمع ہے۔ اور باقی چار لاکھ دوسری چیزوں کا محصول اور نذرنا
 ہے۔ جانا چاہیے کہ مہاراجہ جمبو و کشمیر خود مختار صاحب سلطنت نہیں ہیں۔
 کیونکہ انکو انگریزی سرکار میں ہر سال اپنی عہد نامی بموجب کچھ دوشالہ اور
 گھوڑی وغیرہ نذرانہ میں داخل کرنے پڑتے ہیں۔ جمبو شری گری ایک
 میل دکھن ہے۔ وہیں سے کوستان شروع ہوتا ہے۔ ایک چھوٹی سی
 پہاڑی کو اوپر بسا ہوا ہے۔ نہ وہاں پتھر کو پانی اچھا ملتا ہے۔ اور نہ
 کوئی اچھا درخت سایہ دار ہے۔ تھوڑے اور کانٹوں سے ہر طرف گھرا ہے۔
 اس جھاڑ جھنکار کو وہاں کر رہنے والے منضبوطی کا باعث جانتے ہیں۔
 لیکن یہاں سکھوں کی فوج نے اس مقام کو آسانی سے گھیر لیا تھا۔
 جمبو شری سے کوس کو فاصلہ پر پور منڈل میں مہاراجا گلاب سنگھ نے ایک
 مندر مہادیو کا اچھا بنایا ہے۔ چوٹی پر اس کی تمام سوز کا مبع ہے۔ شری گری
 سے پور میل دکھن دریا کی چاب کو بائیں کنارے ایک کھڑی پہاڑ کے اوپر
 رہا سی کا منضبوط قلعہ بنا ہوا ہے۔ خزانہ مہاراج کا اسی میں رہتا ہے۔
 قیسرا شلم۔ پچھ طرف گنگنی ندی اس کی سرحد پر واقع ہو کر اس کو

نیپال سے جدا کرتی ہے اور اسی طور پر یورپ کی جانب تشانڈی اس کو
بھوٹان سے الگ کرتی ہے۔ دکن رخ کچھ دور تک نیپال اور کچھ دور تک
 انگریزی علاقہ ہے اور اتر کی طرف ہمارے پارچین کی علداری ہے۔ تجنینا
 ساٹھ میل لبا اور چالیس میل چوڑا ہے۔ وسعت اس کی ایک ہزار
 چھ سو میل مربع ہے۔ نیپال کو ملک سے بہت ملتا ہے۔ وہاں کو آدمی کو
 لپکا کہتے ہیں۔ وہ لوگ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ گایر گوشت
 سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ تیر دن کو زہر مین جھاتی مین۔ بدھ کا مذہب
 بہت رکھتے ہیں۔ دار الحکومت اس کا شکم ہے۔ اس کو دو جنگ
 بھی کہتے ہیں۔ ۲۴ درجہ ۱۶ دقیقہ اتر عرض اور ۸۸ درجہ ۳ دقیقہ
 یورپ طول میں جمیکو مانڈی کو کناری پر لبا ہے۔ دار جلنگ کا چھاڑ
 جو کہ سمندر سے سات ہزار فٹ بلند ہے اس راج کو گوشہ جنوب مشرق کی
 طرف ہے۔ سرکار اس کو انگریزوں کو ہوا کھانی کو وسط راج سے لیا
 ہے۔ اور اب اس پر بہت نی بگڑن گئی ہیں۔ یہہہ دارجلنگ دانا پور
 کی چھاؤنی سے سیدھا چوراسی میل اور شکر کی راہ سے ایک سو پانچ میل
 ہے۔ چوتھا بھٹان۔ اگرچہ ہم لوگ ہالی پار کو ہستان مین لبا ہے

سی لیکر لدرخ تک بلکہ تبت کرسار و ملک کو بھجان یعنی جھوٹا کھتہ ہین
 لیکن انگریز لوگ اکثر اسی علاقہ کو جھوٹا لکھتے ہین جس کا اب بیان کیا
 جاتا ہے۔ جانا چاہیے کہ یہ علاقہ شکم کو پرب ہندوستان کے گوشہ شمال
 و مشرق میں ہمالیہ کے اندر ایک سو کوس سے زیادہ لمبا اور ٹھینا تھامس
 چوڑا بادشاہ چین کے زیر حکم ہے۔ مہلتن صاحب نے اپنی کتاب میں اس کا نام
 نڈر وین لکھا ہے۔ یہاں برسات بہت نہیں ہوتی۔ اور ٹانگن نام اس
 ملک کا مشہور معروف ہے جس پہاڑ میں یہ ٹانگن ہوتا ہے نام اس کا
 ٹانگستان ہے۔ آدمی یہاں کے بڑے مضبوط اور لمبے چھت تک ہوتے ہین
 رنگ ان لوگوں کا سونوا بدن گھٹھلا آنکھیں چھوٹی مگر نوکین نکلی ہوتی
 اور بھون پلکین اور ڈاڑھی مونچھ بہت کم اور ہلکی ہوتی ہین۔ اور
 یہاں کے لوگوں کو عارضہ گھٹھلا کا بافراط تام ہے۔ چنانچہ بستی کا چھٹھا
 حصہ اسی مرض میں مبتلا ہے۔ تیراں لوگوں کے زہر میں ٹھہرتے ہین۔ کھانا
 ان لوگوں کا یہ ہے کہ آنا گوشت چاہی نمک اور کھن سب کو اکٹھا پانی
 میں اُبال کر کھاتی ہین۔ نڈر ہب بدھہ کا رکھتے ہین۔ راجا ان کا دہرم
 راجا خاص بھگوان بدھہ کا اتار کہلاتا ہے۔ اور ملک کے وزیر اعظم کو

دیوراجا کہتے ہیں * دارالحکومت اس کا تسی سو دن ۲۷ درجہ ۵ دقیقہ

اثر عرض اور ۹۹ درجہ ۵ دقیقہ پورب طول میں پہاڑوں کو اندر سا

ہوا ہے * دراجا کہتے ہیں کا قلعہ سات مرتب کا چوکھوٹا بنا ہے * اور سنگین

اچھا خاصا ہے * ہر ایک مرتب اس کا پندرہ فٹ سمک اور پانچ ہین *

اس کو اوپر تانبو کا ایک چھتر سوز کا ملع کیا ہوا چڑیا ہے * وہ چھتر اچھا بڑا

ہے * بید اور حکیم کی وہاں بڑی کبنتھی ہے * یعنی جو کچھ دو اورا جا کو کھلائی

پلائی جاتی ہے خواہ وہ جلاب ہو یا دوسری چیز ہو پہلے اس میں سے حکیم

کو کھلاتے پلائی ہیں * کا غذا وہاں کا اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ اکثر

کو سنہری رنگ کر قہنجی سے کتر کھلا بتوں کی جگہ کپڑے کر ساتھ بن کر

پہنتے ہیں * تسی سو دن سے چالیس میل دکھن قلعہ جو کا کراس تہنہ و بی

کو اوپر ایک پل لوہے کی زنجیر کا بند ہوا ہے * وہاں کو لوگ اس پل کو

دیوتاؤں کا بنایا ہوا جانتے ہیں * پانچواں چمبا سکیت اور منڈی

جیسا کہ منڈی

یہ تینوں پہاڑی راج کشمیر کے گوشہ جنوب و مشرق کی طرف دریای

چناب اور ستلج کے درمیان میں واقع ہیں * چمبے کا علاقہ دریائے

راوی کے دونوں طرف ہمارا جہمبو کشمیر کی عمل داری سے لیکر کانگڑے

کو انگریزی ضلع تک چلا گیا ہے۔ آمدنی اُس کی ایک لاکھ روپے سال سے
 کم ہے۔ دارالحکومت اُس کا چمبا ۳۲ درجہ ۵ دقیقہ اتر عرض اور
 ۷۶ درجہ ۵ دقیقہ پورب طول میں دریا راوی کو دہلی کناری بہت
 اور پُرخصا مقام پر بسا ہوا ہے۔ سکیت دریا ستلج سے بارہ میل دہلی کنار
 پر ۳۴ درجہ ۲۴ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۵۸ دقیقہ پورب طول
 میں بسا ہوا ہے۔ ستلج کو کناری گرم پانی کا ایک سوتا ہے۔ وہاں کو لوگ
 اُس کو تپا پانی کہتے ہیں۔ اُس پانی کو ساتھ گندک بھی زمین سے نکلتی
 ہے۔ آمدنی سکیت کی اسی ہزار روپے سال تخمیناً ہے۔ منڈی ان تینوں
 میں سب سے بڑا ہے۔ یعنی یہ ملک ساڑھے تین لاکھ روپے سال کی آمدنی کا
 ہے۔ سکیت اور انگریزی ضلع کا انگڑا کریچ میں واقع ہے۔ اس میں ہیر
 اور نک کی کھان ہے۔ لیکن نک اچھا نہیں ہوتا۔ دارالحکومت ہیر کا
منڈی ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۵۳ دقیقہ پورب
 طول میں دریا بیاس کو بائیں کناری پر بسا ہوا ہے۔ وہاں سے پنڈ
 گوشہ شمال و مغرب کی طرف دریا بیاس کو بائیں کناری ایک پہاڑ کا
 قلعہ کلاگرھہ ایک ہزار پانسو فٹ اونچا بہت مضبوط بنا ہوا ہے۔

منڈی سوسٹل میل میدان کی طرف ہندو کا ایک تیرتھ ریوا لہو سے
 بلکہ وہاں کو درشن کو واسطہ بدھ کے مذہب والے بھوی بھی آتے ہیں + حال
 اس کا یہ ہے کہ پہاڑوں کے اندر پادکوس کے گھیرے میں ایک جھیل صاف
 شفاف پانی سے بھری ہوتی ہے + اس میں نہانے کو واسطہ چھم کے کنارے ایک
 چھوٹا سا گھاٹ پختہ بنا ہوا ہے + اس جھیل کے اندر سات بڑی ترلے ہیں +
 دیکھنے میں وہ سب ہو ہو چھوڑ چھوڑا پو معلوم دیتے ہیں + لیکن وہاں کے
 لوگ اس کو بڑا کتھے ہیں + ان بڑوں پر گھاس پھوس اور پیل بوڑا اور زکٹ
 اور ٹھنگے یا وغیرہ بھی جم گئے ہیں + مگر سب سے بڑا دس ہاتھ سے زیادہ لمبا کو
 بڑا نہیں ہے + جب یہ بڑی کنارے پر آئے کہ گتے ہیں تب اگر کوئی پانی میں
 غوطہ مار کر ان بڑوں کے منڈیوں کو چانچ اور اوپر نیچے اچھی طرح غور سے
 نگاہ کرے تو اس کو خوبی اور صاف ثابت ہو جائیگا کہ ان سب بیل بوٹوں
 کی جڑیں آپس میں اس قدر مضبوط گتھی ہوتی ہیں اور آندھی پانی سے ان پر
 کنگرے اور مٹی بھی اتنی پڑ گئی ہے کہ یہ بڑی دیکھنے میں تو ایک پتھر کی چٹان سے
 معلوم ہوتے ہیں لیکن تیر زمین خاصیت کا ٹھہ کی رکھتے ہیں + جانا چاہو کہ
 بہت سے ایسے درخت ہوتے ہیں کہ جس کی جڑیں آپس میں اسی طور سے گتھی رہتی

ہین :ۛ اور اکثر مٹی بھی ایسی قسم کی ہوتی ہے کہ جب گرمی میں سوکھ کر پتڑا
 جاتی ہے اور پھر برسات میں پانی کی بارش آتی ہے تو ان درختوں کی جڑا پتڑے
 گتھی ہنوں کا باعث وہ تنخو کا تختہ زمین سے جدا ہو کر پانی میں تر ہو لگتا ہے :ۛ
 چنانچہ دیکھو امریکہ میں میکسکو شہر کے نزدیک ایسی بڑی بڑی مٹی پانی پر تڑتی
 ہین کہ ان پر کھیتیاں ہوتی ہین :ۛ اور باغ اور چھپر بنا تہین :ۛ اور کھجور
فرانس میں بھی سینٹ امر کے نزدیک بڑی جگہ تر تڑتہین ان کا اور کاناہل
 چتر تڑتہین :ۛ اور کشمیر میں بھی جھیلوں کا اندر بیرون پر کھیتیاں ہوتی ہین :ۛ
 الغرض جو کوئی وہاں کہ روز ہے تو خوبی دیکھ سکتا ہے کہ یہ بڑی بڑی ہوا اور
 پانی کے زور سے وہاں ترا کر تڑتہین :ۛ اور کبھی کبھی جب کنارے پر جا لگتہ ہین تو
 وہاں کے نڈالوگ بھی جاتریوں کی نگاہ بچا کر ان کو دھکا دیتے ہین :ۛ
 پس یہ عقیدہ لوگوں کا سراسر وہیات ہے کہ میریو الس میں چھپر کہ پہاڑ تڑتہ
 ہین اور نیڈا جی کے بلانڈی جاتریوں کی پوجا لینے کو خود بخود کنارے پر جا تری
 ہین :ۛ چھٹھا ستلج اور جنا کے چھپر پہاڑی راجا رانا اور ٹھاکرون کے
 علامتہ ہین :ۛ ان میں سے کھلور اور سہر مور اور سپا ہر مہم تہین تو تختیاں لاکھ لاکھ
 روپیہ سال کی آمدنی کے رجواری ہین اور باقی بارہ ٹھکرا سٹیوں کے راجا

ستلج اور
 چھپر جوار

تیس ہزار سو لیکرتین سو روپے تک سال کی آمدنی رکھتے ہیں ۴ کھلو ر سا
 دار الحکومت بلاسپور ۳۱ درجہ ۱۹ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۴۵
 دقیقہ پورب طول میں دریائے ستلج کی بائیں کنارے ایک بہت دلکش او
 پر نضا مقام پر سمندر سے ایک ہزار پانسو فٹ اونچا بسا ہوا ہے ۵ بلاسپور
 کو کچھ دور ذکی راہ پر ستلج کی اسی کنارے ایک پہاڑ کو اور جو کہ ٹھنڈا
 تین ہزار فٹ اونچا ہو دیکھنا دیوی کا مندر ہے ۶ میدان سے پہاڑ پر
 چڑھ کر وسط ٹھنڈا چار ہزار ٹیڑھیان کہیں پہاڑ کاٹ کر اور کہیں تھہر
 جوڑ کر بنائی ہیں ۷ مندر پر سے عجیب کیفیت نظر پڑتی ہے ۸ یعنی ایک طرف تو
 اسیا اور ۹ سمندر کا میدان دیکھائی دیتا ہے ۱۰ اور دوسری طرف ہمالی
 کو برنی پہاڑ اور نیچے دو تک ستلج کا بہنا نظر آتا ہے ۱۱ دار الحکومت
 رس مور کا نام ہے ۱۲ درجہ ۳۱ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۴۵ دقیقہ
 پورب طول میں سمندر سے تین ہزار فٹ اونچا دریائے جینا سے بیس میل بائیں
 کنارے واقع ہے ۱۳ بسا ہر کا علاقہ دریائے ستلج کی کنارے کنارے ہمالی پار
 چین کی سرحد سے جا ملا ہے ۱۴ دار الحکومت اس کا رام پور ۳۱ درجہ ۲۷
 دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۳۸ دقیقہ پورب طول میں سمندر سے

تین ہزار تین سو فٹ اونچا ستلج کے عین بائیں کنارے پر نہایت تنگ اور
گڈھب مقام پر بسا ہوا ہے۔ پہاڑ وہاں ایسے اونچے نیچے اور درختوں سے خالی
ہیں کہ وہ مقام ہرگز آدمی کو قیام لائق نہیں تھا۔ رام پور میں الوان کے
طور پر شینو کی سفید چادرین میں روپیہ کو بہت عمدہ بنائی ہوئی تھی
ہیں۔ تعریف اس کی نرم اور گرم ہونے کی ہے۔ انگریز لوگ اس کو بہت
پسند کرتے ہیں۔ اور ولایت کو لیجاتے ہیں۔ کناور کا پرگنہ اس راج میں
بہت اچھا ہے۔ چنانچہ انگریز لوگ برسات میں شلا سے ہوا کھانڈ کر واسطے
اسی طرف جاتے ہیں۔ وہاں برف کو بلند پہاڑ آڑی آجانی کر باعث کشمیر
کی طرح اس جگہ بھی برسات نہیں ہوتی۔ اور آب و ہوا نہایت اچھی
ہے۔ لیکن دوسری بات لائق لکھنے رکھنے کی یہ ہے کہ یہاں اب تک پانڈوون
کی طرح بہت سی بھائی مل کر ایک ہی عورت سے شادی کر لیا کرتے ہیں۔ اور
ان پہاڑوں میں عورت کو واسطے ایک خاوند کو چھوڑ کر دوسری کو پاس
چل جانا عیب نہیں ہے۔ چنانچہ ایسی عورتیں یہاں نہایت کم ہیں جنہوں
کو دو تین تین خاوند نہیں بدلے۔ شلا سے نیچے کو ہتانیون کا یہ بھی
ایک دستو عجیب و غریب ہے کہ جب ان کا لڑکی لڑکا چھ سات مہینے کا ہوا

تو اس کو فوراً ترک کر ہی اپنی گائو کو نزدیک درختوں کے ساتھ میں پانی کے
 جھڑ کی نیچے ایک ایسے مقام پر لیجا کر سلاوتی ہیں کہ اس جھڑ کو پانی میں آبی
 چاندی پر گر کر تاہی ہے الغرض ایک دو عورتوں کی حفاظت اور نگہبانی میز
 گائو کے تمام لڑکوں و بان پانی کو تودن بھر سوتی رہتی ہیں ہے اور اس کو کھانا لودینا
 کہتی ہیں ہے اگر اسی طرح تمام ان لڑکوں کو سر پر نالو نہیں بنیا جاوے تو وہ
 ہرگز آرام نہ پاویں ہے بلکہ ان کو نیند بھی نہ آوے ہے یہاں تک کہ وہ اپنا سر
 کھجلا کر کھجلا کر مری جاویں ہے ساتھ ان کے گھول بساہر کی حد سے ملا ہوا
 جمننا اور گنگا کے چچ میں ساڑھے چار ہزار میل مربع کی وسعت رکھتا ہے ہے اور
 تخمیناً ایک لاکھ روپے سال کی آمدنی کا ملک ہے ہے راجا و بان کا بیٹھری
 میں رہتا ہے ہے وہ ۳۳ درجہ ۲۳ دقیقہ اتر عرض اور ۷۷ درجہ ۲۸ دقیقہ
 پورب طول میں سمندر سے دو ہزار دو سو فٹ اونچا گنگا کے بائیں کنارے بسا
 ہوا ہے ہے

رہوال

اترا کھنڈ کے تمام رجاؤں کا بیان ہو چکا ہے اب وہ
 ریستین کھی جاتی ہیں جو حد حصہ دیں میں ہیں ہے پہلا بھیل کھنڈ ہے
 یہہ راج ضلع مرزا پور کے دکن سون ندی کے دونوں طرف بندھ کے

بھیل کھنڈ

کوستان میں واقع ہے۔ اتر دکھن اور پورب طرف اس کو صوبہ الہ آباد
 اور بہار کے انگریزی ضلعوں میں ہے اور پچھم کی جانب بنڈیل کھنڈ کا علاقہ ہے۔
 وسعت اس کی دس ہزار میل مربع ہے اور آمدنی اسمین ٹیس لاکھ روپیہ
 سال ہے۔ اس راج میں ندیوں کا پانی کئی جگہ اونچا اونچا بہاؤ پر ہے
 گرتا ہے وہ مقامات قابل دیکھنے کو ہیں۔ اس جنگل اور کوستان میں
 پانی کے گرنے کا شور پڑنا اور اس کی چھٹیوں کا ہوا میں آنا خلوت پسندوں
 کو بڑی کیفیت اور بہار دیکھنا ہے۔ بیہر کا جھرنہ تھمنا سوا سو گز کی بلندی
 سے پانی کی ایک دہاڑ ہو کر گرتا ہے۔ اس سے ایک کوس کے فاصلے پر ٹونس
 کا جھرنہ ہے۔ اگرچہ بلندی میں تو وہ تتر گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن فارین
 فرستمبر مہینے میں جب اس کو پانی کی دہاڑ دیکھی تھی تب بیس گز چوڑی اور
 تین گز موٹی تھی۔ دار الحکومت اس راج کا ریوان ہے۔ چھپانڈی کو دہاڑ
 کنارے ۲۴ درجہ ۳۴ دقیقہ اتر عرض اور ۱۹ درجہ ۱۹ دقیقہ پورب طول
 میں بسا ہے۔ راجا کو رہنے کا قلعہ سنگین عین ندی کے کنارے پر ہے۔ دوسرا
بنڈیل کھنڈ پورب طرف اس کو ریوان کا راج ہے۔ اور پچھم کی جانب
 گوالیر کی عمل داری ہے۔ اتر رخ صوبہ الہ آباد کے انگریزی ضلعوں سے گھرا

بنڈیل

ہوا ہی اور دکھن کو او سکر ساگر زریدا کا علاقہ پڑا ہے یہہ راج سارا بندھم

کو کوستان کو اندر ہے یہ کسی مقام بلند پر ہے اگر کوئی بندیل کھنڈ کو دیکھ تو

اُس کو پہاڑوں کا آثار چڑھا دھیک سمندر کی بہرون کی طرح نظر پڑتا ہے

لیکن ذہن زارت سے زیادہ اونچا پہاڑ کوئی نہیں ہے یہ لوہی کی کھان ہے

بندیل کھنڈ کو اندر دیتا اُرچھا چار کھاری چھتر پور اجر گرھم

نیا سمٹھ اور بجادر یہ آٹھ تو چھ ہزار میل مربع کی وسعت میں جوڑ

ہیں اور باقی قریب چوبیس بہت چھوٹے چھوٹے جاگیر دار ہیں یہ ۲۵ درجہ

۴۳ دقیقہ اتر عرض اور ۷۵ درجہ ۲۵ دقیقہ پورب طول میں دیتا پختہ

تہرناہ کو اندر بسا ہے یہ بیچ میں راجا کا محل ہے آمدنی اس کی دس لاکھ

روپیہ سال ہے دیتا سے چھتر میل دکھن گوشہ جنوب و مشرق کی طرف جھکتا

ہوا اُرچھا کو راجا کا دار الحکومت ٹیہری ہے آمدنی اس علاقے کی

سات لاکھ روپیہ سال ہے جس دن سوراجا ٹیہری میں آن کرے اس روز

سورچھا جو کہ دیتا اور ٹیہری کو بیچ میں بیٹواندی کو بائیں کنارے پڑانا

دار الحکومت تھا ویران ہو گیا یہ دیتا سے چھتر میل پورب گوشہ جنوب و

مشرق کو جھکتا ہوا ایک پہاڑی کوئی چار کھاری بسا ہے یہ قلعہ اُس پہاڑ

ی

پرکا اودھ نبار گیا ہے + شہر کو اندر راجا کو رہنے کا محل ہے + اور باہر چاروں
 طرف جنگل کھڑا ہوا ہے + آمدنی اس راج کی چار لاکھ روپیہ سال ہے +
 دتیا سواتسی میل گوشہ جنوب و مشرق کی طرف چھتر پور ہے + اس راج کی
 آمدنی تین لاکھ روپیہ سال ہے + دتیا سواتسی ایک بیس میل گوشہ جنوب و
 مشرق کی طرف پورب کو جھکتا ہوا آجر گڑھ سواتین لاکھ روپیہ سال کی
 آمدنی کا راج ہے + دتیا سواتسی ایک سو دس میل گوشہ جنوب مشرق کی طرف
 ایک تھیر پور میدان میں پنا بسا ہوا ہے + اس راج میں ہیرے کی کھان ہے +
 اکبر بادشاہ کو وقت میں اس کی آمدنی تخمیناً آٹھ لاکھ روپیہ سال تھو +
 لیکن اب تو ساری راج کی آمدنی ملا کر چار لاکھ روپیہ سال ہوتا ہے +
 دتیا سواتسی میل گوشہ شمال و مشرق کی جانب اتر کو جھکتا ہوا سمتر
 ہے + یہ راج ساٹھ چار لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا ہے + اور دتیا سواتسی
 سو میل گوشہ جنوب و مشرق کی طرف دکھن کو جھکتا ہوا سجاد ر سو دو لاکھ
 روپیہ سال کی آمدنی کا راج ہے + تیسرا گوالیر یعنی سیندھیا کی عکداری ہے +
 پورب طرف اس کو تبدیل کھنڈ بھو پل اور ساگر نرما کو انگریزی ضلعی
 ہیں + اور پچھم کی سرحد پر پور کوٹا اودی پور پرتاپ گڑھ بانسواڑا

اور پرووی کاراج ہے اور آتر کی جانب صوبہ الہ آباد کی سرکاری ضلع اور
 وھولپور اور گرونی کی عمل داری ہے اور دکھن کی طرف اندور اور
حیدرآباد کی عملداری ہے جا بلا ہے اگرچہ دکھن میں یہہ راج دریا نردا
 کو پار بلکہ تابی کو پار تک چلا گیا ہے لیکن دارالحکومت اس کا نردا کو
 اسی پار دھیمے میں ہے اور اس لیے اسکو دھیمے ویس کو جو ٹرون میں
 لکھ دیا ہے وسعت اس کی تینتیس ہزار میل مربع ہے اور آمنی اس کا
 کی اٹھتر لاکھ روپیہ سال ہے حصہ جنوبی میں اس کو بندھ کا
 کو ہستان ہے اور ان پہاڑوں میں دریا نردا کو کنارے اکثر بھیل لوگ
 بستے ہیں اور گری عمل داری کو پشیر سدا کی لوٹ مار اور ہمشیہ آس پاس
 لڑائی لگ رہی ہے باعت یہہ ملک آجا بہت ہو گیا ہے جھاری اور گل
 ہر طرف نظر پڑتے ہیں اور لوہی کی کھان بھی اس راج میں ہے اور اس میں
نالوہی کی زمین نہایت زرخیز ہے مٹی وہاں کی سیاہ ہے اور برسات کو
 بعد پانی خشک ہو جاتی ہے یہ ایک جگہ بھٹ بھٹ جاتی ہے اس لیے وہاں
 گھوڑوں کو ٹرک سے باہر لے جانی میں پانوں ٹوٹ جاتی کا بڑا خطرہ رہتا ہے
دارالحکومت گوالیر ۲۶ درجہ ۱۵ دقیقہ آتر عرض اور ۷۷ درجہ ایک

دقیقہ پورب طول میں ایک پہاڑی کو تلو بسا ہوا ہے + وہ پہاڑی میں
 بیالیس فٹ بلند ہے + اُس کو اور ایک قلعہ بہت مضبوط تھمنا پون کوس
 لبا بنا ہے + پانی کو حوض بھی اُس میں تھکر بہت بڑی بڑی ہین نشہ میں
 جس وقت میر ٹو فم صاحب نے سرکار کپنی کو حکم بموجب یہ قلعہ گھیر لیا تھا
 اُس وقت اُن کو کسی طرف سے اُس کو اور چڑھنے کی راہ نہیں ملی تھی +
 لیکن ایک چور اُس قلعہ کو اندر چوری کرنے جایا کرتا تھا اُن سے مل گیا +
 اُس نے اپنا راستا بتا دیا + وہ راہ اگرچہ آدمی کو جائز لائق نہیں تھی صرف
 بندر اور لنگور اُس راہ سے آتو جاتو تھے + تو بھی ٹو فم صاحب بہادر اپنی ساری
 فوج کو رات ہی رات اُس تنگ و تاریک راہ سے چڑھا لگو + اور گوالیر
 کا قلعہ فتح کر لیا + اِس شہر کو لشکر بھی کہتو ہیں + وجہ اِس کی یہ ہے کہ سائے
 میں سینہ میا کا دارالسلطنت اُجین تھا + اور لشکر اُس کا سدا چڑھتا
 اور اُسی پر رہا کرتا تھا + لیکن جس روز سے اُس کو لشکر کا ڈیرا گوالیر میں
 پڑا پھر وہاں سے نہیں ہلا + اور وہی چھاونی کا مقام دارالحکومت ہو گیا +
 شہر کو نزدیک سبُر ن رکھانڈی کو پار محمد غوث گوالیری کو مقبرہ کو اندر
 اکبر بادشاہ کو ٹبر مشہور معروف کلاؤت کی قبر ہے + نام اُن کا میان تائیز

تھا + اگلی قبر پر ایک درخت اعلیٰ کا پودہ جس پر پودوں کا یہ تشبیہ ہے
 کہ جو کوئی اس اعلیٰ کی شہی چا ہو وہ شخص نہایت خوش آواز ہو جاوے
 یہ بہترین بہت پرانا شہر ہے۔ شاستر میں اس کا نام آجینہ اور اوستی
 لکھا ہے۔ یہ مقام بہت پرانے ایک نذر اسات سوٹ اور چا ہے اور ۱۳ اور
 اوقیتہ مشرف ۲۷ درجہ ۳۵ دقیقہ پورب طول میں رہا اندی کر
 واپس کنار گرا لیا ہے۔ سو ساٹھ میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف میں
 کہ جبکہ ہوا بسا ہر ہمار تون میں لکڑی کا کام بہت ہے۔ مگر گھاٹ پختہ
 پختہ نہی۔ اور دونوں طرف بن ہوئے ہیں۔ وہاں کی زمین کھوڑو سو وورد
 ہاٹل مانو کی آبادی در شان تھیں یہ یہ شہر مہاراجہ بونا جیت کو
 میں نہایت رونق تھا۔ اور باد نسائی زانیہ ہر صوبہ یا اوانا کو
 سفارت میں۔ کو دیش کتھ میں صدر مقام تھا۔ یہ شہر خوشی نہایت
 ہو جب انہوں نے اس شہر کو تار میں شہر کو باہر صد خانہ
 راجہ جی سنگھ کا بنایا ہر ایک بونا بنو پرا ہے۔ ایک مکان یہاں راجہ
 بکر کھری کا رہنے تھا وہ شہر ہے۔ کہ پانی جو علی کا ایک حصہ جو
 کہ تلوہا اسی پر معلوم ہوتا ہے۔ ہذا حال مہاراجہ کا مندر یہاں بہت نامی

اور مشہور ہے لیکن جو مندر کہ مہاراج بکریا جیت کر وقت کا بنا تھا وہ
 سلطان شمس الدین التمش نے جو کہ ۱۲۰۰ء میں تخت پر بیٹھا تھا تو ڈولہ
 شہر سے چار میل اتر کا لیا وہ گانو کر پاس سپراندی کوٹا پور کو اندر ایک
 پیرانا مکان بادشاہی وقت کا بنا ہے وہ جگہ گرمی میں رہنے کو واسطے
 بہت خوب ہے نہندی کا پانی اُس کو حوض اور قوارون میں ہوتا ہوا
 بہتا ہے اور اُس سے قریب اتنی میل کی گوشہ جنوب و مغرب کی طرف ایک
 چھوٹی سی بستی ہے نام اُس کا باگ ہے اور اُس سے کوس دو ایک کی فاصلہ ہے
 پہاڑ کی تھوڑی سی گھاٹی کے طور پر چار مندر بدھ کو مذہب کو
 کسی زمانہ کی بنی ہوئی ہیں اور چاروں مندر قابل دیکھنے کو ہیں اور
 ایک مندر کا چوک اُس پر ہے اور اسی مندر کے نام پانچا گیا ہے اور گوالیر کے
 دکن بتیوتی یعنی بتیوتی کے راجہ کنار نے چھٹا شہر بنا ہے کو اندر
 تخمیناً پانچ ہزار گھر کی بستی ہے جس کے نام میں اس کا ولوشی
 اور جدرات بھی لکھا ہے اور اس مقام پر دو دیوہ گوب یعنی مذہب بدھ
 کو مذہب والوں کی بنی ہوئی اسی ڈولہ کو جو وہیں جیسا بنا اس کے
 فعل میں سارنا تھہ کر پاس لکھا گیا ہے پچھلے یا کو لوگ ان دو ڈولوں

مدفنوں کو ساس پہو کی بھیت اور سمیر مہار کا نمونا کہتے ہیں + پڑاؤن
 بیالیس فٹ اونچا ہے + اور ایک سو بیس فٹ کا قطر رکھتا ہے
 چھوڑو کا قطر ۳۸ فٹ ہے + ان مدفنوں کی پوجا کر لیر مہاراجہ جندر پت
 نو کچہ زمین ان دی تھی + چنانچہ یہ بات پڑاؤ حروفن میں ان کر تھوڑو
 کر اوپر کھدی ہوئی ہے + گوالیر سے چار سو میل دکھن گوشہ جنوب و
 مغرب کی طرف جھکتا ہوا برہانپور تاپی ندی کو داہنوں کناری ایک چھو
 میدان میں شہر بنایا کر اندر بسا ہے + گھیر اس شہر شاہ کا تختینا
 بارہ میل کا ہوگا + یہاں کی عمارت میں لکڑی کا کام بہت ہے +
 چونکہ تختہ راج بازار چوڑا اور نہر گلی گلی گھومی ہوئی ہے + مسلمان اکثر
 عربوں کی صورت کو اور ویسی ہی انکی پوشاک ہے + ندی و کناری پر
 بادشاہی محل اور قلعہ کا نشان اب تک نمودار ہے + کسی زمانہ میں یہ
 صوبہ کھاندیس کا صدر مقام تھا + گوالیر سے چالیس میل دکھن گوشہ
 جنوب و مغرب کی طرف جھکتا ہوا کالی سندھ ندی کو داہنوں کناری
 مہار کو نیچے نرور قدیم شہر بسا ہے + اور پہاڑ کو اوپر قلعہ ہے + یہ شہر
 کسی زمانہ میں نشدھ دیس کر راجا نیل کا دار اسطنت تھا +

گوالیر سے دو سو ساٹھ میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف نیچ کی چھاؤنی
 ہے اور اسی طرف تین سو پچاسی میل کو فاصلہ پر چمپانیر یعنی
 یون گڑھ قلعہ ایک کھڑی پہاڑ اور پر بہت مضبوط بنا ہے یہ
 پہاڑ اڑھائی ہزار فٹ سے کم اونچا نہیں ہے اس پہاڑ کو نیچ کستی
 میں چمپانیر کا شہر کہتی ہیں اس تک بستا تھا لیکن اب تو اجاڑا
 جنگل پڑا ہے اس کو کھنڈرون میں شیر اور بھیل رہتے ہیں
 چمپانیر سے ٹیڑو اٹکل بائیس میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف
 رہ جاتا ہے چوتھا بھوپال اس کو پورب کو ساگر نریڈ کو سرکاری
 علاقہ میں باقی تین طرف یہ گوالیر کو راج سے گھرا ہوا ہے چھٹا
 مالوی کا پٹھانوں کو دخل میں ہے جنگل پہاڑ اس میں بھی گوالیر
 کی طرح ہیں وسعت اس کی سات ہزار میل مربع ہے اور انداز
 بائیس لاکھ روپیہ سال ہے سترہویں اس علاقہ کو درمیان
 تین ہزار چار سو سولہ کانوآباد اور سات سو چودہ کانوآباد کو گورنر
 شہر بھوپال جس میں نواب رہتا ہے ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اتر عرض اور
 ۷۷ درجہ ۳۰ دقیقہ پورب طول میں ایک پختہ شہر بنا ہے کاندرسا

بھوپال

ہوا ہے۔ یہ شہر صدیہ مالوا اور گوندوانہ کی سرحد پر راجا جاجور
 کو فریئر نے اپنا نام پر بسایا تھا۔ شہر کو گوتہ جنوب مغرب کی طرف
 ایک پہاڑی کو اوپر چٹہ گڑھی بنی ہوئی ہے۔ اس گڑھی کو گوتہ
 جنوب و مغرب کی جانب ایک تالاب ساڑھے چار میل لمبا اور
 ڈیڑھ میل چوڑا ہے۔ مکانات شہر کو اکثر ٹوٹے چھوڑے ہیں۔ رونق
 کہیں نہیں معلوم ہوتی۔ بھوپال سے بیس میل چھم گوتہ جنوب و
 مغرب کو جھکتا ہوا سہوڑ ہے۔ وہاں انگریزی فوج کی چھاننی ہے
 صاحب اجنٹ اسی جگہ رہتے ہیں۔ پانچواں اندور یعنی ہلکے کی
 عملداری ہے۔ یہ علاقہ بھی کچھ دور تک نرم اور بار چلا گیا۔
 طرف اس کو گوالیہ کی عملداری ہے۔ اور اتر کی جانب گوالیہ اور
 دھار اور دیواس کو دو چھوٹے چھوٹے جواڑے ہیں۔ چھم کو اس کے
 بڑے داروغے۔ لیکن کی طرف کھانڈیس کو انگریزی ضلع ہیں۔ لمبا
 ڈیڑھ ان علاقوں کی ناننا و شواری ہے۔ کیونکہ بیچ میں جا بجا دوسرے
 علاقے بہتر طریق پر مل گیا ہے۔ خصوصاً گوالیہ سے لے کر
 مشرق کی طرف اور سینڈھیا کو یہ ہے۔

اندور

و دونوں نو باہم اس کو خندری بانٹ بانٹ لیا یہ غیر نپدی کی طرح
 ایک پر گنہ سیندھیان لیا تو دوسرا بلکہ لیا یہ اور دوسرا بلکہ لیا تو
 تیسرا پھر سیندھیان لیا یہ اسی باعث ہی ایک عکداری کو گانو و دوسری
 عکداری کو تحت میں آگے میں ہے وسعت اس ریاست کی آٹھ ہزار
 میل مربع سے کم نہیں ہے اور آٹھ لاکھ روپیہ سال ہے چھا
 جنگل اور پہاڑ اس عکداری میں بہت ہیں کہ وہ کہ بندھ پہاڑ کا
 کنار ہے اور بھیلون کا بندھ گویا گہری ہے صدر تمام اس کا
 اندر ہے ۲۶ درجہ ۴۲ دقیقہ اتر عرض اور ۷۵ درجہ ۵۵ دقیقہ پوز
 طول میں سمندر سے دو ہزار فٹ اونچا ایک ڈھالوان میدان میں
 درختوں کے اندر بسا ہے تھوڑی تھوڑی وہ پر پونہ کے کھائی و تو
 میں ہے بلندی کو باعث یہاں گرمی بہت نہیں ہوتی ہے اگرچہ بازار
 چڑا ہے اور عمارت چوٹی ہے لیکن کوئی مکان دیکھنے کو لائق نہیں ہے
 خاص ریڈینٹ اندور میں رہتے ہیں کہ انگریزی فوج کی چھاؤنی
 اندور سے ۲۵ میل دکھن میں ہے یہاں ہے اندور سے تھوڑا چالیس
 میل دکھن گوشہ جنوب و مغرب کو بھگتا ہوا دیار ہے اس کے

داہنو کناری ہمیشہ رہا ہے + وہاں کو لوگ اس مقام کو ہمیشہ قتی
 اور سہس باہو کی بستی بھی کہتے ہیں + قلعہ کو اندر اہلیا بانی کے
 رہنے کو محل اور ندی کناری گھاٹ خوش قطع پختہ بنو ہوئے ہیں + شہر
 پانچ میل پورب دریا کی نرمدہ کو اسی کناری پر منڈلیشر ایک بڑی
 بیپار کی جگہ کچی شہر بنیا ہے کہ اندر رہا ہوا ہے + قلعہ بھی اس میں ایک
 چھوٹا سا پختہ بنا ہے + منڈلیشر سے تھوڑی ہی دور پورب دریا سے
 نرمدہ کو داہنو کناری اونکا زنا تھہ مہا دیو کا ایک مندر ہے + ہندو کا
 بڑا تیر تھہ ہے + وہاں نہاڑو کو واسطی گھاٹ بھی بہت اچھو اور پختہ بنو
 ہیں + مندر کو پاس ایک پہاڑی کو اوپر دو قلعہ ویران پڑے ہیں +
 وہاں کو لوگ ان کو ماندھانا اور مچکند کا بنایا ہوا کہتے ہیں +
 ان قلعوں کو اندر باہر بہت سے ستون چوکھٹ بازو اور دیوتاؤں
 کی صورتیں اور طرح طرح کی صورتیں سب تپچر کی ٹوٹی پھوٹی اسقدر
 افراط سے پڑی ہیں کہ اونکو دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جگہ بہت قدیم
 اور پرانی ہے + کسی زمانہ میں نہایت آباد تھی + مسلمان کی بدولت
 اس کی یہہ نوبت ہوئی + چھٹھا دھار اور دیواس + یہہ دونوں

چھوڑ چھوڑ جوڑی بلکہ اور سیندھیا کی عملداری گرنج میں واقع

ہیں۔ دھار ایک ہزار میل مربع کی وسعت میں ہے۔ اس میں

ایک سو اسی گانوں ہیں اور پورے پنج لاکھ روپے سال کی آمدنی کا

علاقہ ہے اور دیواس کچھ کم وبیش چار لاکھ روپے سال کا علاقہ

ہوگا۔ دھار کا صدر مقام دھارا نگر ہے کہ کسی زمانے میں

راجا بھوج کا دار السلطنت تھا ۲۲ درجہ ۳۵ دقیقہ اتر عرض اور

۷۵ درجہ ۲۲ دقیقہ پورب طول میں سمندر سے ایک ہزار نو سو فٹ

اونچا ایک کچی شہر بنا ہے اور قلعہ شہر سے الگ ایک اونچے

سی زمین پر بنا ہے۔ یہہہ راجا بھوج سلطنت میں ایک بہت بڑا راجا

ہو گیا ہے۔ سنسکرت زبان کا ایسا قدردان راجا بکرنا جیت کو بعد

کوئی نہیں ہوا۔ اسنو نپتون کو ایک ایک شلوک پر لاکھ لاکھ روپے تک

دیئے ہیں۔ اور بہت ہی پوتھیان اسکو وقت کی بنائی ہوئی اب تک موجود

ہیں۔ وہ خود بھی بڑا نڈت تھا اسکو دار السلطنت دھارا نگر میں ایسوی گ

نہایت کم تھو کہ جو سنسکرت زبان نہ جانتے ہوں۔ مارشمن صاحب اپنی توار

ہند میں لکھتے ہیں کہ اس راجا کو کل سات سو برس کا عرصہ گزرا ہے۔

دیواس کے علاقے کا صدر مقام دیواس تھیں ہزار آدمی کی بستی ۲۲
 درجہ ۵۹ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۱۰ دقیقہ پورب طول میں
 بسا ہے۔ دھارسو تھینا پنڈرہ میل دکھن ذرہ گوشہ جنوب مشرق کو
 جھکتا ہوا قریب دو ہزار فٹ کے سمندر سے اونچا ایک پہاڑ ہے اور پر
 بانڈو کا قلعہ اور شہر اچھا ہوا پڑا ہے۔ اکبر بادشاہ کے وقت میں
 یہ شہر بہت لمبا چوڑا بنا تھا۔ اب بھی اس کی شہر بنا چس قدر
 باقی رہ گئی ہے وہ نانیو سے اٹھائیس میل ہوتی ہے۔ لیکن یہ جگہ بالکل
 شیر اور جنگل اور بھیلون کے رہنے کی ہے۔ اس قلعہ کے اندر باز بہاؤ کا
 مکان دو تالابوں کے درمیان اور جہاز کا محل اور جامع مسجد اور
 حسین شاہ کا مقبرہ سنگ مرمر کا یہ ساری مکان دکھنے کے لائق
 ہیں۔ ساتوان بڑو دایمے گا گیوار کا راج۔ یہہ راج بلگر اور
 سیندھیا کی عملداری کے پچھم سمندر تک۔ اور آدمی پور اور سروی
 کے دکھن نزدیک ہے۔ لیکن اس کے درمیان بہت جگہ سے کاراگرہ
 کے ضلع بھی آگے ہیں۔ یہہ علاقہ صوبہ گجرات میں ہے۔ اسکو سنسکرت
 میں گرجویش کہتے ہیں۔ وسعت اس کی چوبیس ہزار میل مربع

کم نہیں ہو + اگرچہ جنگل بہاڑ بھیلون سے بھری ہیں لیکن تو بھی ملک آباد
 اور زمین زرخیز اور دولت کی افراط ہو + خصوصاً اس کو صدر مقام کے
 آس پاس کاٹھیا واریٹیو کاٹھیوں کا ملک جو کہ گجرات کو جزیرہ نما کا دریا
 حصہ ہو بالکل جنگل اور پہاڑوں سے بھرا ہوا ہو + لیکن پہاڑ اکثر نیچے اور درختوں
 خالی ہیں + اور زمین ریتیل ہو + وہاں کو باشندوں اپنا نام کاٹھی ہونے کا باعث
 یہ بیان کرتے ہیں کہ جب پانڈو لوگ درویو دھن سے بازی ہار کر راتہ برس
 کو واسطو اس جگہ آئے کہ چھپر + اور تپا لگنو پر درویو دھن نے ان کو یہاں تک
 ظاہر کر کے کہ یہ تہہ تدبیر ٹھہرائی کہ اس ملک کی گاو کو چوری کر کے لے جانا چاہئے +
 تب یہ حرکت دیکھ کر جو کوئی چھتری ہو گا وہ بڑشک گاو بچاؤ کر لے گا +
 آدیگا اور اس حکمت سے بچاؤ لے گا + لیکن ایسا بڑا کام نہیں گاو کی چوری
 کرنا درویو دھن کو تمام آدمیوں میں سے کسی شخص کو قبول نہیں کیا + تب
کرن نے اپنی چھتری زمین پر ماری + اس چھتری میں سے ایک آدمی پیدا
 ہو گیا + چونکہ کاٹھ کی چھتری سے آدمی پیدا ہوا اس لیے اس کا نام کاٹھی پڑا +
 اور کرن نے اس آدمی کو یہ کام بخش دیا کہ جا بھکوا اور تیری اولاد کو خدا کے
 گھر سے چوری معاف ہو گئی + بچکو چوری کا گناہ اور کلنک کا ٹیکا کبھی

نہیں لگیگا۔ الغرض یہہ کاٹھی لوگ سورج کو بہت مانترہین + اور
 اُس کو کرن کا باپ جانتوہین + انہ سب کا غزون کی پیشانی پر
 سورج کی تصویر لکھتوہین + اور چوری اور ڈکیتی کو عیب نہیں سمجھتو +
 واہ بد معاشوں نے انہو مطلب کی کیا اچھی کہانی بانڈھ رکھی ہے +
 عورتیں یہان کی خوبصورت اور نکمہ سکھ سے درست ہوتی ہین +
بیل گجرات کہ مشہور معروف ہین + آمدنی اس راج کی تخمیناً
 ستر لاکھ روپیہ سال ہو + عقیق کی اُس میں کھان ہو + صدر مقام
بڑودا ۲۲ درجہ ۲۱ دقیقہ آتر عرض اور ۷۳ درجہ ۲۳ دقیقہ پوز
 طول میں شہر نیاہ کو اندر بشو متر ندی کہ بائیں کنارے بسا ہو +
 اور اُس ندی کو اوپر ایک پختہ پل بندھا ہوا ہو + بستی اس شہر کی
 ایک لاکھ آدمی سے زیادہ ہو + بازار چوڑا چکلا اور چوڑے طور کا
 ہو + اور عمارتوں میں کام اکثر کاٹھ کا نظر آتا ہو + صاحب زبیر
 بھی یہان رہتوہین + اس گجرات میں اور بھی بہت سورا جا اور
 نواب ہین + لیکن علاقہ اونکو نہایت چھوٹو چھوٹو ہین + یہان تک
 کہ بہتیری انہیں سے ایک ہی کانو کو مالک ہین + اور سرحد سوانو

افکار آپس میں بڑبڑاہیں * اسلئے ہمیں تو ان سب کو اسی عملداری کو تھا
 رکھنا مناسب جانا بہت سہ تو انہیں سہ اب تک جہاز کا نیکو اڑ
 کو خرچ دیتی ہیں لیکن کئی علاقہ سرکار انگریزی کی حمایت میں بھی آگے
 ہیں * گجرات کو کچھ والی سرحد پر دوار کا کا نا پوہو * ہندو کا بڑا
 تیرتھ ہے * مندر دوار کا کا ایک سو چالیس فٹ اونچا ہے * اس کو
جگت کھونٹ بھی کہتے ہیں * مورت رن چھوڑی کی جو کہ اصل تھی
 اُس کو چھ سو برس کا عرصہ گذرا کہ پڑا لوگ مسلمانوں کی مشیت
 سے ڈاکور کر درمیان جو گجرات کو پورب انگ میں بھڑوچ کر
 سامنے کھبھات کی کھاڑی پر گھو گھی بندر کو پاس ہو لڑا آئے * او
 وہاں از سر نو اُس کو قائم کیا * لیکن وہاں بھی آخر کو اُس مسلمانوں
 کو خوف سے نہیں رکھ سکے * تب پاس ہی اُس کو ایک چھوڑی سے
 نا پوہین جس کا نام شنگ دوار ہے اور وہاں پہلے شنگ نارین کی
 پوجا ہوتی تھی اٹھا کر لیکو * الغرض اب جس مورت کی دوار کا
 میں پوجا ہوتی ہے وہ کل ڈیڑھ سو برس سے نئی ہے * جاتری لوگ
 گومتی ندی میں اٹھان کر کر مورت کا درشن کرتے ہیں * اور بعد

اسکودھان سے اٹھارہ میل پر رام ٹرائیفر ارام رام میں جا کر آگ میں
 جلتی ہوئی لوہے کی لال مہر سے وشنو کر چاروں نشان کو اپنی بازو پر داغ
 دلوائتی ہیں * کوئی چندن جس سے وشنو کو مذہب والوں تک
 دیتی ہیں اس جگہ ایک تالاب میں سے نکلتا ہے * اصل دوار کا پور بند
 جس کو سدا پور بھی کہتے ہیں اس سے تیس میل ہے * اور کہتے ہیں کہ
 وہ دوار کا سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے * بڑو دی سے ایک سو ستتر میل
 گوشہ شمال و مغرب کی طرف اتر کو جھکتی ہوئی انگریزی فوج کی چھاونی
 بناس ندی کے بائیں کنارے دیس میں ہے * گجرات کے خزیرہ نام کی
 دکن والی سرحد کو اور سمندر کے کنارے ہرنا اور کیلا اور
سرسوتی ان تین ندیوں کے سنگم پر جو ناگرٹھ کے نواب کی جاگیر میں
 ہیں سو مناتھہ بسا ہے * کسی زمانے میں یہ بہت بڑا شہر تھا *
 اس جگہ ایک مندر عالی مکان عظیم الشان جت لنگ سو مناتھہ
 مہادیو کا تھا * اس کے چھپن ستونوں میں جواہرات جڑی تھیں *
 اور سونے کے قیلے سوزنیں چراغ روشن ہوتی تھیں * اور کئی من سونے
 کی رنجیروں میں گھنٹوں لٹکتی تھیں * اور دو ہزار پجاری اور پانچ سو چھپن

اور تین سو گویا اس مندر کی خدمت کو دیکھ کر تھوڑے ۲۵ سالہ ع
 میں سلطان محمود غزنوی نے وہاں سے دس کروڑ روپیہ کا مال اسباب
 لوٹا۔ یہاں تک کہ مورت کو بھی توڑ کر اسے ایک ٹکڑا اس کا لجا کے
 غزنی کی مسجد کزنیو میں بٹھرایا۔ اور دوسرا ٹکڑا بغداد میں خلیفہ کو
 تحفہ بھیجا۔ اب وہ پُرانا مندر تو کھنڈر پڑا ہے لیکن پاس ہی اس کے
 اہلیا بانی نے ایک نیا مندر بنا کر پھر اس میں مہادیو کو قائم کیا ہے۔
 ۱۱۲۷ء میں جب انگریزی فوج غزنی میں جا کر وہاں سے سلطان محمود
 کو مقبری کا ایک صندلی دروازہ جو آثار لائی اور اب آگرہ کے قلعہ
 میں رکھا ہے۔ وہ دروازہ اسی سو مناتھہ کو مندر کے چھانک سے
 سلطان محمود کو لیا تھا۔ پٹن سو مناتھہ کو پاس ہی وہ میدان ہے
 جہاں یاد لوگ آپس میں لڑکر مرے تھے۔ اور سرتوتی ندی کے
 کنارے اس پیل کا پتھر ہے جہاں کرشن چند کی پانویں بیاد
 لکھی ہے۔ پٹن سو مناتھہ سے اتر کچھ کم و بیش چالیس میل
 جو تارکھہ کو پاس جو نواب کی جاگیر ہے وہاں جن مذہب والوں
 کا ایک بڑا عالی شان مندر اور تیرتھہ سمندر سے اربائی ہزار فٹ

اونچو ریو تا چل پہاڑ کو امپر جس کو گرنار اور گرنگر بھی کہتے ہیں واقع
 ہے چڑھنے کو کچھ پہاڑ پر سیر تھی ان بنی ہوئی ہیں + اس مذہب کو
 جاتری لوگ دور دور سے وہاں آتے ہیں + گرنار پہاڑ کی جڑ سے
 چار میل اور جونا گڑھ سے آدھہ کوس پورب پہاڑ کو ایک ٹکڑی پر
 گدھہ دیس کو راجا اشوک کا ایک حکم نامہ اسی پالی زبان اور
 حرف میں جو کہ الہ آباد کی لائٹھ پر ہے یہ کھدا ہوا ہے کہ ہمارے ساری
 راج میں اور یون راجا اشوتھی اوگش اور پٹی کو راج میں بھی سب
 جگہ جا بجا آدمی اور جانوروں کی تندرستی اور صحت کو واسطے
 شفا خانہ وغیرہ اسپتال بنا کر جاویں + اور انکی آرام کو لے کر تھوڑی تھوڑی
 دور پر کوئی کھود کر ٹرک کر دو فون طرف درخت لگا کر جاویں + اس
 نوشتہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یون راجا اشوتھی اوگش اور ملک مصر
 کو راجا پٹی فلڈیل فسن ڈائونشس کے ساتھ جیسا کہ یونانی کتابوں میں
 لکھا ہے مہاراج اشوک سے بڑی دوستی تھی + کنگ کو ضلع میں بھونڈی
 کو پاس دھولی گاؤں میں بھی پہاڑ کو ایک ٹکڑی پر پنی حکم نامہ کھدا
 ہوا ہے + کھبھات نواب کی جاگیر بڑی بڑی پینتیس میل کھچم سنڈر کی

کھڑی کو کناری ہی ندی کہتے ہیں پر بسا ہر سابق میں سمندر آسکی
 دیوار سے نگر کھاتا تھا لیکن اب ڈیڑھ میل پچھو ہٹ گیا ہے جس
 زمانہ میں احمد آباد گجرات کا دار السلطنت تھا اس وقت میں یہہ
کھبھات اس کا بندر تھا + مال اسباب کو جہاز سے جگہ پر لگتو
 تھو + اب احمد آباد کی رونق گھٹو سی یہہ بھی بگڑ گیا + تو اب کو
 اس جاگیر سے سال میں تین لاکھ روپیہ وصول ہوتا ہے + آٹھون
 کچھ بڑو دیو کو پچھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے + یہہ
 علاقہ ٹاپو کی طرح سب سے نرالا بسا ہے دکن کی طرف اس کو سمند
 کی کھاری گجرات سے جدا کرتی ہے + پچھم کی جانب دریا سندھ
 کی ایک شاخ اس کو سندھ سے الگ کرتی ہے + اور باقی دونوں
 طرف وہ رن سے گھرا ہوا ہے جو کہ اس اوتر کو سندھ کو انگریزی
 ضلعوں سے اور پورب کی طرف گجرات سے جدا کرتا ہے + کچھ کر
 بیان سے پہلے اب ایک ذرہ ساحل اس رن کا لکھا جاتا ہے +
 جانا چاہیو کہ اصل اس نام کی سنسکرت کا لفظ آرن معلوم ہوتا
 ہے + ترجمہ اس کا جنگل اجاڑ ہے + لیکن یہہ تو جنگل نہیں ہے +

کچھ

بلکہ کھاری پانی کی ایک دلدل ہو + وسعت اس کی آٹھ ہزار
 میل مربع سو کم نہیں + برسات میں یہ زمین بالکل پانی کو اندر
 ڈوب جاتی ہو + لیکن دوسری موسم میں یہاں کسی جگہ چھیلین
 ہوتی ہیں اور کسی مقام پر نمک کی دلدل اور کہیں بالو کو ٹیلو نمک
 سو ڈھک ہو رہی ہیں + اور کسی جگہ گھاس بھی جمی ہوتی ہو اس میں
 گای بھینس وغیرہ جانور چرتے ہیں + معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی زمانہ میں
 سمندر تھا + پانی ہٹ گیا اس واسطے جنگل آ جا رہا گیا + یہاں
 جو نمک پیدا ہوتا ہو اس کو محصول میں سرکار انگریزی کا بھی حصہ
 ہو + نمک کو جمی ہو تو سختی برستان کی طرح کو سون تک نظر پڑتا
 ہے + ان پر جس وقت سورج چمکتا ہو تو عجیب و غریب تماشے
 دیکھائی دیتے ہیں + یعنی چھوٹی چھوٹی گھاس اور جھاڑیاں جو اتر
 جمی رہتی ہیں وہ بڑی بڑی بلند عظیم الشان درختوں کو جنگل معلوم
 ہوتی ہیں + کبھی وہ جنگل بتر اور جھکوریں کھاتے ہیں اور کبھی الگ الگ
 ہو جاتے ہیں + کبھی پھر اکٹھا ہو رہتے ہیں + اور کبھی ایسا معلوم
 پڑتا ہے کہ گویا ایک فوج میدان میں چلی جاتی ہو + اور کبھی گڑھیاں

اور قلعہ تعمیر ہو تو اور بگڑے نظر آؤ لگتے ہیں : نگاہ کو اس قدر دھوکھا
 کھانڈ کا باعث اس مقام پر بغیر علم نظر کی کتابیں پڑھو سمجھتے ہیں آنا
 مشکل ہو اس لیے یہاں اس کا بیان نہیں لکھا گیا : ان تماشوں کو
 وہاں کو راجپوت لوگ سیکوٹ کہتے ہیں : سن کو کناروں پر گور
 اکثر ملتے ہیں : یہہ گور خرگد ہوں سو بہت مضبوط ہوتے ہیں : ان کا
 ساتھ ساتھ شتر شتر کا جھنڈ پھرا کرتا ہو : وہاں کی نیلین گھاس کو
 یہہ گور خر بڑی چاہ سے کھاتے ہیں : الغرض کچھ کا علاقہ کوہستان
 زمین پر بسا ہوا ہو : پورب سے پچھم کو ایک سو ساٹھ میل لمبا اور
رن سمیت اتر سے دکھن کو نیچا نیچے میل چوڑا ہو : اس علاقہ کو پہا
 کسی زمانہ زمین جو الاکھی تھی : یعنی زمین سے آگ نکلتی تھی : کیونکہ
 اب تک ان کو پاس وہ سب دھاتیں پڑی ہیں جو آگ کو ساتھ
 پہاڑوں سے نکلتی ہیں : زمین یہاں کی ریتل اور تھریلی اور اکثر
 اوسر ہو : پانی کم اور اکثر کھارا ہوتا ہو : درخت بھی یہاں بہت
 تھوڑے ہیں : کہن کہن بستی کو پاس نیم پہل ببول اور کھجور کے
 درخت نظر پڑ جاتے ہیں : بسا ملی اور آم کو پڑ بہت کم دیکھنے میں

آتے ہیں + لوہا کو یلا اور پھٹکری کی اس سرزمین میں کھان
ہی + آدمی یہاں کو بڑی دغا بازار اور فیلسوف ہوتے ہیں + بلکہ ایک
قول مشہور ہو گیا ہے کہ اگر فرشتے بھی کچھ کی ہوا کھا دیں تو شیطان
بن جاویں + آمدنی اس راج کی آٹھ لاکھ روپے سال سے زیادہ
نہیں + وہاں پاکی اور رتھہ کو اوپر سواہی راجا کو دوسرا کوئی سوا
ہو تو نہیں پاتا + زمین ریتل اور سڑک درست نہ ہونے کو باعث گازیان
کم چلتے ہیں + سواری اونٹ اور گھوڑی کی بہت ہی + صدر مقام
اس کا بجج ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ آتر عرض اور ۶۹ درجہ ۵۲ دقیقہ
پورب طول میں ایک پہاڑ کی بغل میں جس پر قلعہ بنی ہوئی ہے
ہی + اتر طرف دور سے یہ شہر خوب بڑا معلوم ہوتا ہے + سفید سفید
مکان اور مسجد اور مندر کھجور کو درختوں میں بڑی شان شوکت
سے چمکتے ہیں + لیکن نزدیک آنسو وہ رونق اور تکلف باقی نہیں
رہتا + راجا کو محل قلعہ کو اندر ہیں + اور اونکی گمذیوں پر ایسا
روغن چڑھایا ہے کہ وہ چینی سا معلوم دیتا ہے + اس شہر میں آدمی
بیس ہزار سے زیادہ بستے ہیں + اور کاریگر یہاں کو چاندی سوئی

پترین خوب بنانا جاتے ہیں۔ بج سو پینتیس میل دکھن گوشہ جنوب
 و مغرب کی طرف جھکتا ہوا سمندر کوناری منڈوی بندر بڑی بیار کی
 جگہ ہے۔ نوان سروی بڑی کی عکداری کوا تر طرف ہے۔ پورب
 اُس کو ادی پور اور چھم اور اتر کی جانب جو چھوڑی ہے۔ محبت
 اُس کی تین ہزار میل مربع ہے۔ اور آمدنی تخمیناً ایک لاکھ روپیہ سال
 ہے۔ صدر مقام اس چھوڑی سے علاقہ کا سروی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ
 اتر عرض اور ۳۷ درجہ ۵ دقیقہ پورب طول میں ہے۔ سروی
 سے اٹھارہ میل گوشہ جنوب و مغرب کی طرف آبو کا پہاڑ جس کو
 سنسکرت میں ارد پھل کہتے ہیں سمندر سے پانچ ہزار فٹ اونچا ہے۔
 وہاں پانی کی افراط جھیل عمدہ جنگل اور سبزہ ہر طرف ہو ٹھنڈی
 ٹھنڈی بڑی بہار کی ہے۔ گویا ہمالیہ کا نمونہ دیکھتا ہے۔ گرمی
 آس پاس کی چھاؤنیوں کو بہت سے انگریز لوگ یہاں ہوا کھانی آیا
 کرتے ہیں۔ کٹھیمان اور بنگلہ اوسکو اوپر بہت سے بنی ہوئے ہیں اور بتر
 چلا جاتے ہیں۔ وہاں اچلیشور مہادیو کی پوجا ہوتی ہے۔ اور روند
 جینیوں کو بھی سنگ مرمر کو نہایت عمدہ بنی ہیں۔ ان کو تھرون پر

نقاشی کا کام ٹبری کاریگری کو ساتھ کیا ہو۔ یہاں تک کہ بس تپھر
 کو گویا ہاتھی دانت اور شیشہ بنا دیا ہو۔ ایک ایک طاق آون
 مندرون میں سوا سوا لکھ روپی کی لاگت کو ہین۔ غرض نقاشی
 میں یہہ مندر اس تمام ہندوستان کو اندر اپنا جواب نہیں رکھتا۔
 دیکھو سو تعلق ہو بیان اس کا زبان سو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ٹاؤنا
 اپنی کتاب یٹس کا حال لکھو ہین کہ تاج گنج کا روضہ چھوڑ کر ساری نیا
 میں کوئی عمارت ایسی نہیں ہو کہ جو آبو کو مندر کی برابری کر سکے۔
 جو جو گل بوڑ اور بیل پوران مندرون میں تپھر تراش کر نکالو ہین۔
 وہ انگریز لوگ بھی اپنی ولایت میں اس سو بہتر نہیں بنا سکتو۔ اور
 اس سو برہہ کر کام نہیں دیکھا سکتو۔ یہہ دونوں مندر کر دونوں
 روپیہ کی لاگت کو ہین۔ ان مندرون کو تخمیناً ایک ہزار برس کا عرصہ
 گزرتا ہو کہ ایک ساہو کار نے بنوایا تھا۔ دسوان اور پور سیغنے
میواڑ پچھم طرف اس کو ارہلی پہاڑ سروہی اور جو دھپور
 سو جدا کرتا ہو۔ اوتر کی جانب اس کو اجمیر کا سرکاری ضلع ہو۔
 دکھن رخ اسکر برودا اور ڈونگر پور اور بانسواڑا اور یرتاب گڑ

اوتی پور

پڑا ہے اور پورب کی سرحد اُس کی بوندی اور سیندھیا کی عملداری
 سولی ہے۔ اگرچہ یہ راج کچھ بہت بڑا نہیں ہے لیکن ذات اور راج اور مرتبہ
 میں اُدی پور کا رانا تمام ہندوستان کو راجاؤں سے بڑا گنا جاتا ہے۔
 مسلمان کی سلطنت کو پہلے جس زمانہ میں ہندوؤں کا راج تھا اُس وقت
 میں ساری ہندوستان کو راجا لوگ اپنی تخت نشینی کا تلک اُدی پور
 کو رانا سیتوتھو اور یہی رانا اُن کو ماتھو پر اپنی پانوں کے انگوٹھو سے
 تلک کرتے تھے۔ مارشمن صاحب اپنی کتاب میں اُدی پور کو راناؤں
 کو آل فرنگ لکھتے ہیں۔ کیونکہ نوشیروان زروم کو فرنگی عیسائی
 بادشاہ مارس کی بیٹی بیاہی تھی اور اُس نوشیروان کی بیٹی یعنی
مارس کی نواسی کا بیاہ اُدی پور کو رانا سے ہوا تھا۔ الغرض سعیت
 اِس راج کی گیارہ ہزار چھ سو میل مربع ہے۔ اور آمدنی تخمیناً ساڑھے
 ۱۱۹۰۰
 ۱۲۰۰۰۰
 بارہ لاکھ روپیہ سال ہے۔ زمین کو ہستانی ہے۔ راستوں میں اکثر گھاٹ
 اور جھاڑیاں پڑتی ہیں۔ لوہا تانا جتا اور گندہک کی اِس سبزین
 میں کھان ہے۔ صدر مقام اُدی پور ۲۴ درجہ ۳۵ دقیقہ اتر عرض
 اور ۷۶ درجہ ۴۴ دقیقہ پورب طول میں پہاڑوں کو زرخور اندر بسا ہوا ہے۔

سمندر سے دو تہزار فٹ اونچا ہے اور پچاسویں شہر کو چھ طرف ایک جھیل
 ہے اسی کو اندر رانا صاحب کا محل اور جگندر سنگ مرمر کا اور پانچ
 بہت عمدہ بنا ہوا ہے۔ سوای اس کو ایک اور جھیل ہے نام اس کا
 راج سندر ہے یہ جھیل پہاڑوں کو اندر بارہ میل کو گھیرے میں شہر
 سے پچیس میل اتر ہے۔ اس میں ایک بند سنگ مرمر کا بہت لمبا غیر
 طول میں چھ میل کا بندھا ہے۔ اور اس جھیل میں اتر کر کیو برابر
 سیر حیان لگی ہیں۔ ان سیر حیوں پر تکلف اور زینت کر لی ہے
 بڑے ہاتھی اسی تھو کر تراش کر لگا دیے ہیں۔ پورب طرف ایک
 پہاڑ کو اور محل بنا ہے۔ اسی پور سے ۲۲ میل اتر گوشہ شمال و مشرق
 کو جھکتا ہوا پانس ندی کو داہنے کنارے مشہور مندر شرنی نا تھہ جی
 کا ہے۔ لوگ اس کو نا تھہ دوارا بھی کہتے ہیں۔ ہندون کا بڑا تیر تھہ
 ہے۔ اسی پور سے ستر میل پورب گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا
 چیتور کا قلعہ اکثر زمانہ کی تواریخوں میں بہت نامی اور مشہور ہے
 سابق میں یہی مقام وہان کا دار السلطنت تھا۔ یہ قلعہ ایک
 پہاڑ کو اوپر جو کہ دیوار کی طرح کھڑا ہے اور جہاں کھڑا نہیں تھا وہاں

سنگتراشوں نے سولہ فٹ تک اونچا چھیل کر دیواری کی طرح کھڑا
 کر دیا ہے۔ بارہ میل کو گھیر کر مین بنا ہے۔ اس میں جانور کو لے کر ایک
 ہی راستا آدھہ کوس کی چڑھائی کا ہے۔ اور اس راستے میں چھ دروازے
 پٹر پٹین کے قلعے کا دروازہ نہایت بلند اور اگلے زمانے کو مندروں کے
 وقت کا پراؤ مندرستانی ڈول کا بنا ہوا ہے۔ مسلمان کی عمارتوں سے
 ذرہ بھی نہیں ملتا۔ اندر اس کو کئی شوالی اور چھوٹے چھوٹے محل بہت
 عمدہ بنی ہیں۔ نقاشی اس کو پھر دن کی دیکھنے کو لائق ہے۔
 اورنگ زیب بادشاہ کو پوٹر مرزا عظیم الشان نے اس میں ایک مکان
 مسلمان کی وضع کا بنا کر نام اس کا فتح محل رکھا ہے۔ اس قلعے کو
 اندر پانی کو حوض افراطی بنی ہے۔ شمار میں چوڑائی ہے لیکن بارہ
 حوض تو بارہوں مہنیو بھری رہتی ہیں۔ سب سے زیادہ عمدہ چمیر دہان
 دیکھنے کو لائق دو مینا ہے۔ جس میں چھوٹا مینا تو ٹوٹ گیا مگر بڑا
 مینا چوکھوٹا نورجی کا ایک سو بائیس فٹ اونچا میران بانی کے
 خاوند رانا گبھجھ کا بنایا ہوا سنگ مرمر کا اب تک کھڑا ہے۔ اس کو
 اندر یہ مقام پر جہاد یو پارٹی کی مورت بنی ہے۔ اور نہایت عمدہ نقاشی

کی ہوئی ہے اور چڑھنے کو اس میں سیر میان ہیں اور چڑھنے سے دور دور
 کی چیرین نظر آتی ہیں اور قلعہ کا آدمیوں سے خالی اور سن سان ہونا
 اور ہر طرف ٹوٹی ٹوٹی عمارتوں کا نظر پڑنا اور قلعہ کو اندر اور پہاڑ کو تلوار
 دس دس بارہ بارہ کوس تک جنگل اجاڑ کا دیکھائی دینا اور
 اس قلعہ کا احوال اگلے زمانہ کی تواریخ میں کایا و آنا دل کو عجیب ایک
 وحشت اور عبرت دیکھاتا ہے اور اسی قلعہ کو اندر راجا بھیم کی رانی
 پدمنی اپنی تمام سہیلی اور خواصوں کے ساتھ سن ۳۳۰۰ء میں سلطان
 علاء الدین خلجی کو ظلم و ستم سے اپنی عزت و حرمت اور عصمت بچانے
 کے لیے اور دنیا میں نام اپنا چھوڑ جانے کو واسطہ آگ میں جل کر رکھے
 ہو گئی تھی اور اسی قلعہ کو اندر رانی کے فوجی سن ۳۳۰۰ء میں بہادر شاہ
 گجراتی کی دہشت سے تیرہ ہزار سہیلی اور خواصوں سمیت آگ میں
 کود کر جل مری تھی اور اس کو واسطہ بتیس ہزار راجپوت کیسریے
 بازو اور لڑ بھر کر ماری گئے تھے اور اسی قلعہ کو اندر سن ۳۶۰۰ء میں جس وقت
 اکبر بادشاہ نے ان کو گھیرا تھا اس کے قلعہ دار جی مل کو مر لے پر سارے
 قلعہ والوں نے جوہر کیا تھا اور اس معرکہ عظیم الشان میں تیس ہزار

آدمی مارے گئے تھے۔ اب یہ قلعہ بالکل بدمست اور اوجڑا ہوا ہے۔
 اس کی آبادی کو لیکر لاکھوں ہی آدمی کی فوج چاہیے۔ قلعہ کو نیچے
 چتور کا شہر جو کہ اب صرف ایک قصبہ رہ گیا ہے بتا ہے۔ گیا رہوان
 ڈونگر پور بانسواڑا اور پرتاب گڑھ یہ تینوں چھوٹے چھوٹے علاقے ہیں۔
 وہ علاقہ روپے سال کی آمدنی کو آدمی پور کر دھن سیندھیا اور گائیگا
 کی عملداری کو بیچ میں واقع ہیں۔ ڈونگر پور کی وسعت ایک ہزار میل
 مربع ہے۔ اسکو پور پرتاب گڑھ کی وسعت پندرہ سو میل مربع ہے۔
 ان دونوں کو دھن بانسواڑی کی وسعت بھی تخمیناً پندرہ سو میل مربع
 ہے۔ ڈونگر پور علاقے کا صدر مقام ڈونگر پور ۲۳ درجہ ۵۴ دقیقہ
 اتر عرض اور ۳۷ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول میں بسا ہے۔ اس کی
 جھیل کا بند سنگ مرمر کو ڈھوکون سے باندھا ہوا ہے۔ پرتاب گڑھ
 کو علاقے کا صدر مقام پرتاب گڑھ ۲۴ درجہ ۲ دقیقہ اتر عرض اور ۳۷
 درجہ ۱۵ دقیقہ پورب طول میں سمندر سے ایک ہزار سات سو فٹ اونچا
 شہر بنا ہے۔ اسکو چوگردنا لکھوڑا و جنگل آجاڑت میں ہے۔ چا
 کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے نام اس کا دیوالا ہے۔ بانسواڑی کو علاقے کا صدر مقام

ڈونگر پور

مانسوار ۲۳ درجہ ۳۱ دقیقہ آتر عرض اور ۴۴ درجہ ۳۲ دقیقہ

پورب طول میں شہر نیاہ کو اندر بسا ہی ہے شہر کو باہر ایک نچتہ تالا

ہی ہے گرد اس کو پیل اور املی کی گھنی گھنی چھانو ہو ہے اس سے

اگر ایک پہاڑ کو اوپر قلعہ کو بوج ہین ہے یہہ کسی زمانہ میں وہاں کے

راجا کو رہنے کا مقام تھا ہے بارھوان بوندی اوی پور کو پورب

کوٹو کو پچھم اور بھو پور کو دکھن ہے یہہ علاقہ تینون عملدار یون

سو گھرا ہوا ہے وسعت اس کی دو ہزار دو سو میل مربع ہے ہے

آمدنی یہاں کی تخمیناً دس لاکھ روپیہ سال ہے ہے صدر مقام

اس کا بوندی ۲۵ درجہ ۲۸ دقیقہ آتر عرض اور ۵۵ درجہ ۳

دقیقہ پورب طول میں بسا ہی ہے ایک حصہ اس کا نیا اور دوسرا

حصہ پڑانا بوندی کہلاتا ہے ہے نیا بوندی شہر نیاہ کو اندر ہے ہے

اور یہہ شہر نیاہ پہاڑ پر جا کر قلعہ اور محلون سے جو کہ قریب چار سو

فٹ کو اونچے ہو کر مل گئی ہے ہے شہر کی وضع اگل زمانہ کی ہے اور

مندرون کی افراط اور چوک کی کشادگی ہے حوضونین نوارون کا

چھوٹنا ہے اور شہر کے نزدیک نفیس جھیل کا ہونا آنکھوں کو بہت

بوندی

بھلا معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً بازار جو کہ محل کر سانی ہے وہ تو نہایت
 عمدہ ہے۔ پیرانا بوندی نئی بوندی کو کچھ ہم ہے۔ شہر کو اتر طرف پہاڑ
 کو گھاٹوں میں خوب اچھی اچھی تالاب اور راجا کی محل اور باغ اور
 چھتریاں بھی ہیں۔ خصوصاً سکبہ محل جو کہ عین جھیل کو بند پر بنایا
 ہے بہت تھخہ ہے۔ وہاں سیرسات کو موسم میں پانی کی چدر گرتی
 ہے۔ تیرھوان کوٹا اس کی سرحد اتر طرف سو اسی بوندی کے
 کچھ تھوڑی جو پور سے بھی ملی ہوئی ہے۔ باقی سب طرف سینڈیا
 کی عمداری ہے۔ وسعت اس کی ساڑھے چھ ہزار میل مربع ہے
 آمدنی تخمیناً پینتیس لاکھ روپیہ سال ہے۔ لیکن اس میں سے
 تیسرا حصہ ملک کا سرکار انگریزی نو وہاں کو دیوان راج رانا
 ظالم سنگہ کی اولاد کو دلوادیا ہے۔ کیونکہ اس نو لڑائی کو وقت جس
 زمانہ میں راجا محض نابالغ تھا بڑی بڑی خیر خواہی کی تھی۔ اب
 اولاد ظالم سنگہ کی جھالرا پائٹن میں رہتی ہے۔ یہ مقام کو سٹے
 سے دیکھن طرف گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا تخمیناً پچاس میل
 کو فاصلہ پر ہے۔ بہت خاصا آباد ہو گیا ہے۔ جو پور کی طرح

کوٹا

اس میں بھی چوڑکے کا بازار اور چوڑکی گلیاں ہیں + شہر نپاہ بھی
 اس کی مضبوطی + صدر مقام کوٹا ۲۵ درجہ ۱۲ دقیقہ آتر عرض
 اور ۶۹ درجہ ۳۵ دقیقہ پورب طول میں دریا و جمیل کو دیکھنے
 کنارے شہر نپاہ کو اندر بسا ہوا ہے + کھائی شہر نپاہ کو گرد و پہاڑ
 کاٹ کر کھودی ہے + شہر آباد ہے لیکن نامی اور مشہور عمارت راجا
 محل کے سوا دوسری کوئی نہیں ہے + یہ دونوں رجواڑی یعنی بونڈی
 اور کوٹا ہاڑتی میں گنوجاڑی ہیں + چودھوہوان ٹونک بونڈی
 کو آتر جمیر کی عملداری سے گھرا ہوا ہے + آمدنی اس ریاست کی
 تخمیناً آٹھ لاکھ روپیہ سال ہے + یہ ریاست نواب میرخان کی اولاد
 کو دخل میں ہے + صدر مقام ٹونک ۲۶ درجہ ۱۲ دقیقہ آتر عرض
 اور ۶۹ درجہ ۳۸ دقیقہ پورب طول میں بسا ہے + دو طرف اس کے
 پہاڑی اور تیسری طرف ایک سنگین دیوار ہے + اس دیوار کو لیجا کر
 پہاڑ سے ملا دیا ہے + پاس ہی ایک چھوٹی سی جمیل ہے + نواب کے
 مکانات بناس نڈی کو کنارے پر شہر کو آتر طرف میں + کچھ تھوڑی
 سی زمین نواب کی سرمنج کر ساتھ جس کا اصل نام شیر گنج ہے

کوٹلی اور گوالیر کی عملداری کو بیچ میں ہو اور نیم بہتر میواڑ
 کی عملداری کو درمیان ہو۔ الغرض وسعت اس ریاست کی سب
 ملاکر اٹھارہ سو میل مربع ہو۔ پندرہ ہوان جو پور جس کو دھندہ
 بھی کہتے ہیں ٹونک بوندی کوٹا اور کروٹی کو آتر اور بیکانیر
 اور الور کو دکھن واقع ہو۔ پورب طرف اس کو بھر تھپور ہو
 اور پچھم کو انگریزی ضلع اجمیر کا اور کشن گڑھ اور جو دھپور
 کی عملداریاں ہیں۔ یہ راج ایک سو چھترہ میل لمبا اور سو میل چوڑا ہو
 وسعت اس کی پندرہ ہزار میل مربع ہو۔ زمین ریتل اور اکثر
 لونی ہو۔ آتر والو حصہ میں شیکھا پائی کو درمیان پہاڑ بھی چھوٹے
 چھوٹے بہت ہیں۔ آب دہوا اچھی خاصی ہو۔ تانبو اور پھنکری
 کی اس علاقہ میں کھان ہو۔ آمدنی اس راج کی تخمیناً پچاس لاکھ
 روپیہ سال ہو۔ لیکن اس میں چالیس لاکھ روپیہ جاگیر اور برہمن
 کو معافی میں جاتا ہو۔ روپیہ اور اشرفی راجا کی ٹکسال سو نہایت
 چوکھا نکلتا ہو۔ راجا یہاں کا انپوتین رام چندر کی اولاد اور
 آہنیں کا مستند نشین جانتا ہو۔ صدر مقام اس راج کا جو پور

جس کو جرجنگر بھی کہتے ہیں کچھ اوپر ایک لاکھ آدمی کی بستی ہے +
 راجا جرجنگ سوانی کا بسایا ہوا ۲۶ درجہ ۵۵ دقیقہ اتر عرض اور
 ۷۶ درجہ ۳۷ دقیقہ پورب طول میں ایک نختہ شہر نپاہ کو اندر
 بسا ہے + یہ شہر بھی اپنی تراش اور ساخت میں سب سے نرالا ہے +
 بازار اور عمارت کی قطع ایک سے ایک اعلیٰ ہے + دکھن کو سواتینوں
 طرف سے اس کو پہاڑ گھیری ہوئی ہیں + اور آدن پہاڑوں کو اوپر
 قلعہ بنی ہوئی ہیں + دکھن رخ بھی جدہ میدان پڑتا ہے شہر سے کچھ
 فاصلہ پر ایک قلعہ موتی ڈونگری نام بہت مضبوط اور مغرب ہے +
 پاداری اور استواری میں خوب ہے + یہ شہر عافیت بہترین میل
 لمبا اور ڈیرھہ میل چوڑا ریگستان کو اندر بڑی شان سے آباد کھڑا
 ہے + اور شہر کیا ہے گویا ایک تاشا گھر بنا ہے + بازار چوڑا نہایت
 چوڑا اور تیر کی طرح سیدھا ایسا کہ کہیں کجی نہیں نظر آتی ہے +
 بلکہ چوسرا و شطرنج کی ٹی بھی اس خوبی سے بنی کہ سبھی نہیں جاتی
 ہے + یہاں تک کہ گلیاں بھی چوڑے خانوں کی طرح بالکل سیدھی اور
 باہم مقابل + سب تختہ گل کی صورت بہار دیکھنے کو قابل + ایسی

تنگ کوئی گلی نہیں ہے کہ لوگ جس میں سو ایک گاڑی نہ نکلتے دیکھیں +
 اور سڑکین تو اس قدر چوڑی ہیں کہ اس میں کتنی ہی گاڑیاں برابر
 چلتی رہیں + دوکانیں بلند اور سوڈول تمام ایک وضع کی ہیں +
 کسی کی تراش میں کچھ فرق نہیں سب ایک ہی قطع کی ہیں + راستے
 کو مکانات جالی جھروکھوں سے آراستہ سجھاؤ کھڑی ہیں + گویا
 کہ سواروں کو رسالو ایک صورت سے پر اجالو کھڑی ہیں + گزنیوں
 پر سنہری کلیساں چڑھی ہوئی زرق برق + اب و تاب میں سب
 ایک سی کسی میں نہیں فرق + چونا آن گزنیوں کا ایسا سفید او
 شفاف کہ سنگ مرمر اس کو آبداری میں پانی بھرتے بھرتے مرمر جالو
 بلکہ خوبصورتوں کی آنکھ کی سفیدی اس کو سامنے رو سیاہ نظر آتو +
 تمام حویلیاں شہر کی ایک ساتھ برابر ایک قطار میں لیں ڈوری لنگر
 اور بیلداغ لگا کر بنائی گئی ہیں + اور عجیب کاریگری سے عمارتیں بنائی
 گئی ہیں + اب مقدور نہیں کہ کوئی اپنا مکان اس سطر سے باہر بناو
 + اگر بناوے یا کھٹاوے تو وہاں کی سرکار میں گرفتار ہو جاوے +
 محل مہاراج کا چوتھالی شہر رو کو کھڑا ہے + اور نہایت عمدہ اور

خوش قطع آن پڑا ہے۔ باغ حوض، فوارے، مکانات اور تصویریں سب
 بڑے نظیر ہیں۔ تمام چرخین دیکھو، یہی سو علاقہ رکھتی ہیں نہیں قابل
 تحریر ہیں۔ عورتیں یہاں کی بہت شوقین اور طرہ دار ہوتی ہیں۔
 ہر طرح کے کام میں چالاک اور ہوشیار ہوتی ہیں۔ الغرض جو پور
 نفاست اور قطعہ داری میں مشہور خلائق ہے۔ عمارت اور صورت
 اس شہر کی دیکھو، کو لائق ہے۔ خبر ہے کہ یہ شہر مہاراجہ جی سنگھ
 نے ایک فرنگی کا ریکرہ بنانے کے لیے بنوایا ہے۔ جیھی اس قدر سچ ہے
 اور تکلف اس پر پایا ہے۔ مندر سراو کیوں کہ لاکھوں روپے کی لاگت
 کرنا ہے۔ ٹھاکر دوارے بھی اچھی اچھی افراط سے ہیں۔ گوند پڑ
 کا مندر محل کر اندر ہے۔ اس کی خوش قطع بھی بیان سے باہر ہے۔
 علاوہ اس کے ریسات میں تو یہ شہر بڑے چین آرام کا مقام ہے۔
 ننگو پانوں تمام بازار سے گھوم کر گھر میں چلے آؤ، فرش پر کیچڑ کے داغ کا
 نہیں نام ہے۔ کیونکہ جنہیں مینہ پڑتا ہے وہ نہیں بالو پانی سوکھے
 ایتا ہے۔ اور پہاڑ پر سبزی کا جم آنا اور جھرنوں کا جاری ہونا
 بڑی کیفیت دیتا ہے۔ لیکن گرمی کے موسم میں وہاں کی تکلیف

بھی نہیں کہی جاتی ہے + اذیت اس قدر ہوتی ہے کہ مشکل سے سہی جاتی
 ہے + یعنی جب بالو دھوپ سے تپتا ہے تب تو پانوٹھجلس کر پہاڑ میں
 چنوک کی طرح بھنوں لگتے ہیں + اور طپش کی شدت سے گویا آگ میں سلگتے
 ہیں + اور پھر بالو بھی کیسا کہ جس میں پنڈلی تک دھنس دھنس
 جاوے + اور پانوٹھس کو اندر بھنس بھنس جاوے + پس اس گرمی
 کو ماری تو البتہ اس شہر کا بڑا رنگ ہو گیا + اس بات سے اپنا بھی
 قافیہ تنگ ہو گیا +

دربار کا قرنیہ اب تک اگلے زمانہ کو ہندوستانی طریق پر چلا جاتا ہے +
 مشعلچی اور کھار بھی بغیر کھونٹی دار پگڑی اور جامہ پہن کر محفل کی
 ڈیوڑھی پہنیں جانی پاتا + اور اگر کوئی دو سالہ اور شالی رٹول
 دونوں ساتھ اور چھ کر ڈیوڑھی پر جاوے تو دربان لوگ اس میں
 سے ایک چیز اتار کر ضبط کر لیتے ہیں + کیونکہ ان کو ایسا ہی سرکار
 سے حکم ہے + راجا کو وہاں کر بارہ برس کی عمر تک کوئی مرد نہیں
 دیکھنے پاتا محل کو اندر رہا کرتے ہیں + چھوڑ برتن وہاں بالو سے
 مل کر کپڑے سے پونچھہ ڈالتے ہیں پانی سے کبھی نہیں دھوئے + کبوتر

دوکانداروں سے روانہ ہونے کی باعث بازار میں اس قدر انفراسوج جمع
 رہتے ہیں کہ پانوں تلے دب جانے کا خوف رہا کرتے ہیں +
 تین میل پورب گوشہ جنوب و مشرق کی طرف جھکتا ہوا پہاڑ کو
 درمیان مقام گلتا میں اچھی اچھی مندر اور پانی کو حوض بنے
 ہوئے ہیں + برسات میں خوب سیر کی جگہ ہے + شہر سے چار میل
 کو فاصلہ پر پہاڑ میں آمیر اس راج کا قدیم دار السلطنت ہے +
 وہاں بھی محل مہاراج کا بہت عمدہ بنا ہے + خصوصاً شیش محل
 جسکی چھوڑ کھون میں رنگین شیشی نہایت خوبصورتی سے لگاؤ ہیں
 بہت نفیس بنا ہے + قلعہ آمیر کا پہاڑ کو اوپر عالیشان اور
 مضبوط بنا ہوا ہے + اس کو اندر کوئین کی طرح کئی کھتے ہیں +
 اس کو وہاں کو لوگ کھاش کہتے ہیں + جس آدمی پر راجہ کا
 عتاب ہوتا ہے وہ اس کھاش میں ڈالا جاتا ہے + اور جو کئی روٹی
 اور کھار پانی کھانے پینے کو پاتا ہے + کھاش کو اندر سے جیتا آدمی کو
 شاد و نادر نکلتا ہے + غیر آدمی اس قلعہ میں نہیں جاز پاتا +
 انگریزوں نے بھی اب تک وہ قلعہ نہیں دیکھا + اگرچہ اس عملداری میں

قلعہ بہت سرہن لیکن رن بھجھور کا قلعہ جر پور سے چھتر میل
 گوشہ جنوب و مشرق کی طرف سب سے پائیدار اور استوار ہو +
 اُس کو اندر بھی غیر آدمی یا انگریز لوگ جا نہ سہیں پاتے ہیں + یہہ
 وہی قلعہ ہے جسکو اندر شہنشاہ عین میر جوہان سلطان علا الدین
خلجی سے لڑ کر بڑی بہادری کے ساتھ مارا گیا + اور ہیر کو محل کی
 سب عورتیں مسلمانوں کی زیادتی سے بچنے کو لے کر جی آگ میں جل کر
 خاک ہو گئیں + جر پور سے ساٹھ میل اتر گوشہ شمال و مشرق
 کی جانب جھکتا ہوا براٹ کو نزدیک ایک پہاڑ پر ہارج اشوک
 کا حکمنامہ وہی کھدا ہوا ہے کہ جو الہ آباد کی سنگین لاشہ پر ہو +
 صرف اتنا اس میں زیادہ ہو کہ بیدنیون نے بنا کر ہیں + الغرض
 راجا جو سنگہ علم کی بڑی قدر کرتا تھا + برج بھاشا نے اسی کے
 زمانہ میں رونق پائی + بھاری کی ستسی کو دور ہون کو دیکھ کر وہ
 ایک ایک اشرفی دیتا تھا + بنارس دہلی متھرا آجین
 اور جر پور ان پانچوں مقام پر اسی نے علم نجوم کو رصد خانی
 بنا کر ہیں + سولھوان کرولی یہہ راج اتر اور بچھم میں

جو پور کی عملداری سو گھرا ہوا ہے اور دکھن کی طرف اس کے
 گوالیر پور پورب کو دھولپور کی سرحد سے ملا ہے۔ وسعت اس کی ایک
 ہزار نو سو میل مربع ہے۔ آمدنی اس کی پانچ لاکھ روپیہ سال ہے۔
 صدر مقام کرولی ۲۶ درجہ ۳۲ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ
 ۵۵ دقیقہ پورب طول میں کشمیری ندی کے کنارے ہوا ہے۔ قلعہ
 راجا کورنہی کا شہر کوچھ بین واقع ہے۔ شہر ^{۱۶}ھوان دھولپور اس
 راج کے چھم کرولی ہے۔ اور دکھن اس کے گوالیر ہے۔ اور اتر کو
 متھرا ہے۔ پورب کی طرف سرکاری ضلع آگری کا ہے۔ وسعت
 اس کی ایک ہزار چھ سو میل مربع ہے۔ آمدنی سات لاکھ روپیہ
 سال ہے۔ صدر مقام دھولپور ۲۶ درجہ ۴۲ دقیقہ اتر عرض
 اور ۷۷ درجہ ۴۴ دقیقہ پورب طول میں دریا چمبل کے بائیں
 کنارے کوس آدھہ کوس کے فاصلے پر ہوا ہے۔ اٹھار ^{۱۵}ھوان
 بھرتھ پور دکھن طرف اس کے دھولپور ہے۔ اور اتر کی جانب
 اور پور پور پور ہے۔ اور پورب کی طرف آگری اور
 متھرا کے سرکاری ضلع ہیں۔ وسعت اس کی دو ہزار ^{۲۰۰۰} میل مربع

دھولپور

بھرتھ پور

ہو + آمدنی تیس لاکھ روپیہ سال ہو + پر گنہ روپ باس میں سنگ
 سرخ کی کھان ہو + عمارت بناؤ کو واسطو دئی آگر و ذغیرہ
 آس پاس کو شہر ہون میں بہت جایا کرتا ہو + صدر مقام بھرتھہ
 ۲۷ درجہ ۱۶ دقیقہ اتر عرض اور ۷۷ درجہ ۲۳ دقیقہ پورب طول
 میں کچی شہر نپاہ کو اندر قریب آٹھ میل کو گھیر میں بسا ہو +
 شہر نپاہ خوب چوڑی چکلی اور بلند ہو + اگر مدت اس کی بخوبی
 تمام ہوتی رہی تو ہرگز توپ کو گولون سے اس کو صدمہ نہیں پہنچ
 سکتا + جو گولا آویگا اسی میں رہ جاویگا + سنگین دیوار کی
 نسبت کچی دیوار کا ڈھانا بہت مشکل ہو + بہت سے ایسے مقام
 ہیں کہ جہاں سختی سے زخمی زیادہ کام میں آتی ہو + شہر نپاہ کو گرد
 کھائی بھی کھدی ہوئی ہو + اور جھیلین اس طرز کی ہیں کہ اگر بند
 ان کو کاٹ دی جاوین تو شہر سے باہر کو سون تک پانی ہی پانی
 ہو جاوی + دشمن کی فوج کو ذرہ کھڑی رہنے کی بھی جگہ نہ مل +
 بچ شہر میں نختہ قلعہ ہو + اوس میں وہاں کا راجا رہتا ہو + اس
 قلعہ کو گرد بھی ایسی چوڑی چکلی کھائی ہو کہ اچھی خاصی ایک چھوٹی سی

ندی معلوم ہوتی ہے + بھرتھ پور سے آٹھ کوس کو تفاوت پر
ڈینگ میں مہاراج کا باغ بہت عمدہ اور قابل دیکھو کہ ہے + مکانات
بھی اس میں بہت اچھے اچھے بنی ہیں + اور نہرین اور فواری اور
چادین افراط سے ہیں + خصوصاً ایک بارہ درمی جس کو مچھی کھون
کہتے ہیں اس میں آنر فواری لگی ہیں کہ در دیوار ستون وغیرہ بہر مقام
سے فوارہ چھوٹا ہے + اور اوسکی چھہا ریلی اور تلی ہے کہ جس وقت
سوچ آسکر سامنے رہتا ہے تو اس کی کرن سے اس مکان کو اندر ان
پھہاروں میں دو قوس قزح بہت چمکیا اور شوخ رنگ بن جایا
کہ توہین + راجا ولان کا ابھی نابالغ ہے اسلیو ملک کا انتظام
صاحب اجنٹ بہادر خود کرتے ہیں بھرتھ پور کو دکن گوشہ جنوب
و مغرب کو جھکتا ہوا ایک منزل کو تفاوت پر بیانی کا قلعہ نامی و
مشہور معروف ہے + یہہ بیانی کسی زمانے میں بہت بڑا شہر تھا +
اگر بسنور کو پشتیر یہی شہر اس صوبہ کا صدر مقام تھا + بلکہ
سلطان سکندر لودھی بادشاہ نے تو اس کو اپنا دارالسلطنت
مقرر کیا تھا + قلعہ ایک پہاڑ پر خوب مضبوط بنا ہوا ہے + حوض

پانی کر ایسویسوی گہری اور عمیق ہیں کہ ان میں گھڑیاں تیرتی رہتی ہیں +
 بیچ میں اس کو ایک لاکھ سنگین گھڑیاں ہیں + اس پر کچھ اکلازماں کو
 حرف بھی کھدی ہوئی ہیں + اور محل کو اندر ایک ستون پر کسی کے
 ہاتھ کو بچون کو دو چھاپا اب تک لگو ہوئی ہیں + ان چھاپوں کا حال
 وہاں کے لوگ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب بادشاہی فوج چڑھ آئی
 تو یہاں کی رائیونوں نے اپنی تینیں جو ہر کیا تھا + انہیں رائیون میں سے
 ایک ڈاوسوقت اپنی لہو سے آپ یہہ دونوں چھاپوں کو دیکھتے +
 آئیسوان الورنیو ماچیری + اس کو دکھن طرف بھرتھ پور
 اور جی پور ہے + اور پچھم رخ طرف جی پور واقع ہے + باقی دونوں
 جانب کو متھرا اور گڑگانوئی کو انگریزی ضلعوں کو گھرا ہوا ہے +
 وسعت اس کی ساڑھے تین ہزار میل مربع ہے + جنگل اور پہاڑ
 بہت ہیں + وہ علاقہ جس کو تواریخ میں میوات کا نام سے لکھتے
 ہیں اسی عملداری میں آگیا ہے + صرف تھوڑا سا بھرتھ پور کو
 میں ہے + آمدنی اس تمام راج کی اٹھارہ لاکھ روپیہ سال ہے +
 کم و بیش چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ وہاں کو راجا کو ایک دفعہ

اس بات کا جخط سما یا کہ جس طرح مسلمانوں کو کسی زمانہ میں منہ دیکھو
 ستا یا تھا اسی طرح اب مسلمانوں کو تنگ کرنا چاہیو چنانچہ اسنو
 ایسا ہی کیا + یہاں تک کہ بہت سے مسلمان ملاؤں کو ناک کان
 کاٹ کر فیروز پور کو نواب کو پاس بھیج دیو + قیرن ساری اپنی ملک
 میں سو کھدو اگر چھکو ادین + ہڈیان تک گدبون پر لا دو کہ اپنی علاقے
 سو باہر نکالین + اور مسجدین بالکل مسمار کر کو انکو تپھرون پر تیل
 سیندو چڑھو اویا گویا سب کو بھیر و بنا دیا + صدر مقام اس راج
 کا الور ۲۰ درجہ ۴۴ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۳۲ دقیقہ
 پورب طول میں ایک پہاڑ کو تلبا ہی + اور اس پہاڑ پر جو کہ وہاں
 سو قریب ایک ہزار دو سو فٹ کو اونچا ہوگا ایک قلعہ بنا ہوا ہی +
 بیوان کشن گڑھ + پورب اور دکھن طرف اس کو سب سے پور
 ہو + اور اتر اور چھم رنج یہہ جو دھیور اور اجمیر کو انگریزی
 ضلعو سو گھرا ہو + وسعت اس کی سات سو میل مربع ہو + آمدنی
 اس راج کی تین لاکھ روپیہ سال ہو + صدر مقام کشن گڑھ
 ۲۶ درجہ ۳۷ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۴۳ دقیقہ پورب

کشن گڑھ

طول میں شہر شاہ کو اندر لبا ہوا ہے ^{۲۱} اکیسواں جو دھپور
 جس کو ماڑواڑ کہتے ہیں ^{۲۲} پورب طرف اس کو جے پور اور
 سرکاری ضلع اجمیر کا اور اُدی پور ہے ^{۲۳} دکھن کی جانب اس کے
اُدی پور سر وہی اور بڑودا ہے ^{۲۴} پچھم رخ اس کو سندھ
 اور جیلیر واقع ہے ^{۲۵} اور اتر کی طرف یہ جیلیر اور بیکانیر
 سو گھرا ہوا ہے ^{۲۶} تخمیناً اڑبائی سو میل لبا اور ڈیرھہ سو میل
 چوڑا ہے ^{۲۷} کل وسعت اس کی پینتیس ہزار میل مربع ہوگی ^{۲۸}
 زمین اس کی تمام ریگستان ہے ^{۲۹} کو انہایت گہرا کھودنا پڑتا ہے
 جس پر بھی پانی کھارا نکلتا ہے ^{۳۰} سنسکرت زبان میں ریگستان
 کو جہان پانی نہ طر کہتے ہیں ^{۳۱} اس واسطے اس ملک کا
 نام ماڑواڑ مشہور ہو گیا ^{۳۲} اس راج میں سیس اور نگ مردم کی
 کھان ہے ^{۳۳} آمدنی اس تمام ریاست کی سترہ لاکھ روپیہ سال
 ہے ^{۳۴} اونٹ اور بیل یہاں کو چھو ہوتے ہیں ^{۳۵} چنانچہ ایک ایک
 بیل کی جوڑی دو دو سو روپے تک کو تک جاتی ہے ^{۳۶} اور اونٹ
 وہاں اکثر بیل میں بھی جوڑے جاتے ہیں ^{۳۷} آدھی ۲ ٹان کو انیون

بہت کھاتوہین + یہاں تک کہ پان اور الائچی کی طرح اپنے
 دو ستون کی ضیافت افیون کی گولیوں سے کرتوہین + صدر
 مقام جو دھپور تخمیناً اسی ہزار آدمی کی بستی ۲۶ درجہ ۱۸
 دقیقہ اُتر عرض اور ۷۹ درجہ پورب طول چھ میل کر گھیرے
 میں بسا ہوا ہو + قلعہ بہت مضبوط ہو + بائیوان بیکانیر
 دکھن طرف اس کے دھپور اور بے پور ہو + اتر کی جانب
بھاو لیور اور ٹیالا + پچھم رخ اس کے جیلیمیر ہو + اور
 پورب کی طرف انگریزی ضلع ہریانے کا واقع ہو + بیکانیر
اور جیلیمیر اور بھاو لیور کی عملداریوں کو چچ میں ریگستان کا
 میدان نہایت عظیم الشان آن پڑا ہو + اُس کو درمیان سیکڑوں
 کوں کر گھیرے میں بستی اور آبادی کا نام وٹشان بھی نہیں نظر
 آتا + پانی کو بدو سراب کا پانی یا کہیں کہیں بڑی بڑی جگلی تر بوز
 ہوتوہین + انھیں سے مسافر لوگ اپنی پیاس بجھا لیتوہین + وہ
 کیا قدرت ہو اُس قادر مطلق کی کہ جس جگہ ایک بوند بھر پانی
 دیکھو کو شیر نہیں وہاں بالو میں آپ سو آپ ریل پھل پیدا

بیکانیر

کردی و زمین ان دونوں علاقوں کو یعنی بیکانیر اور جیسلمیر
 کی ریتل ہے + سوسو اور دودسوا تھے گہری گہری کھودنے
 پڑتی ہیں + کھیتی یہاں سوائے جواری باجری کو دوسری چیز کی بہت
 کم ہوتی ہے + درخت کا تو کہین نام نہیں ہے + باغ کون جانتا
 ہے + کریل + اور پھوک اور جھڑہری اور آگ کے درخت
 تو البتہ دیکھائی دیتے ہیں + ندی نالو ان علاقوں میں قسم کھانے
 کو بھی نہیں + لبان اس کی ڈیڑھ سو میل سو اوپر اور
 چڑان قریب سو سو میل کو ہے + وسعت اس راج کی ستر ہزار
 میل مربع ہے + اور آمدنی اس کی ساڑھے چھ لاکھ روپیہ سال
 ہے + صدر مقام بیکانیر ۲۷ درجہ ۵۷ دقیقہ اتر عرض اور
 ۷۳ درجہ ۲ دقیقہ پورب طول میں شہر پناہ کو اندر بسا ہے + او
 اس کو ایک بظلمین قلعہ بھی بلند اور معقول بنا ہوا ہے + تیسویں
جیسلمیر پورب طرف اس کو بیکانیر ہے اور پھم کی جانب
سندھ + اتر رخ بھاویور + اور دکھن کو جو دھیور
 واقع ہے + وسعت اس کی بارہ ہزار میل مربع ہے + اس سرزمین پر

بیکانیر سے بھی بڑھ کر ریگستان اور اجاڑیوں کی بستی فی میل
 مربع سات آدمیوں کی بھی نہیں پڑتی ہے آدنی اس تمام راج کی
 کم و بیش ایک لاکھ روپیہ سالی ہے + صدر مقام جیسلمیر ۲۶ درجہ
 ۳۳ دقیقہ اتر عرض اور ۶۷ درجہ ۵۴ دقیقہ پورب طول میں بسا
 ہوا ہے + جو چھوڑ کر راستوں میں گرمی کو موسم کو اندر یہاں سے
 تین منزل تک کہیں پانی نہیں ملتا + مسافر لوگ مشکین بھر کر اونٹوں
 پر اپنی ساتھ رکھ لیتے ہیں + یہ سب اوپر لکھی ہوئی چیزیں ہونے
 علاقہ یعنی سروہی سے جیسلمیر تک راجپوتانہ میں گنوجاتی ہیں +
 اور سب کو سب اجمیر کی اجٹی کو تاج میں + چو بیسوان
 بھادلیور اس کو دکھن طرف جیسلمیر اور بیکانیر ہے + اتر میں
 پنجاب کو انگریزی ضلع ہیں + اور پچھم کی طرف سندھ ہے + اور
 پورب کی جانب بیکانیر اور ٹیٹالا واقع ہے + یہ علاقہ مستح
 اور دریائے سندھ کو کنارے کناری تین سو دس میل تک لمبا
 چلا گیا ہے + اور ایک سو دس میل چڑان میں ہے + وسعت
 اس کی قریب بتیس ہزار میل مربع کی ہوگی + تو یوں کو کنارے

بھادلیور

تو زمین زرخیز ہے لیکن دکھن کی طرف نر بالو کا میدان اُجاڑ اور
 سنسان پڑا ہوا ہے۔ آمدنی اس تمام ریاست کی پندرہ لاکھ روپیہ
 سال ہے۔ صدر مقام بھاو پور ۲۹ درجہ ۱۹ دقیقہ اُتر عرض اور
 ۷۷ درجہ ۲۹ دقیقہ پورب طول میں دریا ستلج کی بائیں کنارے
 پر کچی شہر بنا ہوا ہے۔ اندر قریب تین ہزار آدمیوں کو بستی ہے۔
 یہاں ستلج کو دریا گرا بولتو ہیں۔ مکانات اس شہر میں
 کچی اینٹوں کو بہت ہیں۔ لنگی اور ریشمی کھیس یہاں اچھے
 بنا کر جاتی ہیں۔ اونٹ بھی وہاں کو چالاک ہوتے ہیں۔ بھاو پور
 سے سچاس میل دکھن ریگستان میں دیوراؤل نام ایک مضبوط
 قلعہ ہے۔ نواب کا خزانہ اسی میں رہتا ہے۔ بھاو پور سے چھم
 گوشہ جنوب و مغرب کو جھکتا ہوا تھمنا تیس میل کو خالصہ پر
 دریا پنج ند کی بائیں کنارے ایک شہر اکلڑمانی کا اوج نام
 بسا ہے۔ دریا ستلج کا چناب کے ساتھ مل جاتا ہے وہاں
 نام اوسکائیچ نام مقرر ہو گیا ہے۔ پٹھیان انبار کی اچٹئی
 کو زیر حکم جوڑی بھاو پور کو پورب۔ یہ علاقہ چھم اور

دکھن طرف کچھ دور تک بکاینیر کی عملداری سے ملے ہوئے ہیں + باقی
 سب طرف انگریزی ضلعوں سے گھری ہیں + ان میں سب سے
 بڑی ریاست ٹینیا لو کو مہاراجہ کی جو کہ قوم کو سکھ ہیں
بھاو لپور کی سرحد سے لیکر مہاڑون میں شملہ کی چھاؤنی
 تک چلی گئی ہے + اس کو بیچ میں جا بجا دوسری علاقے اس
 ڈول سے آن پڑے ہیں کہ اس کی لمبائی اور چوڑائی کا انداز
 کرنا بہت مشکل ہے + اگر ٹینڈا سے شملہ تک یہ عملداری
 ناپی جاوے تو ایک سو پچھتر میل ہوتی ہے + لیکن وسعت
 اس ریاست کی ساڑھے چار ہزار میل مربع سے زیادہ نہیں
 ہے + آمدنی بیس لاکھ روپیہ سال ہے + صدر مقام اس کا
ٹینالا ۳۳ درجہ ۱۶ دقیقہ اتر عرض اور ۷۶ درجہ ۲۲ دقیقہ
 پورب طول میں ایک کچی شہر نپاہ کو اندر بسا ہوا ہے +
 بیچ شہر میں قلعہ ہے + اس کو اندر مہاراج کو رہنے کو محل اور
 مکانات بہت اچھے اچھے بنے ہیں + شہر سے پانچ چھ کوس
 کو فاصلہ پر بھاو گرٹھ ایک قلعہ ہے + اس میں مہاراج

جو نیا محل بنایا ہے اُس کو مکانات قابل دیکھنے کے ہیں *
 بھادریور کی سرحد کی طرف لدھیان اور چھتر میل گمشدہ
 جنوب و مغرب کی جانب قلعہ تندار ریگستان کے میدان
 میں نہایت مضبوط بنا ہوا ہے * خزانہ مہاراج کا اسی میں رہتا
 ہے * اس کے گرد و نواح کو وہاں کے لوگ لکھی جنگل کہتے ہیں *
 کھوڑوں کی چرائی کے لیے وہاں چالیس کوس کے گھیرے میں
 بہت اچھی جگہ ہے * پٹیا اور سینٹیس میل اتر سرمنڈ جو کہ
 بادشاہی زمانہ میں ایک بہت بڑا آباد شہر تھا اب ویران
 اور اوجاڑ پڑا ہوا ہے * کھنڈر پرانی عمارت کے دور دور تک
 دیکھائی دیتی ہیں * مگر بستی ایک قصبہ کے برابر بھی نہیں رہی *
 اس عملداری کے درمیان شمال کے راستے میں پہاڑ کے نیچے
کالکاس دو کوس دوری مقام نچور میں ایک باغ اور نگینہ
 بادشاہ کے کوکے فدائی خان کا بنایا ہوا پنج چھ درجہ کا نہایت
 بونظیر ہے * دیکھنے کے لائق ہے تعریف اُس کی نہیں قابل تحریر
 ہے * یعنی وہاں پہاڑ پر سونپانی کا سوتا جو کہ آیا ہے وہی اُس باغ

فوارے کا خزانہ بنایا گیا ہے + پتھریں اس پہاڑ کو چھڑکی بدولت
 اس باغ میں سیکڑوں فوارے اور چادریں اور تہریں آپس
 آپ رات دن جاری رہتی ہیں + کہیں حوضوں کو سیچ میں
 بارہ دریاں بنی ہوئی ہیں اور کسی جگہ بارہ دریوں کو اندر
 حوض بنو ہیں + الغرض پنجور مقام خوب دلکشا اور پر فضا
 ہے + لیکن برسات میں دہان کی ہوا بگڑ جایا کرتی ہے +
 باقی رجواڑی جنگریسیون کو اپنی علاقہ میں دیوانی فوجداری
 کا اختیار حاصل ہے اس اجٹھی میں نابھا جیند مالیر کوٹلا
فریدکوٹ ممدوت بوڑھیا چھچھری ولی اور راسے کوٹ
 ہیں + وسعت ان سب کی دو تہاڑ میں سو میل مربع سے
 زیادہ نہیں ہے + ان میں نابھا جیند اور مالیر کوٹلا
 یہ تینوں علاقہ تین تین لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کے
 ہیں + اور باقی سب کسب بہت چھوٹے چھوٹے ہیں +
مالیر کوٹلا اور فریدکوٹ اور ممدوت میں مسلمان کی تعداد
 ہے + یہ تینوں رئیس نواب کہلاتے ہیں + نابھا ٹیلیا سوی

پندرہ میل چھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہے +
جیندہ ٹیپا لے سے سٹریٹ دیکھن ہو + اور مالیر کوٹلا
ٹیپا لے سے پینتیس میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف واقع
 ہو + فرید کوٹ ٹیپا لے سے ایک سو پانچ میل چھم گوشہ جنوب
 و مغرب کو جھکتا ہوا ہو + مدوت ٹیپا لے سے ایک سو تیس
 میل چھم گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا ہو + بڑھیا ٹیپا لے
 سے ساٹھ میل پورب گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا
 واقع ہو + چھچھر ولی ٹیپا لے سے ساٹھ میل پورب ہو +
 اور راسے کوٹ ٹیپا لے سے چالیس میل گوشہ شمال و
 مشرق کی طرف بسا ہوا ہو + چھبیسوان کی پور تھلا + یعنی
 سکھہ راجا آلودالیو کا علاقہ + دریا تلیج اور بیاس کے
 بیچ میں چاروں طرف پنجاب کی انگریزی ضلعوں سے گھرا
 ہوا ہو + آمدنی اس کی دو لاکھ روپہ سال ہو + صد مقام
کیور تھلا ۳۱ درجہ ۲۴ دقیقہ اتر عرض اور ۶۶ درجہ
 ۲۱ دقیقہ پورب طول میں دریا بیاس کی بائیں کنارے

کیور تھلا

رام پور

دش میل مہٹ کر بسا ہو + ستائیسواں ہیلون کا رام پور
 مراد آباد اور بریلی کو انگریزی ضلعوں سے گھرا ہوا ہے + وسعت
 اس کی سات سو میل مربع ہے + آمدنی دس لاکھ روپیہ سال
 نواب کو رہنے کا شہر رام پور ۲۸ درجہ ۴۹ دقیقہ اتر عرض اور
 ۷۸ درجہ ۵۲ دقیقہ پورب طول میں کو مشلیا نندی سے کے
 بائیں کنارے بسا ہوا ہے + اٹھائیسواں منی پور دریائے
 برہم پتر کو پار ہندوستان کی پورب حد پر ہے + کچھ اور
 اتر کی طرف سلہٹ اور آسام کو انگریزی ضلعوں سے
 گھرا ہے + اور پورب اور دکھن کو برصغیر کی عملداری سے
 ملا ہوا ہے + وسعت اس کی ساڑھے سات ہزار میل مربع ہے +
 آمدنی ایک لاکھ روپیہ سال سے کم ہے + ملک جنگل اور
 پہاڑوں سے بھرا ہوا ہے + پہاڑ چار ہزار فٹ تک بلند
 ہیں + لوہے کی کھان بھی وہاں ہے + آدمی وہاں کو کھینے
 جنگی صورت شکل اور بولی بھوشیوں سے ملتی ہے مثل جنگلیوں کے
 ہیں + ناگ وہاں بہت بستی ہیں + دیسی کو معتقد ہیں اور

منی پور

آدمی کابل دیتو ہین † صدر مقام منی پور ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ
 ارض عرض اور ۹ درجہ ۳۰ دقیقہ پورب طول میں اسی نام کی
 ندی کو دانیو کناری بسا ہوا ہے † انگریز لوگ اس کو کاسٹون کا
 ملک کہتے ہیں کیونکہ برصغیر والو ان کو کاسی پکار تے ہیں اور
 بنگالی ان کو گھاٹو بولتے ہیں † لیکن خاص یہہ لوگ نام اپنا
 مؤتو تباستے ہیں †

اب دریای نرمد کو پار دکھن کی ریاستیں لکھی جاتی
 ہیں † اول حیدرآباد یہہ بڑی ریاست دریای تاپنی
 سو لیکر جہان دہ سیندھیا کی عملداری سے ملتا ہے دکھن میں
 دریای تیگ بھدرا اور دریای کرشنا تک چلا گیا ہے †
 گوشہ شمال و مشرق کی طرف برواندی پران ہتیا میں او
 پران ہتیا گوڈاوری میں بلکر اس ریاست کو ناگپور
 کہلاتے ہیں جدا کرتی ہے † اور باقی سب طرف یہہ ریاست
 بنگال اور ہنتی اور مندرجہ حاطو کو انگریزی ضلعوں سے
 گھری ہوئی ہے † سنکرت میں جس زمین کا نام تیگ

دیش ہر وہ زمین اس ریاست کو اندر بہت سی آگئی ہو +
 یہہ ریاست دوسواشتی میل لمبی اور ایک سو دس میل چوڑی
 ہو + اور وسعت اس کی ایک لاکھ میل مربع ہو + بادشاہی
 عملداری میں یہہ ایک صوبہ گنا جاتا تھا + لیکن اب اس کی
 حدوں میں بڑا فرق پڑ گیا + کیونکہ پدر اور اوزنگ آباد
 کو صوبوں کو حصہ بھی داخل ہو گئے ہیں + زمین میان کی
 بلند زرخیز اور کوہستانی ہو + لیکن پہاڑ اور سچا کوئی نہیں +
 آب و ہوا معتدل + بڑا انتظامی کر باعث زمیندار مفلس
 تیلچ ہو رہے ہیں + اوز زمین انکی اکثر پرتی پری رہتی ہو +
 افسوس کا مقام ہو کہ جہاں کسی زمانہ میں عمدہ عمدہ شہر بستے
 تھے وہاں اب گیدڑ روڑ ہیں + ملک ڈیڑھ کروڑ روپے
 سے زیادہ کا ہو + مگر انتظام اچھا نہیں ہونے کی باعث نواب
 کو خزانہ میں اب اس کا آدہ بھی نہیں آتا + وہاں کے
 نواب کو پاس ایک پلٹن عورتوں کی ہو + تمام اس کا
 نظریہ پلٹن ہو + وردی اور قواعد اس کی انگریزی پلٹن کے

موافق ہو + تحوہ ہر ایک عورت کی پنج پانچ روپیہ مہنیا ہو +
 یہ عورتیں جو سپاہیوں کا کام کرتی ہیں گاردنی کہلاتی
 ہیں + ۱۹۵ء میں جب وہاں کو نواب نے دولت را دینڈیا
 سے لڑکر شکست کھائی تھی تو اُس لڑائی میں کرولا کو میدان
 کو اندر دو پلٹنیں ان گاردنیوں کی ناما لڑن اور ماما جمیلی
 کو زیر حکم بھی ساتھ تھیں + اوپر بہر صورت وہ نواب کو
 سپاہیوں سے کچھ براہنیں لڑیں + دارالریاست اس مقام
 کا حیدر اباد جس کو بھاگ نگر بھی کہتے ہیں ، درجہ ۵۰ دقیقہ
 عرض اور ۸۰ درجہ ۳۵ دقیقہ پورب طول میں موسیٰ
 ندی کو داہنو کنارے جسکو اوپر ایک پل نختہ بند ہوا ہے
 پکی شہر بناہے کو اندر چار میل لمبا اور تین میل چوڑا بسا ہے +
 راستہ تنگ ہیں اور فروش بھی ان میں براہی + بستی اس
 شہر میں دو لاکھ آدمیوں کی ہے + یہاں نواب کا محل
 اور کئی ایک مسجد دیکھو کہ لائق ہے + چھ میل پچھم ایک پہاڑ
 کو اوپر گول گنڈی کا قلعہ بڑا نامی اور مشہور ہے + اور

منصوبی میں معروف ہے + نواب کا خزانہ اسی میں ہوتا ہے +
 تین میل اتر سکندر آباد میں انگریزی فوج کی بہت بڑی
 چھاؤنی ہے + یہ فوج نواب کی حفاظت کے واسطے بوجب
 عہد نامہ کو رہاں رہتی ہے + خرچ اس لشکر کا نواب دیتا
 ہے + اور اسکو سہل میں وصول ہو جانے کو واسطے نواب نے
 علاقہ برار اپنی عملداری کو گوشہ شمال و مغرب میں سرکار
 انگریزی کو سپرد کر دیا ہے سرکار کی طرف سے ایک صاحب نڈ
 نواب کو دربار کو واسطے مقرر ہے + حیدر آباد کو گوشہ شمال و
 مغرب کی جانب قریب تین سو میل کو فاصلے پر اوزنگ آباد
 شہر جو کہ مسلمانوں کو بادشاہت میں صوبہ اوزنگ آباد کا
 دارالریاست کہلاتا تھا اور پھر بہت روز تک حیدر آباد کو
 نواب کا بھی دارالریاست تھا اب ویران سا ہو گیا ہے +
 اور رونق پڑا ہوا ہے + یہاں تک کہ ساٹھ ہزار آدمی سے
 زیادہ نہیں بستو + قدیم نام اس شہر گاگرک ہے + شہر میں
 پانی کی نہر پہاڑ سے کاٹ کر لائی گئی ہے + ہر طرف صاف

پانی سے بھری ہوئی حوض اور ان میں فوارے چھوٹے رہیں + بازا
 خاصا لمبا چوڑا ہو + اورنگ زریں محل کھنڈر ٹرا ہو + ایک طرف
 کو اس کی بیٹی زریں النسابیگم کا روضہ سنگ مرمر کو گمبذ کا بنا
 ہوا ہو + اور ایک درویش کا مقبرہ ہے اس میں بہت سے حوض
 چادریں اور فوارے بنی ہوئے ہیں + اورنگ آباد سے سات میل
 گوشہ شمال و مغرب کو دولت آباد ایک مشہور قلعہ ہے + یہہ
 قلعہ مہادیو کی پنڈی کی طرح ایک کھڑی پہاڑ کو اوپر بنا ہے +
 قریب پانسنے فٹ کو وہاں سے اونچا اور چاروں طرف سے
 بولاگ کھڑا ہے + اس پہاڑ کا آدھا حصہ قریب ایک تہائی کو
 چھیل چھیل کر دیوار کی طرح سیدھا کر دیا ہے + راہ چڑھنے کی اس
 پر کسی طرف سے بھی نہیں ہے + پہاڑ کو ایک کھائی ہے اور پھر
 کھائی کو گرد تہری دیوار ہے + ان تینوں دیواروں کو باہر
 شہر بستہ ہے + اور شہر کو باہر پھر شہر بنا ہے + قلعہ کو اندر جانے
 کو لہو سنگ کی طرح پہاڑ کو اندر ہی اندر تھکاٹ کر شیرھیاں
 بنائی ہیں + جیسو کسی مینار پر چڑھنے میں اسی طرح اس کو اندر

بھی مشعل جلا کر جانا ہوتا ہے۔ اول تو وہ راستا ایسا تنگ ہے
 کہ آدمی کو جھک کر دوہرا ہو کر جانا پڑتا ہے پھر کل مین گز چوڑا
 اور مین گز بلند ہے۔ بیچ میں جا بجا ایک آدمی کو جان لائق زینے
 کاٹ کر پانی لانی کر لیں کھالی تک راہ بنا دی ہے۔ ذخیرہ رکھنے کو
 واسطی بڑی بڑی تہ خانوں بنو ہیں۔ اور پھر جہاں وہ راستا پورا
 ہوا وہاں اس کو منہ پر ایک بڑا سا بھاری لوہے کا توڑ رکھا
 ہوا ہے۔ تاکہ اگر دشمن اس راہ میں بھی آن گھسے تو اس توڑ کو
 اس کو منہ پر ڈال کر آگ پھونک دیوں۔ جسمین مارو گرمی
 کو وہ اسی راہ میں بھن کر کباب ہو جاویں۔ قلعہ کو اندر ایک
 مینار ایک سو ساٹھ فٹ کا بلند بنا ہوا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر
 جہاں نواب کا نشان کھڑا ہے ایک توپ پتیل کی اٹھارہ فٹ
 لمبی بارہ سیر کو گولہ والی رکھی ہوئی ہے۔ قلعہ کو اندر کئی ایک
 حوض پانی کو ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ قلعہ کس زمانہ میں بنا ہے
 اور کس نے بنایا ہے۔ لیکن جب پہاڑ پھیلنے اور سزنگ کاٹنے
 کی محنت پر خیال کرتے ہیں تو عقل بھی حیران رہ جاتی ہے۔

لڑائی میں اس قلعہ کو فتح کرنا کسی صورت سے ممکن نہیں ہو پڑتا
 قلعہ والوں کی رسد بند کر ڈیو گڑھ آسکتا ہو پڑتا سابق میں اس
 قلعہ کا نام دیو گڑھ تھا پڑتا چودھویں صدی عیسوی کو شروع
 میں دلی کا بادشاہ محمد تغلق دلی شہر اوجار کر وہاں کے
 لوگوں کو دیو گڑھ میں بسا کر واسطہ لگیا تھا پڑتا اور نام
 اُس کا دولت آباد رکھ کر اپنا دار السلطنت اسی کو مقرر کیا
 تھا پڑتا لیکن پھر آخرش اُس دلی ہی کو پسند کیا پڑتا یہاں تک
 وہ دولت آباد اوجار کر پھر تمام شہر کو لے کر دلی میں چلا آیا پڑتا
دولت آباد سو سات میل گوشہ شمال و مغرب کی طرف الور
 کانوکر پاس جس کو انگریز لوگ الورا بولتے ہیں اور کسی زمانہ
 میں سنگین شہر بنیہ کو اندر اچھا خاصہ شہر بنا تھا وہاں
 ہلالی شکل کو ایک پہاڑ کو آدھے کو سلبا کاٹ کر اُس میں نہایت
 عجیب و غریب مندر بنائی ہیں پڑتا پہاڑ میں تراشی ہوئی جس سے
 مندر کا بیان اس کتاب کو اندر ہوا ہے یہ الور کو مندر
 ان سب پر بالا ہیں پڑتا یعنی ایسی یہ مندر بنیہ نظیر بنیہ ہیں کیسی

نہ کسی نے کہیں دیکھو نہ سُو + حقیقت میں جوہلی اُسکی دیکھو سے
 تعلق رکھتی ہے کھنوس کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی + اس واسطے
 یہاں صرف کیلاس مندرج ہیں سب سے زیادہ کام کیا ہے +
 اور بڑی مندر کی فقط وسعت لکھ دی ہے +

کیلاس کا دروازہ چودہ فٹ اونچا ہے اور اس
 دروازے کو اندر کار استاجس میں دو طرفہ مکانات بنے ہیں
 بیالیس فٹ لمبا ہے + اندر کا چوک دو سو ستالیس فٹ لمبا
 اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ہے + برا مندر دروازے سے پچھلی دیوار
 تک لمبان میں ایک سو تین فٹ ہے اور چوران میں اکٹھ فٹ +
 اور بلندی اس کی اٹھارہ فٹ کی ہے + آدنا تھ سبھا +
جگنا تھ سبھا + پرسرام سبھا + اندر سبھا + لنکا +
تین لوک + نیل کنٹھ + دوکھ گھر + جنواسا +
راون کی کھائی وغیرہ سب مکان دیکھو کہ لائق ہیں + اور
 ان سب میں بھی نہایت باریکی اور کاریگری کو ساتھ طرح طرح
 کی صورتیں اور عمدہ عمدہ صورتیں بنائی ہیں + اور تماشائو

یہہ ہے کہ یہہ تمام مندر ایک پہاڑ کو تپھر کو تراش کر نکالے
 ہین † لیکن ایک بات بڑی تعجب کی ہے کہ وہاں اتر طرف
 کو مندر توجین مذہب کو ہین اور دکھن رخ کو مندر بدھ
 کو مذہب کو بنو ہین † اور بیچ والی مندر شیو کو مذہب کو
 بنا لوی ہین † بشکر ماکی سبھ مین ایک مورت بدھ کی
 بہت بڑی رکھی ہے † اُس کو وہاں کو لوگ بشکر ماکہتے
 ہین † کیلاس کو اندر درمیان مین مہا دیو کا لنگ ہے †
 باقی چاروں طرف دوسری دیوتا ہین † جین مندر مین تنگی
 مورت دگمبری آمتاری والوں کی بنی ہوئی ہین † برسات
 مین جس وقت پہاڑ سے جھرنو جھرنو پھرتی ہین اور کندھ سب بھرتے
 ہین اُس دم یہہ مقام بڑی بہار دیکھاتا ہے † معلوم ہین کہ یہہ
 مندر کس راجا کو بنا لوی ہین اور کس کو زمانو مین تیار ہوئے †
 مگر اس قدر لاگت آئی ہوگی کہ جس کا کچھ ٹھکانا اور حساب نہین †
 اسی پہاڑ کو گھاٹی پر دولت آباد سے چھ میل الور کے
 راستہ مین روضہ نام ایک پستی ساڑھے چار سو فٹ اونچ پہاڑ کو

اوپر شہر نپاہ کو اندر واقع ہو † بستی اگرچہ اب ویران ہے
 لیکن مقام فرحت افزا اور دلکش ہے † یہاں درگاہ سید
 زین العابدین اور قبر اورنگ زیب بادشاہ کی ہے † سو
 اُس کو اور بھی کئی زیارت گاہ ہیں حیدرآباد سے تہتر میل گوشہ
 شمال و مغرب کی طرف ایک قدیم شہر گلزمانی کا بسا ہے †
 نام اُس کا بدر ہے † اُس کی کھائی اور شہر نپاہ کا گھیرا
 قریب چھ میل کو ہوگا † بادشاہی عملداری میں صوبہ بدر
 کا دار الحکومت تھا † ناسترین نام اس کا بدرجہ لکھا
 ہے † لیکن بہت سے لوگ بدرجہ ناگیور کو کہتے ہیں † اس
بدر شہر کو حقو رکابی اور آنجوری وغیرہ روپ جت کو مشہور
 معروف ہیں † اور اسی باعث سے بدری کہلاتے ہیں †
امیر برید کا مقبرہ وہاں دیکھو کو لائق ہے † حیدرآباد سے
 ایک سو پینتیس میل اتر گوشہ شمال و مغرب کو جھکتا ہوا دیا
گو اور دی کو بائیں کنارے ناندیڑ ہے † یہ مقام کسی زمانے
 میں صوبہ ناندیڑ کا دار الحکومت تھا † یہاں کچھ لوگوں کا

ایک تیرتھ ہے + گردگوئند سنگہ اسی جگہہ مارا گیا تھا + اوزنگ آباد
 کو اتر گوشہ شمال و مشرق کی طرف جھکتا ہوا تریپن میل کو فاصلہ
 پر مقام اجنتی جس کو اجنتی بھی کہتے ہیں اس کو گھالو گڑا پس
 ایک جگہہ پہاڑ کہو دکر غار گوشہ عبادت کو طور پر کسی زمانے
 کو مندر ایسے خوش قطع بنوین کہ قابل دیکھنے کو ہیں + اجنتی
 سو پچیس میل دکھن گوشہ جنوب و مشرق کی طرف جھکتا ہوا
 ایک گانوا سانی ہے + اس کو اسی بھی کہتے ہیں + وہاں
 سنہ ۱۸۰۰ء میں جنرل ولزلی صاحب بہادر نے اپنے ساتھی چارنہرا
 سپاہیوں سے ناگپور کو راجا اور دولت راؤ سیندھیادونوں
 کی یکجائی فوج کو جو کہ تیس ہزار سے کم نہیں تھی شکست دی
 دوسرا میسور حیدرآباد کو دکھن چاروں طرف انگریزی
 ضلعوں سے گھرا ہوا ہے + دو سو میل لمبا اور ڈیڑھ سو میل
 چوڑا ہے + اور وسعت اس کی سینتیس ہزار میل مربع ہے +
 یہہ راج پورب اور پچھم دونوں گھاٹوں کو بیچ میں سمندر سے
 بہت اونچا چوٹری کی طرح آن پڑا ہے + جو کوئی اس راج میں

جانا چاہی تو پہلے اس کو گھاٹوں پر چڑھنا ہوگا + لیکن
 سب مقام سے برابر نہیں ہے + یعنی کہیں تو اٹھارہ سو فٹ اور
 کہیں دو ہزار فٹ اور کسی جگہ اڑبالی ہزار فٹ اور کہیں
 اس سے بھی زیادہ اونچا ہے + اور پھر اس بلندی پر بھی اونچے
 اونچے پہاڑ ہیں + شیوگنگا کا پہاڑ جو کہ سب سے بڑا ہے
 چار ہزار چھ سو فٹ اونچا ہے + اسی بلندی کو باعث وہان
 کی آب و ہوا بہت خوب ہے + اور موسم سدا معتدل رہتا ہے +
 بلکہ ہمیشہ وہاں بہا رہی + جنگل بھی بڑی بڑی ہیں خصوصاً کھجور
 کر + زمین اکثر سرخ اور تھریلی ہے + لوہے کی کھان بھی اس
 سرزمین میں ہے + دیمک کی وہاں افراط ہے + یہاں تک
 کہ اگر مکان میں تصویر لگائی جاوی اور چند روز اس کی خبر
 کوئی نہ لیوی تو بس صرف شیشہ ہی دیوار میں چپکا رہ جاویگا +
 کاغذ اور چو کھٹا بالکل ندرد + لیکن اونچے پہاڑوں پر دیمک
 نہیں ہیں + ہندو لوگ وہاں کو بہ نسبت دان و نیو کے
 دان لینو میں زیادہ ثواب جانتے ہیں + یہاں تک کہ جب وہ

بیارے ہو تو ہین تو اس بات کی منت مانو ہین کہ اگر اچھے
 ہو جاوین تو اتنو روز تک بھیکھہ مانگتو رہینگو + اور یہ بھی
 وہاں کا ایک دستور ہے کہ جس وقت کسی کا نوین تکرار ہو جاتی
 ہے تو گدہا مار کر راستو میں ڈال دیتو ہین اسی دن وہ سارا
 گانو ویران ہو جاتا ہے + یہاں تک کہ اگر اُس گدھے کا
 مارو والا بھی اسی کا نوین رہتا ہو تو اُس کو بھی اپنا گھربا
 چھوڑ جانا پڑتا ہے + کیونکہ لوگ وہاں کو جس کا نوین گدہا
 مارا جاوے پھر اُس میں کبھی آن کر نہیں بستو + آمدنی اس راج
 کی ستر لاکھ روپیہ سال ہے + دارالحکومت پیسور جس کا
 صحیح نام پہشاشور خواہ پہشور ہے ۱۲ درجہ ۱۹ دقیقہ اتر
 عرض اور ۷۶ درجہ ۴۲ دقیقہ پورب طول میں سرخ مٹی کی
 شہر بناہ کر اندر بسا ہوا ہے + قلعہ انگریزی بہت بڑا بنا ہوا ہے +
 اسی کو اندر محل راجا کا ہے + تھوڑی ہی فاصلہ ہی ایک بلند
 زمین پر اجٹی کا مکان ہے + قلعہ کو پاس سے پہاڑ تک جو کہ
 شہر سے پانچ میل پر ایک ہزار فٹ کا اونچا ہوا کا ایک بڑا سا

تالاب ہو + اور اُس پہاڑ کی چوٹی پر صاحب اجنٹ نے
 بھی ایک بنگلا بنوایا ہو + وہاں سے بہت دور دور تک کی
 سیر دیکھائی دیتی ہو + پہاڑ کو بغل میں سولہ فٹ اونچا ایک
 پتھر کا ساند بہت عمدہ بنا ہوا ہو + مہاراج کی سرکار میں تھے
 ہاتھیوں کو بہن + ایک رتھ انہیں سے اتنا بڑا ہو کہ جس میں
 دو سو آدمی سوار ہوتے بہن + سڑکین شہر کی خوب چوڑی چلی
 بہن + میسور سے نومیل اتر دریا کی ویری کے ٹاپو میں
شرینگ پن شہر بنا ہے کو اندر بسا ہو + یہ شہر ٹیپو سلطان
 کو وقت میں اُس ملک کا دار السلطنت تھا + شہر کی نزدیک
 ہی ایک باغ میں ٹیپو سلطان اور اُس کو باپ حیدر علی کا
 مقبرہ سنگ موسا کا بنا ہو + محل کے مکانات ٹیپو کو ٹوڑ
 پھوڑا اب شہر کو اندر جو کہ پڑی ہو وہیں وہ کچھ قابل دیکھنے
 کو نہیں بہن + اگرچہ بازار شہر کا سیدھا اور چوڑا ہے
 لیکن گلیاں خراب بہن + شری رنگنا تھے جی کا مندر او
 بڑی مسجد قابل دیکھنے کو ہو + دریا کی ویری کی دونوں

دہارا میں دو پہل نری سنگ مرمر کو بندھو ہو رہی ہیں + یہ وہ دونوں
 پہل اگل زمانہ کو ہندوستانی دُول کو بنی ہیں + محراب کسی میں
 نہیں ہے + یعنی ایک ہی تپھر کو جو کھونٹو ستون تراش تراش کر
 پانی کو اندر خوب مضبوطی کو ساتھ کھڑی کر دی رہی ہیں + اور
 پھر اُس کو اوپر تپھروں کی چٹائیں پاٹ دی ہیں + اتر رخ
 کی دہارا پر جو کہ پہل بند ہے اُس میں تین قطارین ستون کی
 ہیں + ہر ایک قطار کو اندر سترٹھ ستون ہیں + اور دکھن کی
 دہارا والی پہل پر سو پانی کی نہر بھی آئی ہے + شریرنگ پٹن سے
 ستر میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف بنگلور شہر سمندر سے
 تین ہزار فٹ اونچا سرخ مٹی کی شہر بنا ہے کو اندر بسا ہے + وہاں کا
 بازار بھی خوب چوڑا چکلا اور دو طرفہ ناریل کو درخت لگو ہو رہی
 ہیں + قلعہ بہت مضبوط ہے اور کھائی گہری پہاڑ میں کٹی
 ہوئی ہے + کوس بھر کو فاصلہ پر انگریزی فوج کی چھاؤنی ہے +
 صاحب اجنٹ اور کسٹنر کو رہنوی کا یہی صدر مقام ہے + بنگلور
 سے چھتیس میل اتر گوشہ شمال و مشرق کو جھکتا ہوا چکا بالا پور

ہو + وہاں مصری اور قند نہایت تحفہ بنایا جاتا ہے + لیکن
 گران بہت ہے + چکالا پور سے تخمیناً آنتی میل گوشہ شمال
 و مغرب کی طرف چٹلدرگ جس کو چتردرگ بھی کہتے ہیں
 یعنی سیتلدرگ کا قلعہ پہاڑوں کو مچھنڈ پر جو کہ آفتہ سوفا
 تک بلند ہیں بہت مضبوط بنا ہوا ہے + دیوار کو اندر دیوارین
 اور درازوں کو اندر دروازی ہیں + کوئی ایسی جگہ اس میں
 بغیر دو کو نہیں چھوڑی ہے جدھر سے غنیمت حملہ کر سکو + پانی بھی
 اس کو اندر بافراط ہے + اب اس میں انگریزی فوج رہتی
 ہے + لوگ اس گردنواح میں بھی بنگال کی طرح چرخ پوچا
 کرتے ہیں + یعنی اپنی پشت کو ایک لوہے کی کانٹے سے چھید کر
 مہا دیو کو سامنے بانس میں لٹکتے ہیں + اور چرخ کی طرح چکر
 کھاتے ہیں + بنگلور سے بیس میل چھم گوشہ جنوب و مغرب کی
 جانب جھکتا ہوا ایک قلعہ نہایت مضبوط پاؤ کو س کو بلند
 پہاڑ کو اوپر بنا ہے + نام اس کا سبرن درگ ہے + میور
 سے چالیس میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف جس مقام پر

دریا کاویری کی دوہارا ہو جاوے سو چھ مین ایک ٹاپو
 آئن پڑا ہونام اس کا شیو سمود یعنی شیون سمند ہے اور اس ٹاپو کو
 اوپر کسی زمانہ میں گنگا پارالینو گنگوند پور نام ایک شہر بتا
 تھا کاویری کا پانی سو فٹ سے لیکر دو سو فٹ تک کو بلند
 پتھرون سے کئی دہارا ہو کر اس زور شور کو ساتھ چادرون کی
 طرح نیچے گرتا ہے کہ جب اس کو اس پاس کو پرفضا اور دلکشا
 جنگل پہاڑوں پر اور اس مقام کو سنان ہونے پر نظر کی جاوے
 خصوصاً برسات کو موسم مین تو یقین ہے کہ ایسی فرحت بخش جگہ
 دنیا مین دوسری مشکل سے ملے گا جانا چاہیے کہ یہہ ریاست میور
 کی رجوارون کو اندر اسلیو شامل ہوئی کہ آمدنی اس کی سرکار
 خزانہ مین نہیں آتی ہے بلکہ حکومت کا خرچ کاٹ کر باقی سب
 سب یہاں کو راجا کو دیدی جاتی ہے لیکن راجا کو ملک کے
 بندوبست مین اختیار ذرہ بھی نہیں ہے اختیار بالکل صاحب
 اور انکو اسٹنٹ کو سپرد ہے اختی اور کشتی دونوں کا
 ایک ہی صاحب کرتا ہے اس کشتی کو زیر حکم کو گنگا کا

علاقہ بھی ہو + یہ علاقہ میسور اور کانڑی کو سچ میں واقع
 ہو + وہاں کو راجا کی سرکشی کو باعث سرکار کی ضبطی میں آ گیا
 ہو + وہاں مرکانڑی میں جو کہ ہمندری ساڑھی پانسو فٹ اونچا
 ہو اس کا ایک اسٹنٹ رہتا ہو + کرنگ سارا جنگل اور
 پہاڑوں سے بھرا ہوا ہو + اور وہاں کو لوگوں کا چلن ملواریوں
 سے بہت ملتا ہو + تیسرا کو چچی جس کو انگریز لوگ کو چین کہتے
 ہیں میسور کو دکھن طرف واقع ہو + اس کو کچھ کم ہندری
 اور دکھن رخ یہہ راج تریوانکوٹ کی عملداری سے ملا ہوا ہو +
 باقی دونوں طرف اس کو انگریزی ضلع ہیں + وسعت اس کی
 قریب دو ہزار میل مربع کو ہو + پہاڑوں کی جڑ میں تو تار اور
 کیل اور آم کو درختوں کو درمیان زمینداروں کو گھر ہیں اور
 اوپر بڑے بڑے بھاری درختوں کو جنگل ہیں + عیسائی اور
 یہودی اس عملداری میں بہت رہتے ہیں + یہاں تک کہ
 گائون کو گائون انہیں لوگوں کو بسی ہو ہی ہیں + اس طرف
 کو بیوقوف لوگ کو چچی اور تریوانکوٹ کی عملداریوں کے

کو چچی

بہنو والون کو جادوگر خیال کرتے ہیں + آمدنی اس تمام راج کی
 قریب پانچ لاکھ روپیہ سال کو ہے + صدر مقام اس کا گوتھی
 جس کا تذکرہ ملبار کے ضلع میں ہوا ہے انگریزی سرکار کے قبضو
 میں ہے + چوتھا تریوانگور اور طرف اس راج کے گوتھی ہے
 دکھن اور پچھم کی جانب سمندر آن پڑا ہے + اور پورب کی طرف
 انگریزی ضلع یعنی متھرا اور ٹرنیلوولی ہیں + لمبان اسکی
 تخمیناً ایک سو چالیس میل اور چوڑان چالیس میل ہے + وسعت
 اس کی پانچ ہزار میل مربع ہے + پہاڑوں کے اوپر بڑے بڑے
 لٹے و دق جنگل ہیں + پانی کی افراط کے باعث کھیتوں میں
 اناج بہت پیدا ہوتا ہے + اور سبزی کی بہار ہر طرف دیکھی
 دیتی ہے + وضع یہاں کے لوگوں کی طیال والون سے بہت
 ملتی ہے + عورتیں گل مالک اور خود مختار رہتی ہیں + خانو
 کا اختیار مطلق نہیں ہے + آدمی یہاں کے اکثر چھوٹھے اور
 بدکار ہوتے ہیں قریب لاکھ آدمیوں کے اس راج میں کرشنا
 بسے ہیں + آمدنی اس تمام ریاست کی چالیس لاکھ روپیہ

تریوانگور

سال ہر چہ اس عملداری میں کھاری پانی کو اندر ایک جانور
آبی سیل کی قسم کا ہوتا ہے اور بلا وسیع بڑی مشابہت رکھتا
ہے چار فٹ کا لمبا ہوتا ہے منہ اس کا گول کان چھوٹے
اور گردن موٹی ہوتی ہے پانوں کو پنچر اس کو بطی طرح
جڑی ہوئی اور بال تیلی اور بدن اور دم اس کی مچھلی کی
مانند ہے شاید لوگوں نے اسی کو دیکھ کر کہا نیون میں جلنا
کی بات بنالی ہے دار الحکومت اس ریاست کا تری بندرم
۸ درجہ ۹ دقیقہ اتر عرض اور ۷۹ درجہ ۳۷ دقیقہ پورب
طول میں بسا ہوا ہے اسی شہر میں راجا کو رہنے کا مکان
اور قلعہ انگریزی وضع کا اور زریڈنٹی ہے پانچون کو لا پور
میدر آباد کو کچھ طرف واقع ہے یہ راج چارون سمت
انگریزی ضلعوں سے گھرا ہوا اور ان کے ساتھ ایسا بلا ہوا ہے کہ اسکی
لمبان اور چوڑان کا بیان دشوار ہے وسعت اس کی سات سو تین
ہزار میل مربع ہے یہ عملداری کچھ تو گھاٹ کو پہاڑوں میں
ہے اور کچھ گھاٹ کو تلو ہے آمدنی اس کل ریاست کی

کولا پور

پندرہ لاکھ روپیہ سال ہو + دارالحکومت اس کا کولاپور

۱۴ درجہ ۱۹ دقیقہ اتر عرض اور ۴۷ درجہ ۲۵ دقیقہ پورب

طول میں بسا ہوا ہو + یہ شہر بہارون کو اندر ایک ندی

کو کنارے واقع ہو + قلعہ یہاں کا کچھ مضبوط نہیں ہو +

لیکن شہر سے دس میل کے فاصلے پر گوشہ شمال و مغرب کی طرف

دو قلعے تین سو فٹ کے بلند پہاڑ کے اوپر ہیں وہ البتہ خوب

مضبوط بنی ہوئے ہیں + ایک کا نام کون گڑھ اور دوسرا

کا نام پنول گڑھ ہے + یہ پنول گڑھ ساڑھے تین میل

کو گھیرے ہوئے کم نہیں ہے + چھٹھا ساؤنٹواری کولاپور

کو گوشہ جنوب و مغرب کی طرف اور گووی کو اتر جانب

پچھم گھاٹ اور سندھ کو بیچ میں قریب ایک ہزار میل عرض

کی وسعت رکھتا ہے + زمین اس راج کی بہتر ہے + پہاڑ اور

جنگل اور بہت پڑی ہیں + کھیتیان نہایت کم + آبدی

کل دو لاکھ روپیہ سال ہو + دارالحکومت اس کا باری

۱۵ درجہ ۵۶ دقیقہ اتر عرض اور ۴۷ درجہ پورب طول میں

بسا ہوا ہے + لیکن راجا کو نالائق ہو جانے کو باعث اختیار اس راج
کا بالفعل کل سرکار انگریزی کو حاصل ہے + سارا بندوبست
سرکاری کرتی ہے + اور جو کچھ روپیہ حکومت کو خرچ ہو چکا ہے
وہ راجا کو دیدیا جاتا ہے +

غیر بادشاہوں کی عملداریاں

جانا چاہیے کہ سوائے انگریزی اور ہندوستانی عملداریوں کو جنکا
بیان ہو چکا کچھ تھوڑی سی زمین اس ہندوستان میں فرانس

اور ڈنمارک اور پرتگال کو بادشاہوں کو بھی دخل میں ہے +

یعنی فرانس کے عمل میں پوچھ چیری اور کاریکال اور چند رنگر

ہے + پوچھ چیری شہر دکھن میں دریائے پالار اور کادیری

کو مہائی پر سمندر کی کناری ۱۱ درجہ ۵۵ دقیقہ اتر عرض او

۷۹ درجہ ۵۱ دقیقہ پورب طول میں مندرج سو بچاشی

میل ایک ریگستان کو میدان میں بسا ہے + یہ شہر خوب

اچھا خاصا ہے + انگریزی زبان میں نام اس کا یانڈ چیری

ہے + کاریکال : ۱۱ درجہ ۵۵ دقیقہ اتر عرض اور ۷۹ درجہ

۴۴ دقیقہ پورب طول میں مندرج سو ڈیڑھ سو میل دکھن
 تنجاور کر پورب گوشہ شمال و مشرق کو ذرہ جھکتا ہوا ہمنڈ
 کر کناری کا ویری کہ ہائی پر واقع ہے + چندرنگر ننگا ل میں
 ۲۲ درجہ ۵۱ دقیقہ اتر عرض اور ۸۰ درجہ ۲۹ دقیقہ پورب
 طول میں کلکتہ سے بیس میل اتر گنگا کو بائیں کناری پر ہے +
 پوچیری فراسیون ۱۳۷۷ میں وہاں کہ حاکم سو مول لولیا
 تھا + چندرنگر ۱۳۷۷ میں اورنگ زیب بادشاہ سے ملا +
 پوچیری کہ علاقہ میں باجو کانون ہیں + او ایک سوسات
 کانون کاریال کہ متعلق ہیں + اور کچھ تھوری سو کانون
 چندرنگر کو آس پاس ہیں + علاوہ اس کہ کچھ تھوری تھوری
 زمین اور بھی چار پانچ شہروں میں فراسیون کی ہے +
 آمدنی ان سب کی ۱۸ لاکھ ۳۷۹۶۲ میں تین لاکھ آٹھ سو
 ترستھہ روپیہ سال کی تھی + اور آدمی اس عملداری کو اندر
 ۱۸۷۷ میں کچھ اوپر ایک لاکھ تتر ہزار شمار میں آؤ تھو +
 آٹکی خبرداری کو واسطو دکھینی فراسیس گورون کی مقرر ہیں +

گورنر فرانسسوں کا پتو چیری میں رہتا ہے + وہاں ہوت کانو
 کی ایک کل بہت اچھی فرانسس سے آئی ہے + اس سے بہت غیر
 کا گذارہ ہوتا ہے + سوائس کو وہاں کو لوگوں کو ایک کارخانہ
 ایسا مقرر کیا ہے کہ اس میں جو محتاج کرستان اس جگہہ کا جا کر محنت
 مزدوری کری وہ کھانڈ کو پاتا ہے اور دو چار پیسے روز بھی اس کو
 ملتا ہے + اور پھر جب وہ چیرین اس کی بنائی ہوئی بک جاتی
 ہیں تو فائدہ اس کا ایک روپے میں بارہ آنے کا حساب سے
 انہیں کرستانوں کو دیا جاتا ہے + اور دو کھہ بیماری کو وقت بھی
 ان کرستانوں کی بخوبی خبر لی جاتی ہے + غرض اس کارخانہ
 کی بدولت بہت سے کرستان بھیکہ مانگنے سے بچتے ہیں + اور حلال
 کی روٹی کھاتے ہیں + اگر دوسری شہروں کو لوگ بھی مل کر ایسے
 کارخانہ کھڑے کریں تو غریب لوگوں کا کس قدر فائدہ ہوا کری +
ڈونارک کو بادشاہ کو عمل میں ترکبازی کا ریکال
 سو چھ میل اتر سمندر کو کناری دریای کا دیری کی ایک دہارا کو
 مہانہ پر ۱۰ درجہ ۶۷ دقیقہ اتر عرض اور ۷۹ درجہ ۵۴ دقیقہ پوزا

طول میں مندرج سو ایک سو پینتالیس میل دکھن واقع ہے +
 تیرہ گانوں آس کے متعلق ہیں + آدمی آس میں سترہ اہین
 دو لاکھ اکتیس ہزار آٹھ سو پینتیس گز گوتھر + اٹھارہ اُنیس
 بیگہ زمین اس بادشاہ کی بلیشور میں بھی ہے +

پرنکال کے بادشاہ کے عمل میں گوا کا علاقہ ہے
 ساونت باری کے دکھن اور کانڑی کے اتر کچھ گھاٹ اور سمند
 کے بیچ میں ترستھہ میل لمبا اور سولہ میل سو لیکر تینتیس میل تک
 چڑا ہے + آمدنی وہاں کی سب ملا کر نو لاکھ روپے سال ہے +
 دار الحکومت قدیم یعنی گوا جو کہ ۱۵ درجہ ۲۰ دقیقہ اتر عرض او
 ۷۴ درجہ ۲۰ دقیقہ پورب طول میں بمبئی سے اڑبائی سو میل دکھن
 گوشہ جنوب و مشرق کو جھکتا ہوا ابا تھا + لیکن اب وہ بالکل
 بے رونق اور ویران پڑا ہوا ہے + گورنر پرتگیزیوں کا گوا سے
 پانچ میل کچھ سمندر کے کنارے پنجم میں رہتا ہے + اور اب یہی
 پنجم آس ریاست کا دار الحکومت مقرر ہو گیا ہے + یہاں
 دروازوں میں شیشی کی جگہ سپنگا کی جاتی ہیں + پالکی کے عوض

پہاڑیوں کی طرح بانس میں جوہلی باندھ کر اسی کو اندر بیٹھتے
ہیں + اسی کو دو آدمی سر پر اٹھا کر چلتے ہیں + نام اس
سواری کا ڈنڈی ہے +

ہندوستان

الغرض اس بھارت دش میں جو جو ملک اور شہر اور زمین اور
پہاڑ اور ندیاں ہیں ان سب کا بیان تھوڑا بہت بخوبی ہو چکا اگر
ان کو کسی نقشہ میں دیکھو تو صاف نظر پڑے گا کہ اوپر یعنی
اُتر میں دریائے سندھ سے لیکر دریائے برہم پتر تک سراسر ہمالہ
پہاڑ کا سلسلہ چلا گیا ہے

جانا چاہیے کہ انگریزی قاعدی کو بموجب صرف نقشہ پر ہمیشہ
اُس کا اُتر رخ کو اوپر رکھ کر لکھتے ہیں اس واسطے جس وقت نقشہ
دیوار میں سیدھا لٹکایا جاتا ہے تو اُس کا اُتر رخ اوپر رہتا ہے اور وہ
نیچر ہوتا ہے + پورب داہنی طرف اور پچھم بائیں ہاتھ پڑ جاتا ہے
غرض اس ہمالہ پہاڑ کو سلسلہ کو اندر اُتر کھنڈ کو ملک اچھو
کھنڈ اور نہایت پر فضا اور دلکش بستی ہیں + ہندو کو شاستر میں

بھی اس کی بڑی تعریف اور توصیف لکھی ہوئی ہے۔ گوشہ
 عافیت اور خلوت پسندوں کو دلون کو اس سے زیادہ عزیز مقام
 کوئی نہیں ہے۔ ان پہاڑوں کی جڑ میں بڑی بڑی گھنٹی جیگلون
 سے گھرا ہوا تیش چالٹیس میل چوڑا وہ مقام ہے جس کو ترائی
 کہتے ہیں۔ گرمی اور برسات میں اس ترائی کی ہوا خصوصاً
 نیپال کو نیچے نیچے ایسی بگڑ جاتی ہے کہ اکثر چندی اور پرندی بھی
 اپنی جان بچانے کے لیے وہاں سے نکل بھاگتے ہیں۔ نقشہ میں مین
 ہاتھ یعنی کچھم کی طرف جو دھپور جیلیم بیکانیر اور سندھ
 اور بھاولپور اور وہ حصے جو کہ دریا ستلج اور سندھ کے
 کناروں سے دور ہیں ریگستان کو ٹیپر میدان میں بسوہن ہے۔
 وہاں پانی بھی کم ہے اور گھاس پات بھی نایاب ہے۔ جس طرف
 دیکھو سمندر کی لہروں کی مانند بالو کو ٹیلے دیکھائی دیتے ہیں۔
 جب گرمی میں لوہ چلتی ہے اور آندھیاں آتی ہیں اور وہ بالو
 آگ ہو کر ہوا میں اڑتا ہے اس وقت بدن پر گویا چھرے
 برس رہتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹیلے اڑ کر ایک جگہ سے

دوسری جگہ اکٹھا ہو جاتے ہیں + اکثر لوگ اس طور کو خطرے
 میں پڑے ہیں اور ریت کو نیچو دب کر مگتو ہیں + وہاں سوا
 اونٹ کی اور کسی سواری کا گزر نہیں ہو سکتا + مسافر لوگ
 اکثر تارون کو نشان سے چلتے ہیں + مگر نہ ریکستان کو اندر ٹرک
 یا گڈنڈی اور بستی اور درخت وغیرہ کا پتا ٹھکانا اور آس کچھ
 نہیں ملتا + صرف کہیں کہیں بھوک جھڑبڑی اور آگ اور کریل
 کو درخت البتہ نظر پڑ جاتی ہیں + آربلی پہاڑ جو کہ بسروہی
اور جو دھپور کو اڈیپور اور انگریزی ضلع اجمیر اور کشن گڑھ
 سے جدا کرتا ہوا شیکھا پالی اور الور کی عملداری میں ہوتا ہوا
دلی کو پاس جہنا کو کنارے تک چلا گیا ہے وہ اس مردیش
 یعنی ریکستان کی مشرقی سرحد ہے + نقشہ میں داہنو ہاتھ کی طرف
 یعنی پورب منج صوبہ بنگالا سمندر اور سہارن پور کو بیچ میں سید
 ٹاڈال واقع ہے + اس میں پہاڑ تو کیا پھر کارڈورا بھی کہیں
 دیکھنے کو نہیں ملتا + ندیوں کی افراط سے ایسا سیراب ہے کہ برسات
 میں اکثر آدمی سے زیادہ پانی کو اندر ڈوب رہتا ہے + آبادی اس

صوبہ میں بہت اور زمین پر لڑ سڑی کی زر خیز ہے + وہاں کھیت
 ہر طرف کو لہلہا نظر آتی ہیں + نقشہ کو اندر مشرقی حصہ میں برصا
 کی سرحد پر ایسی ایسی جنگل لوق و دق واقع ہوئی ہیں کہ جیسے اتر میں
 اس ملک کو ہمالے سے بچا دے ویسا ہی اودھران جنگلوں کی
 گویا دیوار کھڑی ہوئی ہے + غنیم کوئی اُس راہ سے ہرگز نہیں
 آسکتا + الغرض یہہ بنگالے کا میدان ندیوں سے سنبھا ہوا
گنگا کو دونوں طرف ہمالی اور بندھہ کو بیچ میں ہر دو اہر
 تک چلا گیا ہے + اور گنگا اور جمننا کو بیچ میں جو سرزمین واقع
 ہے اُس کو اتر بید کہتے ہیں اور دوآبہ بھی بولتے ہیں + اور
 یہی دو چار صوبے یعنی دلی اور آگرا اور اودھہ اور الہ آباد
 خاص ملک ہند یعنی اصل ہندوستان ہیں + نقشہ کو اندر
 گوشہ شمال و مغرب کی طرف پنجاب سکھوں کا ملک ہے +
 اُس کو پانچون دوآبہ جن جن دریاؤں کو بیچ میں آن پڑی
 ہیں اُن دونوں دریاؤں کو نام کو حرفون سے پکاری جاتی
 ہیں + جیسے بیاس اور ستلج کو بیچ والا دوآبہ نسبت جانڈھ

کہلاتا ہے + اور بیاس اور راوی کو بیچ والا دوابہ باری کہلاتا ہے +

راوی اور چناب کو درمیان کو دو آبی کا نام رچنا ہے + جھیل

اور چناب کو بیچ والا دوابہ بیچ بولا جاتا ہے + اور جھیل اور

سندھ کو درمیان کا دوابہ سندھ ساگر ہے + نقشہ کو اندر وسط

میں ہندو پل پہاڑ کو اندر اور نرمد اور سون کو کناروں پر

پھر سون کو کنارے سے صوبہ اڑیسہ اور ناگپور کی عملداری کے

بیچ میں دریائے گوداوری تک بالکل جنگل اور جہاڑ جھنکار

اور آجاڑ پڑی ہیں + اُس کو اندر بھیل اور گوند اور دہانگر اور

کول اور چوڑ وغیرہ بڑے تیز جیسے بن مانس مثل جنگلی آدمیوں کے

بستی ہیں + نقشہ کو اندر نیچے کی النگ دریائے نرمد کو پار دکن

کو ملک میں پورب اور پچھم گھاٹوں کو درمیان ایک چوڑا سا

اٹھا ہوا جون جون دکن کو گیا ہے اور نچا ہوتا گیا ہے + یہاں تک

کہ میسور کی زمین قریب تین ہزار فٹ کو سمندر سے بلند ہے + اور

اس باندی کو باعث و تمان کا موسم بھی اچھا رہتا ہے + گرمی

کی شدت نہیں ہوتی + یہہ اور نچا ملک دونوں گھاٹوں کے

بیچ دریای کرشنا کو دکھن بالا گھاٹ کہلاتا ہے + اور گھاٹوں
 سوا تر کرسمندر کی طرف جو نیچا ملک ہو اُس کو پائین گھاٹ
 کہتے ہیں + کرناٹک اصل میں اسی بالا گھاٹ کا نام تھا +
 لیکن اب انگریز لوگ پائین گھاٹ کو بھی کرناٹک کہتے ہیں +
 اور دریای کرشنا کو مہانڈسوی کا ویری کر مہانڈسوی سمندر کو کنارے
 والے ملک کو کارو منڈل کہتے ہیں + کارو منڈل کی اصل
 چول منڈل تھی + چنانچہ اب تک یہ نام وہاں والوں کی زبان
 پر جاری ہے + لیکن رام سوامی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس کا
 اصل نام کار سیلال ہے + اور کار سیلال اُس کانوں کا نام ہے
 جو کہ پورنگیزوں نے پہلے پہل اُس کنارے پر دیکھا تھا + سمندر
 کو نزدیک اِس کنارے کی زمین بالکل پتیل اور اوسر ہے +
 دریای کرشنا کو پار دکھن کو ملک میں مسلمانوں کی عملداری
 بخوبی نہیں چنبو کر باعث وہاں اب بھی بہت سو خیرین اصلی
 ہندو دھرم کی نظر آتی ہیں + یعنی مندر اور شوالہ نہایت عظیم الشان
 بنو ہوئے اگلے زمانے کو + دھرم شالو اور سدابت ہر ایک طرف

مسافروں کو واسطہ + برہمن بیدخوان اور آتش افروز جابجا
 افراط سے موجود ہیں + اور گائون اور قصبوں کے نام احمد محمود پر
 کوئی نہیں رکھی ہوئی ہیں بلکہ وہی قدیم ہندی نام چلا جاتے
 ہیں + اگرچہ حساب کی روسی ہندوستان کا ملک قریب
 دو ٹولٹ یعنی سات لاکھ میل مربع کو اب بھی ہندوستانیوں
 عمل دخل میں ہے لیکن وہ آبادی اور آمدنی میں انگریزی ملک
 کو آدھی حصہ کی برابری بھی نہیں کر سکتا + چنانچہ دیکھو
 انگریزی عملداری میں نو کروڑ آدمی بستی ہیں اور ہندوستانی
 عمل میں کل پانچ کروڑ آدمی ہیں + انگریزی سرکار میں
 تیس کروڑ روپیہ سال تحصیل ہوتا ہے اور ہندوستانی سرکاروں
 میں سب ملا کر گیارہ کروڑ بھی نہیں آتا + پس یہ صرف
 نیت کی برکت ہے اور بندوبست اور انتظام کی خوبی +

نقشہ ہندوستانی عملداریوں کی وسعت
اور آمدنی کا ترتیب حروف تہجی *

شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ
۱	آدھی پور	۱۱۶۰۰	۱۲۵۰۰۰۰
۲	الور	۳۵۰۰	۱۸۰۰۰۰۰
۳	ابنا کی خٹی	۲۳۰۰	
	پٹیا لا	۴۵۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
	جیند		۳۰۰۰۰۰۰
	مالیر کوٹلا		۳۰۰۰۰۰۰
۴	اندور	۸۰۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
۵	بانسوارا	۱۵۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
۶	پرودا	۲۴۰۰۰	۷۰۰۰۰۰۰
۷	بگھیل کھنڈ	۱۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
۸	بندیل کھنڈ	۱۰۰۰۰	
۹	اجمر گڑھ		۳۲۵۰۰۰۰

شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ
	۲ ارچھا		۷۰۰۰۰۰
	۳ بجاور		۲۲۵۰۰۰
	۴ پٹا		۴۰۰۰۰۰
	۵ چارکھاری		۴۰۰۰۰۰
	۶ چھترپور		۳۰۰۰۰۰
	۷ دتیا		۱۰۰۰۰۰۰
	۸ سمٹھہ		۴۵۰۰۰۰
۹	بونڈی	۲۲۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۱۰	بہاولپور	۲۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰
۱۱	بھوپال	۷۰۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
۱۲	بٹھان (طول)		
	میل عرض ۵ میل		
۱۳	بھرتھہ پور	۲۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
۱۴	بیکانیر	۱۷۰۰۰	۶۵۰۰۰۰۰

شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ
۱۵	پرتاپ گڑھ	۱۵۰۰	۲۰۰۰۰۰
۱۶	تروانکوڑو	۵۰۰۰	۴۰۰۰۰۰
۱۷	ٹونک	۱۸۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۱۸	جو دھپور	۳۵۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰
۱۹	جے پور	۱۵۰۰۰	۸۵۰۰۰۰۰
۲۰	جسلیئر	۱۲۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۲۱	چمبا		۱۰۰۰۰۰۰
۲۲	حیدرآباد	۱۰۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰
۲۳	وہار	۱۰۰۰	۴۷۵۰۰۰
۲۴	دھولپور	۱۶۲۵	۷۰۰۰۰۰
۲۵	دیواس		۴۰۰۰۰۰۰
۲۶	ڈونگر پور	۱۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
۲۷	رام پور	۷۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۲۸	ساونت ڈاڑی	۱۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰

شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ
۲۹	تلج اور جٹنا کے		
	بیچ کر جوڑے		
	۱ بسہر		۱۰۰۰۰۰
	۲ سر مور		۱۰۰۰۰۰
	۳ کپلور		۱۰۰۰۰۰
	۴ سر وہی	۳۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
	شکیت		۸۰۰۰۰
	شکم	۱۶۰۰	
	کپور تھلا		۲۰۰۰۰۰
	کچھہ (طول ۱۶۰)		
	عرض ۹۵ میل)		۸۰۰۰۰۰
	کرولی	۱۹۰۰	۵۰۰۰۰۰
	کشمیر	۲۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰۰
	کشن گڑھہ	۷۰۰	۳۰۰۰۰۰

شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمنی سالانہ
۳۸	کوٹا	۶۵۰۰	۴۵۰۰۰۰۰
۳۹	کوچی	۲۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰
۴۰	کولا پور	۳۵۰۰	۱۵۰۰۰۰۰
۴۱	گرٹھوال	۴۵۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۴۲	گوالیر	۳۳۰۰۰	۶۸۰۰۰۰۰
۴۳	منڈی	۶۵۰۰	۳۵۰۰۰۰۰
۴۴	منی پور	۶۵۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
۴۵	میسور	۳۶۰۰۰	۶۰۰۰۰۰۰
۴۶	نیپال	۵۲۵۰۰	۳۲۰۰۰۰۰

سنگھل دیپ یعنی لنکا

حق تعالیٰ زوجین طور سے دوسری سب چیزیں اس ہندوستان
 کو واسطہ اچھی سے اچھی بنائی ہیں اسی طرح ایک ٹاپو بھی
 اس کو لپی بہت معقول بنا دیا ہے + نقشہ دیکھنے سے معلوم
 ہو جاوے گا کہ جیسے کسی دھگدھگی میں آویزہ لٹکتا ہے اسی صورت
 سے ہو بہو یہ سنگھل دیپ ہندوستان کو دکھن طرف
 آن پڑا ہے + شاستر میں اس کا نام لنکا اور سنگھل دیپ
 لکھا ہے + مسلمان لوگ اس ٹاپو کو سیراندیپ اور سیلان
 بولتے ہیں + اور انگریز اس کو سیلون کہتے ہیں +
 حقیقت میں اس ٹاپو کو لنکا ہونی میں کچھ شک اور شبہہ
 نہیں ہے + کیونکہ سیت بندھہ رامیشور کو سامنے یہی مقام
 واقع ہے + اور سیت اسی سے جا کر مل جاتا ہے + اور قدیم
 یونانی تواریخوں میں نام اس کا ٹاپ رودین یعنی راون کا
 ٹاپو لکھا ہے + بعض آدمی ایسا بھی کہتے ہیں کہ ٹاپ رودین
 کا لفظ اصل میں تامر پرتی سے نکلا ہے + جو کہ بڈھہ کرپڑا کو

قندیمی ذقرون میں لکھا ہوا ہے : علاوہ اسکو دوسرا کوئی
 ٹاپو ادھر ایسا ہی بھی نہیں جس کو لنکا خیال کیا جاوے :
 انگریزوں کو جہازوں نے سارا سمندر چھان ڈالا ہے اور اسی ٹاپو
 کو لنکا کی جگہ پایا ہے : اور اگر کوئی یہ کہے کہ شاستر میں
لنکا کو اندرسون کا قلعہ اور پھیشن کا راج لکھا ہوا ہے تو
 اس سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا اسی شاستر میں اس نبارس
 کو بھی سونو کا نہیں لکھا ہے : یا خاص مہادیو کو یہاں کا
 راجا نہیں بتایا ہے : خیر بہر صورت یہ ٹاپو دو سو ستر میل
 لمبا اور دو سو پینتالیس میل چوڑا ہے : گھیر اس کا ساڑھے سات
 میل کا ہے : پہاڑ اس میں کچھ اوپر آٹھ ہزار فٹ تک کے
 بلند ہیں : دریا اس کو اندر سب سے بڑا مہا ولی گنگا ہے :
 تخمیناً دو سو میل لمبا ہے : اس میں ناؤ بڑی چلتی ہیں : لوہے
 اور پشکری کی اس ٹاپو میں کھان ہے : اور مانک سنیا :
 نیلم چوکیلا : گو میدک : پہر رندیون کو بالو میں نکلتا ہے :
 نمک بھی وہاں بنایا جاتا ہے : وار چنی بہت ہوتی ہے :

اور قہوہ تو نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ الایچی اور گول مرچ کی بھی
 افراط ہے۔ جنگلون میں وہاں کوہا تھی اس قدر ہوتی ہیں کہ
 ایک انگریز دو برس کو شکار میں چار سو ہاتھی مارے۔
 وہاں کا ہاتھی مضبوطی اور چالاکی میں تمام جگہ مشہور معروف
 ہے۔ ہمارے پرندہ بھی جسکی پروں کی کلغیان بادشاہوں کے
 تاج میں لگائی جاتی ہیں وہاں افراط سے ہوتا ہے۔ سمندر کو
 کنارے غوطہ خور سرکار کی طرف سے موتی نکالتی ہیں۔ ۱۸۳۵ء
 میں ان موتیوں کو نیلام سے تین لاکھ اسی ہزار روپیہ سرکاری
 خزانہ میں داخل ہوا تھا۔ لیکن اس سے پیشتر نو برس کو موتیوں
 کی آمدنی کا اوسط نکالتی ساڑھے چودہ لاکھ روپیہ سال
 پڑتا تھا۔ شکہ بھی وہاں سمندر سے بہت نکلتی ہیں۔ آج ہوا
 یہاں کی نہایت خوب اور موسم معتدل ہے۔ آدمی اس ٹاپو
 میں سنگھلی اور ملباری اور مسلمان بستو ہیں۔ اصل باشندے
 یہاں کو سنگھلی ہیں۔ اور منڈے۔ ستانیون سول کرپیدا ہوئے
 ہیں۔ مذہب یہہ لوگ بدھہ کا رکھتے ہیں۔ سیدھی سچو

غریب اور ملنسار ہوتے ہیں + حسن و جمال کو بھی اچھی بہن +
 صورتِ شکل میں برصحا والی اور ہندوستانیوں سے ملتی ہے
 بہن + زبان انکی ایک جدا ہے + لیکن پوہتھیان ان کی
 پراکرت اور سنسکرت میں بہن + طباری لوگ مذہب شیو کا
 رکھتے ہیں اور چلن انکا اپنی ملک والوں کا سا ہے + مگر اب تو
 وہ انگریزی طریقہ اختیار کر کے چلے ہیں + یعنی کرسی میز لگا کر
 کھانا کھاتے ہیں اور اپنی عورتوں کو لیکر جلسوں میں ناچتے
 گاڑ بجاتے ہیں + اسکول وہاں ۳۳۳ میں شہرہ تو سرکار کی
 طرف سے تھی اور نو سو چورانو ^{۹۹۴} پادریوں کو گنو گنو تھی + ایک
 قوم لنکا میں پڈس لوگوں کی ہے + یہ لوگ بھیل گوند اور
 چوڑوں کی طرح جنگل اور پہاڑوں میں رہا کرتے ہیں +
 اور جنگل کو چھل بھول اور کندھول یا شکار سے اپنا پیٹ
 بھر لیا کرتے ہیں + انگریزی لوگ انکو لنکا کا اصل باشندے
 ٹھہراتے ہیں + سنگھلیوں کی تواریخ جو کہ اکثر صحیح معلوم ہوتی ہے
 اُس کو بموجب یہہ ٹاپو راجا وجے سورج بنسی نو سہ عیسوی

تخمیناً پانسو تینتالیس برس پہلے وہاں کے اصل باشندوں نے
 چھینا تھا۔ اُس کے گھرانے میں آخری راجا
شری بکرم راج سنگھ ہوا۔ وہی راجا ۱۸۵۷ء میں انگریزوں
 کے ہاتھ سے نکالا گیا۔ اُس روز سے آج تک لنکا
 میں انگریز کا عمل دخل چلا آتا ہے۔ سابق میں وہاں کے
 راجائے عرب اور ملباریوں کے حملوں سے بچنے کے
 واسطے پورٹگیزیوں کی مدد لی تھی۔ لیکن جب پورٹگیزیوں نے
 زور پکڑ کر خود راجا کو زیر کرنا چاہا تب راجائے کوچ لوگوں کو
 بلایا۔ مگر ڈچوں نے بھی آستے آستے راجا کا ملک بنانا
 اور قدم بڑھانا شروع کیا۔ اس عرصے میں فرنگستان کے
 اندر کوچ لوگوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑنے پر کمر باندھی
 تب انگریزوں نے ۱۷۹۶ء میں ڈچوں کو لنکا سے بھی
 نکال دیا۔ بعد اس کے جب سنگھیل والے اپنے راجا کے
 ظلم سے تنگ ہو گئے خصوصاً اس حرکت سے کہ اُس نے
 اپنے وزیر کے لڑکوں کو انھیں کی ما کے ہاتھ سے

اکھلی میں سپوایا تب اس ٹاپو کے لوگوں نے انگریزوں کی
 حمایت میں آنا چاہا + پھر تو انگریزی سرکار نے بھی انکی آرزو
 پوری کر دی + یعنی ۱۸۶۷ء میں لنکا کے راجا کو خارج کر کے
 سارے ٹاپو میں اپنا عمل دخل کر لیا + اس روز سے برابر
 آج تک سنگھل میں انگلستان کے بادشاہ کا عمل چلا آتا ہے +
 آمدنی وہاں کی سب ملا کر تینتیس لاکھ روپیہ سال ہے +
 فوج چار ہٹھن گورے کی اور ایک ہٹھن ملباریوں کی رہتی ہے +
 صدر مقام اس کا کولمب ہے + وہاں گورنر رہتا ہے +
 ۶ درجہ ۵ دقیقہ اتر عرض اور ۸۰ درجہ پورب طول میں
 مندراج سے تین سو چوٹھٹھ ^{۳۶۴} میل دکھن طرف واقع ہے +
 قلعہ عین سمندر کے کنارے پر بڑا مضبوط بنا ہوا ہے +
 توپیں اس کے اوپر تین سو چڑھی ہیں + آدمی اس شہر کے
 اندر ۱۸۶۷ء میں تیس ہزار گنے گئے تھے + صورت شہر کی
 انگریزی چھاؤنیوں سے بہت ملتی ہے + کولمب سے
 ساٹھ میل گوشہ شمال و مشرق کی طرف ایک شہر ہے اس کا نام

کا نڈی ہے + قدیم راجا لوگ سنگھل کے وہیں رہتے تھے +
 اُس شہر میں ایک مندر کے اندر ایک لوہے کا کٹہرا نچرے
 کی شکل پر بنا ہوا ہے + اُس میں سونے کے چھ ڈھکنوں
 سے ڈھکا ہوا ایک دانت رکھا ہے + اور ان چھوٹوں
 ڈھکنوں کے اوپر ایک ساتواں ڈھکنا پتیل کا گھنٹے کی
 صورت پر بنا ہوا ڈھکا ہے + اور پھر اُسکے اوپر ڈیڑھ لاکھ
 روپے کا زیور اور جواہرات رکھا ہے + اُس لوہے کے
 کٹہرے میں جسکے اندر یہ سب خیر ہے قفل بند رہتا ہے +
 کبھی اُس کی صاحب کلکٹر کے پاس رہا کرتی ہے + کیونکہ
 سنگھلیوں کا یہ عقائد ہے کہ وہ بُدھ کا دانت ہے +
 اور جسکے پاس یہ دانت رہے وہی سنگھل کا راجا ہو جاوے +
 سرکار نے اس دورانِ نیشی سے کہ کوئی بد معاش اُس کو
 لیکر بلوانہ اٹھاوے اور اپنے تئیں حاکم نہ بناوے
 اُس کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے + سال میں ایک دفعہ
 وہاں میلا ہوتا ہے تب صاحب کلکٹر اُس مندر کا قفل

کھول کر میلے والوں کو درشن کروا دیتے ہیں + کو لمب
 سے ۴۵ میل پورب گوشہ جنوب و شرق کو جھکتا ہوا
 ہمال پہاڑ سمندر سے سات ہزار فٹ بلند ہے + اس
 پہاڑ کی چوٹی کو انگریز لوگ قلہ آدم کہتے ہیں + وہاں ایک
 پتھر کی چٹان کے اوپر آدمی کے پاؤں کا نشان بنا ہوا ہے
 مگر لبان میں دو ٹٹ کا ہے + اس کو سنگھبی لوگ بیان کرتے
 ہیں کہ یہ نشان بدھ کے پاؤں کا ہے + اور بدھ جلیج
 سے بہشت پر چڑھا تھا + لیکن مسلمان لوگ اس نشان کو
 حضرت آدم کا قدم شریف بتاتے ہیں + اور کہتے ہیں کہ
 آدم اسی مقام پر جنت سے گرا تھا فقہ





جام جهان نما

JAMI JAHAN NUMA,

چوتھی جلد

VOLUME IV.

بموجب حکم جناب نواب مستطاب معالی القاب لٹننٹ گورنر بہادر ممالک شمال مغرب
بادشاہ و استعانت خداوند نعمت جناب ولیم ادوارڈس صاحب بہادر

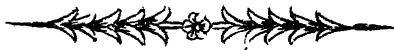
بابوشیور شاہ

ذہبی نائی ہوئی ہندی کی کتاب بھوگول ہستیاک سوارڈو میں ترجمہ کیا



میت

بیٹک سیر ملک کی کرنی یہ تماش کتاب میں دیکھا



لکھنؤ

مطبع منشی نول کشور میں

چھاپی گئی

۱۸۶۰ء عیسوی

Shamul Collection

دوسری کاپی منسوخ ہوئی

۱۸۶۰ء عیسوی

جام جھان نما

چوتھی جلد

برصا

یہ ملک جو ایشیا کرسنت گوشہ مشرق و جنوب ہندوستان کے مشرق ہے ۹
 درجہ ۲۶ سے ۴۶ درجہ عرض شمالی تک اور ۴۲ درجہ ۵۴ اور ۱۰۰ درجہ طول شرقی تک
 چلا گیا ہے اصل نام اوس ملک کا وہاں کے آدمی قرنٹا پکار توہین اور بڑھنا
بڑھنا اور بڑھنا وغیرہ جلاوی قرنٹا کی خرابی ہے جانب مغرب اوسکی ہندوستان
 اور طبع بنگالہ اور سنت مشرق اوسکی سرحد ملک گنوج جو انگریزوں کے ہاتھ میں اور
 ملک چین کے ملحق ہے جانب شمال اوسکی چین ہے اور جنوب سیام اور دراویش
 اور ملاکائی کی طول اوسکا قریب ایک ہزار میل اور عرض قریب چھ سو میل و
 تختہ ۹۴۰۰۰ میل مربع شمار کیا جاتی ہے آدمی اوسمیں فی میل مربع ۴۰ یعنی

..... ۱۴۰۰ آباد ہیں جانب جنوب یعنی سمندر کو کنار ہو تو اس ملک میں
میدان ہے لیکن حصہ شمالی میں بالکل جنگل اور کوہستان ندیوں میں ایرونی
سب سے زیادہ مشہور ہے وہ تبت کی مشرق سے کلکڑ ۱۸۰ میل پہنچ کر بعد
کئی شعبی ہو کر سمندر سے ملتی ہے اور زمین کشتی بہت دور تک چلتی ہے اور اسکا پانی
سوں کناری کی زراعت کو بھی فائدہ کثیر ہے امر ٹوڑ کی متصل چوہہ میل طول
میں ایک جھیل نہایت عمیق ہے اور اسکی چار طرف پہاڑوں کی ہونے سے نہایت
دھچپ اور خوشنما معلوم ہوتی ہے غلّوں میں جاول وہاں بہت افراط سے پیدا
ہوتا ہے اور اسی کا بڑا صرف ہے چای اس ملک میں خراب ہوتی ہے وہاں کو
لوگ صرف ترکاری اور اچار بنانی کے صرف میں لادوہیں ساگون کی جنگلوں
افراط ہے ٹانگن وہاں سے بہتر کہیں نہیں ہوتا گا بھینس کا دودھ وہاں
کوئی نہیں پتیا شیر اور ہاتھیوں کا جنگل سگپو کو نزدیک ہے لیکن گینڈا اس
ولایت بھر میں کہیں نہیں کھانے سے اس ملک میں سونا چاندی یا قوت نیلم لوبا
رانگا سیاسر گندھک ہرنال سنگھیا کہہ باکو بلا اور کئی قسم کی قیمتی پتھر کثرت سے نکلتے ہیں
امر ٹوڑ کے قریب سنگ مرمر کی بہت عمدہ کھان ہے لیکن اس پتھر سے پتھر دیو پتھر
کی صورت کو اور کچھ نہیں بنایا سب سے زیادہ روپیہ ان کھان کی چیزوں میں اجا

کو رفت یعنی میاتیل سے وصول ہوتا ہو لوگ اوسکو زمین سے تیس تیس پڑے گھر
 کوئی آہود کرنا کتے بن وہ وہاں چراغ روشن کرنا کیو کام میں آتا ہوسم وہاں
 بھی ہندوستان کیسے بنیں مگر اعدال کو ساتھ یعنی نہ تو وہاں بھی زیادہ سردی
 پڑتی ہو اور نہ کبھی سخت گرمی ہوتی ہو دار السلطنت وہاں کا ایمنوا جیسو انگریز
اودا اور وہاں الورن پور کہہ ہیں ۲۱ درجہ ۴۵ دقیقہ عرض شمالی اور ۹۶ درجہ طول
 شرقی میں ایراڈی کو بائیں کنارے آباد ہے اوسکی شہر پناہ دس گز بلند اور نہایت
 عمیق اور عرض خندق سے محصور ہے قلعہ مربع ۴۰۰ گز طول میں اور چوبیس ہی
 سو گز عرض میں ہے مکانات باہل چوبی ہیں خشتی سوای راجا کو اور کوئی نہیں
 بنا یا شہر میں ایک مندر بوندہ مذہب کا نہایت خوبصورت اور عالیشان
 ہے اور اُس مندر کو درمیان ایک مورت کو ترم کی آہہ گز بلند ایک سنگ مملکی
 بیٹھی ہوئی ہے ہی آدمی اوسمیں قریب ۳۰۰۰ کہ آباد ہیں لوگ وہاں خوش
 دل تیر مزاج اور بیعبر سے ہوتی ہیں ہندوستانیوں کی طرح سست اور چھوٹی نہیں
 ہوتی عورت وہاں کی شرم و حجاب نہیں کرتیں اور گھر کا سب کام اور محنت
 اونیہن کو دہہ ہے مرد مزی شہو پان چایا اور حقہ پیا کرتے ہیں درحقیقت اونیہن
 عورت کی زندگی لوڈیوں اور بانڈیوں سے بھی بدتر ہے علاوہ محنت مزدوری کر

وہاں کہ لوگ اپنی بہو بیٹیوں سے کسب بھی کروا تو ہین اور اسبات سے شرم نہیں
 لکھا تو بلکہ جو عورت جس قدر زیادہ روپیہ پیدا کر لاتی ہے اسی قدر اپنی گھر والوں
 میں نام پاتی ہے صورت شکل میں وہاں کہ آدمی چینیوں سے مشابہ ہیں عورت
 گوری ہوتی ہیں لیکن بھدی مرد پست تگٹھیا حجامت نہیں بنا تو ریش و برت
 کہ بال زنبور سے اوکھاڑ تو ہین سر سے مردوزن و دونوں لگا تو ہین شادی
 صغرس میں نہیں کرتا اور ایک عورت سے زیادہ نہیں بیاہتی مذہب بدہ کا
 رکھتے ہیں جان کشی اوس مذہب کے خلاف ہے لیکن وہ لوگ بلا تامل گوشت
 پھل کھا تو ہین اور شراب بھی نوش کرتے ہیں تاسخ کے معتقد ہیں اور اپنے
 مردوں کو آگ میں جلاتے ہیں زبان اون لوگوں کی مشکل ہے اور کسی دور
 نہیں ملتی حرف بھی اونکو گول گول خاص ایک طرح کے ہیں اور مثل ہندی ہیں
 سے وہی طرف لکھ جاتے ہیں کتابیں انکی تار کی تیرے بطور رہتی ہیں اور گاہ گاہ
 سوزی کہ بڑوں پر بھی لکھتے ہیں کتابیں نظم و نثر و تو قسم کی اوس زبان میں بکثرت ہوتی
 اونکی کہی کتابیں پر اگرت زبان میں لکھی ہیں طبع کا کام وہ لوگ خوب کرتے ہیں اور
 غلات اور ظروف گلی اور پارچہ ہارشی اور سنگ مرمر کی تصاویر اور جہاز بھی
 خوب بنا تو ہین بجایے پیر کو ان میں قرنی اور قرنی طبع میں آمدنی

بیرونی مین باغات انگریزی کپڑی سلاح ظروف فلزات اور رومال ریشمی بہت صرف
 ہوتے ہیں نکاسی کرمال مین ساگون وغیرہ نمبئی لاکڑیوں کی وہاں بڑی پیداہی
 سواری ازین دی لوگ روٹی کھر باہتھی دانت جو اہربان اور ایک قسم کی چروہ
 ایشیانی جو اوس ملک والو بڑی سچ سچ کھاتی ہیں چینیوں کو دیتے ہیں اور بالعموم
 اوسکو شہم ظروف فلزات نخل مرہ اور طبع طلائی اونسو لیتی ہیں عکدار مین
 راجا کی ہر تحصیل مین وہاں کاراجا جو کچھ کہ ملک مین پیدا ہوتا ہے اور جو کچھ
 کہ باہر سے آتا ہے جملہ کا وہیک لیتا ہے اور وہاں کا سید آئین ہے کہ جب کوئی لڑائی
 ہنگامہ آپڑے تو ملک کو تمام مرد راجا کی خدمت مین حاضر ہویں اور اسی
 جہت سے وہاں کاراجا لشکر عظیم میدان مین لاسکتا ہے لیکن ایسی جماعتیں
 کبھی نہیں کہہ سکتے جنگی کشتیاں بھی وہاں کو راجا نے بہت سی طیارہ کھی ہیں اور
 اکثر کار طلائی کیا ہوا ہے اور پانی مین بہت ہی عسرت سے چلتی ہیں اگرچہ وہم
 تو وہاں بھی سونو کا جاسی ہے لیکن معاملات اور مقدمات مین نہایت پر
 ہوتی ہے ایسا کہ فی مجرم نہیں جو بقدر مقدر نذرانہ داخل کرے سیرانی پناہ
 یہ بھی اوس ملک کا آئین ہے کہ جو بات متعلق راجا کو کہی جاوے اور ساتھ
 لفظ طلا کا ضرور استعمال کرنا چاہیے مثلاً ہلو کہتا ہے کہ راجا کو کان تک تیر بات

پہنچی یارا جا کی ناک میں عطر کی خوشبو گئی تو فرور کھنا پڑ گیا کہ سوئی کو کان تک
 یہ بات پہنچی اور سوئی کی ناک میں عطر کی خوشبو گئی وہاں کر راجا کا نشان
 ہنس ہر سب سے زیادہ تعجب کی بات اس راج میں یہ ہے کہ راجا کی سوار کا
 جو سفید ہاتھی ہے اور اس کا بھی مرتبہ راجا کے برابر سمجھا جاتا ہے اور اس ہاتھی کا دربان
 جدا ہی لگتا ہے اور اس کو دیوان وزیر منشی متصدی نقیب چوہدری علی محمد نوکر
 میں جو انجی وکیل کار دار وغیرہ راجا کو دربار میں جاتی ہیں ان کو اس ہاتھی
 کے دربر ذمہی مگر اراجا لاکر گذرنا نئی پڑتی ہے اور اس کو سہو کا مکان راجا کو محل کہ
 کچھ کم نہیں زر و فزی محل کی مسند اوسکی استراحت کیونستہ بچھائی جاتی ہے
 اور سوئی کو مرصع برتنوں میں اوکا کھانا پینا ہوتا ہے عطر دان پانڈان اور
 پکیدان بھی اوس کو دربر رہتا ہے وہاں کاراجا آدیکر کندھو براد کو موہنہ میں
 رومال کی لٹام دیکر بطور گھوڑی کو سوار ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اس ملک کو پہلا راجا لگدہ
 یعنی بہار سے وہاں گئے تھے اور سبات کو دیکر لوگ کچھ کم اڑھائی ہزار سال گذرے ہیں
 ہیں لگدہ میں سرحد پر سبب اون لوگوں کی زیادتیوں کو قریب... ہشتاد
 سرکاری فوج کی پوش ہوئی تھی اور دو سال تک برابر لڑائی ہوتی رہی ہے چند
 سبب سے اس نے اس ملک کو فوج پرکاری کے نہایت سلطان اور شاہی پڑ

لیکن آخر کار جب دشمن کو آدمیوں کو شکست دیتی ہوئی اور نشانِ فتح اور لڑائی ہوئی
 اور اسی کل دو منزل کو فاصلہ پر پینڈا بومین جادخل ہوئی تب ناچار راجا دے صلح
 کا پیغام بھیجا سرکار نے بھی اوس سے جرمانہ کو طور پر ایک کروڑ روپیہ خرچ جنگ اور
میںا سیرم یعنی موتل مین کا علاقہ دوام کر لیا بدین قرار کہ پہنچے راجا بھٹیا سرحدت
 کچھ زیادتی نہ کری اور رعایا کی سرکاری سوجاوسکو ملک میں تجارت کر لے جاوے سوسو
 محصول معمولی کو اور کچھ زیادہ طلبی نہ کری لیکر اپنی فوج اوسکو ملک سے مٹالی ۱۸
 میں وہاں کو راجا کو سر میں پھر خاشس ہوئی یعنی جب برخلان عہد نامہ کے اوسکو
 ناظم زرنگون میں سرکاری رعایا کو جہاز یون کو تنگ کر کے اوسکو زبردستی ۱۹
 لیے اور گورنر جنرل بہادر ذراون جہاز والون کار و سپرد پاس کروا کر لے کر
 اور اوس ناظم کو سزا دینی کیو اسطے راجا کو خط لکھا تو اسنو دو میں سے ایک کام
 بھی نکلیا ناچار سرکار نے فوج بھیجی اور وہ ملک بھی سمندر کو کنارے جواراگان اور
مٹو لین کو درمیان اوسکو قبضہ میں تھا اپنے دخل میں کر لیا نہ اوسکو پاس
 سمندر کو کنارے کوئی جگہ رہی نہ وہ پہر سرکاری جہاز والون پر زیادتی
 کر سکیگا بالآخر بھٹیا میں اراکان تو سرکار کو پاس پہلے ہی سوتھا اور مٹو لین
۲۰ سے اکی لڑائی میں لیا تھا اب اس ملک نومینی زرنگون چٹو وغیرہ کے ہاتھ آئے

سر ملک بڑھنھا کا حصہ مشرق چٹ گائو سے لیکر ملا گا کی حد تک خلیج بنگالہ کو کنارے
 بالکل سرکار انگریزی کا ہو گیا یہ سرکاری بڑھنھا تین کشتریوں میں منقسم ہر شمال
 آراکان کی کشتری جنوب مولین کی اور درمیان میں بنگو کی اور ان کشتریوں
 کو ماتحت مجسٹریٹ کلکٹوں کی طرح ڈپٹی کمشنریں آراکان کا کشتری آوا سے دو سو
 میل گوشہ مغرب و جنوب آگیا تین ہا ہا ہا مولین کا کشتری آوا سے چار سو میل
 جانب جنوب بائیں سمت گوشہ مشرق و جنوب مولین تین ہا ہا ہا اور بنگو کا کشتری آوا سے
 تین سو میل سمت جنوب بنگو میں رہتا ہا ہا بنگو سے ساٹھ میل جنوب آراکان کی کوئی
 کنارے بنگو تین میں ایک مندر سووم دنو کا ہشت پہل ۳۶۱ فٹ بلند بنا ہوا اور
 اوسکی چوٹی پر چتر آہنی طمع طلائی پچاس فٹ کے گھیرے کا چڑھا ہا ہا ہا دیوں
 مثل بوندہ ہستی دیکھ گوتے کہ اندر سے بے اور دروازہ اوس میں کہیں نہیں ہر

سیام

یہ ملک جسکو بڑھنھا کو آدمی سیام اور شان کہتے ہیں ۱۰ درجہ ۱۶ درجہ عرض
 شمالی اور ۱۰۶ ۱۵۵ سے ۱۵۵ درجہ طول شرقی تک چلا گیا ہا ہا حدود اوسکی سمت شمال
 و مغرب بڑھنھا جانب جنوب سیام کی کھاری اور طرف مشرق بنگو سے ملتی ہے
 قریب ۴۵۰ میل طول اور قریب ۳۶۰ میل عرض ہستین ۱۵۰۰ میل مربع

آبادی فی میل مربع ۱۶ آدمی کو حساب سے ۲۶۴۵۰۰ آدمی کی یہ ملک پہاڑوں
 کو درمیان ایک بڑا میدان ہے اور اسکو پنج میں پنجم نندی بہتی ہے برسات میں
 اکثر جگہ لیل ہو جائیکو باعث آب ہوا وہاں کی خراب ہوتی ہے لیکن زمین بار آور
 جو چیزیں بگاڑتے ہیں پیدا ہوتی ہیں وہ سب یہاں بھی ہو سکتی ہیں بلکہ چاول
 تو اس افراط سے شاید تمام جہاں میں کہیں پیدا نہ ہوتا ہو گا سو اسکو اولیٰ
 دارہی تہج پات گول مرج اور اگر بھی بہت ہوتا ہے میوجات میں منگوستیز
 آسم سے بھی زیادہ لذیذ ہے اسکو بڑھکر دنیا میں کوئی میوہ بہتر نہیں ہوتا گیدڑ
 اور خرگوش اس ملک میں معدوم ہیں کھان سے وہاں ہیرانیم یا قوت
 یشم لوہار انگا سیسا تانا اور سر مرہ نکلتا ہے اور فیون کا بلود جوڑ سے سونا بھی
 ملتا ہے مقتا طیس کا وہاں ایک پہاڑ ہے دار سلطنت اس ملک کا کاشگان
 ہے وہ شہر ۱۳ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض شمالی اور ۱۰ درجہ ۱۰ دقیقہ طول شرقی میں
پنجم نندی کو دو نو کناروں پر بسا ہے بازار وہاں کا بالکل پانی کو اور پیر پائش
 کو بڑی بنا کر اونہیں پر دوکان دار رہتے ہیں اور اپنا مال بیچتے ہیں بلکہ مکان
 بھی جو لوگ نندی کو کنارے بنا تے ہیں تو زمین سے بامس اور شہتیرین کارگر
 اتنا بلند کرتے ہیں کہ برسات میں طغیانی دریا سے غرق نہ ہو جاویں مکان

سب کاٹھ کر ہو تو بین اور اون میں جان کر لپیٹیں ہی ضرور چاہیں تو اس شہر
 میں سڑک بالکل نہیں ہے لوگ گھوڑے گاڑیوں کی عوض ایک ایک چھوٹی سی
 کشتی اپنے گھروں میں باندھ رکھتے ہیں اسی سے سب کام نکل جاتا ہے آبادی اس
 شہر کی قریب ہم آدمی کو ہر نامی مندراس شہر کا دستوفت بلند ہوگا
 چلن اور مذہب اس ملک والوں کا برہمن کا آدمیوں سے بالکل ملتا ہوا خون
 یہ لوگ نہیں ترشواتی اور حکیم اونکو اگر بیمار کو آرام نہیں تو اس سے کچھ بھی
 نہیں لیتی زبان انکی جدا ہے اور گاڑی بجائے گاڑی اشوق کھتے ہیں یہ لوگ
 تجارت کی واسطے اپنے ملک سے باہر نہیں جاتے غیر ملک کے آدمی باہر سے بھی
 مال لاتے ہیں اور وہاں کا بھی مال باہر لے جاتے ہیں راجا خود تجارت کرتا ہے
 بدون اسکی اجازت کو رائگاں ہاتھی دانت سیسہ وغیرہ کا کوئی بھی نہیں
 کر سکتا وہاں کے آدمی سونیکر طبع خوب بنا تو ہیں اور بڑی بھلی باروت بھی
 اپنے کام لایں تیار کرتے ہیں یہاں کاراجا لائی کو واسطے اپنی رعیت کو
 اسی طرح جمع کر سکتا ہے جس طرح برہمن میں دستور ہے *

ملاکا کا جزیرہ منا

جسے وہاں کے لوگ ملیہ کہتے ہیں ایک درجہ ۲۲ دقیقہ عرض شمالی سے

لیکر درج تک چلا گیا ہے وہ تین طرف دریا شور و گھبراہٹ اور چوتھی طرف یعنی
 شمال کو اور سو گرا نام گردن زمین بر جھٹکے ملک سے ملتا ہے طول و سکا ہے
 ۸۰۰ میل اور عرض قریب ۲۰ میل ہو دیکھا اس ملک میں چھوڑ چھوڑ کئی
 راج ہیں بنگالی پھل گول مرجھندل سپاری اور چاول وہاں افزا ہے ہوتا
 منگوستین میو جات کا بادشاہ ہے بھیر بیل اور گھوڑی کم ہوتی ہیں پھینس بہت
 رانگھا کھان سے نکلتا ہے اور نڈیوں کا بالو دہوڑی سے سونا بھی ملتا ہے اب ہوا ہے
 اور خاص نکلا کر ضلع کی تو بہت ہی خوب اور امراض سے پاک ہے اکثر صاحب
 لوگ بیماری میں وہاں ہوا کھانے جاتی ہیں لیکن زمین بار آور نہیں ہے آبی وہاں
 ملائی کھلاتی ہیں اور لوٹ مار میں نہایت چالاک اور دلیہ ہیں سمندر میں جا کر
 بہا زون کو لوٹ لیتی ہیں سواری اس کا گینہ بھی دل میں از بس سکھتی ہیں اور جب
 کبھی گھات پاتی ہیں دشمن سے عرض لے دین نہیں سہ سے مسافروں کو ساتھ
 اکثر دغا کرتی ہیں لیکن سب ایک سے نہیں ہیں کتنی ہی اونٹیں ہے اور با اخلاق
 بھی ہوتی ہیں پہاڑوں میں ایک قوم صحرائی اسطرح کی آباد ہے کہ اسکی صورت
 حبشیوں سے ملتی ہے رنگ سیاہ ہوٹھ موڑنا کہ چھٹی بال کہہ گھر والی کہہ قد میں
 بہت ہی پست ڈیرہ گز سے زیادہ بلند نہیں ہوتے تنگ دھڑنگ گلوٹ

پھر کر کے تہین اور پنج دہن و نثر صحرائی یا شکار سے اپنا شکم پر کر کے تہین اس
 ملک کے آدمی قمار بازی بہت کرتے تہین مخصوص مرغ کی لڑائی میں یہاں تک
 کہ اپنی جو روٹ کے اور بدن کے کپڑے مار جاتے تہین ایفون بہت کھاتے
 تہین اور بعض وقت اُسکے نشہ میں دیوانے بکر بڑی خوابان کرتے تہین
 حاکم وہان کا سلطان کہلاتا ہے قوم کاستی مسلمان ہے شہر سے آٹھ تک وہان کے
 راجا ہندو تھے زبان میں اُنکی بہت سے الفاظ عربی اور سنسکرت کے
 مشتمل تہین اور حروف اوکے عربی سے موافق تہین جہاز اور کشتیاں ہو لوگ بہت
 خوب بناتے تہین لونگ جابے چھل کالی مرج موم سید ساگورا کھا تھی دانت
 وہان سے ملکوں کو جاتا ہے اور ایفون ریشم وغیرہ وہان باہر سے آتا ہے
 دارالسلطنت وہان کا ملا گا ۲ درجے ۳ اور قیضے عرض شمالی اور ۱۰۲ درجے
 ۱۲ قیضے طول شرقی میں دریا سے شور کنا سے پر آتا ہے یہ شہر خاص
 ملا گا کے ضلع کے ساتھ سرکار کے قبضے میں ہے وسعت اوس ضلع کی قریب
 ۱۰۰ میل مربع کے ہو گی سا ۱۶ میں اوسے پر نکال والون نے
 مسلمانوں سے لیا تھا سا ۱۶ میں اوسے دج لوگوں نے فتح کیا اب
 سا ۱۶ سے انگریزوں کے قبضے میں ہے ملا گا کو گوشہ مشرق و جنوب ۱۲۰

میل کے تفاوت و سنگھٹوڑ اور گوشہ مغرب و شمال ۲۴ میل کے فاصلے سے

پوئی پٹیانگ یہ دونوں جزیرے بھی سرکار انگریزی کو دخل میں اور ملاکائی گوزری

کے تابع ہیں سنگھٹوڑ ۲۹ میل اور پٹیانگ ۵۰ میل طول میں ہے سنگھٹوڑ

کی آب و ہوا بہت خوب ہے انگریز پٹیانگ کو وٹس کے شانہ و سہ کے

نام سے پکارتے ہیں اور ہندوستانی ان جزیروں کو کالاپانی کہتے ہیں

بھاری گنہگار قیدی قید رہنے کے لیے ان جزیروں میں بھیجے جاتے

ہیں بہ سبب خوبی آب و ہوا کتنے ہی صاحب لوگ وہاں جا رہے ہیں

اور بہت کوٹھیاں اور بنگلے بن گئے ہیں جو

کوچین

وہاں کے بادشاہ کے قبضے میں تین ملک ہیں کوچین ٹانگنگ یا

ایٹم اور کٹوچ جسے انگریز کٹوچ دیا کہتے ہیں کٹوچ ۸ درجے سے ۱۰ درجے

عرض شمالی تک اور کوچین ۸ درجے سے ۱۸ عرض شمالی تک اور ٹانگنگ

۱۸ درجے سے ۲۳ درجے عرض شمالی تک ۱۰۵ اور ۱۰۶ درجے طول

شرقی کے درمیان میں چلا گیا ہے جانب شمال اور کوچین ہے جنوب اور

مشرق سمندر جانب مغرب اسکی سرحد سیام برمچھا اور کوچین سے ملی ہے و

ان ملکوں کی قریب دیر ۱۰ لاکھ میل مربع کے ہر اور آبادی فی میل مربع
 ۹۳ آدمی کے حساب سے ۱۳۴۵۰۰۰۰ آدمی کی ہر اس ولایت میں
 میدان اور پہاڑ دونوں میں ندی سب میں بڑی کتبوع کی ہر چین کے
 ملک سے نکل کر سات سو کو س بہنے کے بعد دریاے شور میں گرتی ہر
 پیدائش وہاں بھی اونچین ملکوں کی سی ہوتی ہر کہ جنجالیان اوپر لکھا گیا
 بیل وہاں بہت کم ہر کھینسون سے چلاتے ہین بھڑ اور گدھا بال
 نہیں ہوتا ہاتھی بہت بڑے ہوتے ہین کھان سے لوہا چاندی
 اور سونا نکلتا ہر زمین بار آور ہر سال میں دو فصلین وہاں کی پیدا ہوتی
 ہین بیٹو وہاں کے بادشاہ کا دار السلطنت ایک ندی کے کنارے
 پر آباد ہر اور قلعہ کے درمیان بہت عمدہ بادشاہی محل اور ایک مندر بنا
 کہتے ہین کہ وہ قلعہ بہت مضبوط ہر اور دو ہزار توپین اوپر چڑھی ہوتی ہین
 آدمی وہاں کے سپت قدا اور گھلی اور چالاک اور مضبوط ہوتے ہین بجا
 پگڑی اور نصف رانوں تک کی لمبی آستین والے کرتے پہنتے ہین
 بال لمبے اور چوڑے کے طور پر بندے رہتے ہین عورتین سر پر ٹوپی
 رکھتی ہین جو تاکوئی نہیں پہنتا محنت کا کام اکثر عورات کے حصے میں

آتا ہے یہاں تک کہ بیچارے ہل جوتی ہیں اور کشتی کھیتی ہیں مٹی سے دانت
 کالے اور پان سے ہوٹھ لعل مرد اور عورت دو نوڑ کھتے ہیں ہاتھی کا
 گوشت یہ لوگ بہت مزے سے کھاتے ہیں زبان وہاں کی چینی سے
 ملتی ہے اور مذہب بدھتہ کا ماننے ہیں جب کسی کا کوئی مرتا ہو تب اسے
 دو برس تک صندوق میں بند کر کے گھر میں رکھتے ہیں اور ہمیشہ اس کے
 سامنے گانا بجانا ہو کر تا ہی بھوک بھی چڑھاتے ہیں اور لوگ بھی اس کی
 زیارت کرتے ہیں پھر دو برس بعد اس کو بڑی دھوم دھام سے تین
 مین گاڑتے ہیں کاریگر وہاں کے چینیوں کی طرح بہت چالاک اور
 ہوشیار ہیں خصوصاً ریشم طیار کرنے میں آمدنی وہاں بنا تھیں
 شور اگنڈھک سیسا چاے ریشم افیون اور گرم مصالح کی ہے اور نکاس
 وہاں سے ریشم گھاس کے کپڑے صدق کی چیزیں چٹائی ہاتھی دانت
 کچلا آبنوس دارپسینی وغیرہ کا ہوتا ہے فوج وہاں کے بادشاہ کی قز
 چاس ہزار کے ہوگی سو اسے ازین جب ضرورت ہو تو وہ اپنے ملک
 کے تمام آدمی اٹھارہ برس سے ساٹھ برس تک کی عمر کے بیچار
 میں چاہے جس خدمت پر بھیج سکتا ہے اور آدمی وہاں کے بلا اجازت

بادشاہ کی اپنی ملک سے کہیں باہر نہیں جاسکتے کسی زمانے میں یہ ملک
چین کے بادشاہ کے تابع تھا۔

چین

سابق میں اس ملک کے درمیان ضلع ضلع کے علیحدہ علیحدہ راجات تھے
اور ہمیشہ باخود ہار اُبھرا کرتے یہاں بادشاہ جسے اون سب چھوٹے چھوٹے
راجاؤں کو اپنے قابو میں کر لیا چین ہوان ٹی تھا کہ جسکو قریب دو ہزار
برس کے گذرے ہیں اس بادشاہ کی اولاد خاندان چینی کہلانی اور اسی
خاندان سے وہ ملک چین کہلایا وہاں والون کے تلفظ میں یہ لفظ
تسین ہے کہ جسکو عرب والے صدین بولتے ہیں اور انگریزی میں
چائیا کہتے ہیں یہ ملک ۴۰ درجے سے ۵۵ درجے عرض شمالی تک و
۶۰ درجے سے ۱۴۲ درجے طول شرقی تک چلا گیا ہے اور اسکے جانب مغرب
توزان مشرق پانچی فک سمندر جانب شمال ایشیا ہے روس اور مت جنو
ہما کیہ کاہار برٹھیا اور گوجین کا ملک ہے طول اوسکا مشرق سے طرف
مغرب قریب ۴۰ میل کے اور عرض شمال سے جنوب کو قریب ۴۰
میل کے ہے اور وسعت کچھ کم بیش..... ہریل مربع ہوگی اگرچہ حقیقت

میں اس وسعت کے درمیان چارک آباد ہیں یعنی اصلی چچین تبت
 نامہ جسے ماچین اور ماچین بھی کہتے ہیں اور کوریا کا جزیرہ لیکن
 ایک بادشاہ کے ماتحت رہے بسبب یہ ایک ہی نام سے یعنی ملک
 چچین پکارے جاتے ہیں اصلی چچین طرف شمال نامہ سے ملا ہے اور
 اوسکے جانب مشرق اور جنوب پارتی تک سمندر کی کھاڑیاں ہیں نام
 اونکا پٹی پٹی اور چچین کی کھاڑی ہے اور جانب جنوب کو چچین اور برصغیر
 سے اور مغرب برصغیر اور تبت سے گھرا ہے اور ۴۱ سے ۴۱ درجے
 عرض شمالی تک اور ۴۹ درجے ۴۲ دقیقے سے ۱۲۲ درجے ۵۳ دقیقے
 طول شرقی تک چلا گیا ہے اور سمین ۱۸ صوبے ہیں بہتر سے اونہیں جنوب
 بنگالہ سے بھی بڑے اور زیادہ آباد ہیں تبت پہاڑیہ کے جانب شمال
 ہے اور اس پہاڑ کے دامن میں ۱۸ درجے سے لیکر ۱۰۰ درجے طول
 شرقی تک اور ۲۸ درجے سے ۳۵ درجے عرض شمالی تک چلا گیا ہے
 وہ طول میں مشرق سے مغرب قریب ۱۳۰۰ میل کے اور عرض میں
 شمال سے جنوب قریب ۲۵۰ میل کے ہے نامہ جو ۳۵ درجے سے
 ۵۵ درجے عرض شمالی تک اور ۴۲ درجے سے ۱۲۲ درجے طول شرقی

تک چلا گیا ہے قریب ۵۰۰ میل کے مطول اور ۲۰۰ میل عرض ہو گا جانب
 شمال الٹائی کا پہاڑ اور سکوروس سے علیحدہ کرتا ہے جنوب تبت ہے
 مغرب کی طرف توران واقع ہے اور مشرق کی طرف اصلی چین اور دیبا
 شور سے گھرا ہے کوریا کا جزیرہ نما جو اصلی چین کے گوشہ مشرق و شمال
 میں ۳۴ اور ۳۳ عرض شمالی اور ۱۲۳ اور ۱۳۰ طول شرقی کے درمیان
 میں واقع ہے قریب ۷۰۰ میل کے مطول اور ۲۰۰ میل عرض ہو گا اور
 تین طرف سمندر سے اور چوتھی یعنی جانب شمال تاتار سے گھرا ہے
 سوائے ان ملکوں کے بہت سے جزیرے بھی قریب ہی یابوسی کے
 سمندر میں فارموسا اور کیوکو وغیرہ وہاں کے بادشاہ کے دخل میں
 ہیں یہاں تک کہ اوسکی رعیت اوسکو خوش آمد کی راہ سے دس ہزار
 جزیروں کا مالک پکارتی ہے یہ ملک دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ
 آباد ہے تیس کروڑ آدمی اوس میں بستے ہیں کہ جو دنیا کی آبادی کا تیسرا
 حصہ ہوتا ہے اور فی میل مربع ۶۰ آدمی پڑے ہیں لیکن اس تیس کروڑ
تبت تاتار اور کوریا میں پورے کروڑ بھی نہیں بستے اور اصلی چین
 کی آبادی فی میل مربع ۷۷ آدمی کی قیاس کرتے ہیں یہ سلطنت اتنی

قدیم ہو کہ اوسکی ابتدا سے کوئی بھی صحیح تہذیبیں دیتا مگر لوگ خیال کرتے
 ہیں کہ طوفان سے تھوڑے ہی دنوں بعد یہ سلطنت قائم ہوئی ہندو کے
 شاسترون میں بھی اس ملک کا چرچا بہت جگہ لکھا ہے اور دوسری قوموں کی
 قدیم کتابوں میں بھی جہاں کہیں اوسکا بیان ہے بزرگی اور عزت ہی کے
 ساتھ کیا ہے اس ملک کے آدمی کشمکاری کرنا اور ریشم بنانا قدیم الایام
 سے جانتے ہیں مضافیس کا اثر انھیں لوگوں نے ظاہر کیا۔ یہ
 علم میں دے لوگ بہت دل دیتے ہیں گانوں کا نوین بادشاہ کی طرف سے
 مدرسے مقرر ہیں انہیں لکھنا پڑھنا حساب اور علم اخلاق سکھایا جاتا ہے
 اور لڑکوں کو آٹھ برس کی عمر ہوتے ہی اوتکے مابا پ و ماں بھیجتے
 ہیں اوس ملک میں غریب اور امیر لکھنا پڑھنا سب جانتے ہیں اکیس اور
 کیما گری اس واہیات کی بنیاد بھی اوسی ملک سے نکلی بتلاتے ہیں نجاب
 شمال اور مغرب یہ ملک کوہستان ہے باقی تمام جگہ ہموار میدان اور ندی
 نالے اور نہروں کے پانی سے بالکل سیراب کھڑیا کے درمیان میں
 پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے سمت جنوب تو بار آور اور آباد ہے لیکن شمال وہ
 جزیرہ منابھل شور اور ویران ہے نارا کی زمین گردنواح کی ولایتوں کے

بہ نسبت بلند ہے اور میدان اس کے درمیان بہت بڑے بڑے شاخوں کا

پتھر جسے گوئی یا گوبی بھی کہتے ہیں قریب ۱۰۰ میل کے طویل ہے اور

اوس میں اکثر سیاہ ریگستان ہے۔ تانا کی زمین اکثر ویران اور کف دست

پانی سے خالی ہے زمین تبت کی بھی تانا کی طرح بلند ہے لیکن اس میں

میدان کم اور کوہستان زیادہ اور درختوں سے دو نو خالی اس ملک

میں آبادی نہایت کم ہے اور غلہ بھی کم پیدا ہوتا ہے کوہ گیلاس جسے

ہندو لوگ مہادیو کے رہنے کی جگہ بتلاتے ہیں رہمانیہ کا ٹکڑا تبت کے

ملک میں سمندر سے تیس ہزار فٹ بلند ہے وہاں کے پہاڑ اکثر نہایت

بلند اور دو از دو ماہ برف سے ڈھکے رہتے ہیں چین اور برصغیر کے

درمیان میں ہمالیہ کی ایک شاخ دریائے شور تک چلی گئی ہے جو ن

طرف مشرق بڑھی اپنی ہوتی گئی ندیان چین میں کثرت سے ہیں لیکن

ہوانگ ہو اور یانت سی کائین مشہور اور بڑے دریا ہیں ہوانگ ہو

توتبت اور تانا کے درمیان تھکو پہاڑ سے کلکڑ ۲۶۰ میل نہیں کے بعد

دریائے شور میں گرتی ہے اور یانت سی کائین تبت سے کلکڑ ۲۳ میل

نہیں کے بعد نان کین شہر سے کچھ دور آگے بڑھ کر ہوانگ ہو سے

لمجانی ہوران میں بہتری چھوٹی چھوٹی ٹنڈیوں کا پانی آتا ہے اور ان سے
 کتنی ہی نہریں کاٹی گئی ہیں کہ جنسے کھیتیاں بھی سبھی جاتی ہیں اور
 تری کی راہ بھی کشتیوں کی آمد و رفت کی واسطے کھلی رہتی ہے بادشاہی
 نہر کا ٹنڈی کے پاس سے چکن تک فریب آٹھ سو میل کے مطول
 ہوگی عرض میں ایک سو فٹ ہو اور گہری ۱۰ فٹ ۴ موڑ تری جسے
 ساگھالین بھی کہتے ہیں ۲۰۰ میل تیار سے بہ کر ساگھالین کے
 جزیرے کے ساتھ سمندر سے مل گئی ہے جھیلین چن کے ملک
 میں بہت صاف خوشناب صافی سے بھری ہوئی نہایت دلپسند
 اور لطیف جگہوں میں ہیں خاص کر ٹنگ کی جھیل کہ جسکے چاروں طرف
 پہاڑ اور جنگل واقع ہے تیار میں نور زیان جھیل ۵۰ میل لمبی اور ۴
 میل چوڑی اور پلنگ سہی جھیل ۲۰۰ میل طول میں اور ۱۰۰ میل عرض
 میں ہے ریت میں کھلاس اور ہمالیہ کے درمیان مان سر دوز اور
 راوترہ جھیل وہاں والے مانا یا مان تلامی اور راکس نال کہتے
 ہیں دو جھیل ہیں مان سر دوز قریب ۵ میل کے طویل اور گیارہ میل
 عرض ہے اور پیدک اور بو دھو و نو مذہب والو نکا پرستش گاہ ہے

زمین چین کی بار آورہی وہاں کے آدمی کھیتوں کے سنبھنے اور کھات
 سے درست کرنے میں بڑی محنت کرتے ہیں چاول افراط سے پیدا ہوتا
 ہی اور اکثر اوس ملک کے آدمیوں کی وہی غذا ہی فصل اسکی سال میں دو
 اور کہیں کہیں تین بھی پیدا کر لیتے ہیں گہوں وغیرہ غلے اور طرح طرح کے
 پھل پھول بھی خوب پیدا ہوتے ہیں لیکن سب سے بیش بہا چیز خاص
 اوس ملک کی پیدائشوں میں چائے ہی دو طرح کے درخت وہاں ایسے
 پیدا ہوتے ہیں کہ اون میں سے دو چیزیں موم اور جربی کی طرح نکلتی ہیں
 اور بتی بنانیکے کام آتی ہیں کافور کے درخت بھی وہاں بہت ہوتے
 ہیں کاٹ کاٹ کر گھاس کے ساتھ لومیسی دیگوں میں اونکا منہ بند کر
 اگ پر چڑھا دیتے ہیں کچھ دیر بعد کافور اون درختوں کے پتے
 اور ٹھنڈیوں سے جدا ہو کر گھاس میں منجمد ہو جاتا ہے (۱) چین کے
 جنگلوں میں ہاتھی گینڈے ارنے شیر بڑگا و صحرائی
 اور ہرن وغیرہ کی افساد ہے اور اہلی جانوروں میں

(۱) سمندر اور فور جو میں تہ درخت کے درمیان بجائے منجمد کافور رہتا ہے چاک کر کے

رنگال لیتے ہیں جو ش نہیں دینا پڑتا ۱۲

گھوڑے کے سورمخ اور بطاوغیرہ شمار کیے جاتے ہیں آہوئے مشک
 پاک یعنی سرگاکے بھیر شمال کی کبری اور خرصحرائی تربت میں ہوتے
 ہیں اور گورخر تانار میں کھان سے چھین میں سونا چاندی تانبا لوہا پارا اور
 کئی قسم کے جواہر نکلتے ہیں گوریا میں سونے چاندی دونوں کی کھان
 ہے اور سمندر سے موتی نکالتے ہیں تربت میں نمک سہاگ اور شجر
 کی کھان ہے اور سونا بھی کئی جگہوں سے نکلتا ہے حصہ شمال اس ملک کا سرد
 ہے لیکن آب و ہوا جنوب کی بھی جو گرم سیر ہے بہتر بتاتے ہیں تانار کے
 درمیان گرمیوں کے ایام میں شدت سے گرمی اور سرما میں سخت
 سردی پڑتی ہے تربت میں سردی حد سے زیادہ ہوتی ہے اور ہوا ہانگی
 نہایت خشک ہے چچین کی وار السلطنت کا نام بچین یا چچین ہے وہ
 ۴۰ درجے عرض شمالی اور ۱۱۰ درجے طول شرقی میں بچیس میل کے
 گردیکا آباد ہے اور اسکی شہر تباہ تیس فٹ بلند ہے نو دروازے اور سینہ بہت
 خوبصورت ہیں اور اس کے درمیان بادشاہی ایوان نہایت باشان ہے
 بہن راستے راست اور کشادہ ہیں اور نہر اس کے درمیان سے روان
 ہے لارڈ میکارٹنی صاحب اس شہر میں تیس لاکھ آدمی کی آبادی تصور کرتے

ہین انسد اور سرت کیواسطے وہاں حکم ہو کہ بعد شام بے روشنی لیے کوئی
 گھر سے باہر نہ نکلے شہر کے بچوں میں ایک تالاب کو س ایک طویل
 اور کچھ کم عرض بہت عمدہ بنا ہے اوسکے چہار طرف بید مجنون کے درخت
 لگے ہین اور درمیان میں ایک ٹاپو ہے اوسپر ایک مندر بنا ہے اور پل
 اوس تالاب کے اوپر سنگ مرمر کا بنا ہے تالاب میں پلار قدر تک ہے
 ۲۴۰۰ میل مغرب اور کاشغر یا قند سے ۵۰ میل گوشہ مغرب و شمال کو
 مشہور ہے ہین تبت کا شہر عظیم لاسا چنگین سے ۸۰۰ میل بطرف گوشہ
 مغرب و جنوب ہے لاکر اوس جگہ رہتا ہے وہ شہر قریب چار میل کے
 طویل اور ایک میل عرض ہے وسط شہر میں ایک بہت بڑا مندر بنا ہے
 اوسپر تمام کار طوائی کیا ہے آدمی کی بنائی ہوئی تعجب کی چیزوں سے
 اس ملک میں ایک بہت بڑی دیوار ہے یہ دیوار اصلی چین کی حد جنوب
 پر ہے پندرہ سو میل یعنی ساڑھے سات سو کوس سے زیادہ طویل اور تیس
 فٹ سے لیکر تیس فٹ تک بلند ہے اور چوڑی بھی اتنی ہے کہ اوسکے اوپر
 چہ سوار برابر رکاب سے رکاب ملا کر چل سکتے ہین اور سو سو گز کی نفائت
 پر بچ رکھے ہین جہاں پہاڑ اور دریا درمیان میں آگے ہین وہاں بھی اس

دیوار کو ان پر پل باندھ کر لگیے ہیں یعنی خاں اور زندیوں پر پل بنایا ہے اور پھر
 پل کے اوپر دیوار اٹھائی ہے چینی کا مینار یا نٹ ہی کائین کے وہ سنے کنار
 نان کرج کے شہر میں ہشت پہل دو سو فٹ بلند بنا ہے اور اس کا قطر ہم فٹ ہوگا
 اور اوہ میں نو درجہ ہیں اور پر چڑھنے کے لیے ۸۸۴ ذینے لگے ہیں
 وہاں والے اسکی لاگت اسی لاکھ بتاتے ہیں آدمی اصلی چین کے خود
 بڑے سید دل حاسد کی کینہ و درجہ لاک محنتی تحمل عظیم اور خوش اخلاق ہو
 ہیں پھرے اونکے زر و پیشانیان بلند کھنچن جھوٹی بال کاسے عورت کے
 پیر کے چوٹ کا چھوٹا ہونا اس ملک کی خاص اور مشہور باتوں سے ہے
 جس قدر جس عورت کے پانو کا چھوٹا ہوتا ہے اتنی ہی وہ حسین شمار
 کیا جاتی ہے یہاں تک کہ اس ملک میں زنانے جو تے چار پنج سے زیادہ
 لمبے نہیں بنتے یہ رسم وہاں ہزار سال سے اجرا ہے روایت کرتے ہیں
 کہ ایک بار عورت نے متفق ہو کر بادشاہ پر حملہ کیا تھا جس سے یہ آئین
 جاری ہوا صغیرین ہی میں اونکے پیر کے پنجے ایسے کسک پٹھوں سے
 باندھ رکھتے ہیں کہ پھر بڑے ہونے پر وہ بڑھنے نہیں پاتے اور
 یہی سب ہے کہ گو وہاں کی عورت حجاب نہیں کرتیں جالی غفون میں موٹہ

کھوسے بیٹھی رہتی ہیں لیکن با این ہر مکان کے باہر کم فطرتی ہیں کیونکہ بانو
 کا پنجہ چھوٹا ہونے سے چلنا پھرنے اور نگو بہت مشکل ہے لڑکیوں کو وہاں والے
 بھی مثل اجوڑوں کے ہلاک کر ڈالتے ہیں لآ بہت کم مذہب چینیوں کا بود
 ہے گوشت چینی کے بادشاہ کی عکداری میں سب کھاتے ہیں دیوی دیوتے
 کی وہاں ہندوستان سے بھی زیادتی ہے ایسا پہاڑوں جنگل ضلع گھر اور
 دوکان کوئی نہیں کہ جس کا ایک علیحدہ دیوتا مقرر نہ ہو بلکہ گرجنا چکنا برناگ
 غلہ دولت پیدائش مرگ چچک دریا جھیل طیور مچھلی جانور وغیرہ کے بھی علیحدہ
 دیوتا ہیں ایک پادری مہاشے کے راہ سے کہتا ہے کہ چینیوں کے دیو
 ریگ دریا سے بھی زیادہ ہیں دسے لوگ نجوم اور شغل پر بھی برا متعنا
 رکھتے ہیں بودھ مذہب کے مطابق تناسخ سچ جانتے ہیں اور جان کشی کرنا
 بہت معیوب جانتے ہیں اوس مذہب میں پانچ مہاداگ مندر جو ذیل میں
 جان کشی مت کرو چوری مت کرو جھوٹے مت بولو شرک مت پو اور جو ہر متقی بنو
 تو شادی مت کرو اہل سلام بھی اوس عکداری میں بکثرت رہتے ہیں ناما
 کے لوگ خونخوار جنگ جواز و منس اور سکار دوست ہیں گھوڑے بہت
 رکھتے ہیں اور گا گوشت بھی کھاتے ہیں اور گھوڑیوں کا دودھ بہت غبت سے

نوش کر رہے ہیں دسے گا نوا و شہ ہوں میں نہیں رہتے جہاں چرائی
 بہتر اور پانی نزدیک پائے ہیں اوسی مقام پر چند روز کے لیے اپنی بھیر ط
 بکری اور چھکڑے لجا کو خیمے کھڑے کر دیتے ہیں کوئی اونٹن سے لپنے
 مردوں کو آگ میں جلاتا ہے کوئی زمین میں دفن کرتا ہے کوئی کتون کو کھلاتا
 ہے اور کوئی تراش تراش کر آبی کھا جاتا ہے ترتیب کے آدمی جھنٹی اور صا
 بین اللاد میت کی بوباس کم رکھتے ہیں دسے ہمیشہ گرم پوشاک پہنتے
 ہیں گرمی میں صرن اونی اور جاڑوں میں پوتین سمیت چین کے آدمی
 تیراندازی میں اوستاد ہیں کریون پر بیٹھے ہیں اور میز پر کھانا کھاتے ہیں
 کابٹے کی جگہ دو باریک باریک سلٹیاں فیلڈندان یا نقرہ و طلا کی رکھتے
 ہیں اوسی سے اوٹھا اٹھا کر کھانا کھاتے ہیں ہاتھ ہنیں لگاتے کھانا بہت
 قسم کا پکھاتے ہیں بجالو کے پتے گھوڑیکے تم چوپایوں کے گھڑ اور
 چڑیوں کے آتش یا نون تک اونکے شوربے میں کام آتے ہیں شاذ چیز
 ایسی دنیا میں ہوگی کہ جسے چین کے آدمی نہیں کھاتے امیرون کے
 مکان کی دیواریں اطلس وغیرہ میں قیمتی کپڑوں سے منڈھی رہتی ہیں اور
 اونپر علم اخلاق کے مسائل نہایت خوبصورتی سے لکھے رہتے ہیں چین

سر کے اوپر بالوں کا بڑا باندھلکا اور سین بھول لگا تے ہیں اگرچہ وہاں بیوہ
 کو دوسری شادی کرنا اختیار ہے لیکن تاہم نکرنا طبری عورت کی بات ہے سہمی
 میں وہاں کے غریب نے میدان بھی سوسے تے ہیں چلے اور تاکو لوگ بہت
 پیٹتے ہیں یہاں تک کہ ہر ایک شخص ایک زرد وزی بٹو اتما کو سے بھرا ہوا
 کمزین لکھا ہے بلکہ عورت بھی تنباکو پیتی ہیں پوشاک وہاں والوں کی لمبی آستینوں
 پیراہن پاجامہ پوسٹین اور چٹا ہے لیکن ٹوپیاں مردوں کی اتنی چوڑی
 ہوتی ہیں کہ بارش میں چھتری کی کچھ ایسی احتیاج نہیں پڑتی بلکہ ایک
 چھوٹی سی ہمیشہ سبکے ہاتھ میں ہوتی ہے یا تین ہاتھ کے ناخن ہانکے لوگ
 نہیں تراشے بڑھائے رہتے ہیں تاکہ لوگ ان کو محنتی مزدور سمجھیں پتنگ
 اور انیکا نہایت شوق رکھتے ہیں لاکھوں آدمی وہاں اپنے گھر بار سمیت کشتیوں ہی
 پر گزار کرتے ہیں اور رات دن پانی ہی میں یو دو باش رکھتے ہیں ایک قسم
 کی چڑیا کو ایسا دھاتے ہیں کہ وہ پانی میں سے مچھلی پکا کر انھیں لاتی
 ہواں چڑیوں کے گلے میں چھلے پڑے رہتے ہیں تاکہ مچھلیوں کو گلے نہاؤ
 جب ہزاروں چڑیاں اس طرح کی ایک بارگی چھوٹی ہیں تو دیکھتے ہی دیکھتے
 سنگاری کے روبرو مچھلیوں کا انبار لگ جاتا ہے زبان مشین میں رستی ہیں

اور تانازر کے درمیان ہوتی تھیں اب یہ رسم قبیح بہت دنوں سے موقوف
 ہو گئی زرد رنگ وہاں بادشاہ کا ہی یعنی اس رنگ کا کپڑا سواے بادشاہ
 کے اور کوئی نہیں پہننے پاتا جس کسی کے پاس اس رنگ کا کپڑا دکھائی
 دے او سکوزور شاہزادوں سے خیال کرنا چاہیے چینی لوگ اپنے مردوں کو
 زمین پر رکھ کے اوپر سے قبر بنا دیتے ہیں اکثر وہاں کے آدمی اپنے بزرگوں
 کی لاش کو مصباح لگا کر مدت تک صندوق کے درمیان گھر میں رکھ چھوڑتے ہیں
 جو ہو وہاں کے آدمی اپنے بزرگوں کو بہت مانتے ہیں اور سالہا سال تک یاد
 رکھتے ہیں بسبب علم کی قدر ہونیکے وہاں کے آدمی پڑھنے لکھنے میں بڑی
 محنت کرنے ہیں میں گانز لکھتی ہے کہ ایک غریب کالا کا جو تمام روز
 اپنے والدین کا شکم سیر کر نیکے لیے کام کرتا تھا اور سفر بھی مقدور نہ تھا
 تھا کہ رات کو چراغ روشن کر نیکے لیے بازار سے تیل خریدے تو وہ کیا کام
 کرتا کہ جنگلی سے کرم شبتاب پکڑ لانا اور اونکو باریک کپڑے میں رکھ کر انھیں
 کی روشنی سے کتاب پڑھا کر تا اور اسے طرح پڑھتے پڑھتے کچھ عرصے
 میں ایسا فاضل ہوا کہ بادشاہ نے اوکو اپنا وزیر بنایا الغرض وہاں علم کا
 بڑا چرچا ہی ایسا تھا کہ کوئی ہو گا جو لکھتا پڑھتا نہ جانتا ہے جبے تانازیون نے

چین کو فتح کیا وہاں والے اونسکے حکم پر جب تمام سر کے بال مونڈوا کر صرف ایک
بتلی سی چوٹی بڑیک لمبی رکھتے ہیں چین میں سپاہی کی نسبت نمشی کی عزت بہت
زیادہ ہے اور وہاں والے مہاجن اور سوداگر کی نسبت کسان اور زمینداروں کی
بڑی منزلت کرتے ہیں یہاں تک کہ سال میں ایک روز خود بادشاہ اپنے ہاتھ
سے بل جوتا ہے اور اس دن کو بڑا تہوار مانتے ہیں جب بادشاہ مہاجناتا
ہو تو تمام ملک کے آدمی تنوں تک ماتم داری کرتے ہیں اور کوتی کام
خوشی کا تہن کر تے وہاں کے حاکم جب باہر نکلتے ہیں اونسکے جلیب میں
جلاد اور تازیانہ بردار اور زنجیر والے آگے چلتے ہیں جب آہ میں کسی کو
کچھ بد کام کرتے ہوئے پاتے ہیں تو اوسی لمحہ اوسی مقام پر اوسے سزا
دے دیتے ہیں روپیہ اشرفیوں کی عوض وہاں چاندی سونیکے قرض
(۱) اور سوراخ دار (۲) تانبے کے پیسے چلتے ہیں تبت والوں کی
زبان میں ہے جسے بھوٹیا بولی کہتے ہیں لیکن کتب میں انکی اکثر تارت نامیں لکھی ہیں یہ
(۱) قرض سو سو پچاس پچاس لیکے اور تے کم ڈین بھی ہوتے ہیں موت انکی شکل
کشتی کے *

(۲) پیسوں کے دربان میں سوراخ رہتا ہے اور انکو ایک سی میں لاکھ طرح پرور کتے چین کو

لوگ اصل اپنے علم کی بناؤں بنا تے ہیں چینیونکی زبان میں جغرافیہ ریاضی

طب شاعری عروض وغیرہ جمیع علوم موجود ہیں اور تواریخ تو انکے یہاں جملہ

اقوام سے بڑھکر ہیں لفظ انکے سب بحر فی ہیں یعنی ہر ایک لفظ کی اسطے ایک

علمیہ حرف موجود ہے اور اسی سبب سے انکی الف بے میں حرف

شمار کیے جاتے ہیں انہیں ۱۱۴ تو اصلی ہیں اور باقی مشتق اور اسی جہت غیر

ملک والوں کو انکی زبان کا لکھنا پڑھنا سیکھنا نہایت مشکل ہے وہاں والوںکے

لیے موضع بموضع در سے مقرر ہیں چھ برس میں کی کتابیں حفظ کرتے ہیں

گزرتے ہیں اور چھ سال میں صرف و نحو شاعری عروض اور انشا پر داری

سیکھتے ہیں آخر کار بارہ برس کے بعد وے امتحان دینے کے لائق ہوتے

ہیں اور ہر ضلع میں تین سال کے عرصے میں دو بار امتحان لیا جاتا ہے جو

طالب العلم اس پہلے امتحان میں اچھے برآتے ہیں وہ اس صوتہ

کے حاکم کے پاس حسین وہ ضلع واقع ہے دوسرے امتحان کی اسطے بھیجے

جاتے ہیں اور جو طالب العلم اس حاکم کے امتحان میں ورتے ہیں انکو وہ

جسٹس پیسے دینے ہوتے ہیں اوستے پیسوں پر گره دے کرتی

ایک ایک سڑیٹ ڈیکر بڑے صوبہ دار کے پاس بھیج دیتا ہوا اس تیسری جگہ
 نہایت سخت امتحان ہوتا ہوا اول سب طالب العلموں کی تلاشیں لے لیتے ہیں
 کہ جس میں اونکے پاس کوئی لکھا ہوا کاغذ یا کتاب نہ ہے اور سچا ایک ایک کو جدا جدا
 کوٹھڑیوں میں بند کر دیتے ہیں وہاں سے سوالوں کے جواب لکھ کر دوسروں کے
 ساتھ مل جمانے کے لیے اور پھر صرف نشان کر دیتے ہیں نام لکھنے کی امتناع ہو کہ
 جس میں محتج کسی کی جانب داری نہ کریں آخر اس امتحان ثالث میں جو کامل برآنا
 ہو اسے پہلے درجے کا طالب العلم کہتے ہیں اور وہ نیلے رنگ کا کپڑا سیاہ
 گوٹ لگا ہوا پہنتا ہے اور اپنی ٹوپی پر ایک کنجشک تقری رکھتا ہے چوتھا امتحان
 صوبہ کے صدر مقام میں تیسرے سال بادشاہ کے دیوان اور اس صوبہ
 کے تمام حکام کے روبرو ہوتا ہے کوٹھڑیوں پر پھرے متعین رہتے ہیں اگر
 سوالوں کا جواب لکھے ہیں لیکن کبھی غلطی رہے تو مستحق اس کاغذ کو پھینک دیتے
 ہیں اور اسی میں سے طالب العلم کا نشان کاٹ کر دروازے پر چسپان کر دیتے
 ہیں جس میں طالب العلم کو اس بات کی خبر بھی پہنچ جائے اور مجلس میں حمل بھی نہ ہونا
 پڑے جن طالب العلموں نے اس چوتھے امتحان سے عبور کیا ان کی گویا
 مرتبہ جاگا اور انکے نام مکٹوں پر لکھ کر شہر میں ہر طرف لٹکائے جاتے ہیں حاکم

اوتنے والدین اور شہسہ داروں کو بلو کر ٹہی خاطر کرتے ہن امر او نکی دعوت
 کرتے ہن اور خلعت دیتے ہن پھر او کو وہاں دے کر کیو جن یعنی عماید
 پکار تے ہن اور وے او دے نگ کا کپڑا سیاہ گوٹ لگا کر پہنتے ہن اور
 ٹوپی پر کھنک طلائی رکھتے ہن او کو سب طرح کے سرکاری عہدے ملکتے
 ہن اگر وے عقل و تیز کے ساتھ کام کرین تھوڑے ہی عرصہ میں متمول
 اور بڑے آدمی بن جاتے ہن لیکن چوتھے امتحان کے بعد دو درجے
 اور بھی رکھے ہن جو کیو جن لوگ اون درجے کے حصول کی خواہش رکھتے
 ہن اونھیں پنچن میں جانا پڑتا ہر اور وہاں اونکا امتحان تیسرے سال
 دارا خلفت کے بڑے مدرسہ ہان لن کالج میں لیا جاتا ہر قریب ڈیڑھ
 کیو جن جو امتحان دینے کی واسطے آتے ہن اونھیں سے قریب تین سو کے
 لالین ٹھہرتے ہن اور تباون تین سو کا امتحان بادشاہ کے روپر لیا جاتا
 ہر اس آخر امتحان میں جو منظور ہووہ اپنے دل کی مراد حاصل کرے دیکھنے
 نشان کے ساتھ او سکو بڑے جلوس سے شہر میں گھومتے ہن اور اسی
 دم ہان لن کالج میں معمور کر دیتے ہن ہزارت وغیرہ بڑے عہدے خانی
 ہونے پر اونھیں کو ملتے ہن اور اس بندوبست سے گانوکے کارداروں کو

بھی تمام مشین جسکے مطابق کام کرنا پڑتا ہے اور حفاظت سے حکمت اور صنعت
چینیوں کی مشہور ہے اگرچہ ویلوگ ایک سنگ دھوئیں کی جہاز اور گاریاں اور ٹرینیں
گراؤٹ یعنی تار کی ڈاک وغیرہ کام کی چیزیں اور انواع طرح کی کلین جو انگلستان
میں طیار ہوتی ہیں بنائی نہیں جانتے لیکن تو بھی باریکی صفائی نراکت
اور خوبی میں وہاں کے کاریگروں کی کسی ملک کے بھی آدمی برابر ہی نہیں
کر سکتے یہ لوگ چھاپنا اور باروت بنانا اور مفاطیس کو مصرف میں لانا یعنی
دیکھنے کے لیے قبیلہ نما وغیرہ طیار کرنا اور اس سے بھی پیشتر جانتے تھے کہ جیسے
وہ انگلستان میں ایجاد ہوئے ظروف چینی صاف اور خوبصورت ہوتے ہیں
(۱) یہ حکمت چینیوں نے بارہ سو برس سے پائی ہوئی فن لین چین کی مشہور
ہیں نہایت عمدہ رنگ برنگ کی بڑی صنعت سے طیار کرتے ہیں اور اسکو
ارائش مکان میں مقدم چیز سمجھتے ہیں جو قدیل دروازے پر آویزاں کی جاتی
ہی اور پر بالک مکان کا نام بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہوتا ہے آگے یہ
لوگ شیشہ بنا نہیں جانتے تھے لیکن اب یہ فن بھی اور ان لوگوں نے فرنگیوں کے

(۱) وہاں ایک طرح کا پتھر ہوتا ہے اور اسکو ایک قسم کی مٹی کے ساتھ کہ وہ بھی خاص اسی ملک میں

ہوتی ہے اور اسکو یہ ظروف چینی بناتے ہیں *

سیکھ لیا اس بات میں وہاں تک آدمی بڑے استاد ہیں کہ عیسیٰ جیزو کھینچ رہا ہے
 بنا لیون ایک فرنگستان کا سوداگر بڑا قیمتی موتی فروخت کر نیکے لیے اوس ملک
 میں لینگیا تھا وہاں کے آدمی ہر روز اوس موتیکے دیکھنے کو آیا کرتے ایک وز
 ایک چینی نے کئی سو روپیہ بیانیہ کے دیکر اوس موتیکی ڈیبا پر مھر کر دی اور یہ
 اقرار کیا کہ جب بالکل قیمت ادا کرونگا موتی لیجاؤنگا غرض وہ چینی پھر نہ آیا
 اور اوس سوداگر کے جہاز کھلنے کا دن مشرب آگیا گو موتی فروخت
 نہوا تو بھی اوسکی خاطر جمع تھی کیونکہ بیانیہ میں اوسکو راہ خرچ سے ہی زیادہ روپیہ
 وصول ہو گیا تھا پر جب اوس چینی کی مھر توڑ کر موتی ڈیبا سے باہر نکالا اور
 ایک جوہری کو فروخت کیواسطے دینے لگا تب معلوم ہوا کہ وہ موتی مصنوعی
 ہے چینی نے دست چالاک کی سچا موتی توڑا لیا اور ویسا ہی موتی مصنوعی
 اوس ڈیبا میں رکھ دیا وہاں کے آدمی ہانی دہنت پر ایسی نقاشی کرتے ہیں
 کہ گولے کے اندر ہی اندر دوسرے جا لیدار گولے تراشتے اور اوپر نقاشی
 کرتے چلے جاتے ہیں اگرچہ باروت کا بنانا بہ لوگ بہت ان سے جانتے تھے
 لیکن بونپ کا ڈھاندا ڈیر تھہ ہی سو برس سے سیکھا ہو جاے شیم نان کہین کپرا
 ظروف چینی شکر دار چینی کا فور کاغذ فیلڈان اور کچکڑی کی چیزیں اور کھلونے وغیرہ

وہاں سے بلاؤ کو جاتے ہیں پونے سات لاکھ من جاے ہر سال کا کٹن
 سے جہازوں پر لدتی ہر چھینٹا بنا ت کپڑے اور بلاؤ کے چمڑے گینڈے
 کی کھاگ طاؤس کے پر اور سنگھ وغیرہ انگریزی اور ہندوستانی چیزیں اکثر تبت
 کی راہ بھی چین میں پہنچتی ہیں تبت سے پشمینہ کشمیر میں آتا ہے اور پھر وہاں سے
 شال و شامے لے کر چین کو جاتے ہیں اگرچہ چین کے آدمی اپنی تواریخوں میں
 بہت قدیم زمانوں کے حال لکھتے ہیں لیکن جو کہ لائق اعتماد ہیں اسے کتیس
 برس کے اندر کے ہیں کہ جب چو بادشاہ اور کان فیوٹس حکیم پیدا ہوئے
 قریب ۸۰۰ برس کے وہاں کی بادشاہت چو کے خاندان میں رہی لیکن
 اوس زمانہ میں ضلع ضلع کے علیحدہ علیحدہ راجا تھے بادشاہ صرف برے
 نام تھا چین نام بادشاہ نے اون سب کو اپنے زیر فرمان کیا اور تانگ یو
 حملہ سے حفاظت کے لیے وہ بڑی دیوار بنوائی کہ جس کا احوال مسطور ہو چکا ہے
 قریب ۲۰۰ برس کے بادشاہت اوس کے خاندان میں رہ کر بعدہ ہان کی
 نسل میں آئی ۲۲ سے ۹۶ تک تانگ کے خاندان میں رہی پھر ۵۲
 برس بد عملی رہ کر سونگ کے خاندان میں آئی تیرھویں صدی کے آخر
 میں مغلوں نے اوس ولایت کو فتح کیا اور ۸ سال اپنے قبضہ میں رکھا

کابلی خان چنگیز خان کا پوتا اس خاندان میں بڑا نامی ہوا جسے ۱۳۶۶ء سے ۱۴۲۳ء

تک یہ سلطنت پھر چینوں کے ہاتھ میں یعنی یینگ کے خاندان میں ہی ۱۴۳۳ء

میں تاتاریوں نے اوسے دبایا اور شیخ نام اور نکا بادشاہ وہان کے تخت

پر بیٹھا تبے اب تک اوسی خاندان میں وہ سلطنت چلی آئی ہے اور چین اور تاتاریوں

دونوں لایوں کی ایک ہی بادشاہت شمار کی جاتی ہے اور تاتاری بادشاہوں نے

بالکل حال چین اور طریق چینوں کے اختیار کر لیے اس باعث وہ بادشاہ اونکو

غیر ملک کے نہیں معلوم ہوتے ان لوگوں کا یہ آئین ہے کہ غیر ملک والیکو اپنے ملک

میں نہیں آتے دیتے صرف ایک بندر کا ٹن کا غیر ملک کے سودا گروں کے واسطے ہوتا

اوسی مقام پر فرنگستان کے بھی سب سودا گروں کو چینوں کے ساتھ واسطہ

کیا کرتے تھے انگریز لوگ افیون کی تجارت سے بڑا فائدہ اٹھاتے تھے اور

بادشاہ کی پیشگاہ سے ان لوگوں کو افیون بیچنے کی متناع تھی کیونکہ اسکے استعمال

سے اوسکی رعیت کا نقصان تھا اور سب لگ افیونی ہوئے جاتے تھے ناچار

انگریز افیون بیچنے سے باز رہے تو اوسے ۱۸۳۹ء میں اونکے جہازوں کی تلافی

لیکر تھینامیس ہزار افیون کے صندوق دریا میں غرق کر دیے اوسکو سرکار

انگریزی کی قدرت اور طاقت معلوم تھی وہ بینک دنیا میں اپنے سے زیادہ بلکہ

برابر بھی کسی کو نہیں سمجھتا تھا آخر اس نے یادنی کا عوض لینے کے لیے کسی ایک
 دفاعی اور جنگی جہاز کی مقدار فوج کے ساتھ سرکار کی طرف سے چڑھ گئے اور بعد
 بہت سے کارزار کے یہ سرکاری فوج فتح فیروز کی نشان اورتی ہوئی
نائن کرن شہر میں داخل ہوئی اور قریب تھا کہ دارالسلطنت سین پر متصرف ہو
 لیکن ۲۹ اگست ۱۹۱۵ء کو بادشاہ کے معتمدوں نے اگر بموجب سرکاری تجویز
 کی ہوئی شرائط کے صلح کر لی اور صلح نامہ پر دستخط کر دیے اس صلح نامہ کی رو سے
چین کے بادشاہ کو بان کان کا جزیرہ دوام کیلئے انگریزوں کے حوالے کر دینا پڑا
 اور ایک بندر کانٹن کی جگہ پانچ بندر یعنی کانٹن ایٹائے فوچو فون نؤ
 اور شاہنگٹھ ان کے واسطے کھولنا اور چار کڑور ساڑھے بہتر لاکھ روپیہ لڑا گیا
 خرچ اور ایفون کا نقصان ادا کرنا پڑا ایک صاحب جو اس لڑائی میں موجود
 چینوں کی شجاعت اور لڑنے کا حال اس طرح پر بیان کرتے ہیں کہ جب سرکاری فوج
 کی کشیاں ایک قلعہ کے قریب پہنچیں کہ جو لب دریا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس
 قلعہ کے سب آدمی باہر دریا کنارے آکر بڑے بڑے کاغذ کے اڑوہے اور وہ
 انگریزی فوج کو دکھلا دکھلا کر کلون کے زور سے ان کے ہاتھ اور مونہہ ہلاتے
 ہیں آخر جب سرکاری فوج نے دیکھا کہ ان کے پاس نہ توپ ہے نہ کسی دوسرا

سلاح صرف لڑکوں کی طرح کھلو نزن سے ڈرانا چاہتے ہیں تو اونکے لڑکپن سب پر جم کھا کر
 سپاہیوں نے فوراً کار تو سوں سے گولیاں نہ انت سے کاٹ کاٹ کر نکال ڈالیں اور
 خالی بند وقتیں چھوڑیں اور ان کی بھی بندوبست کی اور پھر ایسی دہشت غالب ہوئی کہ سب کے سب
 ایک لمحہ میں کافر ہو گئے بادشاہ و ہانکا شاہنشاہ کہلاتا ہی مسلمان اور سکوت خان اور ^{افغور}
 کہتے ہیں اور رعیت اور سکوت اپنے باپ کی طرح جانتی ہی اور باپ کے نام سے
 پکارتی ہی انگریز لوگ وہاں کے سرداروں کو مینڈرن کہتے ہیں تبت کا مالک
 لاما گور و کہلاتا ہی لیکن وہ صرف پستش کر نیکے واسطے ہی چینی لوگ اور سکوت
بدھ مجسم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حیات ابدی رکھتا ہی جب اور سکا
 جسم کبر سن سے بوسیدہ ہو جاتا ہی تب قالب تبدیل کر لیتا ہی لیکن انگریز لوگ
 اس بات کو صرف اوسکے کار داروں کا فویہ تصور کرتے ہیں اور اسطور پر خیال کرتے
 ہیں کہ جب لاما گور و مر جاتا ہی تو اوسکے کار پر داز کسی تبت کے جنمی اڑکے کو
 لاکر مسند پر بٹھا دیتے ہیں اور پھر اوسکو ایسے ڈھب سے درس و تعلیم دیتے
 ہیں کہ وہ تمام باتیں پہلے لاماؤن کے وقت کی بتائے لگتا ہی اور اوسکے مرید

(۱) افغور کی اصل بگ پور ہی یعنی نسر زند خلابگ و تدریم پارسی زبان میں خلا

اور پور بیٹے کو کہتے ہیں ۱۲

او کو کشف و کرامات سمجھ کر یقین جاسے ہین ۱۳۰۰ء میں جب کپتان میرزا صاحب
 سرکار کی جانب سے سفیر بنگمہ تبت کو گئے تھے تو اس وقت لاما کی عمر کل
 اٹھارہ مہینے کی تھی لیکن کپتان صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہین کہ ملاقات
 کے وقت وہ بڑی شان و شوکت اور بردباری و تحمل کے ساتھ مسند پر بیٹھا رہا
 اور برابر انکی طرف متوجہ رہا جب کپتان صاحب کچھ بات کہتے تو جواب میں وہ
 اس انداز سے گردن ہلاتا کہ جس طرح کوئی امیر کسی بات کو سمجھنا اشارہ کرے
 جب کپتان صاحب کا پیالہ چائے سے خالی ہوتا تو وہ چین ابرو ہو کر اور سر
 ہلا کر خینٹا اور اپنے ادمیوں کو چائے دینے کا اشارہ کرتا بلکہ ایک پیالہ ملا
 سے کچھ شیرینی اوٹھا کر اپنے ہاتھ سے کپتان صاحب کو دی لاما جو غالب
 تبدیل کرتا ہوا خشک کر کے اوسکو چاندی سے مغلف مندر میں پرستش کیلئے
 رکھ دیتے ہین ملک کا کاروبار اوسکا نائب جو ملقب بہ راجا ہے کرتا ہے لیکن حقیقت
 میں اختیار بالکل اوس صوبہ دار کا ہے جو چین کے بادشاہ کی طرف سے وہاں
 رہتا ہے آئین اور انتظام اس ملک کا ایشیا کے سب ملکوں سے بہتر ہوا ہوا
 بادشاہ چار روز پر رکھتا ہے اور اوسکے بعد چھ محکمے ہین پہلے محکمے کے حکام کا یہ
 کام ہے کہ ہر ایک عہدہ پر اوسکے لائق آدمی مقرر کریں اور دیکھیں کہ ہر ایک عہدہ

اپنا اپنا کام بخوبی انجام دیتا ہر دوسرے کی ذمہ داری کا کام ہر پیرے کا بہ حکم
 ہو کہ لوگوں کی چال طریق اور دستور درست رکھیں چوتھے کے ذمہ لشکر ہو
 پانچویں کے ذمہ سزا دینا گنہگاروں کو اور چھٹے محکمے کے حاکم عمارت اور سڑک
 درست رکھتے ہیں سولے ان محکموں کے دارالسلطنت میں ہان لرن نام ایک بڑا
 مدرسہ ہے جب تک وہی لوگ جو ضلع کے مدرسوں میں علم تکمیل کرتے ہیں ہان لرن
 والوں کے روبرو امتحان میں نہیں ٹھہرتے ٹوٹی عہدہ جلیل نہیں پاتے رشوت
 ستانی کی سزا پھانسی ہے وہاں کچھ یہ دستور نہیں ہے کہ امیر ہی کے لڑکے یا باؤ
 کے رشتہ دار عہدہ ہائے جلیل پر مقرر ہوں بلکہ جو شخص جیسا پڑھا لکھا ہوتا ہو
 مدرسہ میں جس درجے کا امتحان دیتا ہے اسی درجے کا اس کو کام ملتا ہے جیسے
 وہ غریب سے غریب زمیندار کا لڑکا کیوں نہیں یہ بھی وہاں کا آئین ہے کہ اگر
 کسی نے پھانسی دیے جائز کا کام کیا ہو اور اس کے باپا بچھین ہوں اور اس کے
 کوئی دوسرا بیٹا یا پوتا سولہ برس سے زیادہ کا نہ ہو تو اس کا قصور سرکار سے معاف
 ہوتا ہے الغرض وہاں باپ کی بڑی قدر و عزت ہے ایک آدمی نے اپنی ماں پر با
 اٹھایا تھا سو اسے بادشاہ کے حکم سے اسی دم پھانسی پائی اور اس کا
 گھر مسمار کیا اور اس کی جو رواد اس ضلع کے حاکم کو بھی سزا ملی ہے کہ والد

کا فرض لڑکے لڑکیوں پر ایسا ہی ہو کہ ہم لوگ اگر اپنی جان تک بھی متاثر کریں تو
 اونسکے فرض سے ہرگز ادا نہوں ہا نکاہیہ بھی آئین ہو کہ جب سال تمام ہو نہیں
 ایک دن باقی رہے تو سب لوگ اپنا حساب کتاب فیصل کر کے جس کسی کو چھوڑ دینا
 دلانا ہو دے لے ڈالین اگر کوئی اوس دن اپنا قرض ادا نہ کرے تو فرستواہ کو
 اختیار ہو جو چاہے اوسپر تشدد کرے بادشاہ اوسکی نامش فریاد ہرگز نہیں سنا
 اسی واسطے وہاں کے آدمی کفایت اندیش ہوتے ہیں مہیا ت میں و پیر ضلع
 نہیں کرتے یہ بھی ہا نکاہیہ ایک قاعدہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی شخص سے بیجا یا
 گناہ کی ہو جاوے تو اوس آدمی کے ساتھ اوس ضلع کے حاکم کو بھی تھوڑی
 بہت سزا ملتی ہے کیونکہ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر حاکم اوس آدمی کو اخلاق اور شرع اچھی
 طرح سمجھا دیتا تو وہ ایسا گناہ کیوں کرتا بلکہ اگر کبھی کسی حاکم کے ضلع میں کچھ زیادہ
 خرابی پڑ جاتی ہے تو اوس محکمہ کے حاکم تک بادشاہ کی خفگی میں پڑتے ہیں کہ
 ذمہ ہر ایک عہدہ پر اوس عہدہ کے لاین آدمی مقرر کر نیک کام ہے اور اسی واسطے
 گانون گانون کے حاکم مہینے میں اکبار لوگوں کو شرع پڑھ کر سنا تے ہیں اور سال میں
 ایک بار ضلع کا حاکم حکام ہر دیہہ کو جمع کر کے اسطرح وعظ کرتا ہے اس شرع کی
 کتاب میں جتنی بھی آئین ہو جو بوالدین کی خدمت کرنا پڑو ن کو ماننا با خود ہا

رابطہ ضبط رکھنا کاشتکاری و زمینداری کو سب سے بہتر کام سمجھنا کفایت اور
 محنت کے فائدے تفصیل علم کا ثمرہ بادشاہ کی اطاعت ایسی ہی ایسی باتیں
 لکھیں بہین مثال کے لیے کچھ تھوڑا سا حال میل اور موافقت رکھنے کے بہین
 اونکی شرع سے ترجمہ کر کے اس جگہ لکھتے بہین بادشاہ تم لوگوں کو حکم دیتا
 ہے کہ باخود ہا میل اور موافقت رکھو جس میں دنگ فساد اور ناش فریاد یہاں سے
 دور بہین اس حکم کو اچھی طرح گوش دل سے سنو تمہارے رشتہ دار اور آٹھکاؤ
 اکثر لوگ سن بھی ہوں گے اور اکثر تمہارے ہم بہین اور معمولی جب شام صبح
 تم باہر جاتے ہو یہ ممکن نہیں کسی سے تمہاری ملاقات نہو یا کسی کو تم نزدیکو
 گا نون او سکو کہتے بہین جس میں کئی گھڑ بسین ان میں غریب بھی ہوتے بہین اور
 دولت والے بھی کوئی تم سے بڑے بہین کوئی چھوٹے اور کوئی مساوی
 ایک گڑھی نے خوب انائی کی بات کہی ہے کہ ایسی جگہوں میں جہاں سن بھی
 رہتے بہین اور کم سن بھی یہاں مناسب ہے کہ کم سن زیادہ عمر والوں کی تعظیم کریں
 اس بنا پر گز خیال کریں کہ وہ غریب بہین یا امیر اور ذی علم بہین یا جاہل صرف
 عمر کا لحاظ رکھیں اگر دولت مند ہو کر تم غریب سے مونہہ پھیرو گے یا غریب ہو کر
 امیر بن سے حسد کرو گے تو اس بات سے ہمیشہ کیوں واسطے تمہارے دلوں میں

فرق بنا رہا بادشاہ کہ جو تم لوگوں کو حد سے زیادہ پیار کرتا ہے، مالش فریاد
 اور معاملے مقدموں سے بہت ناراض ہے اور جو کہ وہ دل سے تمہاری
 بہتری اور یہودی یعنی آپکی موافقت چاہتا ہے وہ خود تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ
 تمہارے درمیان عننا و مخالفت نہ پیدا ہو و تم لوگوں نے بادشاہ کا
 ارادہ بخوبی سمجھ لیا تاکہ مناسب ہو کہ اس کے حسب ترضا کام کرو اور اگر تم اسکی
 مرضی موافق کام کرو گے اس فرمانبرداری سے تمہاری حاجت وائی ہوگی
 اور مجھے بلاشک یقین ہے کہ تم اس کے حسب اہدایت کار بند ہو گے اس لیے اب تم
 گھر جا کر بادشاہ کی مرضی موافق کام کرو اور اپنے باب یعنی بادشاہ کے دل خوش ہو
 باعث ہو فوج چین کے بادشاہ کی شمار کے لیے قریب ۱۰ لاکھ کرہوگی
 لیکن سپاہ کلا آمد وہی ۱۰۰۰۰ ہزار جنگی و جزا آدمی ہیں جو تانار کے ملک سے
 بھرتی ہوئے ہیں آمدنی وہاں کے بادشاہ کی ساٹھ ۱۰۰۰۰ کروڑ سے زیادہ
 نہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی رعیت کو محصول بہت کم دینا پڑتا ہے

جاپان

چین کے سمت مشرق ۲۶ درجہ ۲۵ دقیقہ اور ۴۹ درجہ عرض شمالی کے درمیان
 جاپان کے جزیرے میں نیفن کاٹ اور کیو سیو بہتہ میں تو بڑے میں اور باقی

چھوٹے ہین سب سے بڑا ہین کچھ اوپر اچھ سوئل ملبا اور نو سو لیکر ایک سو تتر میل
 مکت چڑھا جو وسعت تینون جزیرہ کی نو سو تتر میل مربع سے زیادہ نہیں ہے آبادی
 اوس ملک میں تین کروڑ آدمی کی انداز کر کے ہین جنگل ویران کہیں نہیں گاؤں سے
 گاؤں ملحق ہین تین اکثر کوہستان اور سنگلخ ہے بلند پہاڑوں کے تلون پر برف
 بڑی رہتی ہے اور کئی ایک اونہین سے آتش فشان بھی ہین سی اور جھلینیت
 ہین لیکن چھوٹی چھوٹی زمین اگرچہ زرخیز نہیں لیکن کٹنگار و کئی محنت سے غلہ بہت
 پیدا ہوتا ہے اور اوس قسم کا جوڑ چٹن میں ہوتا ہے بالشت بھر زمین کچی زراعت سے
 خالی نہیں ہے کوہستان میں جہاں سیلوں کا اہل نہیں چلے سکتا اوس ہاتھ نے زمین کھوٹے
 ہین کاشتکاری ترقی کیلئے وہاں والوں نے یہ آئین اجرا رکھا ہے کہ جو زمین
 تمام سال قلبہ رانی و تخم ریزی سے خالی ہے وہ سرکار کی ضبطی میں آئے گھوڑے
 اور مویشی کی اس ملک میں کمی ہے اور گدھا خچر اونٹ اور بانی وہاں بالکل نہیں
 ہوتا ویکاک بکثرت ہین کھان سے سونا چاندی لوہا تانبارنگا سیسا پارا گندھک
 الماس عشقیشب کو بیلا نکلتا ہے کنارے دریائے شور کے موتی اور مونگا بہت
 عمدہ ملتا ہے اور عین بھی ہاتھ لگتا ہے بارش وہاں بکثرت ہوتی ہے اور طوفان اکثر آتا ہے
 اوسنی وہاں کے چالاک محنتی بیکینہ فیاض نہایت قانع راست باز ایماندار با وفا مفسار

متعل بالفت ہمان پرورد ہوشیار دور اندیش بشر بن پر قناعت کی خوشی چھائی
 ہوئی چہلی کو عیبِ عظیم سمجھتے ہیں مسافر کا کبھی اعتبار نہیں کرتے چھوٹے آدمی بھی
 ادبِ قاعدہ اور شعورِ سلیقہ کے ساتھ رہتے ہیں کیا مجال کہ کوئی شخص گالی یا سخت
 بات زبان پر لاوے یا بد زبان خواہ چھڑک کر بولے مینک فائر کن صاحبِ انبی
 کتاب میں لکھتے ہیں کہ وہاں قلمی مزدور کو بھی جتنک تم نرمی سے نہ پکارو گے
 وہ تمھاری بات کا جواب نہ دیکھا جسمِ آدمی لوگوں کا گدہ و گداز لیکن فریہ کم میا نہ قدرنگ
 مایل بزروی آنکھیں چھوٹی چھینوئی کی طرح کشیدہ ابرو کو تگردن سر بڑا اور ناک چھوٹی
 اور پھیلی ہوئی بال سیاہ اور موٹے ٹیل سے چکھتے ہوئے دارھی موڈو اتے ہیں
 حجامت بنواتے ہیں ٹوپیاں سینک کی ٹنگی جب ہوب پانی میں باہر جاتے ہیں
 تبت پہنتے ہیں گھوڑگی لگام ہاتھ میں لینا بغیر نی ہوا سی لیے جب سوار ہوتے
 ہیں لجام سانسو نکلے ہاتھ میں ہتی ہر مکان انکے بہت صاف اور نہایت تڑپ
 کے ساتھ ہر چیز کے لیے جاے مناسب اور ہر جگہ کیوے واسطے مناسب چیز اسباب
 اور صفائی زیادہ پہنہیں کہ سو آگری دوکانوں کی طرح بھرے ہوتے حمام
 مکانوں میں جسم صاف لباس بھی صاف اوقات منضبط بیفایدہ وقت کسی کا بھی نہیں
 جانا بیٹے بابا کے فرمایا در جہان لڑکے نے ہوش سنبھالا اور بابا نے او سے

اپنا گھر سپرد کیا غذا کو کئی اکثر چاول گوشت کھانا اوسکے مذہب کے خلاف ہو لیکن
کھاتے ہیں مکھن اور دودھ کا لطف بالکل نہیں جانتے کھانا بہت ہی پیوستہ طرح
سلائیوں سے کھاتے ہیں اور ظروف اوسکے بہت خوبصورت اور سبک جاپانی
روغن سے رنگے رہتے ہیں جسکو جو ملاقاتی آتا ہے اوسکے سامنے چائے اور
کافے کے تختے پر کچھ شیرینی رکھی جاتی ہے اور دوسرے ہر کہ مہمان کے کھانیے جو
شیرینی سچے اوسے وہ اوسے کاغذ میں باندھ کر جیب میں رکھ لیا جاتے نام عمر بھر
میں تین بار تبدیل کرتے ہیں مردوں کو جلاسے اور اوسکے نام کا روضہ بناتے
ہیں جلتے وقت اوسکے دوست اور برادر بھول کر پڑا شیرینی وغیرہ جاتے ہیں
ہیں دریا کی سیر کا نہایت شوق رکھتے ہیں شام کی وقت زن مرد سب کشتیوں پر
جاتے ہیں می نوشی کرتے ہیں گاتے بجاتے ہیں شتیاں بہت خوبصورت
اور سجیلی رنگ بزم کی قذیلوں سے روشن عورتوں ہانکی اکثر بخت مجلسوں میں
تین تین بار لباس بدلتی ہیں اور بس میں کون تک ایک پر ایک پہنتی ہیں گھڑی
کی جگہ توڑے روشن کر رکھتے ہیں ایک ایک گھنٹے میں جسقدر توڑا جلتے اتنے
توڑے پر نشان ہتا ہی اور اوسے سے وقت کا انداز دریافت کرتے ہیں ہسب
وہانوں کا بودہ زبان ہان کی زالی یہی لفظ کے عریبا میر عورت اور

مرد کے بولنے میں علامتہ علیحدہ معنی ہو جاتے ہیں جرت بھی عورت مرد کو اسطے جدا
 جدا دو قسم کے ہیں اور تحریر میں یہ بھی جینو نکی طرح کھڑی سطر لکھتے ہیں آرمی نہیں
 لکھتے مدرسے وہاں اس کے ڈگریوں دو وزن کیواسطے بنے ہیں نہایت غریب
 زمیندار بھی لکھ پڑھ سکتے ہیں عورت بھی کتاب تصنیف کرتی ہیں لوگوں کو لکھنے
 پڑھنے کا شوق ہے وہاں موسم گرما میں اکثر بہتات دیکھتے ہیں آدگی کہ ہر جگہ نہر
 کے کناروں پر درختوں کے گھنے سایہ نہیں عورت اور مرد دونوں ہاتھوں میں
 کتاب لیے بیٹھے ہیں کپڑے ریشمے اور سوتی فولادی چاقو اور تلوار اور ظروف
 چینی یہاں بھی خوب طیار ہوتے ہیں اور روغن تو جپان کا سا کہیں بھی نہیں ہوتا
 یہ صندوق قلمدان وغیرہ جکو یہاں چپانی کہتے ہیں اسی ملک سے رنگ و عن
 ہو کر آتے ہیں ویلوگ اس روغن کو ڈروسی کے درخت سے جو اسی ملک میں
 ہوتا ہے پھنکار کر نکالتے ہیں چ لوگوں سے تعلیم پاکر ڈروسیں تھرا دیتے
 یعنی آہ حرارت پیدا وغیرہ آلات بھی بنا نے لگے ہیں ایک حکمت وہاں ان لوگوں
 ایسی آتی ہے کہ سوپے چینیوں کے اور کسی کو بھی اوس سے خبر نہیں ہے یعنی
 تین انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ڈبیا کے درمیان چیل اور بانس کا درخت اور کوچ
 درخت موٹگوٹہ دکھلا دیتے ہیں مسافر کو یہ بھی مسلح چینیوں کے اپنے ملک میں

ہنہین آنے دیتے رسم تجارت انکی سو اے چین کے تھوڑی سی ٹیچ لوگوں
 سے اجزا رہتی ہو سو بھی ایک لگا شکی کے بندر میں کہ جو کہ سو سو کے جانب مغرب
 ہو چینوں سے چاول چینی فیلڈن پھٹکری کپڑا اور ٹیچ لوگوں سے ولایت
 اسباب دو مصالح شہر اور غیرہ لیتے ہیں اور تانا باہی خشک جپانی روغن اور
 روغنیں تیزین اونکو دیتے ہیں بادشاہ وہاں دوہین ایک نین کا دوسرا دنیا کا
 دینی بادشاہ کے لیے جاگیر مقرر ہو اسی کے محصل سے گذر کرتا ہو امور سلطنت
 میں دخل نہیں دیتا صرف جب کوئی ہم عظیم واقعہ ہوتی ہو تو اس سے صلاح پوچھی
 جاتی ہو یا جب دوسرا بادشاہ طریق بد اختیار کرتا ہو تو وہ اسے خبردار کر دیتا ہو
 وہ زمین پر قدم نہیں رکھتا آدمی کے کندھے پر چلتا ہو اسکے بال صرف حالت
 غنودگی میں ترانے جاتے ہیں تمام دن تاج پہنکر ایک آسن سے اسکو تخت پر
 بیٹھے رہنا پڑتا ہو بارہ شادیاں کرتا ہو اور جو لباس زیور برتن وغیرہ اسکے
 اور اسکی عورات کے ایک بار صرف میں آجاتے ہیں اونکو پھر اسی دم توڑ کر
 پھینک دیتے ہیں نہ وہ دوسری بار اسکے صرف میں آتے ہیں اور نہ اونکو دوسرا
 شخص کام میں لاسکتا ہو لڑکے باے صوبہ داروں کے دار سلطنت میں آتے
 ہیں اور صوبہ داروں کو بھی نوبت بہ نوبت ایک اس اپنے صوبہ میں اور ایک اس دار سلطنت

میں رہنا پڑتا ہے اور یوں صوبہ داروں کا بادشاہ کی چشمگاہ سے معشر میں چھاپنا
 صوبہ داروں کی ایک کونسل ہے اگرچہ ان کی بطنی بجالی کا بادشاہ کو اختیار ہے لیکن بلاصلاح
 اونسکے وہ کچھ بھی کام نہیں کر سکتا اور نہ اونکو بلا تصور موقوف کر سکتا ہے ورنہ ملک میں
 فوراُلبوا ہو جاوے اگر کونسل اور بادشاہ کی رائے میں کبھی کچھ فرق پڑے اور بادشاہ
 کونسل کے تجویزی کاغذ پر دستخط نہ کرے تو اسکی اپیل بادشاہ کے بھائی بیٹوں کے
 تین شاہزادوں کے روبرو پیش ہوتی ہے لیکن ایسا کام بہت کم پڑتا ہے کیونکہ اس
 اپیل میں کونسل کی رائے ٹھیک ٹھہرے تو بادشاہ تخت سے خارج ہو جاتا ہے اور
 جو بادشاہ کی رائے صائب ٹھہرے تو پھر معہ وزیر تمام کونسل کا بیٹ چاک ہوتا ہے
 وہاں کا یہ آئین ہے کہ جب تک پڑا نے پڑوسیوں سے نیک معاشی کا شرط ٹھیک اور
 جدید ہمسایوں سے رہنے کی اجازت ملے کوئی آدمی اپنے رہنے کا مکان نہیں
 بدل سکتا ورنہ وہاں بہت کم ہوتی ہے سو اگر سونے چاندی سے بیل بھر کر تنہا
 چلتے ہیں سزا اکثر قتل کی کیونکہ وہاں لوگوں کی سمجھ میں سوئے قتل کے اور کوئی سزا
 اور غریب کو برا بنہیں پہنچ سکتی اور اسی لیے وہاں جرم نہ کبھی نہیں لیا جاتا فوج
 وہاں کی تخمیناً ایک لاکھ پانچ سو اور بیس ہزار سوار ہے جسکی اس بادشاہت کا انتظام
 کرتے ہیں یہ سال ہر دار السلطنت چھینڈو میں جو ۳۴ درجہ عرض شمالی اور ۴۴ درجہ

طول شرقی میں بائیس میل طویل ہے بندرہ لاکھ آدمی کی آبادی بتلائے ہیں مکان
اکثر چوہی اور بانس کے نڈی اور نہرین شہر کے درمیان سے بہتی ہیں دورویہ
اوپر خوشنادرخت لگے ہوئے اور جگہ جگہ پر پل بنے ہوئے بادشاہ محل شہر
کے اندر آٹھ میل کے گھیرے میں بنا ہوا ہے دیوان عام ۴ فٹ لمبا ۳ فٹ چوڑا
بالکل دیو دار کی لکڑی سے بنا ہوا ہے اور اسپر نہایت عمدہ چینی رنگ و عن کیا ہے

ایشیائی روس

ایشیائی اس لیے کہتے ہیں کہ روس کا ملک کچھ تو ایشیائین واقع ہے اور کچھ
یورپ یعنی ترکستان میں شمار کیا جاتا ہے اس لیے ایشیائی کا بیان ایشیائی
میں واقع ہے ایشیائی کے ساتھ اور یورپی یعنی ترکستان کے روس کا
بیان جو یورپ میں شمار کیا جاتا ہے ترکستان کے ساتھ کیا جاوے گا بلکہ اس
بادشاہت کا زیادہ بیان ترکستان ہی کے ساتھ ہو دیا گیا کیونکہ دارالسلطنت
اسکا پیٹرس برگ ترکستان میں واقع ہے جتنا چاہیے کہ ایشیائی روس جو
سوائے گلے سمسن کے کوہستانی ضلع کے ۴۸ سے ۷۸ درجے عرض
شمالی تک اور ۵۹ درجے طول شرقی سے ۷۰ درجے طول غربی تک چلا گیا ہے
جانب شمال دریا سے شور شمالی سے جانب جنوب چین توران ایران اور ایشیائی

سے جانب مشرق پائیفک سمندر سے اور جانب مغرب فرنگستانی روس سے
 محصور ہے وہ مغرب سے طرف مشرق پانچ ہزار میل طول میں اور شمال سے طرف
 جنوب ڈیڑھ ہزار میل عرض میں ہوگا وسعت میں لاکھ میل مربع اور آبادی فی میل
 ایک آدمی یعنی کل میں لاکھ آدمی کی اور شرہ صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور
 سائے پیریا اسٹراخان اور گلے سنس کے کوہی اضلاع یہ ہیں اوسکے بڑے
 حصے ہیں سائے پیریا یورل پہاڑ سے پائیفک سمندر تک چلا گیا ہے اور
 گوشہ مغرب و جنوب میں دن اور ونگا مذی اور کاسین سئی کے درمیان
 اسٹراخان اوسکے جانب گوشہ مغرب و جنوب کاسین سئی اور بلاگ سئی
 کے درمیان گلے سنس کے کوہی اضلاع ہیں صحرا یا بان بہت ہی سمت جنوب
 زمین بار آور ہے اور گھوڑے اور مویشی بھی کثرت سے ہوتے ہیں لیکن حصہ
 شمالی میں صرف جھیل اور وادل اور برستان ہے پہاڑوں کے درمیان اس ملک
 میں التائی اور یورل اور گلے سنس کے سلسلے مشہور ہیں اسی گلے
 کو فارسی میں کوہ قاف کہتے ہیں اور اسی گلے سنس کے گھائے بندک نیکو
 تاکہ روس والے ایران پر حملہ کر سکین سکندر نے وہ بڑی دیوار بنائی تھی
 جسے فارسی کتابوں میں سد اسکندری لکھا ہے اوسکی الہیز نام ایک چوٹی تھی

۱۸۰۰ء
اٹھارہ ہزار فوٹ کے دریا سے شور سے بلند ہو آلتائی اس ملک کو ٹامار سے

اور یورل اوسے فرنگستان سے علاحدہ کرتا ہے سب سے بڑی ندی اس

ملک میں اُوفی ہے جو پچیس سو پچیس میل طول میں ہوگی لینا دو ہزار میل طویل ہے

دو نون آلتائی سے ٹھکرے شمالی میں گرتی ہیں اور ولگا اس ملک کے نزدیک

روس سے جدا کرتی ہوئی کاسپین میں گرتی ہے جھیل بیکل کی تین سو پچیس

میل طویل اور پچیس میل تک عرض ہے جو نوبیر سے متی تک بسبب سردی کے

منجمد رہتی ہے کھان سے وہاں ہونا چاندی پلاٹینم تانبا لوہا سیاسر پارا

شور گندھک پتھر سی ہیرا سنیا پھراج وغیرہ بڑی بڑی قیمتی چیزیں نکلتی ہیں

لوہا بہت ہی پہاڑ کے پہاڑوں سے کے خواص تھاپس کارکتے ہیں سائے پرنٹا

کا علاقہ روس کے ملک کا کالا پانی ہے جو کوئی مجرم سنگین ہوتا ہے اور

سائے بریا میں لجا کر وہاں اوس سے کھان کہو دے کا کام لیتے ہیں

سائے پریا کے جانب گوشہ مشرق و جنوب گنگا کا جزیرہ ماوٹ ہے

میل کے لمبا ہے اور اوس میں کئی کوہ آتش فشان بھی ہیں دوسرے پہاڑ

سال جب دے اپنے زور پر آتے ہیں تب صد ہا ہاتھ بلند شعلے اوتھتے

ہیں گلی ہوئی فلزات کی ندیاں جاری ہو جاتی ہیں اور ان کے درمیان سے

اس قدر خاک نکلتی ہے کہ تیس تیس میل تک چھا جاتی ہے وہاں لکڑی اچھی ہوتی ہے
 لیکن سردی کی شدت سے زراعت نہیں ہو سکتی وہاں کے آدمی شکار مار کر خواہ
 درختوں کی چھال صحرائی پھلون کے ساتھ ملا کر اپنا شکم پر کرتے ہیں اور بطور
 کشتی بے پہیے کی گاڑی بنا کر اور اوٹھیں کتے جوت کر فستان پر چلتے ہیں
 ان کتوں کا عجیب خواص ہے موسم گرما میں تو وہاں کے آدمی اونکو جگلوں میں
 چھوڑ دیتے ہیں وہاں وہ کتے اپنی غذا آپ تلاش کر لیتے ہیں اور پھر
 آغاز سرما میں خود بخود جگلوں سے پھر کر اپنے اپنے مالکوں کے پاس چلے آتے ہیں
 ستمبر سے مئی تک وہاں موسم سرد رہتا ہے سمور قاقم اور سنجاب وغیرہ پوین بہت
 خوب ہوتے ہیں اونکو بچکر وہاں کے لوگ نہایت فائدہ اٹھاتے ہیں جگلوں
 درمیان بہرن کی قسم سے ایک طرح کے بارہ سنگے بھی بہت ہوتے ہیں او
 علاقجات شمالی میں لوگ اونکو بطور مویشی پرورش کرتے ہیں آدمی اس ملک
 میں روسی قزاق اور تاتاری بہت قسم کے آباد ہیں اور وہ لوگ بڑے دلیر
 اور متحمل اور شجاع ہوتے ہیں گھوڑی کی سواری اور بازو شکار سے نہایت شوق
 رکھتے ہیں بہترے اونہیں عیسائی ہیں اور بہترے مسلمان اور بت پرست
 کیرتیا کی عورت کا حسن تمام جہان میں مشہور ہے حصہ شمالی میں دریائے شور کے

کنارے لوگوں پر قد مضبوط کو تہ گردن سڑا مو نہ چور سیاہ چشم فراخ پیشانی
 بست بینی چہرہ بیضادی ہونٹھ پتلے گندم رنگ بال سخت اور سیاہ شانوں پر
 ہونے ڈارھی بہت کم اور پیر چھوٹے ہوتے ہیں جانور آبی مار کر شکم سیر کرتے
 ہیں اور کپڑے کی جگہ چمڑے پہنتے ہیں موسم سرما میں جب وہان مہینوں کی شب
 دراز ہوتی ہیں (۱) تو یہ لوگ برف میں غار بنا کر اور اسکے اوپر برف کے
 ڈھوکوں سے کوٹھی بنانا کر اور سین جاوش ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور سردی کا
 اور مچھلی کی چربی اور سی انگی سیکنے ہیں اس شدت سے سردی بڑتی ہی کہ آگ روشن
 ہونے پر بھی وہ برف کے مکانات ہرگز نہیں گلنے اور جو لوگ اسکے اندر
 رہتے ہیں ان کو بخوبی ہوا کی سختی سے محفوظ رکھتے ہیں صورت ان برفی کوٹھوں
 کی اولیٰ ہی ہوتی مانند کی طرح دھوآن نکلنے کے لیے اوپر ایک سوراخ رہتا ہے
 سائے پر یا کا علاقہ پشیر تار کے شامل تھا سو اہوین صدی میں روہن
 کے شہنشاہ نے اسکو فتح کر کے اپنے ملک میں شامل کر لیا جارچیا وغیرہ
 علاقے بھی اسے تھوڑے ہی عرصے سے اپنے قبضہ میں کیے ہیں
 جارچیا کے علاقہ میں کاپٹین سی کے کنار مغرب درخت اور پانی سے
 (۱) قطب کے قریب مہینوں کی شب دراز ہونیکا سب سے سردی میں اس کتاب بیان جاو

خالی ایک کھدست میدان میں باکو کا شہر آباد ہو رہا تھی تمام زمین نفت یعنی
 مٹھے تیل سے تر تھی اور جہاں کہیں سوراخ یا ڈراڑھیا ہو اسکے درمیان سے اسی
 طرح کی گیس یعنی ہولے روشن نکلتی ہے جیسے یہاں کانگریز کے قریب جوالا گھی میں
نکلتی ہے اور جس سے شب کے وقت تمام شہر کھلتے کاروشن رہتا ہے باکو
 کے بھی لوگ اس گیس کو نلون کی راہ اپنے مکانوں میں لیا کرتے ہیں
 کی عوض اوسے سے کام لیتے ہیں یعنی جہاں کہیں وہ گیس زمین سے نکلتی
 ہے وہاں سے اپنے مکان تک ایک نل لگاتے ہیں اسی نل کی راہ بطور
 دھوئین کے وہ گیس اونکے مکان میں آنکلتی ہے بلکہ وہاں کے آدمی اپنا کھانا
 بھی اسی گیس سے پکاتے ہیں شہر کے قریب اوس جگہ پر جہاں سے وہ گیس
 افراط کے ساتھ نکلتی ہے چار نل بہت بڑے بڑے آئند نلون کے دودھ
 کی طرح کھڑے لگا رکھے ہیں اون نلون کے درمیان سے اوس ہوا سے
 روشن کے شعلے بڑی بھجک اور تیز کیے ساتھ دور تک بلند نکلتے ہیں اوسکے
 پہاڑوں آدھ کوس کے گرد میں سفید پتھروں کی بلند دیواریں کھچی ہیں اور اون
 دیواروں میں اندر کی جانب بہت سی کوٹھریاں بنی ہیں اور اون کوٹھریوں کے
 درمیان کتنے ہی ہندو فقیر جوگی اور جٹا دھاری بیٹھے رہتے ہیں دے

اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے ہیں دوسرے کا چھو نہیں کھاتے جب مرتے
 ہیں تب اونکو گھی سے غسل دیکر ایک حوض کے درمیان جو اسی کام کی واسطے بنا
 رکھا ہوا اسی گھیس سے جلادیتے ہیں جن دنوں میں اس ملک کے آدمی
 آتش پرست تھے اور گبر لہلاتے تھے اسی زمانہ کا یہ دیول بنا ہوا اب بھی
 جو وہاں اس مذہب کے آدمی بچ رہے ہیں اونکی مدد سے اوسکا خرچ چلتا ہے
 ہندو لوگ باکو کو مہا جو آلا کہتے ہیں ہندیوں کے مہانوں میں جو بحر
 شمالی میں گرتی ہیں اکثر کارون کے شکست ہونے پر یابرون کے گلے پر
 زمین کے درمیان ایک طرح کے ہاتھوں کے دانت کثرت سے نکلے ہیں
 بلکہ سنہ ۱۸۰۰ میں برون کے کرارے کے نیچے سے ایک لاش مسلم نکلی تھی تو
 چار انچ بلند ۱۴ انچ ۱۲ انچ طویل دانت بھینس کے سینگون کی طرح گھومے ہوئے
 نو فٹ چھ انچ طول میں اور ساڑھے چار من وزن میں حجر اکبر او دے
 رنگ کا انڈک انڈک سُرخی جھلکتی ہوئی جسم پر اوسکے اون کی طرح سیاہ سیاہ
 تھے وہاں والے ان اتون کو سودا گروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں
 اور اوس جانور کا نام میٹا تھ پکارتے ہیں لیکن وہاں اس جانور کے دانت
 اور استخوان ہی ملتے ہیں زندہ جانور اب تمام جہاں میں کہیں نہیں ہے یعنی باقی تو

بیشک ہوتے ہیں لیکن اوس طرح کا ہانی جسکے وہاں انتہائی کمین بھی پھینکتے
 میں نہیں آتا اور عجیب تر یہ ہے کہ جہاں وہ دانت ملتے ہیں وہ تو صرف برشتا
 ہو چنگل اور چار بالکل نہیں جو ایک ہانی بھی وہاں لہجا کر چھوڑو شدت سردی اور
 اشتہا سے جلد ہی مر جاویگا یہ ہزاروں میٹاٹھہ کیونکر جیتتے تھے اور کیا کھاتے
 تھے؟ اکثر عالمون کا یہ خیال ہے کہ زمانہ قدیم میں وہ ملک گرم سیر اور چنگل کے
 بھرتھا انقلاب زمانہ سے ہوا کی تاثیر بدل گئی اور اب سردی پڑنے لگی اس بات
 کے ثابت کرنے کے لیے بڑی بڑی تھیدین لاسے ہیں جو ہر قدرت قادر
 ذوالجلال کی انتہا کو ہی نہیں پاسکتا دیکھو ہزاروں برس کے قدیم جانوروں
 لاشیں آج تک برف کے نیچے سے نکلتی ہیں شراب میوہ قہوہ غلہ کپڑا دوا
 موتی وغیرہ وہاں دسا ورون سے آتا ہے اور نمک چائے ریشم چڑچڑی
 جواہر مشک سمور سنباب قائم وغیرہ وہاں سے غیر ملکوں میں جاتا ہے۔

افغانستان

یہ ملک ہندوستان اور ایران کے درمیان میں ۲۵ درجے سے ۳۴ درجے
 عرض شمالی تک اور ۵۸ درجے سے ۶۴ درجے طویل شرقی تک چلا گیا ہے جناب
 جنوب ریاستوں کے شمال توران جانب مشرق ہندوستان جانب مغرب

ایران اور کی سرحد ہونو سو میل مشرق سے مغرب کو لمبا اور قریباً سٹھ سو میل کے شمال
 سے جانب جنوب چوڑا ہو گا وسعت چار لاکھ چورس بنے ہزار میل مربع ہے اور آبادی فی
 میل مربع اٹھائیس آدمی کی یعنی ایک کروڑ چالیس لاکھ آدمی اوسمین بستے ہیں
 اس ملک کے تین بڑے حصے ہیں شمال اعلیٰ افغانستان جنوب بلوچستان
 اور مغرب ہرات یا خراسان اگرچہ یہ تمام ملک افغانستان خواہ کابل کی
 کہلاتا ہے لیکن اندون مین وہاں ضلع ضلع کے حاکم علیحدہ علیحدہ بن بیٹھے ہیں صرف
 برائے نام کابل کے امیر کے دخل میں ہیں شمین ہرات والا تو اب جدا ہی
 بادشاہ کہلاتا ہے اس ملک میں پہاڑ اور جنگل بہت ہیں لیکن جو زمین بانی سے
 تر ہو وہ نہایت بار آور زرخیز ہے ہمالیہ کا سلسلہ جو دریائے سندھ کو کنار راست
 اس ملک کے حصہ شمالی میں واقع ہے اس سے وہاں والے ہندوکش کہتے ہیں
 کئی چوٹیاں اور کی دریائے شور سے بیس بیس ہزار فٹ تک بلند ہیں و زحت اور
 بہت کم اور چھوٹے چھوٹے بلوچستان میں رگستان کا بڑا جنگل نہیں ہے بلکہ
 لمبا اور سو میل چوڑا ہے گاندیان ہر مند اور قریح دونو رہ کی تحصیل میں جو
پستتان کے درمیان ٹھینا ایک سو میل طول میں ہوگی گرتی ہیں ہر مند
 ساڑھے چھ سو میل سے زیادہ طویل ہے ہرمیوے کابل کے مشہور ہیں لیکن

بھی سب ناشپاتی خوبانی انا رانچیر سردے اور انگور تو بہت ہی عمدہ ہوتے
 ہیں غلہ میں جو گھبون جاول وغیرہ اور درختوں میں چیل کیلود یو داربان
 سروا خروٹ زیتون بھوج توت بید مجنون وغیرہ بہت ہوتے ہیں بلوچستان
 اور ہرات کے پہاڑوں میں ہینگ کے درخت جگنون میں پیدا ہوتے
 ہیں اور وہاں کے لوگ انکی ترکاری بناتے ہیں شہوت اس ملک میں
 بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ مفلوک آدمی اسی کے آٹے کی روٹیاں پکاتے
 ہیں سونا چاندی سنیا یا موت لاجورد سیالو ہاسرہ گندھک ہر تال پھل
 مک اور شورکھان سے نکلتا ہے کتے شکاری اس ملک میں خوب ہوتے ہیں اونچی
 بھی بڑے بالوں والی وہاں کی بہت خوبصورت ہر دم کی دُم وہاں سات سیر تک
 وزنی ہوتی ہے اور بالکل چربی سے بھری ہوتی جنگل میں شیر بھیر ٹیے لکڑ بگھے
 لوٹری خرگوش بھالو ہرن بندر سور ساہی کے علاوہ بھیر بکری اور کتے
 بھی رہتے ہیں شتر اور بیل وہاں بڑا کام دیتے ہیں اور گھوڑے تو اوسط
 مشہور ہی ہیں چڑیوں میں عقاب باز بگلا ساس تیر کبوتر بطم غایان
 وغیرہ سب ہوتی ہیں سانپ اور چھوڑے ہوتے ہیں لیکن یون میں مگوار
 گھڑ تال نہیں ہیں اور چھلیاں بھی تھوڑی ہی قسم کی ہوتی ہیں گرمی سردی اس

ملک میں بلندی اور سستی پر منحصر ہے یعنی کوہستان اور بلند مقاموں میں تو برف
 اور نہایت سردی اور گریسٹیاں اور پنجی جگہوں میں شدت۔ سے گرمی ہی ہوتی ہے
 وہاں نہیں ہوتی سراسر اس ملک میں نادانستہ آدمی کے لیے بڑے مغالطہ کھا
 کی جگہ ہر دو رنگ میں پر پانی ہی پانی نظر آتا ہے بلکہ جس طرح اصل پانی میں کناری
 چیزوں کا عکس پاتا ہے اسی طرح اوس میں بھی گرد و پیش کے درخت جانور وغیرہ
 منعکس ہوتے ہیں اور موسم ایسی ایک طرح کی گرم ہوا گرمی میں ہاں کے
 ریگستان میں چلتی ہے کہ جو شاید آدمی کے جسم میں لگے تو وہ ایک لمحہ میں سوختہ
 ہو کر بیدم ہو جاوے آدمی اس ملک کے سنتی مسلمان ہیں ہندو بھی کم پیش
 وہاں بستے ہیں افغان اگرچہ اکثر لاغر ہوتے ہیں لیکن مضبوط اور سی اور ^{گٹھلے}
 بلندی میں اور بیٹھاوی چہرے یہ لوگ دل میں کینہ طمع حسد اور تحمل اور آزادی
 بہت رکھتے ہیں بلوچی طبیعی خاندان میں اکثر کلبوں کے بنو تان کر مید انہیں
 پڑے رہتے ہیں اور قافلون پر چھاپا مارتے ہیں بان افغانستان میں کمی بولی
 جاتی ہیں نسل سے کم نہیں ہیں لیکن شہوت بہت جاری ہے بلوچستان میں تبت
 اور سوواگری بہت کم ہو گئیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا افغانستان سے اون
 ریشم ہر ہتی قالین میوہ خشک ترہینگ مجیٹھ تاکو گھوڑا چھٹکری گندھک سیا

جتنا وغیرہ چیزیں باہر جاتی ہیں اور سلاح ولایتی کپڑے شیشے ظروف چینی پتھری
 نیل دوا چمڑا کا غذ خلیدندان جو اہر ہونا چاہے وغیرہ وہاں باہر سے آتا ہوتا
 سابق میں یہ ملک راجہاے ہندوستان کے زیر فرمان تھا سکندر کے عہد میں
 یونانی صوبہ داروں کے تحت میں پانچویں صدی ایران کے بادشاہوں قبضہ میں
 آیا اور ایران کے ساتھ وہ بھی خلیفہ کی سلطنت میں شامل ہوا ۱۶۴۰ء میں جب
 اسماعیل سامانی خلیفہ کے حکم سے گلگت نجاہ کا خود بادشاہ ہوا تو اس نے اس
 ملک پر اپنا قبضہ رکھا الکتلیکین اس ملک کا پہلا خود بادشاہ ہوا اور اسکے
 بیٹے کی وفات کے بعد سبکتگین نے غزنی کو اس ملک کا دارالسلطنت
 مقرر کیا اور کابلی محمود ایسا بر اور نامی بادشاہ ہوا کہ نہ اس ملک میں پہلے بھی
 ہوا تھا اور نہ بعد اسکے آج تک ہوا ۱۸۱۹ء میں یہ سلطنت غوریوں کے خاندان
 میں گئی اور غوریوں کا خاندان تمام ہونے پر تھوڑے تھوڑے عرصہ تک
 قائم رہا اور ایران کے قبضہ میں ہی یہاں تک کہ ایران کے بادشاہ مادر
 کے مارے جانے پر احمد شاہ درانی افغانستان کا خود بادشاہ بن بیٹھا
 بلکہ لاہور کمان وغیرہ ہندوستان کا بھی گوشہ دبایا ۱۸۱۸ء میں دور محمود نے
 نے اس کے غیر شاہ شجاع اور محمود کی تخت سے خارج کر کے تاج بادشاہی کا اپنے پر

رکھا اور روسیوں سے ملکر ہندوستان کی حد پر فساد برپا کرنا چاہتا تھا چار شاہ شجاع

اوس ملک کے اعلیٰ مالک کو جس نے سرکار سے مدد چاہی تھی تخت پر بٹھانے اور

دو سنت محمد خان کو وہاں سے خارج کرنے کے لیے ۱۷۳۹ء میں اوس ملک کے

درمیان فوج انگریزی گئی تھی ۱۷۴۰ء میں ملکیوں نے دو سنت محمد کے بیٹے

اکبر خان کی بغاوت سے نہایت بلوہ کیا سرالکتر نذر برنس صاحب اور

سرولیم میٹناٹن صاحب دونوں مارے گئے اور فوج بھی سرکاری قریب چڑھا

جنگی سپاہی کے تخمیناً بارہ ہزار آدمیوں کی بہیر کے ساتھ اس اکبر خان کی دغا

بازی اور فریب اور برف کی سختی سے بالکل غارت ہوئی صرف جبریل سیل صاحب

اوس کے دام مکرمین آئے اور جلال آباد کے قلعہ پر قابض بنے رہے اگرچہ

۱۷۴۰ء میں سرکاری فوج نے پھر اوس ملک میں جا کر قبضہ کیا لیکن چونکہ شاہ

شجاع الملک بھی اوس بلوہ میں مارا گیا تھا اور اوس کے بیٹے سلطنت کی

لیاقت نہ رکھتے تھے اور سرکار کو وہ ملک اپنے دخل میں رکھنا منظور نہ تھا

آخر کار سرکاری فوج اوس ملک کو چھوڑ کر چلی آئی اور دو سنت محمد کو بھی جو

قید میں تہا رہا کر دیا اب وہ اوس ملک کی بادشاہت کرتا ہے اس میں قانون

وہاں مسلمانوں کی شرع بموجب چلتا ہے آمدنی کچھ کم و بیش ستاون لاکھ روپیہ

سال ہر اسمین چوتیس لاکھ تو کابل قندھار یعنی اصلی افغانستان کی اوپر لاکھ
 نقد اور جس ملاکر ہرات کی بلوچستان کل تین لاکھ کا ملک ہر دار السلطنت
 کابل ۳۴ درجے اور قفقہ عرض شمالی اور ۶۹ درجے اور قفقہ طول شرقی
 میں دریائے شور سے کچھ کم ساڑھے چھ ہزار فٹ بلند کا مادی کے دورویہ
 وچسپ میوجات کے باغ اور پھولوں کے جنگل کے درمیان تین میل کے گروے
 میں تختینا ساٹھ ہزار آدمیوں کی بستی ہے گوشہ مغرب و جنوب میں ایک چھوٹے
 پہاڑ پر بالاحضار کا قلعہ بنا ہے اور جانب جنوب اکبر کے دادا بابر شاہ کی
 قبر ہی کابل سے چالیس میل شمال چار سو فٹ بلند ایک پہاڑ کی انگ مین
 ادھائی سو گز بلند اور اکیس گز چوڑا بالو کا انبار پڑا ہے جب کبھی اوسپر کوئی آدمی
 چڑھتا ہے یا ہوازدوسے لگتی ہے تو اس بالو کے درمیان سے فغاے او فغیر
 کی صد انگشتی ہی (۱) وہاں والے اوسکو رنگ روآن کہتے ہیں اور اس کے

(۱) سب اسکا جویشنگ جنرل میں لکھا ہے وہ یون علمی کتابوں کے پڑھے لوگوں کے فہم میں
 : آویگا ایسے تر جنرل کے جنہ انگیزی میں لکھ دیتے ہیں +

Cause, reduplication of impulses setting on
 in vibration in a echis of echo "

پاس ایک غار جو اسے امام مہدی کا مکان بتانے میں غزنی خواہزابل کابل
 سے ستر میل جنوب دریاے شور سے پونے آٹھ ہزار فٹ بلند سو ایل
 کے گردین خندق اور پختہ فیصل کے درمیان دس ہزار آدمیوں کی
 آبادی جو شہر کے حصہ شمالی میں قلعہ ہر قدیم شہر تین میل کے فاصلہ پر
 گوشہ مشرق و شمال میں بستھا تھا اسے امین علاؤ الدین غوری نے او
 غارت کیا جو لوگ اس میں نامی و گرامی تھے انھیں وہاں قتل نہ کر کے زندہ
 غور میں جوہرات سے ایک سو بیس میل گوشہ مشرق و جنوب میں ہر گرفتار کر لیا
 اور پھر چھرون سے بچ کر کے اونکے خون سے اپنے قلعہ اور مکان کا گانا
 گندھوایا اب اس غزنی قدیم میں جسے محمود نے ہندوستان ویران کر
 آباد کیا تھا صرف محمود شاہ کے مقبرے کے دو مینار تو تو فٹ بلند باقی
 رہ گئے ہیں صندل کے دروازوں کی جوڑی اٹھارہ فٹ بلند جو محمود شاہ
 سو م ناٹھ کے پھاٹک سے لکھاڑے گیا تھا اسی مقبرے میں لگی تھی
 انگریزی فوج اپنی قوت بازو ظاہر کر نیکیے لیے کابل سے بھرتے وقت او
 پھر ہندوستان کو لے آئی اب وہ اگر نے کے قلعے میں رکھی ہو قندہار
 جسکا نام سنکرت میں گندہار لکھا ہے کابل سے تھینا دو سو ایل گوشہ مغرب

و جنوب میں دریائے شور سے ساڑھے تین ہزار فٹ بلندی میں کے گردے
 میں خندق اور شہر بناہ خام کے درمیان تخمیناً پچاس ہزار آدمیوں کی آباد
 ہی چوک جسے وہاں والے چار سو کہتے ہیں پچاس گز چوڑا گنبد سے پٹا ہی
 ہرگز کاٹل سے کچھ کم یا تھو میں مغرب خندق اور شہر بناہ خام کے دریا
 پینتالیس ہزار آدمیوں کی بستی ہی نہایت غلیظ کو چے تنگ بازار محرابی چھت سے
 پٹا ہوا چوک گنبد کے تلے کاٹل سے مغرب گوشہ مغرب و شمال کو مایل فغانستان
 کی حد شمالی پر ترکستان کی راہ میں دریائے شور سے ساڑھے آٹھ ہزار فٹ
 بلند ہندوکش کے گھاٹے پر بامیان کے قریب بہت سے عمارات قدیم
 کے نشان ہیں دو کھڑی موتیں معہ کپڑے ایک سو اسی اور دوسری ایک سو تیرہ
 فٹ اونچی پہاڑ میں تراشی ہیں وہاں والے اونکو سنگ سال اور شاہ خا
 کہتے ہیں قریب ہی اوس پہاڑ میں بڑے بڑے غار بھی بطور گوشہ عبادت پتھر
 تراش کر بنائے ہیں سو بے اسکے اوس ملک میں جو سب دیہہ گوپا اور قدیم
 سکے ملتے ہیں اونسے یہاں ظاہر ہے کہ مذہب اسلام شائع ہونیکے پہلے وہاں
 والے بھی مثل ہندوستانیوں کے بدھ اور پیڈ کو مانتے تھے اب بھی اوں
 پہاڑوں میں ایک قوم سیاہ پوشوں کی بستی ہے مسلمان اونکو کافر پکارنے میں

اور وہ مسلمانوں کے قتل کو بڑا ثواب سمجھتے ہیں عورتوں کی نہایت حسین ہوتی
 ہیں لیکن طور و طریق ان کے کچھ عجائبات سے ہیں نہ اس زمانہ کے ہندوؤں سے
 ملتے ہیں نہ مسلمانوں سے نہ بودھوں سے نہ عیسائیوں سے قلعات
بلوچستان کے خان کے رہنے کی جگہ کابل سے سوا چار سو میل ^{۴۲۰}
 گوشہ مغرب و جنوب مایل جنوب دریائے ستور سے چھ ہزار فٹ بلندی ایک پہاڑ
 کنارے پر شہزادہ خام کے اندر آباد ہے جانب مغرب قلعہ ہے آبادی گردنواح کی بھی ملا کر
 بارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے قلعات سے ٹھنڈا اڑھائی میل کے قریب جا
 جنوب مایل گوشہ مغرب و جنوب اور جہان ہندو ندی سندھ سے ملی ہے اوس
 بیس میل اوپر اوس ندی کے کنارے دو پہاڑوں کے درمیان ایک غار سا
 اوس کے اوپر ہنگ لاج دیوی کا چھوٹا سا مقام مندر بنا ہے مورت نہیں ہے
 صرف پتلی کی پرستش ہوتی ہے یہ مقام ہندو کا معبد مشہور ہے سکو اوس کا
 صحیح نام ہنگلا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہنگ لاج کا لفظ کسی کتاب میں نہیں ملتا
 اور ہنگلا چتر من شتر من اوس پیٹھ کا نام لکھا ہے جہاں شاکت مذہب
 والوں کے اعتقاد مطابق دیوی کا بڑا ڈھکرا بات ہے ہندوستان کے جو
 رابر وہاں آتے ہیں انکو کراچی بندر سے دس منزل پڑتا ہے *

توران

خواہ تُرکستان جسے انگریز لوگ اِن ڈپن وِٹھ مارٹاری یا خود سرتاگر

بھی کہتے ہیں ۳۵ درجے سے ۴۵ درجے عرض شمالی تک اور ۵۲ درجے

۴۳ درجے طول شرقی تک چلا گیا ہے جانب مغرب اسکے کاسپین سئی یا خزر

نام ایک تھیل واقع ہے انگریز لوگ اس کاسپین کو سئی اور مسلمان بحر یعنی سمندر بہت

وسیع اور شور ہونیکے سبب سے کہتے ہیں لیکن حقیقت وہ تھیل ہی ہے کیونکہ اوسکا

پانی چہا طرف خشکی سے محصور ہے الغرض کاسپین دنیا میں سب سے بڑی تھیل ہے اور اسکا

میل عرض میں اور سارے ^{۶۵۰}چھ سو میل طول میں ہوگی الٹائی کے پہاڑ کا سلسلہ

توران کو سمت شمال روس کے ملک سے اور پلورٹاغ کے پہاڑ اور سکو جانب

مشرق چینی ناما سے اور ہندو کش کے پہاڑ اور سکو سمت جنوب افغانستا

سے علاحدہ کرتے ہیں یہ سب کو ہستان ایک دوسرے سے متصل اور مالکیہ سے

ملے ہوئے ہیں گویا ایک ہی وہ سب فروعات ہیں بہت جنوب اوسکی سرحد چین

پار پیر کاسپین تک ایران سے مشتمل ہے وہ یہ ملک مشرق سے مغرب کو پندرہ ^{۱۵۰۰}

میل طویل اور شمال سے طرف جنوب گیارہ سو میل عرض ہے وسعت اس لاکھ میل مربع آباد

پانچ آدمی فی میل کے حساب سے پچاس لاکھ کی ہر سمت شمال میں ملک میں بڑے بڑے

ریگستان واقع بین کہنمین ایک پتاگھاس کا بھی نہیں جتنا دریا جھون اور
سپھون مشہور ہیں جھون سے انگریزی میں اگل سس اور سنکرت
 میں چکنس کہتے ہیں تیرہ سو میل در سپھون نو سو میل بہتا ہے جمیل
 اراک کی جسے بحر خازم بھی کہتے ہیں اڑھائی سو میل طول اور سپھون میں
 ہر لیکن باہنی اور سپھون اور سپھون دونوں سپھون سے نکل کر اسی جمیل میں گرتی ہیں
 پیدائشیں مہانگی گرد پیش کے ملکوں سے بہت ملتی ہیں مکان سے
 لسنیا سونا چاندی پارا تانیا اور لوہا نکلتا ہے سپھون کا علاقہ اس ملک کے
 جانب گوشہ مشرق و شمال ہندو کش کے شمال پیدا لعل میں بہت مشہور ہے
 ایام سرما میں سردی شدت سے بڑی ہوتا ہے اور اس ملک کی بہتر ہوتا ریون میں
 چو پانڈن کی قوم سے بہت ہیں اکثر آدمی صرف مویشی پال کر اپنی
 اوقات بسر کرتے اور جہاں چاھے پانیکا آرام دیکھتے ہیں وہی جگہ اپنے
 دیرے جا گاڑتے ہیں جو لوگ شہر اور گاؤں میں بستے ہیں وہ بچا اور زہمت بھی
 کرتے ہیں آدمی وہاں کے کستی مسلمان ہیں اور بادشاہ وہاں امیر المومنین
 کہلاتا ہے منشی مومین لاک جو سپھون کے رئیس صاحب کے ساتھ سپھون گیا تھا
 اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ وہاں بادشاہ بموجب حکم قرآن کے نہ توڑتا

پہننا ہی اور نہ ظروف طلا و نقرہ صرف میں لانا ہی ایک دن جب وہ باغ کو گیا تو منشی حسرت
 نے اسکی سواری دیکھی تھی اچھے خاصے مولویوں کی طرح لباس سادہ پہنے گھوڑے
 چلا جاتا تھا دس پندرہ سوار ساتھ تھے اور چروں پر دیگ دیگ رکھیں بوسٹے
 وغیرہ مسیحی قلعی دار کھانیکے ظروف بارتھے یہ لوگ ڈار ہی رکھتے ہیں اور مردک چشم
 اور بالوں کے سیاہ ہوتے ہیں فوج یہاں کے بادشاہ کی تھیں ہزار آمدنی
 اڑھتالیس لاکھ روپیہ سالانہ سجارا اور سکا دار سلطنت سعدنی کے دونوں
 کناروں پر آباد ہے وہ بڑی تجارت گاہ ہے وہاں چین ہندوستان روس
ونگستان سب جگہ کی چیزیں آتی ہیں آبادی اوسمیں قریب تیرہ لاکھ آدمی
 تصور کرتے ہیں مساجد شہر میں تین ہوساٹھ سے کم نہیں ہیں اور در سے اس
 بھی زیادہ ہیں وہاں کے بازار میں بون اور چاے کی دوکانیں بہت ہیں ہانکے
 آدمی چاے بکثرت پیتے ہیں ہندوں کو حکم ہے کہ اپنی ٹوپوں پر نشان رکھیں تاکہ
 مسلمان کبھی مخالفت سے سلام علیک نہ کہیں وے لوگ صرف نام کے ہندو ہیں
 طریق انکے بالکل برگشتہ بلخ سجارا سے اڑھتالیس سو میل سمت گوشہ مشرق
 و جنوب یابل جنوب نہایت قدیم شہر ہے زردوشت جسے پارسیوں کا مذہب جاری کیا
 تھا اسی شہر کے درمیان پیدا ہوا تھا اب انڈیا کے مانہ سے وہ کابل والوں کے دخل

میں جا رہا ہے سمرقند بخارا سے ڈیڑھ سو میل مشرق و بحسب سیراب اشجار میوہ جات کے
 درمیان شہر نیاہ خام کے اندر آباد ہے وہ ایریمور بادشاہ کا دارالسلطنت تھا کہ جسکی اولاد
 اب تک تختِ دہلی پر تھی اگرچہ یہ تمام ملک بخارا کی سلطنت میں شمار کیا جاتا ہے لیکن
 درمیان خیمو خواہ خوارزم سمت گوشہ مغرب شمال خوگند خواہ کو کن سمت گوشہ
 مشرق و شمال قندز سمت گوشہ مشرق و جنوب ان تینوں علاقوں کے خان یعنی
 حاکم صرف بڑے نام بخارا کے ماتحت ہیں +

ایران

۲۵ درجے سے ۴۰ درجے عرض شمالی تک اور ۴۴ درجے سے ۶۵ درجے طول
 شرقی تک طرف شمال روس اور توران اور کاسپین سی ہی جنوب ایران
 کی کھاڑی جسے وہاں والے دریائے عمان کہتے ہیں مشرق افغانستان اور
 جانب مغرب ایشیا کی روم سے شامل ہو گیا ہے قریب نو سو میل کے مشرق سے
 مغرب کو لمبا اور چھ سو میل شمال سے جانب جنوب چوڑا ہے وسعت پانچ لاکھ ساٹھ ہزار
 میل مربع آبادی فی میل اٹھارہ آدمی کو حساب سے ایک کروڑ آدمی کی انداز
 کرتے ہیں ذیل میں اس ملک کے صوبوں کے مقابل میں اونکے
 بڑے شہروں کا نام لکھا ہے +

اسمار صوبہ	اسمار شہر	لمبر
		۱ <u>آذربائیجان</u> بطرف گوشہ مغرب و شمال
	<u>لوم اور روس</u> کی حد پر	
	<u>کرمان شاہ</u>	۲ <u>گردستان</u> آذربائیجان کے جنوب
	<u>خرم آباد</u>	۳ <u>گردستان</u> <u>گردستان</u> کے جنوب
	<u>درغل</u>	۴ <u>خرمستان</u> <u>گردستان</u> کے جنوب سمندر کی کھاری تک
	<u>شیراز</u>	۵ <u>فارس</u> <u>خرمستان</u> کے جانب مشرق
	<u>لاڑ</u>	۶ <u>لاڑستان</u> <u>فارس</u> کے بحر جنوبی کی کھاری تک
	<u>کرمان</u>	۷ <u>کرمان</u> <u>فارس</u> سے مشرق
	<u>مشہد</u>	۸ <u>خراسان</u> <u>کرمان</u> کے شمال
	<u>اصفہان</u> <u>طهران</u>	۹ <u>عراق</u> <u>فارس</u> سے شمال رو
	<u>ساری</u>	۱۰ <u>مازندران</u> <u>عراق</u> سے شمال رو
	<u>رشد</u>	۱۱ <u>گیلان</u> <u>مازندران</u> سے طرف گوشہ مغرب شمال
	<u>استر آباد</u>	۱۲ <u>استر آباد</u> <u>گیلان</u> کے شمال

ہرمز اور گرگ وغیرہ کسی جزائر جو ایران کی کھاری میں ہیں اسی سلطنت میں تھیں

کیے جاتے ہیں ایران کی کھاڑی سے مروارید آبدار نکلنے میں گیتان

اور گوہستان کی اس ملک میں افراطی اور اوٹکنے سے چین جابجا دھپ اور شیشما

دونین میں کہ جنہیں بھول سہل آبادی اور نہری سب کچھ موجود ہے سمت جنوب کے

پہاڑ تو فی الجملہ با شجار ہیں باقی بالکل بے شجر وہ بڑا گیتان جو کرمان سے مازندران

تک چلا گیا ہے چار سو میل سے کم طول میں چین ہی دریا بہت بڑا کوئی زمین حاصل

رومیہ کی کاسپین سی اور صد غربی کے درمیان تین سو میل کے گڑے میں آب

صافی مگر شور سے پُر ہے اور اسکے درمیان سے گندھک کی بو آتی ہے زمین جو

سیلاب ہے خوب رخیر اور بار آور ہے پیدائش وہاں غلہ اور میوہ جتنی مثل افغانستان

کے لیکن سویہ ایران کا تمام جہان سے بہتر زعفران اور سنا بھی اچھی ہوتی ہے

وہاں ہی ہوتے ہیں جنہاں کو بھی افغانستان میں ہو چکا ہے گھوڑا ایران کا اکثر

مثل عرب کے خوب صورت اور تیز نہیں ہے مگر قدر اور مضبوطی میں اس بڑھ کر ہوتا ہے

میسر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سولہ ایران سے فلس زمین بڑھ کر جو سات سو

سے زیادہ ہے خط لیکر پہنچ گیا تھا جگہ زمین گورخر کثرت سے ہیں کھان ایران

میں چاندی میسا لوہا تانبا سنگ مرغفت گندھک اور فیروزہ نکلتا ہے رومیہ میں

ایک پہاڑ کے غار میں مثل پائیکے پتی ہر سال بھر میں ایک جاکم ضلع اوس غار کو کھودتے

جس قدر مویا می جمع ہوئی رہتی ہے بادشاہ کے حضور میں بھیجتا ہے اس کے زخم بھی

جلد آرام ہوتا ہے حصہ شمالی میں سردی اور جنوبی میں گرمی ہستی ہے آسمان ہمیشہ صاف

وشفاف ہوا میں بیوست بارش صرف عمیلان اور مازندران کے صوبجات میں جو

کاسپین مئی کے کنارے ہیں ہوتی ہے باقی اور جگہوں میں بہت کم بہر کیف آتی ہے ہوا

اوس ملک کی نہایت عمدہ ہے آدمی وہاں کے حسین خندہ و ملسنا رعایش خوش

اخلاق خوش غذا خوش پوشاک باادب مہمان نواز جوانمرد بردبار شاعر خوشامد بسند

اور طامع ہوتے ہیں مزاج اونکا نرم مگر زودرنج کاہل اوس سر کیے لیکن وقت ضرورت

محنت بھی بڑی کرتے ہیں بال اونکے سیاہ رہتے ہیں ڈاڑھی بعضے منڈوا دالتے

ہیں اور سرخ ٹوپیاں پہنتے ہیں اسی جہت سے قزلباش کہلاتے ہیں کیونکہ زبان

میں قزلباش کے معنی سرخ ٹوپی ہیں عورات چہرہ رقیاب رکھتی ہیں گاڑی وہاں نہیں

ہوتی سواری گھوڑی عورات شتر وں پر چل میں روکیے اندر بٹھتی ہیں منہ میں وہاں

مسلمان اہل تشیعہ ہیں اور اکثر اونہیں سے جو صوفی کہلاتے ہیں یہاں وہاں

سے مطابقت رکھتے ہیں آئین قانون وہاں قرآن کے حکم بموجب جاری ہیں زبان

ایرانو کی یعنی فارسی دنیا کی سب بانوں سے شیرین ہے اگر اوسکو مصری اور قندھی

کہیں تو سجا ہے اوس ملک میں علم کی قدر ہے فالین ریشمی کپڑے کنخواب شال بندو

ننگچہ اور تلوارین بہت عمدہ تہی ہیں مینہ بھی خوب ہوتا ہے خالین شراب پشم سوی ہوتی
 گھوڑے اور دو آئین وہاں سے باہر جاتی ہیں اور شکر نیل مصلحہ کپڑا اور شیشے
 ظروف چینی طلا لاکھا وغیرہ چیزیں وہاں بیرونجات سے آتی ہیں ایران میں
 مندر مکان وغیرہ کے نشان کثرت سے ملتے ہیں درحقیقت یہ سلطنت بہت قدیم
 ہی پیشتر وہاں کے آدمی آتش پرست تھے یعنی آگ کی معتقد تھے اور اوسکی پرستش
 کرتے تھے اپنے مندروں میں ہمیشہ آگن کندھ یعنی آتشکدہ کے درمیان آگ کو
 مشعل رکھتے تھے کہ بھی منظر ہی نہ ہونے دیتے تھے ^{۳۶} میں معرکہ قُدسیہ کے درمیان
ایران کے بادشاہ یروڈ نے عربوں کے ہاتھ سے شکست کھائی اور اوسوقت
 سے ایرانیوں کو مسلمان ہونا پڑا ^{۱۸} میں چنگیز خان نے سات لاکھ تانڈیو
 ساتھ ایران فتح کیا تھا چنگیز خان مسلمان تھا بلکہ بت پرستی کرتا تھا
نادر شاہ جو ہندوستان سے سترگور روپہ کا مال غارت کر لیکیا اسی
ایران کا بادشاہ تھا فوج دوامی دس ہزار سپاہی اور تین ہزار غلام باقی رہ
 جاگیر دار فکلی بھرتی اور آمدنی وہ تین کروڑ روپے سالانہ کی طہران ایران
 کا دارالسلطنت ۲۶ درجے ہم دقیقے عرض شمالی اور ۵۰ درجے ۵۰ دقیقے طول
 شرقی میں امن کوہ پر خندق اور شہر بنا ہوا مضبوط ہے کے درمیان پانچ میل کے صلحہ

ساٹھ ہزار آدمیوں کی آبادی ہر مکانات اکثر خشت خام کے لیکن قلعہ کے درمیان محاصرے
 شاہی عمدہ بنے ہیں دارالسلطنت قدیم اصفہان طهران سے کچھ اور پڑھائی سو
 میل سمت جنوب نزد دروں کے کنارے دو لاکھ آدمیوں کی آبادی ہر بازار پٹا ہوا
 چوک بہت بڑا اور تہذیب طویل درمیان میں نہر اور حوض سنگ موسیٰ کے بے ہونے
 اور درخت سایہ دار لگے ہوئے شہر کے سمت جنوب آٹھ باغ شاہی جدا جدا فصلوں کے
 ہشت بہشت نام موعہ نہر و حوضوں کے بہت نفیس بنے ہیں انہوں سے ایک باغ کے
 درمیان چالیس فیٹ بلند چالیس توڑ کا شیش محل بنا ہر گھانگ کے
 پھولوں کے عکس سے گویا حقیقت ایوان جو ہر گھانگ معلوم ہوتا ہے اس چل ستون کے
 ستونوں کو سنگ مرمر کے چار چار شیر و فیل پست پر بجا بیٹھے ہیں جب امیر پیکر
 بادشاہ نے اوسے لوٹا تو ایک لاکھ ستر ہزار آدمی قتل کیے اور شہر تباہ کی
 فصیلوں پر ان کے سر سے انبار لگادے ڈیرھ سو برس بھی نہیں گذرے
 کہ جب چار ڈون صاحب نے اوس شہر کو چوبیس میل کے گردے میں آباد کیا
 تھا اوس وقت اوس میں دس لاکھ آدمی سات سو بیس لاکھ مسجد اٹھائیس ہزار
 اٹھارہ سو کاروان سرا اور دو سو تہتر حمام تھے شیراز طهران پانچ سو میل سمت
 جنوب اشجار خوشنما کے جھنڈ میں دور سے بنا مساجد اور گنبد چلتے ہوئے چالیس ہزار

ارمیوں کی آبادی ہو مکان چھوٹے گوچے تنگ لیکن باہر باغ بہت تھیں گاہے خوشبودار
 سے پرنوارے جاری حافظ اور سعدی اسی جگہ مدفون ہیں ستر اڑسے تیس میل
 گوشہ مغرب شمال اریکان کا نہایت قدیم دار السلطنت استخر جسے انگلیز بھی اوتھ
 کہتے ہیں آباد تھا اسکندر نے اسے غارت کیا ایک مکان مریان جسے وہاں وا
 تحت جڑید کہتے ہیں اب تک موجود ہے اسکے سنگ مر کی صفائی جو شکل آئینہ درخشان
 ہیں اس کے ستونوں کی بلندی جو اس وقت بھی کچھ کم و بیش ساٹھ ایستادہ بین
 اس کی صورت موت اور نقاشیوں کی باریکی جو زمینوں کے درمیان بہت لطافت
 کے ساتھ بنائی ہیں دیکھ کر تعجب ہوتا ہے اس مکان مریان نہایت سے قدیم
 پارسی حروف پہ شکل پکان منقوش ہیں اب انکو اس زمانہ میں کوئی بھی نہیں پڑھ
 تھا مگر الف ن صاحب نے اس میں اس کی کوشش میں اس تحریر کا مطلب لالا
 اور اون حروف کی الف بے بھی بنائی کہ اس کی مدد سے اس ملک میں جہاں
 قدیم مکانوں پر اس قسم کے کتابے تھے جگہ پڑھے گئے اس پر پڑی ہوئی اس کے
 ویرانے پر شاہ عالی وقار کھیر جو جسے چوبیس سے برس کے قریب گذرتے ہیں او
 دار کا نام لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان سے مضر اور یونان تک قلم ملک ان
 زیر نگین تھے یہ قدیم زبان پارسی جو حروف مشابہ پکان تیر میں لکھی ہو سنسکرت

خاصکے کلام سید سے اتنی طہی ہو اور لباس سلاح سوارسی اور صورت اون شکل کوئی
 جو دمان پتھرون پتھوش بین ہندوستان کے کئی قدیم مندرون کی نقاشی سے
 ایسے مشابہ ہوتی ہیں کہ جن لوگوں نے ایران اور ہندوستان کی تواریخ سلف بخوبی
 دیکھی ہیں ان کے دل میں یقین کلی ہو جاتا ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان اور ایران
 کے چال چین مذہب طوطر طریق وغیرہ میں کچھ بڑا فرق تھا ہندو کا مول مٹر کا مذہبی
 آفتاب کی مدح ہو ایرانی بھی پہلے مٹر یعنی آفتاب کے معتقد تھے ہندوستان میں
 قول موجود تھا کہ آری کی اور یگنہیہ موم وغیرہ کی بنیاد ولی ایرانیوں
 کلام مطابق زردشت نے آتش پرستوں کا مذہب شایع کیا ہندوستان میں چلی
 خواہ بود ہوں نے جان کشی ترک کی ایران کے درمیان صرف سال میں ایک مرتبہ
 بادشاہ اپنی فوج لیکر چند جانوروں کی حفاظت کے لیے موذی یعنی گوشت خوار اور ذبح جانوروں
 کو ہلاک کرنے کے لیے لشکر کشی کرتا تھا وہی گویا شکار کی اصل ہوئی باقی وہ بھی جا
 کو نہایت مذموم جانتے تھے انقلاب زمانہ سے دونوں ملکوں کے چال چین
 مذہب طریق وغیرہ میں فرق آ گیا۔

ع ب

یہ جزیرہ نما ایشیا کے گوشہ مغرب جنوب میں ۱۲ درجے ۲۰ دقیقے سے ۳۴ درجے

۳۰ دقیقے عرض شمالی تک اور ۳۲ درجے ۳۰ دقیقے سے ۳۰ دقیقے طول شرقی تک
 چلا گیا ہی حدودِ اوسکے شمال روم کی سلطنت مشرق ایران کی کھاری مغرب
 ریڈیسی نام کھاری جسے بحر قزقم اور بحر احمر بھی کہتے ہیں اور سویز کا گردن
 زمین اور جنوب بحر عرب ہو شمال سے طرف جنوب تر سویل طول اور مشرق سے
 مغرب کو بارہ سو میل عرض میں ہو وسعت دس لاکھ میل مربع آبادی فی میل مربع با
 آدمی کے حساب سے ایک کروڑ بیس لاکھ کی ہو حجاز کا علاقہ حبشین مکہ اور
 مدینہ ہو روم کے بادشاہ کے تحت حکومت میں ہو اور باقی تمام ملک علیحدہ علیحدہ
 حاکموں کے تحت میں منقسم ہوئے حاکم شیخ شریف خلیفہ امیر اور امام کہلاتے ہیں بادشاہ
 اونین کوئی نہیں بہر ملک بالکل گیتان ہو صرف کہیں کہیں نرخی زمین مثل جزیرہ
 نظر پتی ہو الغرض آبادی کم اور ویران زیادہ ہو بہاڑوریاے شور کے کنارے
 کنارے اگرچہ بہت بلند نہیں ہیں تاہم اونین ہوا کچھ معتدل رہتی ہو اور باقی سب جگہ
 یعنی گیتان کے کف دست میداؤنن نہایت گرم ہو ہی موسم سکا بھی اٹھانٹا
 میں ساہن ہوا عیب میں نہایت درشور سے چلی ہو ہندی اور جھیل زبان موسم کھانیکو بھی نہیں
 بہاڑ کے برساتی نالوں کو ہم شمار میں نہیں لاتے ریڈیسی کے کنارے شمالی کے قریب ہی
 کوہ طور ہو جہاں موسیٰ یغیر کو اوسکی امت کے عقیدے مطابق الہام ہوا تھا جو سب

اضلاع دریائے شورسے کنارے آباد ہیں اور عین قہوہ بول کا گوندھو پھل سنبل

سناخراگول مچ وغیرہ بہت اقسام کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں زراعت بھی با

لوگ گیہوں جوار باجرانیشکر تاکو کپاس وغیرہ کی کرتے ہیں جاہل نہیں ہونا گھوڑوں کا

تمام دنیا میں مشہور ہے وہاں سے بہتر یہ جانور کہیں نہیں ہوتا دو دو ہزار برس تک

نسباً وہاں والے اپنے گھوڑوں کا یاد رکھتے ہیں اور اونٹ اور گدھا بھی ہاں تھا

خوب ہوتا ہے گدھے کی سواری میں وہاں عیب نہیں سمجھتے بلکہ بڑی رغبت سے چڑھتے

ہیں اور شتر تو گویا خالق نے اسی ملک کی واسطے خلق کیا جو یہ جانور نہ ہوتا تو عربوں کو

اوس ملک میں ہنٹھل پڑ جاتا اسکا شکم اندر سے ایسا خانہ دار بنا ہے کہ وہ سات دن کا

پانی کی بارگی بی سکتا ہے اسکے کت پانچ کی طرح ایسے نرم اور چھوٹے چھوٹے

کہ وہ ریت میں نہیں دھستے انکھ ناک کان اس جانور کے سب بھستان کے گون

پتے ہیں سچ ہے کہ خدا نے جہاں جس کام کے لیے جسے پیدا کیا ویسا ہی اوسے

سامان دیا شتر مرغ ایک پرند وہاں آٹھ فٹ بلند ہوتا ہے ڈیرھ ڈیرھ ہیر کے

دیتا ہے پرواز نہیں کر سکتا لیکن بھاگتا بہت ہے آدمی کے بار کا خوبی تحمل ہوتا ہے اور

کپڑا لکڑی لوہے تک بھی کھا جاتا ہے بٹویوں کا عرب گھر ہواں والے اونکو بریا

کر کے بڑے مزے سے کھاتے ہیں جہاں سے سیسالو ہوا اور چاندنی نکلتا ہے اوتلا

بہت قلیل بحرِ بحرین کا جزیرہ ایران کی کھاری مین عرب کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے
 اور جزیرہ کے آدمی سندس سے موتی نکالتے ہیں اور سوطرہ کے جزیرہ مین جو کے
 کنار جنوب سے دو سو چالیس میل دور اور قرنیہ کے کنار مشرق سے نزدیک سور جا
 اور عزیر (المکتا) آدمی ہاں کے میازہ قد گندم ٹنگ جو انہر و خالص گھوڑ چڑھے حر بارک سین
 استاد و مسافر نواز مہمان پرورد تدین اور شرف ہوتے ہیں بشرے پرانے کے ایکہ و باہی
 کے ساتھ اور اسی سی چھائی رہتی ہی لیکن انہیں بہت آدمی خانہ بدوش یعنی بدوی ہیں
 اور مثل تاناریون کے خیموں میں ٹاکو تے ہیں اور مویشی بالکل اور سودا گروں کے قافلے
 لوٹ کر اپنی گزرتے ہیں ٹوپیان ہاں کے آدمی بنی یا اونی ایک پر دوسری ند
 پذیرہ تک گلانگ کی پہنتے ہیں اور پورالی سب سے عمدہ ہوتی ہے غرب سے غرب
 بھی دو ضرور پہنیکا اور پھر اوپر دو پٹا باندھتے ہیں اس ملک کے آدمی اونٹ کا گوشت
 اور اونٹنی کا دودھ بہت کھاتے پیسے ہیں محمد کے پیشتر عرب نے بھی مثل سند سنا
 بت پرستی کرتے تھے اور آدمی کی فریانی دیتے تھے محمد نے مورتوں کو توڑ کر
 اونھیں لانٹان لاصوت قاور مطلق کے پرستش کرنیکی رہیت کی محمد کے جو بادشاہ
 جانشین ہوئے وہ خلیفہ کہلائے زبان عربی مثل سنکرت کی شکل ہو اور اوس با

میں بھی بہت سی علمی کتابیں موجود ہیں تو وہ سنا صحیح مصنفین وغیرہ وہاں کے باہر جاتا
ہو اور لوہا فولاد سیدھا لگانا تو اچھی شیشے ظروف چینی وغیرہ باہر سے وہاں آتے

ہیں گنگہ ۲۱ درجے ۲۸ دقیقے عرض شمالی اور ۴۴ درجے ۵۰ دقیقے طول شرقی میں

ایک چھوٹی سی سیل اور سنگلاخ وادی کے درمیان آباد ہے نہ اس شہر میں کوئی باغ
ہو نہ کسی جانب درخت اور سبزہ نظر پڑتا ہے بلکہ پانی بھی پینے کے لائق دس کوس سے

لانڈ پڑتا ہے شہر قرینہ سے آباد ہے اور بازار بھی وسیع اور بارونق ہے آبادی اس میں تقریباً

تیس ہزار آدمیوں کے ہوگی گنگہ یعنی معبد اہل اسلام گنگہ کے درمیان چھوٹا

مربع کے اندر جس کے گوشوں پر پینا بنے ہیں ایک چھوٹا سا مکان مربع ہے چھتیس فٹ ۳۶

اور تین تیس فٹ وسیع سیاہ کپڑے پوشیدہ اس کے درمیان ایک گوشے میں حجر الہود

(۱) یعنی سنگ سیاہ چاندی سے منڈھا ہوا رکھا ہے جو راتے تب میں اول اس پتھر

کو بوسہ دیتے ہیں گنگہ تمام سال میں تین دن کھلتا ہے ایک روز مردوں کیلئے

دوسرے روز عورتوں کیلئے تیسرے روز دھونے اور صاف کرنے کے لیے توتلی

چاہ نہ فرم ہے اہل اسلام اس کا سوا بہشت سے آیا بتاتے ہیں اور اس کے پانی

پینے میں ثواب عظیم سمجھتے ہیں گنگہ اور دینہ مسلمانوں کی پرستش گاہ عظیم ہے اس کے غیر

(۱) یہ پتھر اوستا میں ہے انگریزی میں ڈال سنگ بائبل کہتے ہیں (W of came
kasatt)

محمدؐ ۶۹ء میں مکہ کے درمیان متولد ہوئے تھے۔ مدینہ مکہ سے دو سو سال

مابل مگوشہ مغرب و شمال بلقانی سی شہر پناہ کے صحیح خچہ پٹو گھر کی آبادی ہے مسجد
محمدؐ کی بہت عظیم الشان بنی ہے چار سو ستون سنگ موسی کے لگے ہیں اور تین سو

چراغ ہمیشہ روشن رہتے ہیں درمیان میں محمدؐ کی قبر ہے اور اسکے دونوں طرف

ابوبکرؓ اور عمرؓ مدفون ہیں عدنان کا قلعہ جو ریڈیٹیوی کے مہا نے پر

یمن کے علاقہ میں ہے کچھ دنوں سے سرکار انگریزی کے قبضہ میں آ گیا ہے۔

ایشیائی موم

اسکو ایشیائی اس واسطے کہتے ہیں کہ سلطنت روم ایشیا اور فرنگستان دونوں

حصوں میں واقع ہے یہاں صرف اوسی حصے کا بیان ہوتا ہے جو ایشیا میں ہے یہاں

مفصل اس سلطنت کا فرنگستان کے ساتھ ہوا کیونکہ اوسکی دار الخلافہ قسطنطنیہ

اوسی حصے میں آباد ہے فرنگستان والی اس ملک کو ایشیا بگڑی یعنی

ایشیائی فرنگستان کہتے ہیں لیکن اسمین شام کی تمام ولایت اور عرب اور

ایران کو بھی حصے میں گذشتہ تین ہزار سال کے عرصے میں جیسا اولٹ پھیر بادشاہوں کا

اس قطعہ زمین پر رہا ہے ہرگز دوسری جگہ سے نہیں آیا کبھی یونانیوں نے لیا

کبھی رومیوں نے دیا کبھی ایرانیوں کے عمل میں آیا کبھی عربوں کے دخل میں گیا

کبھی تماریون نے او سے غارت کیا کبھی فرنگیوں نے او پر حملہ کیا اور ظفر یہ کہ
 جب جس نے اس ملک کو فتح کیا نیے ناموں سے نیے صوبے اور نیے
 ضلعوں میں کیا عیسائیوں کی کتب قدیم میں مندرج ہو کہ یا پنچہزار لاکھ سو لٹھاون برس
 گزرتے ہیں خدا نے پہلا آدمی اسی ملک میں پیدا کیا اور طوفان کے بعد فوج کا جہاز آ گیا
 ملک میں لگا اسی ملک سے آدمی تمام جہان میں پھیلے اور اسی ملک میں پہلا اقبالند
 بادشاہ ہوئے زمین کھودنے سے اب تک مورت وغیرہ ایسی ایسی چیزیں لگائی گئی تھیں
 ہیں کہ جس سے اوس ملک کا کئی وقت میں نہایت بااقدار بادشاہوں کے زیر نگین ہونا بخوبی
 ثابت ہو گیا عیسائیت اسی ملک میں پیدا ہوئے تھے اور اسی سبب سے وہاں
 اوس مذہب والوں کے بڑے بڑے مقامات پرش میں الغرض یہ ایشیا ترک
 ۳۱ سے ۴۲ درجہ عرض شمالی اور ۲۶ سے ۲۸ درجہ طول شرقی تک چلا گیا جو
 حدود اوسکی مشرق اور ان جنوب عرب مغرب میدئی ٹرینین اور شمال دار
مار باسفورس اور بلگ سی نام بحر اعظم کی کھاڑیاں ہیں مشرق سے طر
 مغرب ہزار میل طول میں شمال سے طرف جنوب تو سو میل عرض میں چار لاکھ ستر
 میل مربع کی وسعت میں ہے آدمی اوس میں تخمیناً ایک کروڑ بیس لاکھ ہونگے اور اس حساب سے
 آبادی اوسکی چھپیس آدمیوں کی بھی فی میل مربع نہیں بڑی شام کا ملک دریا سے فرات

اور میدئی ٹریٹے نہن کے درمیان واقع ہوا جس کے حصہ جنوبی میں فلسطین ہے
 جہاں سے عیسائی مذہب کی بنیاد پڑی اور جسے عیسائی لوگ پاک بوم کہتے ہیں
فرائٹ کے مشرق ویا بکر ہے اور کا حصہ جنوبی عراق عرب اور حصہ مشرقی گروستان
 خواہ گروستان کہلاتا ہے اور اس کے جانب شمال ارم کا علاقہ ہے جسے انگریز لوگ ایشیا
 کہتے ہیں ایشیائی روم میں پہاڑ بکرت ہیں اور بیلن کہ شام کے گوشہ جنوب مشرق میں
رگستان میران عظیم اشان ہے پہاڑ نمین طامس اور ارارات یعنی کوہ جودی مشہور
مین طامس کا سلسلہ میدئی ٹریٹے نہن کے کنارے سے قریب ہی قریب رأس خلیل
 سے فرائٹ تک چلا گیا ہے اور ارارات ارم میں روس اور ایران کی سرحد پر ستور
 فطبحر عظیم سے بلند ہے عیسائیوں کے مذہب مطابق طوفان کے بعد نوح کا جہاز اسی
ارارات پر اگرا کا تھا اندیون میں دجلہ اور فرائٹ جو بھرتے سے کچھ دور اور ملکر
شاطر عرب کے نام سے خلیج ایران میں گرتی ہیں نامی ہیں فرائٹ پندرہ سو میل طول میں
 ہے اور دجلہ اٹھ سو میل بعلبک سے قریب چالیس میل کے طوں مغرب میدئی ٹریٹے
 کے کنارے سے متصل زبیل کے نیچے ارم مذی جاری ہے اور سکا قدیم نام
اڈونس ہے اور سکا پانی گیر و وغیرہ کے طے سے جو بالف ورا کے کنارے پر ہے
 جگہ ہر دو سال میں ایک بار سرخ ہو جاتا ہے وہاں کے نادان آدمی خیال کرتے ہیں کہ یہ زمانہ

میں اڈونسن نام ایک آدمی کو شکار کھیلنے ہوئے سووئے مار ڈالا تھا اسی کا
 خون ہر سال ندی میں آتا ہے چھیل ڈیڈی کی جسے بجز لوط بھی کہتے ہیں فلسطین
 کے حصہ جنوبی میں چھاپسیل کے قریب طول میں ہوگی یا بنی او کا بالکل شورگر پیش
 کے پہاڑ جگہ او جاڑ درخت اونیں دیکھنے کو بھی نہیں کیا شان الہی ہو نہ تو اس چھیل کے
 قریب کوئی درخت جتنا ہی اور نہ او میں کوئی جانور زندہ رہتا ہوا ہے ہر معتدل و خوب
 لیکن سب جگہ ایک سی نہیں ہو بلکہ پہاڑوں پر یہاں تک سردی پڑتی ہے کہ وہ
 ہمیشہ برف سے پوشیدہ رہتے ہیں اور ریتان کے درمیان موسم چلا کرتی ہے آدمی
 وہاں کے کابل و غلیظ میں اس سب سے وبا اکثر پھیل جاتی ہے زلزلہ اس ملک میں
 بہت آتا ہے زمین اکثر جگہ بار آور ہو لیکن ہاں واصلے زراعت میں محنت نہیں کرتے
 تجو گیہوں کئی روئی تاکو قہوہ افیون کشکی جسے عوام الناس و مسی کشکی کہتے ہیں
 زیتون انگوٹھ بصری غیر بہت قسم کے غلے میوے اور ادویات پیدا ہوتی ہیں
 بکریوں سے ہاں ایک قسم کا پشمینہ حاصل ہوتا ہے اور شیم بھی وہاں کی پیدا ہونے والی
 شمار کیا جاتا ہے گدھے گھوڑے خچر شتر لکڑی بھانڈے بھانڈے وغیرہ صحرا سی منگی
 جانور افراط سے ہیں لیکن لشکر منج وہاں اس طرح کا عرب کے گریستانوں سے مثل ارمیہ و تیار
 کہ اکثر زراعت باطل غارت ہو جاتی ہے لگ بھگ اس کے گوشہ مشرق و جنوب جہاں اکثر چلتی ہے

اوسنے ایسی وفتی پائی کہ جب کبیا ان الل لیلہ کی عجیب و غریب کہانیوں میں کیا ہو یا فعل
 اوس میں اسی ہزار آدمیوں سے زیادہ نہیں بستے تھے کہ میں جب چنگیز خان کے
 پوتے ہلاکو نے وہاں کے خلیفہ مستقیم بائند کو قتل کر کے شہر لوٹا اٹھ لاکھ آدمی
 اوس میں قتل ہوئے تھے کہ میں اوسے ^{۱۶۳۶} پیر تھوڑے لوٹا اور خاکستر کیا اور ^{۱۶۳۷}
 میں ^{۱۶۳۸} روم کے بادشاہ چوتھے مراد نے جسے اموات بھی کہتے ہیں تین لاکھ
 فوج سے لشکر کشی کر کے اوسے اپنے قیدیہ میں کر لیا ^{۱۶۳۹} بعد اوسے چار سو چھتر
 میل مغرب مال گوشہ مغرب شمال شہر بناہ کے درمیان اٹھ میل کے گردے میں
 ارٹھائی لاکھ آدمیوں کی آبادی بڑی تجارت گاہ ہو اوسکی مسجد و نیکے سفید سفید بنا مار گنبد
 بڑے بڑے سرو کے درختوں میں نہایت فریب از خوشنما معلوم ہوتے ہیں بازار پورے
 بالکل بڑے ہوئے ہیں بدیخت شدت آفتاب تابش سے بڑی حفاظت ہو رہی
 کیلئے دو نوجانہ پچھول دیے ہیں کسی عصر میں وہ شام کی دار الخلافت تھا
 دمشق بعد اوسے چار سو چھتر ^{۱۶۴۰} میل جانب مغرب کو ہستان سے محصور ایک میدان وسیع
 باغات و چھپ کے درمیان دریاے پافار کے دونوں کناروں پر دو لاکھ آدمیوں کی
 آبادی ہو وہاں سے پچاس میل جانب شمال مال گوشہ مغرب شمال ^{۱۶۴۱} بعلبک میں ^{۱۶۴۲} بعلبک
 یعنی آفتاب کا ایک قدیم مندر نہایت عجیب و غریب ہے اور اسکے سنگ مرمر کے ستونوں کی

بلندی کی جگہ عقل دنگ ہو جاتی ہے ایک پتھر اوس کے ستون کا جو اب تک نیچے پڑا ہے اور ستر فٹ
 طول اور چودھ فٹ عرض میں اور چودھ فٹ موٹائی پائیش ہوا تھا بے گل کے
 وسیلہ کے معلوم نہیں کس تاب و طاقت سے ان پتھروں کو اٹھائے تھے
 ارض روم بغداد سے سو اسی سو میل طرف گوشہ مغرب شمال میں شمال روم
 کے علاقہ میں اور ستر تا حد غربی پتھر عظیم کے کنارے ہے ان دنوں شہر نمون
 لاکھ لاکھ آدمیوں سے کم نہیں بستے بقصر جہان گلاب کا عطر نہایت نفیس بنا ہے
 بغداد سے دو سو اسی میل طرف گوشہ مشرق جنوب سات میل کے گرد میں شام العرب
 کے رہنے کنار شہر بناہ کے درمیان آباد ہے اور بڑی تجارت گاہ ہے آدمی اور سین تھینا
 ساٹھ ہزار ہونگے موصل بغداد سے دو سو ساٹھ میل طرف گوشہ مغرب و شمال
 و جلہ کے رہنے کنار ہے سنقیس ہزار آدمی کی آبادی ہے اوس کے مقابل جہان اب
 موضع تونیا آباد ہے بیوہ کے شہر قدیم کا نشان ملتا ہے جس کا حلقہ کسی زمانہ میں ساٹھ
 میل تباہ زمین کیت المقدس جسے انگریز جرور کم خواہ از شہر کہتے ہیں فلسطین
 یعنی کنعان کے علاقہ میں ویدر سی جھیل اور میدی ٹرے زمین کی کھاڑی کے
 درمیان پہاڑوں سے محصور ایک اونچے سے میدان میں اس ہزار آدمی کی آباد
 ہو رہے سلیمان کے باب داؤد کا ہے تخت تھا اور اسی جگہ سلیمان نے قادس

کا معبد بنایا تھا اسی جگہ عیسائے صلیب پر لٹے گئے اور وہی جگہ عیسائے صلیب

کا روضہ ہے وہاں سے بچھ میل سمت جنوب بیت الہم عیسائے صلیب کا مولد ہے

پائل مرزا خواہ مذکور جو سلیمان نے بغداد سے ساڑھے تین سو میل جانب مغرب

میل گوشہ مغرب و شمال شام کے ریگستان میں جہاں پانی بھی بہا کرتا ہے

اور درختوں کا تو تذکرہ کیا ہے دو ہزار آٹھ سو اٹھاون برس گزرے آباد

کیا تھا اب وہاں اس شہر نامی کی عوض کو سون تک مکانات منہدم کے

پتھر پٹے ہیں اور صاف شفاف ستون ہائے رنگ مرمر ٹارٹس کے درختوں

کی مانند گویا جنگل کے جنگل کھڑے ہیں ان عمارات منہدم میں سلیمان کا بنایا

ایک آفتاب کا دیوال بھی قابل دید ہے ہلا میں بغداد سے پچاس میل جنوب

جنوب فرائٹ کے دورویہ بابل کے شہر قدیم کا نشان دیتے ہیں اور مسلمان

اور فرنگی دونوں کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پیشتر وہی آباد ہوا تھا اور

سب سے پیشتر وہی شاہ نرود کا تختگاہ ہوا جس طرح ہندو

اودھ کو بلاتے ہیں جن دونوں یہ شہر اپنی اوج پر تھا

ساڑھے میل کے گرد میں آباد تھا ساسی فط چوڑی اور ساڑھے تین سو فط بلند اسکی

شہر بنا تھا گرد خندق دروازے برنجی لگے ہوئے محلے بادشاہی

سارے ممالک میں کے گرد میں تہری دیواروں کے اندر بہت خوب بنے ہوئے
 باغ محل کے گرد پختہ پاگرا تامل بند بنا ہوا کہ او میں سے تمام تہری سیر ہوئی رہے
 اس شہر کو کبھی شاہ ایران نے غارت کیا تھا کہ بلبل بعد ازاں سے پچاس میل
 بطرت گوشہ مشرق و شمال ذات کے پار ہو وہاں اہل اسلام کے پیغمبر محمد
 کے نواسے حسن اور حسین مارے گئے تھے ڈاڈو ٹیکس کے کنارے
تین ہزار ستیالیس برس گزرے رائے کا وہ مشہور قلعہ تھا جسے لوڈیون نے
 بارہ سال کے محاصرہ میں شکست کیا تھا اس جنگ عظیم کا بیان ایک شاعر یونانی
 موسوم بہ ہومر نے بڑی صنعت سے کیا ہے وہاں سے ڈیڑھ سو میل طرف
 مشرق برسٹا میں ایک چشمہ آب گرم کا ہر غسل کے لئے اوسمین نفسیں تمام ہوتے
 تمام شد

